وہابی مذہب

حصہ اوّل

مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری کوٹلوی

قادری کتب خانہ تحصیل بازار۔ سیالکوٹ

ساڑھے پانچسو مستند کتب کے حوالہ جات سے

وہابی مذہب کی حقیقت

حسبُ الارشاد

سیدی پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری نور اللہ مرقدہٗ
زیب سجادہ دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

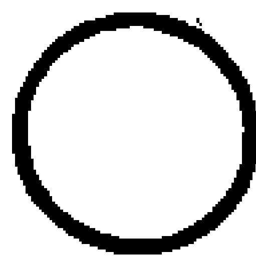
مصنفہٗ

کاشفِ اسرارِ وہابیت مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری کوٹلوی
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کُتب خانہ
جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

نام کتاب	وہابی مذہب کی حقیقت
تالیف	مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری کوٹلوی
صفحات	۴۳۶
بار اوّل	۱۱۰۰ — ۱۹۶۸ء
بار دوم	۱۱۰۰ — ۱۹۷۱ء
بار سوم	۱۱۰۰ — ۱۹۷۳ء
بار چہارم معہ اضافہ	۱۱۰۰ — ۱۹۷۴ء
بار پنجم معہ اضافہ	۱۱۰۰ — ۱۹۷۶ء
مطبع	معارف پرنٹرز لاہور
قیمت	چالیس روپے (۴۰/-)



انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو سیّدی، سندی، مخدومی، اعلحضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت علامہ حافظ

شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ

سے منسوب کرتا ہے جنہوں نے اس صدی میں اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع کو فروزاں کیا۔ دین کا لبادہ اوڑھنے والے نام نہاد تبلیغی و اسلام کے دشمنوں کی نقاب کشائی اور نشاندہی کرتے ہوئے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا اور مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کے عقائد کا تحفظ کرتے ہوئے اُمّتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

میرے عبدالمصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ تیرا قلم
دُشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے!

فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ
سیالکوٹ

کشفِ رازِ نجدیت

از برادر اعلیٰحضرت مولانا حسن میاں بریلوی علیہ الرحمۃ

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری ۔ کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر ۔ مِٹ گیا دین، مِلی خاک میں عزت تیری
تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن : ۔ تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری
اے کذاب کیا تو نے تو اقرارِ وقوع ۔ اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری
علمِ شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد! ۔ پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری
بزمِ میلاد ہو کنھیا کہ جنم سے بدتر ! ۔ ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری
یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا بُرا ۔ اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز ۔ ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری
ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال ۔ جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری
کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد دے ۔ یا علی سن کے بگڑ جاتی ہے طبیعت تیری
ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں ۔ شرک کا چرک اُگلنے لگی مِلت تیری
ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن ۔ وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں !
دعوے بے اصل ہے جھوٹی محبت تیری

بھاگتے ہیں تجھ سے سارے دشمنانِ مصطفےٰ

اے ضیاء اللہ، اے مداحِ شانِ مصطفےٰ
تیری ہستی ہے دلیلِ مادحانِ مصطفےٰ

مٹ نہیں سکتا زمانے میں ترا نام و نشاں
جب ترا عنوان ہے نام و نشانِ مصطفےٰ

تیری خوش بختی ہے، ایسے لوگ ہیں تیرے عدو
بھیڑیئے کہتی ہے جن کو خود زبانِ مصطفےٰ

قدسی کیوں بوسے نہ لیں تیرے لبوں کے اے عزیز
تجھ کو بخشا ہے مقدر نے بیانِ مصطفےٰ

واہ وا اے سائلِ محبوبِ رب العالمین!
مرحبا اے فیضیابِ آستانِ مصطفےٰ

افتخارِ قادریت شمعِ بزمِ رضویت!
شاد باش اے عندلیبِ بوستانِ مصطفےٰ

تجھ پہ نازاں ہیں یقیناً حضرت شیخ الحدیث
یعنی جو خود بھی ہیں فخرِ عارفانِ مصطفےٰ

اس تصور میں بڑی تسکین ہے میرے لیے
میں ہوں آسی مدح خوانِ مدح خوانِ مصطفےٰ

دند علامہ حافظ محمد عارف صاحب سید نوری۔

ماخذ کتب

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں مندرجہ ذیل کتب و اخبارات سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

کتب تفاسیر

۱. قرآن پاک
۲. تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
۳. تفسیر ابن جریر از امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ
۴. تفسیر جلالین از امام جلال الدین سیوطی
۵. تفسیر درمنثور از 〃 〃 〃 〃
۶. تفسیر بیضاوی از امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ
۷. تفسیر سراج المنیر از امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ
۸. تفسیر معالم التنزیل از ابو محمد الحسین البغوی علیہ الرحمۃ
۹. تفسیر مدارک از امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ
۱۰. تفسیر خازن از امام علی بن محمد الخازن علیہ الرحمۃ
۱۱. تفسیر جامع البیان از شیخ سید معین الدین
۱۲. تفسیر فتح العزیز از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۳. تفسیر حسینی از علامہ معین الدین کاشفی علیہ الرحمۃ
۱۴. تفسیر ابو السعود از امام ابو السعود علیہ الرحمۃ
۱۵. تفسیر موضح القرآن از عبدالقادر دہلوی
۱۶. تفسیر صاوی از امام احمد الصاوی علیہ الرحمۃ
۱۷. تفسیر نیشاپوری از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ
۱۸. تفسیر ابن عباس از امام عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۹. تفسیر ابن کثیر از امام ابن کثیر
۲۰. تفسیر عرائس البیان از
۲۱. تفہیم القرآن از مولوی مودودی
۲۲. فتح البیان از نواب صدیق حسن بھوپالوی
۲۳. ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن بھوپالوی
۲۴. تفسیر محمدی از حافظ محمد لکھوکے
۲۵. تفسیر ثنائی از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۲۶. تفسیر القرآن از 〃 〃 〃 〃
۲۷. تبویب القرآن از مولوی وحید الزماں
۲۸. تفسیر وحیدی از 〃 〃
۲۹. بلغۃ الحیران از مولوی حسین علی واں بھچراں
۳۰. تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی

مستند محدثین کی کتب احادیث

۳۱. صحیح بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۳۲. الادب المفرد از 〃 〃 〃 〃
۳۳. صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ
۳۴. جامع ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

۳۵. ابنِ ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ

۳۶. سنن ابوداؤد از امام سلیمان بن الاشعث ″

۳۷. سنن نسائی از امام احمد بن شعیب النسائی علیہ الرحمۃ

۳۸. سنن دارمی از امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی علیہ الرحمۃ

۳۹. طبرانی شریف از امام ابوالقاسم سلیمان
بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ

۴۰. دارقطنی از امام

۴۱. مشکوٰۃ المصابیح از امام ابو عبداللہ محمد بن
عبداللہ علیہ الرحمۃ

۴۲. اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۴۳. مرقاۃ از ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

۴۴. فتح الباری از امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

۴۵. عمدۃ القاری از امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ

۴۶. مستدرک از امام عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۴۷. تلخیص المستدرک از امام ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی

۴۸. مظاہرِ حق از علامہ نواب قطب الدین دہلوی

۴۹. کنزالعمال از علامہ علاؤالدین علی المتقی علیہ الرحمۃ

۵۰. موطا امام مالک از امام محمد مالک علیہ الرحمۃ

۵۱. ارشاد الساری از علامہ شہاب الدین احمد
قسطلانی علیہ الرحمۃ

۵۲. مواہب اللدنیہ از علامہ شہاب الدین احمد
قسطلانی علیہ الرحمۃ

۵۳. زرقانی از امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ

۵۴. خصائص کبریٰ از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

۵۵. جامع صغیر از ″ ″ ″ ″ ″

۵۶. تنویر الحلک از ″ ″ ″ ″ ″

۵۷. شواہد الحق از علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ

۵۸. جواہر البحار از ″ ″ ″ ″

۵۹. شمائلِ رسول از ″ ″ ″ ″

۶۰. حجۃ اللہ علی العالمین از ″ ″ ″ ″

۶۱. الانوار المحمدیہ از ″ ″ ″ ″

۶۲. افضل الصلوات از ″ ″ ″ ″

۶۳. دلائل النبوۃ از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی علیہ الرحمۃ

۶۴. دلائل النبوۃ از امام ابونعیم احمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۶۵. کتاب الوفا از امام عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ الرحمۃ

۶۶. بیان المیلاد النبوی از ″ ″ ″ ″ ″

۶۷. المیزان الکبریٰ از علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ

۶۸. لطائف المنن از ″ ″ ″ ″

۶۹. فتح الباری از علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

۷۰. لسان المیزان از علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

۷۱. الدرر الکامنہ از ″ ″ ″ ″

۷۲. تذکرۃ الحفاظ از ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی

۷۳. شفاء السقام از علامہ تقی الدین سبکی

۷۴. طبقات ابن سعد از

۷۵. مجمع بحار الانوار از علامہ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ

۷۶۔ بہجۃ النفوس از امام محمد عبداللہ بن ابو جمرہ علیہ الرحمۃ

۷۷۔ فتاویٰ حدیثیہ از امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ

۷۸۔ النعمۃ الکبریٰ از امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ

۷۹۔ کف الرعاع از امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ

۸۰۔ الخیرات الحسان از امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ

۸۱۔ القول البدیع از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی علیہ الرحمۃ

۸۲۔ المقاصد الحسنۃ از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۸۳۔ الاستیعاب از امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ

۸۴۔ دلائل النبوۃ از امام بیہقی علیہ الرحمۃ

۸۵۔ عمل الیوم واللیلۃ از امام ابوبکر احمد بن محمد ابن السنی علیہ الرحمۃ

۸۶۔ شفا شریف از قاضی عیاض علیہ الرحمۃ

۸۷۔ احیاء العلوم از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ

۸۸۔ غیث الغمام از علامہ عبدالحی لکھنوی

۸۹۔ دیوان حسان از حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

۹۰۔ حیاۃ الحیوان از علامہ کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ

۹۱۔ نسیم الریاض از علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ

۹۲۔ تطہیر الفؤاد از علامہ محمد بخیت المطیعی علیہ الرحمۃ

۹۳۔ الفجر الصادق از علامہ ابو حامد مرزوق علیہ الرحمۃ

۹۴۔ التوسل بالنبی از

۹۵۔ فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۹۶۔ الکلمات الطیبات از 〃 〃 〃 〃 〃

۹۷۔ القول الجمیل از 〃 〃 〃 〃 〃

۹۸۔ انفاس العارفین از 〃 〃 〃 〃 〃

۹۹۔ اطیب النغم از 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۰۔ جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۰۱۔ ماثبت من السنۃ از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۲۔ مکتوبات از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۳۔ مدارج النبوۃ از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۴۔ اخبار الاخیار از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۵۔ شواہد النبوۃ از علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ

۱۰۶۔ یوسف زلیخا از 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۷۔ گلستان از شیخ مصلح الدین سعدی 〃

۱۰۸۔ بوستان از 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰۹۔ البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر

۱۱۰۔ فتاویٰ عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۱۱۔ ملفوظات عزیزی از 〃 〃 〃 〃 〃

۱۱۲۔ کتاب الاذکار از امام یحییٰ بن شرف النووی 〃 〃

۱۱۳۔ حصن حصین از امام محمد بن محمد الجزری 〃 〃

۱۱۴۔ وفاء الوفا از علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ

۱۱۵۔ کتاب الفوائد فی الصلات از شہاب الدین

احمد بن عبداللطیف علیہ الرحمۃ
۱۱۶۔ تذکرۃ الاولیاء۔ از خواجہ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ
۱۱۷۔ سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برہان الدین حلبی
۱۱۸۔ مکتوبات شریف از شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ
۱۱۹۔ الدرر السنیۃ از علامہ احمد بن زینی دحلان مکی
۱۲۰۔ فتنۃ الوہابیہ از " " " " " "
۱۲۱۔ تحفۃ الناظرین از علامہ سید غلام مصطفےٰ شاہ علیہ الرحمۃ
۱۲۲۔ کتاب الملل والنحل از امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم
۱۲۳۔ توفیر الحق از علامہ نواب قطب الدین دہلوی
۱۲۴۔ الصلاۃ البشر از علامہ مجدالدین فیروزآبادی
۱۲۵۔ عصیدۃ الشہدہ از علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ
۱۲۶۔ سیف الجبار از علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ
۱۲۷۔ نور المبین از " " " " "
۱۲۸۔ انوار آفتاب صداقت از قاضی محمد فضل احمد صاحب علیہ الرحمۃ
۱۲۹۔ حدائق بخشش از علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ
۱۳۰۔ ذوق نعت از مولانا حسن میاں علیہ الرحمۃ
۱۳۱۔ رسالۃ السنیین از شیخ مصطفےٰ کریمی علیہ الرحمۃ
۱۳۲۔ نور الیقین از
۱۳۳۔ سیف الابرار از علامہ عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ
۱۳۴۔ سیف چشتیائی از حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ
۱۳۵۔ مجالہ بر دو رسالہ از حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ
۱۳۶۔ ارشادات رحیمیہ از شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۳۷۔ آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی
۱۳۸۔ مقیاس وہابیت از علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ
۱۳۹۔ فوائد جامعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی
۱۴۰۔ دجیز الصراط از ابن ملا معین علیہ الرحمۃ
۱۴۱۔ تاریخی حقائق از علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب
۱۴۲۔ سفینۃ الاولیا از دارا شکوہ
۱۴۳۔ فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
۱۴۴۔ تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان
۱۴۵۔ مفردات راغب از امام اصفہانی
۱۴۶۔ حدائق بخشش از اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ
۱۴۷۔ ذوق نعت از علامہ حسن میاں علیہ الرحمۃ
۱۴۸۔ دُرِّ یکتا از علامہ محمد نذیر رامپوری علیہ الرحمۃ

فتاوٰی

۱۴۹۔ فتاوٰی شامی از علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ
۱۵۰۔ فتاوٰی نذیریہ از میاں نذیر حسین دہلوی

١٥١۔ معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی
١٥٢۔ فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
١٥٣۔ فتاویٰ اشرفیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
١٥٤۔ بہشتی زیور از ″ ″ ″ ″
١٥٥۔ امداد الفتاویٰ از ″ ″ ″ ″
١٥٦۔ مجموعۃ الفتاویٰ از امام عبد الجبار غزنوی
١٥٧۔ فتاویٰ ثنائیہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری
١٥٨۔ فتاویٰ ستاریہ از مولوی عبد الستار دہلوی
١٥٩۔ فتاویٰ اہلحدیث از حافظ عبد اللہ روپڑی
١٦٠۔ نیل الاوطار از قاضی محمد بن علی شوکانی
١٦١۔ الدرر البہیہ از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٦٢۔ فتاویٰ علمائے حدیث از مولوی علی محمد سعیدی
١٦٣۔ بدور الاہلہ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی
١٦٤۔ النہج المقبول از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٦٥۔ دلیل الطالب از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٦٦۔ بنیان المرصوص از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٦٧۔ ہدایۃ السائل از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٦٨۔ عرف الجادی از نور الحسن بھوپالوی
١٦٩۔ نزل الابرار از مولوی وحید الزمان حیدر آبادی
١٧٠۔ ہدیۃ المہدی از ″ ″ ″
١٧١۔ تیسیر الباری از ″ ″ ″
١٧٢۔ فقہ محمدیہ کلاں از مولوی ابو الحسن
١٧٣۔ فیض الباری از ″ ″

١٧٤۔ فقہ محمدیہ از مولوی محی الدین
١٧٥۔ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن از ابن تیمیہ
١٧٦۔ کتاب الوسیلہ از ابن تیمیہ
١٧٧۔ منہاج السنۃ از ″ ″
١٧٨۔ جلاء الافہام از ابن قیم
١٧٩۔ قصیدہ نونیہ از ″ ″
١٨٠۔ کتاب الروح از ″ ″
١٨١۔ زاد المعاد از ″ ″
١٨٢۔ کتاب التوحید از محمد بن عبد الوہاب نجدی
١٨٣۔ کشف الشبہات از ″ ″ ″ ″
١٨٤۔ فتح المجید از عبد الرحمٰن نجدی
١٨٥۔ الدرر النضید از قاضی محمد بن علی شوکانی
١٨٦۔ نیل الاوطار از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٨٧۔ تحفۃ الذاکرین از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٨٨۔ شرح الصدور از ″ ″ ″ ″ ″ ″
١٨٩۔ صراط مستقیم از اسماعیل دہلوی قتیل
١٩٠۔ تقویۃ الایمان از ″ ″ ″ ″
١٩١۔ تذکیر الاخوان از ″ ″ ″ ″
١٩٢۔ ایضاح الحق از ″ ″ ″ ″
١٩٣۔ تاریخ عجیبہ از جعفر علی تھانیسری
١٩٤۔ حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی
١٩٥۔ حیات ابن تیمیہ از ابو زہرہ مصری
١٩٦۔ حیات ابن قیم از ″ ″ ″ ″

١٩٧۔ حیات ابن حزم از ابو زہرہ مصری
١٩٨۔ المذاہب الاسلامیہ " " "
١٩٩۔ مخزن احمدی از نواب محمد علی
٢٠٠۔ مجموعۃ التوحید از علماء نجد
٢٠١۔ ہدایۃ المستفید از عطاء اللہ ثاقب
٢٠٢۔ آب حیات از قاسم نانوتوی
٢٠٣۔ تصفیۃ العقائد " " "
٢٠٤۔ تحذیر الناس از قاسم نانوتوی
٢٠٥۔ فتاوی رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی
٢٠٦۔ اکمال الشیم از عبد اللہ گنگوہی
٢٠٧۔ افاضات الیومیہ از اشرف علی تھانوی
٢٠٨۔ حفظ الایمان از " " "
٢٠٩۔ نشر الطیب از اشرف علی تھانوی
٢١٠۔ طریقہ مولود از " " "
٢١١۔ دعوات عبدیت از " "
٢١٢۔ شمائم امدادیہ از " " "
٢١٣۔ روح الارواح از " " "
٢١٤۔ التذکیر از " " "
٢١٥۔ ملفوظات حضرت اختر از " "
٢١٦۔ المنتخب از " " "
٢١٧۔ ارواح ثلاثہ از " "
٢١٨۔ امداد المشتاق از " " "
٢١٩۔ جمال الاولیاء از " " "
٢٢٠۔ نفح الطیب از نواب صدیق حسن بھوپالوی
٢٢١۔ ابجد العلوم از " " "
٢٢٢۔ کتاب الداء والدواء از " "
٢٢٣۔ ترجمان وہابیہ از " " "
٢٢٤۔ ہدایۃ السائل از " " "
٢٢٥۔ تاج مکلل از " "
٢٢٦۔ مسک الختام از " "
٢٢٧۔ مرثیہ از محمود الحسن
٢٢٨۔ الجہد المقل از محمود الحسن
٢٢٩۔ ادلۂ کاملہ از " " "
٢٣٠۔ عرف الشذی از شبیر احمد عثمانی
٢٣١۔ براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی
٢٣٢۔ المہند از " "
٢٣٣۔ التلبیسات از " " "
٢٣٤۔ فیض الباری از انور شاہ کشمیری
٢٣٥۔ تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی
٢٣٦۔ تذکرۃ الخلیل از " " "
٢٣٧۔ الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد کانگریسی
٢٣٨۔ نقش حیات " " "
٢٣٩۔ تاریخ ہزارہ از شیر بہادر خان پنی
٢٤٠۔ جلد التسدید از قاری خلیل احمد لکھنوی
٢٤١۔ صاعقۃ التقلید از " "

۲۴۲۔ فیصلہ حرمین شریفین
۲۴۳۔ سیرت سید احمد شہید از ابو الحسن ندوی
۲۴۴۔ مکالمۃ الصدرین از شبیر احمد عثمانی
۲۴۵۔ اعلان دافع بہتان از مولوی بسم اللہ خاں
۲۴۶۔ ردّ التقلید از مولوی محمد حسین
۲۴۷۔ کلیات نظم حالی از مولوی الطاف حسین حالی
۲۴۸۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت از محمد منیر
۲۴۹۔ تطہیر الاعتقاد از محمد بن اسماعیل یمنی
۲۵۰۔ الارشاد الی سبیل الرشاد از ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری
۲۵۱۔ الحیات بعد المماۃ از قاضی مظفر حسین
۲۵۲۔ مظالم ثنائی از ثناء اللہ امرتسری
۲۵۳۔ تحفہ نجدیہ از " " "
۲۵۴۔ ہدایت الزوجین از " "
۲۵۵۔ شمع توحید از " " "
۲۵۶۔ ترک اسلام از " " "
۲۵۷۔ تحفہ وہابیہ از اسماعیل غزنوی
۲۵۸۔ الجدید از بن عبد العزیز القرعاوی
۲۵۹۔ الہدیۃ السنیہ از سلیمان بن سحمان نجدی
۲۶۰۔ کتاب التوحید والسنۃ از قاضی عبد الاحد خانپوری
۲۶۱۔ الفیصلۃ الحجازیہ از " "
۲۶۲۔ القول الفاصل از " "

۲۶۳۔ تفسیر السلف از مولوی فقیر اللہ مدراسی
۲۶۴۔ الحق الیقین از مولوی عبد الحق امرتسری
۲۶۵۔ وسیلۂ بزرگاں از حافظ عبد اللہ روپڑی
۲۶۶۔ تعریفات اہلسنت پر فیصلہ از حافظ عبد اللہ روپڑی
۲۶۷۔ ردّ بدعات از " " "
۲۶۸۔ بکرا دیوی از " " "
۲۶۹۔ زیارت قبر نبوی از " " "
۲۷۰۔ رسالہ سماع موتیٰ از " " "
۲۷۱۔ درایت تفسیری از " " "
۲۷۲۔ عصائے محمدی از مولوی محمد جونا گڑھی
۲۷۳۔ مرحمت محمدی از " " "
۲۷۴۔ دستور المتقی از مولوی یونس دہلوی
۲۷۵۔ وحید اللغات از مولوی وحید الزمان
۲۷۶۔ الصلوٰۃ والسلام از قاضی سلیمان منصورپوری
۲۷۷۔ رحمۃ للعالمین از " "
۲۷۸۔ سیرت المصطفیٰ از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
۲۷۹۔ سراجاً منیرا از " " "
۲۸۰۔ پیغام ہدایت از " " "
۲۸۱۔ احیاء المیت از " "
۲۸۲۔ دافع البہتان از " " "
۲۸۳۔ تاریخ اہلحدیث از " " "
۲۸۴۔ احتفال الجمہور از " " "
۲۸۵۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات

از مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی۔
۲۸۶۔ تراجم علمائے حدیث ہند از " " "
۲۸۷۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک
از مولوی عبید اللہ سندھی کانگریسی
۲۸۸۔ منصب مکۃ از مولوی عبد العزیز
۲۸۹۔ فتنہ ثنائیہ از " " "
۲۹۰۔ اربعین از مولوی عبد الحق غزنوی
۲۹۱۔ آزاد کی کہانی اس کی اپنی زبانی از
ابو الکلام آزاد
۲۹۲۔ سیرت النعمان از شبلی نعمانی
۲۹۳۔ مقالات سرسید از اسماعیل پانی پت
۲۹۴۔ چمنستان از مولوی ظفر علیخاں
۲۹۵۔ نگارستان از مولوی ظفر علیخاں
۲۹۶۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک از
مسعود عالم ندوی
۲۹۷۔ سیرت سید احمد از " " "
۲۹۸۔ محمد بن عبد الوہاب از سلیمان ندوی
۲۹۹۔ سوانح سلطان ابن مسعود از سردار
محمد حسنی
۳۰۰۔ مسئلہ حجاز رپورٹ و خلافت از " "
۳۰۱۔ محمد بن عبد الوہاب از احمد عبد الغفور عطار
۳۰۲۔ محمد بن عبد الوہاب از عبد العزیز بن باز
۔ ۔ " " " " " ظفر از مولوی

بھاؤ الحق قاسمی
۳۰۴۔ فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول از مولوی
بھاؤ الحق قاسمی
۳۰۵۔ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء از چوہدری
حبیب احمد
۳۰۶۔ اشرف الافادات از مولوی عبد الاحد
۳۰۷۔ کانگریس کے ساٹھ سال از مسٹر سیتہ پال
۳۰۸۔ مجموعۃ التوحید از مولوی محمد شریف اشرف
۳۰۹۔ رمز الجہاد از " " "
۳۱۰۔ فضائل حج از مولوی زکریا سہارن پوری
۳۱۱۔ خطبۂ صدارت از مولوی حسرت موہانی
۳۱۲۔ حیات وحید الزماں از " " "
۳۱۳۔ مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی از مولوی
ادریس انصاری۔
۳۱۴۔ شرح ارمغان حجاز از یوسف سلیم
۳۱۵۔ سیرت ثنائی از مولوی عبد المجید چوہدری
۳۱۶۔ تاریخ التقلید از مولوی اشرف سندھو
۳۱۷۔ حیات النبی از مولوی اسماعیل کانگریسی
۳۱۸۔ تحریک آزادی فکر از " " "
۳۱۹۔ روئداد اہلحدیث کانفرنس از اہلحدیث کانفرنس
۳۲۰۔ حافظ محمد شریف کی قلابازیاں از انجمن
مفاد المسلمین
۳۲۱۔ برہان الحق از مولوی احمد دین گکھڑوی

۳۲۲۔ تنقید متین از مولوی سرفراز خاں گکھڑوی

۳۲۳۔ جنگ آزادی از محمد ایوب قادری

۳۲۴۔ مولانا محمد احسن نانوتوی از " "

۳۲۵۔ فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

۳۲۶۔ خلافت رشید بن رشید از ابویزید محمد دین بٹ۔

۳۲۷۔ معارف یزید از محمد امین علیق

۳۲۸۔ اظہار حق از

۳۲۹۔ خزائن الدعویہ از حکیم نجم الغنی راجپوری

۳۳۰۔ خالص توحید از شیخ محمد شفیع

۳۳۱۔ داؤد غزنوی از ابوبکر غزنوی

۳۳۲۔ مدعی امارت سے شرعی استفتاء از حکیم صادق سیالکوٹی

۳۳۳۔ اشتہار لمحہ فکریہ از عبداللہ معری

۳۳۴۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے از عبدالغفور بٹ

۳۳۵۔ حافظ محمد شریف اینڈ کو سے چند استفسارات

۳۳۶۔ رد مغالطات از ڈاکٹر محمد یوسف

۳۳۷۔ سحر عظیم از حافظ عنایت اللہ اثری

۳۳۸۔ عدوان المفتی از " " "

۳۳۹۔ ملجا الجلیل از " " "

۳۴۰۔ العطر البلیغ از عنایت اللہ اثری

۳۴۱۔ القول السدید از حافظ عنایت اللہ اثری

۳۴۲۔ تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی

۳۴۳۔ جواہر القرآن از مولوی غلام خاں

۳۴۴۔ مقاصد الامامۃ از مولوی عبدالجبار کھنڈیلوی

۳۴۵۔ حفاظۃ البقر از مولوی ابوتراب عبدالحق

۳۴۶۔ اصلاح عقائد از مولوی رفیق خاں پسروری

۳۴۷۔ مودودی مذہب از قاضی مظہر حسین

۳۴۸۔ سیاسی کشمکش از مولوی مودودی

۳۴۹۔ رسائل و مسائل از " "

۳۵۰۔ تجدید و احیاء دین از " "

۳۵۱۔ تفہیمات از "

۳۵۲۔ خطبات از " "

۳۵۳۔ تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں از مولوی مودودی

اخبار اہلحدیث امرتسر

۳۵۴۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء

۳۵۵۔ ۲۲ نومبر ۱۹۰۷ء

۳۵۶۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

۳۵۷۔ ۷ فروری ۱۹۰۸ء

۳۵۸۔ ۲۷ " ۱۹۰۸ء

۳۵۹۔ ۷ اپریل ۱۹۰۸ء

۳۶۰۔ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء

۲۶۱۔ ۲۶ر جون سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۲۔ ۱۱ر ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۳۔ ۱۸ر ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۴۔ ۱۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۵۔ ۷ر نومبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۶۔ ۲۰ر نومبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۷۔ ۴ر دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء
۲۶۸۔ ۲۶ر مارچ سنہ ۱۹۰۹ء
۲۶۹۔ ۱۳ر اگست سنہ ۱۹۰۹ء
۲۷۰۔ ۱۰ر ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء
۲۷۱۔ ۲۴ر ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء
۲۷۲۔ ۱۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء
۲۷۳۔ ۲ر جون سنہ ۱۹۱۱ء
۲۷۴۔ ۱۵ر ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء
۲۷۵۔ ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء
۲۷۶۔ ۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۲ء
۲۷۷۔ ۲۶ر جنوری سنہ ۱۹۱۲ء
۲۷۸۔ ۵ر اپریل سنہ ۱۹۱۲ء
۲۷۹۔ ۳ر مئی سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۰۔ ۱۰ر مئی سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۱۔ ۳۱ر مئی سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۲۔ ۲۱ر جون سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۳۔ ۲۸ر جون سنہ ۱۹۱۲ء

۲۸۴۔ ۱۶ر اگست سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۵۔ ۲۰ر ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۶۔ ۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء
۲۸۷۔ ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۱۳ء
۲۸۸۔ ۷ر فروری سنہ ۱۹۱۳ء
۲۸۹۔ ۶ر جون سنہ ۱۹۱۳ء
۲۹۰۔ ۵ر ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء
۲۹۱۔ ۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء
۲۹۲۔ ۷ر نومبر سنہ ۱۹۱۳ء
۲۹۳۔ ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۱۳ء
۲۹۴۔ ۷ر جولائی سنہ ۱۹۱۴ء
۲۹۵۔ ۲۴ر جولائی سنہ ۱۹۱۴ء
۲۹۶۔ ۴ر ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء
۲۹۷۔ ۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء
۲۹۸۔ ۴ر دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء
۲۹۹۔ ۱۱ر دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء
۴۰۰۔ ۲۹ر جنوری سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۱۔ ۱۹ر فروری سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۲۔ ۲ر اپریل سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۳۔ ۲۳ر اپریل سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۴۔ ۲۸ر مئی سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۵۔ ۱۱ر جون سنہ ۱۹۱۵ء
۴۰۶۔ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۱۵ء

۴۰۷ - ۲۷ر اگست ۱۹۱۵ء
۴۰۸ - یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء
۴۰۹ - ۸ر اکتوبر ۱۹۱۵ء
۴۱۰ - ۵ر نومبر ۱۹۱۵ء
۴۱۱ - ۱۴ر جنوری ۱۹۱۶ء
۴۱۲ - ۲۱ر جنوری ۱۹۱۶ء
۴۱۳ - ۱۷ر مارچ ۱۹۱۶ء
۴۱۴ - ۳۱ر مارچ ۱۹۱۶ء
۴۱۵ - ۷ر اپریل ۱۹۱۶ء
۴۱۶ - ۱۴ر اپریل ۱۹۱۶ء
۴۱۷ - ۲۶ر مئی ۱۹۱۶ء
۴۱۸ - ۲ر جون ۱۹۱۶ء
۴۱۹ - ۱۶ر جون ۱۹۱۶ء
۴۲۰ - ۳۰ر جون ۱۹۱۶ء
۴۲۱ - ۱۱ر اگست ۱۹۱۶ء
۴۲۲ - ۲۵ر اگست ۱۹۱۶ء
۴۲۳ - ۲۴ر اپریل ۱۹۳۱ء
۴۲۴ - ۱۸ر ستمبر ۱۹۳۱ء
۴۲۵ - ۹ر اکتوبر ۱۹۳۱ء
۴۲۶ - ۹ر نومبر ۱۹۳۴ء
۴۲۷ - ۳۰ر نومبر ۱۹۳۴ء
۴۲۸ - ۸ر جنوری ۱۹۳۶ء
۴۲۹ - ۲۶ر جون ۱۹۳۶ء
۴۳۰ - ۱۷ر جولائی ۱۹۳۶ء
۴۳۱ - یکم جنوری ۱۹۳۷ء
۴۳۲ - ۲۲ر جنوری ۱۹۳۷ء
۴۳۳ - ۵ر فروری ۱۹۳۷ء
۴۳۴ - ۹ر اپریل ۱۹۳۷ء
۴۳۵ - ۲۳ر اپریل ۱۹۳۷ء
۴۳۶ - ۳۰ر اپریل ۱۹۳۷ء
۴۳۷ - ۱۱ر جون ۱۹۳۷ء
۴۳۸ - ۶ر اگست ۱۹۳۷ء
۴۳۹ - ۲۷ر اگست ۱۹۳۷ء
۴۴۰ - ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۷ء
۴۴۱ - ۸ر اکتوبر ۱۹۳۷ء
۴۴۲ - ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۷ء
۴۴۳ - ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۷ء
۴۴۴ - ۲۸ر جنوری ۱۹۳۸ء
۴۴۵ - ۱۱ر مارچ ۱۹۳۸ء
۴۴۶ - ۲۰ر مئی ۱۹۳۸ء
۴۴۷ - ۲۷ر مئی ۱۹۳۸ء
۴۴۸ - جون ۱۹۳۸ء
۴۴۹ - ۱۵ر جنوری ۱۹۴۰ء
۴۵۰ - ۲۹ر مارچ ۱۹۴۰ء
۴۵۱ - ۹ر اگست ۱۹۴۰ء
۴۵۲ - ۳۰ر اگست ۱۹۴۰ء

۴۵۳۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۴۰ء
۴۵۴۔ ۴ر جولائی ۱۹۴۱ء
۴۵۵۔ ۳۱ر جولائی ۱۹۴۱ء
۴۵۶۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۳ء
۴۵۷۔ ۵ر فروری ۱۹۴۳ء
۴۵۸۔ ۱۹ر فروری ۱۹۴۳ء
۴۵۹۔ ۲۶ر فروری ۱۹۴۳ء
۴۶۰۔ ۵ر مارچ ۱۹۴۳ء
۴۶۱۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۴۳ء
۴۶۲۔ ۲۵ر جون ۱۹۴۳ء
۴۶۳۔ ۲ر جولائی ۱۹۴۳ء
۴۶۴۔ ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۳ء
۴۶۵۔ یکم فروری ۱۹۴۶ء
۴۶۶۔ ۹ر اگست ۱۹۴۶ء
۴۶۷۔ ۲۳ر اگست ۱۹۴۶ء
۴۶۸۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۶ء
۴۶۹۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۴۷ء
۴۷۰۔ ۱۵ر ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

اخبار محمدی دہلی

۴۷۱۔ ۷ر اپریل ۱۹۳۷ء
۴۷۲۔ ۱۵ر مئی ۱۹۳۸ء
۴۷۳۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۳۸ء
۴۷۴۔ یکم اگست ۱۹۳۸ء
۴۷۵۔ یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء
۴۷۶۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۸ء
۴۷۷۔ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۸ء
۴۷۸۔ ۱۵ر فروری ۱۹۳۹ء
۴۷۹۔ یکم مارچ ۱۹۳۹ء
۴۸۰۔ یکم اپریل ۱۹۳۹ء
۴۸۱۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۳۹ء
۴۸۲۔ ۱۵ر ستمبر ۱۹۳۹ء
۴۸۳۔ یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء
۴۸۴۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۳۹ء
۴۸۵۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۰ء
۴۸۶۔ یکم جنوری ۱۹۴۲ء
۴۸۷۔ یکم مئی ۱۹۴۲ء
۴۸۸۔ تنظیم اہلحدیث روپڑ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ
۴۸۹۔ " " " یکم فروری ۱۹۳۳ء
۴۹۰۔ تنظیم اہلحدیث لاہور ۲۲ر مارچ ۱۹۶۴ء
۴۹۱۔ " " " ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۴ء

صحیفہ اہلحدیث کراچی

۴۹۲۔ یکم ذی الحج ۱۳۷۲ھ
۴۹۳۔ ۱۵ر محرم الحرام ۱۳۷۳ھ
۴۹۴۔ ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ

۴۹۵۔ ۱۵ر محرم الحرام ۱۳۷۴ھ
۴۹۶۔ یکم صفر المظفر ۱۳۷۴ھ
۴۹۷۔ یکم ربیع الاوّل ۱۳۷۴ھ
۴۹۸۔ یکم جمادی الاوّل ۱۳۷۴ھ
۴۹۹۔ ۱۵ر جمادی الاوّل ۱۳۷۴ھ
۵۰۰۔ یکم جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ
۵۰۱۔ ۹ر نومبر ۱۹۵۳ء
۵۰۲۔ ۲۸ر مارچ ۱۹۵۴ء
۵۰۳۔ ۲۸ر نومبر ۱۹۵۴ء
۵۰۴۔ ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۴ء
۵۰۵۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۵۵ء
۵۰۶۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۵۷ء
۵۰۷۔ یکم شعبان ۱۳۸۱ھ
۵۰۸۔ ۴ر اپریل ۱۹۶۹ء
۵۰۹۔ الارشاد جدید کراچی یکم جمادی الاوّل ۱۳۷۴ھ
" " " رجب ۱۳۷۴ھ

الاعتصام لاہور

۵۱۰۔ ۲۲ر جون ۱۹۵۶ء
۵۱۱۔ ۸ر نومبر ۱۹۵۷ء
۵۱۲۔ ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء
۵۱۳۔ ۲ر جنوری ۱۹۵۹ء
۵۱۴۔ ۹ر نومبر ۱۹۶۳ء
۵۱۵۔ ۵ر اپریل ۱۹۷۴ء
۵۱۶۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۷۵ء
۵۱۷۔ ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۶ء

ماہنامہ تجلی دیوبند

۵۱۸۔ مارچ ۱۹۵۷ء
۵۱۹۔ مئی ۱۹۵۷ء
۵۲۰۔ جون ۱۹۵۹ء
۵۲۱۔ المنبر لائلپور ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء
۵۲۲۔ فاران کراچی ۱۹۵۳ء
۵۲۳۔ ترجمان الحدیث مئی۔جون ۱۹۷۳ء
۵۲۴۔ الامداد تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ
۵۲۵۔ السواد الاعظم مراد آباد جمادی الاوّل ۱۳۴۵ھ
۵۲۶۔ ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۵ء
۵۲۷۔ ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء
۵۲۸۔ ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ر جولائی ۱۹۶۶ء
۵۲۹۔ ماہنامہ رشاد سیالکوٹ جولائی ۱۹۷۳ء
۵۳۰۔ روزنامہ نوائے وقت ۱۱ر مئی ۱۹۵۵ء
۵۳۱۔ " " " یکم اکتوبر ۱۹۵۶ء
۵۳۲۔ " " " ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۳ء
۵۳۳۔ " " " ۲۷ر مئی ۱۹۷۶ء

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

توحید و رسالت کا انکار اگر کفر ہے تو انہیں جمیع مقتضیات و لوازمات کے ساتھ ماننا ایمان ہے مگر وہابیت جس اندھی سوچ (فکرِ تاریک) کا نام ہے وہ ان دونوں کے بَین بَین ہے بقول اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ ؎

تف نجدیت، نہ کفر، نہ اسلام، سب پہ حرف
ظالم ادھر کی ہے نہ اُدھر کی، اُدھر کی ہے [1]

---

[1] اس سلسلے میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی علیہ الرحمۃ کا ایک خواب بھی درج کیا جاتا ہے۔ حضرت مولٰنا نوربخش صاحب توکلی علیہ الرحمۃ "تذکرہ مشائخ نقشبندیہ" میں فرماتے ہیں "شیخنا العلامہ مولٰنا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری کا بیان ہے کہ کسی زمانہ میں غیر مقلدینِ انبالہ نے بحث مباحثہ اہلِ سنت مقلدین سے شروع کر رکھا تھا۔ نااتفاقی زیادہ ہوگئی تھی۔ حضرت سائیں صاحب نے اُن دونوں کا قصّہ مجھ سے اس طرح فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ غیر مقلدین جب حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں تو اُن کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور فکر میں تھا کہ اس کے متعلق مجھے جو حق ہو معلوم ہو جاوے۔ آخر الامر ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ایک احاطہ میں حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اس احاطہ میں صرف ایک دروازہ ہے۔ گرداگرد دیوار ہے۔ دیوار کے باہر نصاریٰ بھی کھڑے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نصاریٰ کی پُشت ہے اور غیر مقلدین بھی دیوارِ احاطہ کے باہر ہیں۔ اُن کا چہرہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

چنانچہ وہابیوں نے خدا کو ایک مان کر توحید کا اقرار تو کر لیا مگر اُس کی صفاتِ کمالیہ سے منہ پھیر لیا حتیٰ کہ امکانِ کذب باری تعالیٰ جیسے شنیع 'جھوٹ' کے مرتکب ہوتے اور رسالت کی طرف آتے تو تمام خصائص و فضائل سے آنکھیں بند کر کے مقامِ رسُول کو بھائی کے درجے سے زیادہ نہ مانا۔ کس قدر غضب ہے بندہ اپنے رب کی صداقتِ کلام میں شبہ کرے اور اُمتی اپنے نبی پر معترض ہو۔ اس فکرِ تاریک کی ابتدا اسلام کے دورِ آغاز ہی میں ہو گئی تھی۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں مہاجرینِ مکہ جیسے مخلصین اور انصارِ مدینہ جیسے جاں نثاروں کے علاوہ ایک تیسرا گروہ بھی موجود تھا جن کے ایمان نما کفر کا نقشہ قرآنی الفاظ میں یُوں آیا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (المنٰفقون)

ترجمہ: (اے نبی) جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں آپ ضرور رسول اللہ ہیں، اور اللہ جانتا ہے بیشک تم اُس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں

قرآن و سنت کی اصطلاح میں ان لوگوں کو جو توحید و رسالت کا زبانی اقرار کرنے کے باوجود عشقِ رسول سے خالی اور عظمتِ رسول کے باغی ہوں منافق کہا گیا ہے اور یہ تصریح بڑے اہتمام سے کر دی گئی ہے کہ ایسے گستاخوں کا

(بقیہ صفحہ ۳۶) مگر اندر جانے کا دروازہ اُنہیں نہیں ملتا۔ دیوارِ احاطہ کے باہر کھڑے ہیں اور اہلِ السنت والجماعت مقلدین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بے تکلف دروازہ سے اندر جاتے ہیں اور حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خواب دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ مقلدین امام اعظم و دیگر مقلدین ائمہ حق پر ہیں اور غیر مقلدین غلطی پر ہیں۔

ٹھکانہ جہنم کا بدترین گڑھا ہے۔ کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴿پ۵﴾

حقیقت یہ ہے کہ عقائد کی بنیاد ہی عرفانِ رسول پر ہے جس نے انہیں پہچانا اُس نے خدا کو پہچان لیا اور جو ان سے پھرا وہ خدا سے پھرا،

اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں؛

؎ مومن اُن کا کیا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی
کافر اُن سے کیا پھرا' اللہ ہی سے پھر گیا

بلکہ ؎ مومن اُن کا کیا ہوا، اللہ اُس کا ہو گیا
کافر اُن سے کیا پھرا اللہ اُس سے پھر گیا

مشکوٰۃ شریف میں اس کی تائید بڑے واضح انداز میں آئی ہے۔
(مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ)

ان منافقین کا طرزِ فکر مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ روپ بدلتا گیا۔ کبھی اس نے خارجیت کا لبادہ اوڑھا کبھی اعتزال وغیرہ کا۔ کبھی اس کا علمبردار ابن تیمیہ تھا اور کبھی محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ گویا ایک ہی ظلمت مختلف ادوار میں مختلف اشکال میں اُبھرتی رہی۔ حقیقت ایک ہی رہی، انداز بدلتا رہا۔ منافقین مدینہ اپنی تمام چیرہ دستیوں کے باوجود، کتاب وسنت کو اپنی تائید میں پیش کرنے سے قاصر رہے (کہ اُنہیں یہ جرأت ہو ہی نہیں سکتی تھی) مگر ترقی یافتہ منافقین نے بزعم خویش عظمتِ رسول گھٹانے کے لیے آیات و روایات کے خود تراشیدہ مفاہیم کا سہارا لیا اور اب تک لے رہے ہیں۔ کج فہمی ان کی فطرت اور کجروی ان کی عادت ہے۔ عقائد سے اعمال تک، معاشرت سے سیاست تک شاذو نادر ہی زندگی کا ایسا شعبہ ہو گا جہاں اُنہیں جمہور مسلمانوں سے اتفاق ہو۔ یہ عقائد میں گستاخ، اعمال میں بے خبر، اور مناعٌ للخیر، معاشرت میں مفسد وکینہ پرور اور سیاست میں غدار ہیں۔ غضب یہ ہے کہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے

والے گنتی کے یہ چند افراد، دن دہاڑے اُمتِ مرحومہ کی عظیم اکثریت کو شرک کے گھاٹ اُتارتے نہیں شرماتے۔ ان کے ہاں مذہب کے فروغ و اصول، گستاخیِ رسول کے گرد گھومتے ہیں یہی ان کی توحید ہے، یہی عبادت ہے بلکہ یہی ان کا مقصدِ حیات ہے۔

زیرِ نظر کتاب "وہابی مذہب کی حقیقت" اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں نجدیوں کے عقائد، افکار، اعمال اور اطوار، اخلاق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور وہابیت کی ولادت بے سعادت طفولیت اور شباب و عروج کی مکمل تاریخ پر بھی بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے مصنف حضرۃ العلامہ الحاج مولانا محمد ضیاء اللہ قادری مدظلہ کثرتِ حوالجات میں اپنی مثال آپ ہیں (میں نے فی الواقعہ اس میدان میں ان کا ہمسر نہیں دیکھا) دشمنانِ مصطفےٰ کے شب و روز ان کے سامنے ہیں اور وہ بڑے دو ٹوک انداز میں رازہائے سربستہ سے پردہ اُٹھاتے ہیں۔ یوں سمجھئے وہ سلطنتِ مصطفےٰ کے ایسے زیرک سپاہی ہیں جو صالحیت کے دبیز پردوں میں چھپے ہوئے من کے چوروں کو موقع پر جا پکڑتے ہیں اور کان سے پکڑ کر منظرِ عام پر لے آتے ہیں مخالف انکے دلائل کی قوت سے پریشان ہیں تو اہلِ تحقیق اُن کی دقتِ نگاہ پر انگشت بدنداں اگر یہ سچ ہے کہ:

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند!

تو ماننا ہوگا مولانا قادری کو قدرت نے گستاخانِ رسول کی سرکوبی کے لیے پیدا کیا ہے اور چنانچہ وہ اپنے مقصدِ آفرینش کو جس حسن و خوبی سے ادا کر رہے ہیں اُسے دیکھ کر اہلِ نظر عش عش کر اُٹھتے ہیں اُنہوں نے کتاب و سنت کی تصریحات اکابرِ ملت کی شہادتوں اور وہابیوں کے سینکڑوں اقراری حوالجات کو یکجا کر کے 'وہابی مذہب کی حقیقت' دکھائی ہے۔

بارگاہِ رب العزۃ میں دُعا ہے وہ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے

اُن جاں نثاروں کے طفیل جنھوں نے ہر دور میں گستاخانِ رسول کا منہ بند کر کے، عشقِ رسول کے تقاضے پورے کرتے ہوتے اپنے مالک و مولیٰ کو راضی کیا حضرت مولٰنا کی اس سعی کو مشکور فرماتے اور اُن کے علم و فضل میں برکت دے۔ آمین

وَآخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ ربّ العٰلمین و الصلوٰۃ
و السلام علیٰ سیّد المرسلین، وعلیٰ آلِہٖ الطاھرین
و اصحابہٖ المتطہرین۔

عبید المصطفیٰ
ساثر بکنوری
ایم۔ اے

وجہ تالیف

غیر مقلد اور دیوبندی وہابیوں نے مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کے علماء اور ان کے عقائد کو مشرکانہ اور یہودیانہ عقائد قرار دیتے ہوئے اس مذہبِ مہذب کے خلاف کئی ایک کتابیں اور رسالے شائع کیے اور آئے دن اپنی تقاریر میں مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کے عقائد اور ان کے اکابر کے خلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں۔ جن کی تردید علماء حق اپنے اپنے مقام اور انداز سے کرتے رہتے ہیں۔ ان کی کتابوں کے جوابات بھی الحمدُللہ شائع ہوتے ہیں۔

سیّدی مُرشدی، سندی، مخدومی، مربی شیخِ طریقت حضرت قبلہ عالم صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات نے فقیر کو حکم فرمایا کہ جماعتِ اسلامی، تبلیغی جماعت، دیوبندی، غیر مقلد دراصل یہ وہابیت کی ہی شاخیں ہیں۔ کیونکہ یہ ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم، محمد بن عبدالوہاب نجدی، اسماعیل دہلوی، سید احمد آف رائے بریلی، قاضی شوکانی، کو اپنے اکابر تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے عقائدِ باطلہ کو عقائدِ حقہ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے مسلمانانِ اہلسنت کو کافر و مشرک اور بدعتی گردانتے ہوئے ان کی زبانیں بند نہیں ہوتیں۔ لہٰذا اس لیے ایک ایسی کتاب لکھو جس میں مودودی، دیوبندی، غیر مقلد اور تبلیغی جماعت کے اکابر کی کُتب سے ان کے عقائد باطلہ کو پیش کیا جائے نیز ان کے اکابر کی علمی قابلیت، ان کی سیرت اور کردار کو ان کی اپنی ہی تحریروں سے پیش کیا جائے۔ نیز ان کے ملتِ اسلامیہ میں افتراق و انتشار کی فضا پیدا کرنے کا ثبوت بھی درج ہو۔

حضرت قبلہ عالم مدفیوضہٗ نے ارشاد فرمایا کہ وہابیوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے

کہ علماء اہلسنت وجماعت مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں بلکہ انہوں نے کفر کی مشین چلائی ہوتی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اپنے سوا باقی سب کو یہ کافر اور مشرک گردانتے نہیں تھکتے۔ بلکہ کفر و شرک کے فتوؤں سے ان کے اکابر بھی نہ بچ سکے۔ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وہابی مولویوں نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں توحید کی آڑ لے کر عظمت مصطفےٰ پر رکیک حملے کیے ہیں۔ بلکہ سنگین قسم کی گستاخیاں کی ہیں جس کے کفریہ نہ ہونے میں کسی قسم کے شکوک و شبہات باقی نہیں رہتے۔ فقیر نے حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق وہابیہ کی خودساختہ توحید کو بھی ان کے عقائد سے پیش کرکے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ وہابی حضرات کا خداوند کریم جل جلالہٗ کی توحید پر اس طرح کا ایمان نہیں جیسا قرآن وحدیث نے بیان فرمایا ہے بلکہ ان کی اپنی ہی خودساختہ توحید ہے۔

اور دیوبندی غیرمقلد وہابیوں نے اہلسنت وجماعت کے خلاف جو کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں کتروبیونت اور کذب و بہتان سے کام لیا ہے۔ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ وہابیوں کی تردید میں ایک ایسی مبسوط کتاب لکھی جاتے جو وہابی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا ہو۔ ان کے عقائد کی مکمل عبارات پیش کی جائیں تاکہ جس وقت بھی کوئی حق کا متلاشی کتابوں کی اوراق گردانی کرے تو اس کی تسلی و تشفی ہوجائے۔

الحمدللہ رب العلمین اپنے شیخ کامل کے حکم کے مطابق اس کتاب کی ابتداء کی۔ اور شیخ کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو ترتیب دیا۔

انشاءاللہ المولیٰ حق کا متلاشی اگر عدل وانصاف کا دامن ہاتھ میں لے کر اور تعصب وعناد کو دور رکھتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اس پر اس مذہب کی حقیقت آشکارا ہوجائے گی۔

فقیر نے اس کتاب کی ترتیب کے وقت اپنے شیخ کامل کے ارشاد کے مطابق کہ تبلیغی جماعت کے حضرات اپنا مسلک اور مذہب بیان کرنے میں کچھ جھجکتے

ہیں یا مکروفریب سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ جب اُن سے پوچھا جاتے تو کہتے ہیں کہ ہم بس مسلمان ہیں۔ ہم کسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ حالانکہ سب سے زیادہ تعصب ان کی کتابوں اور ان کے دلوں میں ہے۔ اگر وہ کوئی کتاب پڑھیں گے تو صرف تبلیغی نصاب ہی پڑھیں گے اور اُسی کتاب کے پڑھنے کی تلقین کریں گے حتٰے کہ قرآنِ پاک پڑھنے کی بھی تلقین نہیں کریں گے۔ جب تبلیغ کے لیے جھنڈ کے جھنڈ نکلتے ہیں۔ تو اِن کے سامان کی تلاشی لو تو قرآن کسی کے پاس سے نہیں نکلے گا۔ اگر نکلے گا تو تبلیغی نصاب نکلے گا۔ کسی مسجد میں ڈیرہ لگائیں گے تو قرآنِ پاک کی تلاوت ان کو نصیب نہ ہوگی بلکہ تبلیغی نصاب ہی پڑھیں گے۔ یہ ہے ان کی نام نہاد تبلیغ۔

اب آپ تبلیغی نصاب کو بغور دیکھیں تو اُس میں اکثر مقامات پر بڑے القابات کے ساتھ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی انور شاہ کشمیری وغیرہم کے نام لکھے ہوئے دیکھیں گے۔ ان سے یہ سوال کیا جاتے اسے اسلام اور تبلیغ کے نام پر دھوکہ اور فریب دینے والے گروہو یہ تو بتاؤ جب تمہارا نظریہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور کسی فرقہ سے ہمارا تعلق نہیں ہے ہم اختلافات سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں تو رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور دیگر دیوبندی مولویوں (جن کے نام تمہارے نصاب میں درج ہیں) کے ہمعصر اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، صدرالافاضل مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی، اعلیحضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ علیپوری علیہم الرحمہ کے اسماءِ گرامی لکھنے میں کیا حرج ہے۔ جبکہ علم وفضل، ورع، زہد تقوٰے میں ان کا مقام بہت اُونچا ہے۔ عقیدتمندوں کی تعداد بھی دوسرے حضرات گنگوہی، تھانوی، نانوتوی وغیرہم سے کہیں بہت زیادہ ہے۔

پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا انہیں حضرات کی بہت سی کوششوں کا حصہ ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح، بانئ پاکستان نے اِن حضرات کی خدمات حاصل کیں۔ عقیدتمندوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ سرحد، بلوچستان اور سندھ، کشمیر اور بھارت کے مسلمانوں نے جو پاکستان کی تائید وحمایت کی نیز مال وجان کی بازی لگائی وہ انہیں مشائخ کے حکم پر لبیک کہنے کا ہی نتیجہ تھا۔ مگر تبلیغی نصاب میں ان حضرات کا کہیں نام نہیں۔ یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا اس کو فرقہ پرستی نہیں کہا جائے گا؟

تبلیغی جماعت کے لوگ جس جس جگہ کے باشندے ہیں وہاں پر اُن کے اس دعوے کو اگر پرکھیں تو بھی کاذب اور مفتری ثابت ہوں گے۔ جس جس شہر میں ان کی رہائش ہے۔ وہاں پر آپ اس کی تحقیق کریں کہ یہ لوگ جمعۃ المبارک کے روز کس مسلک کے مولوی کے پیچھے نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں۔ کیا مختلف جمعۃ المبارک کو مختلف مسلک کے مولویوں کے پیچھے ادا کرتے ہیں یا کہ صرف دیوبندی وہابی مولویوں کے پیچھے ادا کرتے ہیں۔ اس کی تحقیق کرنے سے آپ پر یہ حقیقت نمایاں ہو جائے گی کہ یہ وہابی مولویوں کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ تو یہ عیاں ہو گیا کہ خود ہی بہت زیادہ متعصب ہیں۔

جن حضرات مثلاً قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی وغیرہم کو یہ بزرگ، قطب الاقطاب، حکیم الامت، غوثِ وقت، قاسم العلوم نامعلوم کیا کیا القابات سے نوازتے ہیں۔ اس کتاب میں ان کے عقائد اور نظریاتِ باطلہ ان کی ہی کتابوں سے پیش کیے گئے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ ان گستاخانِ رسول کے عقائد اور نظریات کی تبلیغ کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے لوگوں سے روزمرہ زندگی سے تعلق رکھنے والا شریعتِ مطہرہ کا مسئلہ دریافت کیا جائے تو سب کے سب یہاں تک کہ امیر صاحب

بھی فوراً کہیں گے کہ ہم سیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ او وہ عقل کے اندھو۔ اگر سیکھنے کے لیے آتے ہو تو کسی دینی مدرسہ میں داخلہ لو۔ اور دلجمعی سے وہاں تعلیم حاصل کرو۔ در بدر خاک جو چھانتے پھرتے ہو ایسے تو سیکھا نہیں جاتا۔ ان کی جہالت کا اندازہ لگاؤ خود سیکھنے کے لیے آتے ہیں اور نام رکھا ہے تبلیغ۔ جہالت ان میں اس قدر ہے کہ جس کی حد نہیں۔ آپ حضرات خود تجربہ کر کے دیکھیں ان کو اسلام کا معنیٰ بھی نہیں آتا ہوگا۔ اور تبلیغ جس کی کر رہے ہیں۔ اسلام کی۔ اس کتاب میں فقیر نے ان کا مکر و فریب، ان کے اکابر کے عقائدِ باطلہ اور بارگاہِ نبوت میں جو انہوں نے سنگین گستاخیوں کا ارتکاب کیا ہے درج کر دیا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے عقیدہ سے بھی واقف ہو کر ان کے دامِ فریب میں نہ پھنسیں۔

اسی طرح جماعتِ اسلامی والوں نے بھی لوگوں کو پھنسانے کے لیے کئی حربے اختیار کیے ہیں۔ سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ہر مسلک کا آدمی آسکتا ہے۔ ہم اختلافات اور فروعی مسائل میں نہیں اُلجھتے۔ حالانکہ بانیٔ جماعتِ اسلامی مودودی صاحب نے ان لوگوں کو امام تسلیم کیا ہے اور ان کی مدح سرائی کی ہے جنہوں نے بارگاہِ نبوت میں سنگین قسم کی گستاخیاں کی ہیں۔ تجدید و احیاءِ دین اور رسائل و مسائل کا مطالعہ کیا جاتے تو ابنِ تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی، اسماعیل دہلوی قتیل اور سید احمد بریلوی کی تعریف و توصیف نظر آتے گی۔ حالانکہ یہی وہ حضرات ہیں۔ جنہوں نے عشاقِ رسول کو کافر و مشرک بنانے میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہی وہ ہیں جو یا رسول اللہ کہنے والوں، نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر باذنِ الٰہی مختار و مالک اور صاحبِ تصرف ماننے والوں اور روضہ مقدسہ کی طرف سفر کرنے والوں کو واضح الفاظ میں کافر اور مشرک بنا کر اُمتِ مسلمہ میں تفرقہ اور انتشار پیدا کر دیا۔ اور مسلمانوں کے سینوں سے عشقِ رسول ختم کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اب اگر کوئی جماعتِ اسلامی کا رکن یہ کہے کہ ہم اختلافات اور فروعی

مسائل کو قطعاً پسند نہیں کرتے ۔ تو وہ دیدہ دلیر کاذب ہے ۔ مکار اور عیار ہے فقیر نے اس کتاب میں مودودی صاحب کی کتب سے ان کے عقائدِ باطلہ نظریاتِ فاسدہ کو بھی درج کردیا ہے تاکہ مسلمانوں پر ان کا خود ساختہ اسلام واضح ہو جائے ۔

اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ پاک و ہند میں اسلام اولیاء اللہ کی تبلیغی کوششوں اور ان کے قدوم میمنت لزوم سے پھیلا ہے ۔ خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کہ جن کو مفکرِ اسلام کہا جائے تو درست ۔ مبلغِ اسلام کے لقب سے یاد کیا جائے تو بجا ۔ ہادیٔ گم گشتگان مانا جائے تو صحیح ہے ۔ وہ جنہوں نے نوے لاکھ کافر کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہے ۔ اُن کا تو یہ عمل اور عقیدہ ہو کہ وہ اجمیر شریف سے چلیں ۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے لاہور آئیں تو صرف داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دیں اور چالیس دن وہاں پر بیٹھ کر چلہ کریں ۔ اور نگاہِ ولایت سے دیکھ کر یہ عرض کریں ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما !

مگر دوسری طرف نام نہاد مفکرِ اسلام بانیٔ جماعتِ اسلامی مولوی مودودی صاحب ہیں کہ لاہور شہر میں اچھرہ میں رہتے ہوئے کبھی داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پہ حاضری نہیں دی ۔ ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ مودودی صاحب کا اسلام درست ہے یا خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری صاحب ہر عقلِ سلیم والا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے اسلام کو ہی صحیح اسلام کہے گا ۔ مودودی صاحب کے اسلام کو خود ساختہ اسلام کہے گا اور صحیح اسلام کا مبلغ اور دعویدار بھی وہی ہو سکتا ہے ۔ جو حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عقائد کا حامل ہو ۔ الحمد للہ بطلِ حریت ، قائدِ اہلسنت ، اسد الملت ، مبلغِ اسلام ، علامہ شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم القدسیہ ، مردِ حق ، مردِ غازی

ضیغمِ اسلام، تیغ بے نیام علامہ عبدالستار خاں نیازی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے رفقاء کے عقائد اور نظریات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کے عین مطابق ہیں۔ یہ حضرات اکثر مزارات مقدسہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں اور حاضری دینے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ یہی حضرات حضرت علی ہجویری کو داتا گنج بخش ماننے والے ہیں۔ ودسرے سبھی کے سب مثلاً مفتی محمود صاحب، مودودی صاحب، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولوی غلام خاں صاحب اور دیگر اسلام کا نام لینے والے مزارات پر حاضری سے کوسوں دور بھاگتے ہیں بلکہ حاضری دینے والوں کو نامعلوم کن کن رذیل الفاظ سے گردانتے ہیں۔ وہ الفاظ اس کتاب کے آئندہ صفحات پر عقائد کے باب میں درج کیے جائیں گے۔

پچھلے دنوں پاکستان میں چند خارجی مولویوں نے یزید کو امیرالمومنین اور اسلام کا سچا شیدائی ہونے اور اس سے محبت کا اظہار کرتے ہوتے اور سرکار امام عالیمقام شہزادہ گلگوں قبا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ انداز اختیار کر کے کچھ کتابیں اور رسالے شائع کیے تو مسلمانانِ پاکستان میں ایک ہیجان سا پیدا ہوا حالانکہ جن لوگوں نے رسولِ زمانہ کتابیں مثلاً تقویۃ الایمان، کتاب التوحید، فتح المجید، حفظ الایمان، براہینِ قاطعہ، تغسیرثنائی، ترکِ اسلام میں سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی واضح الفاظ میں توہین اور گستاخی کی ہے۔ ان کے نزدیک ان کے اہلبیت اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی بارگاہ میں گستاخی کرنا کوئی اتنی عجیب بات نہیں ہے۔

نیز اس کتاب میں وہابی مذہب کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ان کے اکابر ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم، محمد بن عبدالوہاب نجدی، قاضی شوکانی، اسماعیل دہلوی، سید احمد وغیرہم کے عقائد کی اسلاف نے جو تردید فرمائی۔ اور ان کے رد میں جو کتابیں اور رسالے لکھے ان کی فہرست بھی درج کر دی ہے تاکہ واضح ہو جائے۔ اس باطل گروہ کی تردید اولیاء کرام مفسرین، محدثین اور سلف صالحین نے بھی فرمائی ہے۔ جس سے عیاں ہے کہ

یہ گروہ اولیاءِ کاملین کی نگاہ میں بھی درست نہیں۔ وہابیہ کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ان کے اکابر کی سیاست، انگریز کی ایجنٹی، ہندو سکھ نوازی اور پاکستان دشمنی کو بھی ان کی ہی مستند کتب سے پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں کے خلاف سرگرمِ عمل رہے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ جو لوگ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین، سید الشافعین، امام الانبیاء، مالکِ ہر دوسرا، رازدارِ ربّ العلا، شبِ اسریٰ کے دولہا، کل کائنات کے ملجا و ماویٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے نیازمند نہیں وہ لوگ ملک و ملّت اور مسلمانوں کے کیسے خیرخواہ ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس گروہ کے اکابر کی تمام تر کوششیں مسلمانوں کے خلاف اور اسلام کے خلاف رہیں۔ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات مسلمانوں پر انہوں نے چسپاں کیں۔ انگریز نے جب اِن کی ذہنیت دیکھی اور ان سے بغضِ رسول کی بُو محسوس کی تو اُس نے ان کو خرید لیا۔ ان زرخرید مولویوں کی غیرت و حمیت کا جنازہ نکل گیا۔ تو پھر انہوں نے سرِعام انگریز کی حمایت کی اور انگریز کے خلاف مسلمانوں کو برسرِ پیکار ہونے کو ناجائز قرار دے کر فتوے شائع کیے حتّٰی کہ اس جہاد میں شہید ہونے والوں کی شہادت کو غیر اسلامی یعنی حرام موت قرار دے کر انگریز کو خوش کیا۔ زیرک فہم کے انسان اگر وہابیت کی پشت پناہ حضرات کی تحقیق کریں تو ان کا پشت پناہ انگریز ہی ثابت ہوگا۔ اور اِن سب حقائق کو مستند کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔

پہلی کتاب میں حوالہ جات درج کرتے ہوئے ان کے معنونات پر ہی اکتفا کیا گیا تھا مگر اس پانچویں ایڈیشن میں حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے ارشادِ مبارک کی روشنی میں مکمل عبارات نقل کی ہیں۔ بعدازیں ان کے عقائد کا قرآن و حدیث سے ذکر کے کتاب و سنت کے خلاف ثابت کیا ہے۔ اللہ کریم بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم قبول فرمائے۔ آمین۔

فقیر قادری عفی عنہ

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

پیشِ نظر کتاب "وہابی مذہب کی حقیقت" کا پانچواں ایڈیشن ہے۔ فقیر کی اس سعی اور پیش کش کو بہت سراہا گیا۔ جزاہم اللہ۔ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔ فقیر کی فرقہ وہابیہ کے رد میں مزید نئی کتابیں "وہابی مولویوں کی کہانی ان کی اپنی زبانی"۔ "قصرِ وہابیت پر بم"۔ "وہابیت کا پوسٹ مارٹم" بھی شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں اکابر وہابیہ نے اپنے ہم مسلک مولویوں پر جو کیچڑ اچھالا ہے۔ بازاری حملے کیے ہیں۔ آپس میں جو شرمناک کردار ادا کیا ہے۔ اور قرآن و حدیث کے سلسلہ میں جو جو تحریفات کی ہیں کو روزِ روشن کی طرح عیاں کیا ہے۔ اس کتاب میں فقیر نے وہابی مذہب کے بانی اس کی ترویج اور تشہیر کرنے والے حضرات کی مستند اور معتمد کتابوں کے حوالہ جات سے وہابی مولویوں کی علمی قابلیت سیرت اور کردار کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان کے محبوب مشغلہ فتوے بازی پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ وہابی مولویوں نے اپنے اکابر پر بھی کفر و شرک اور ضلالت کے فتووں کی بوچھاڑ کرنے سے احتراز نہیں کیا۔ نیز اس حقیقت کو انہیں کے اکابر سے ہی ثابت کیا ہے کہ وہابی تفرقہ باز، انتشار پسند اور گستاخ ہیں۔

وہابی مذہب کی تاریخ اور وہابی اکابر کے عقائدِ باطلہ۔ نظریاتِ فاسدہ سے نفرت اور ناپسندیدگی کے اظہار کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے نیز اکابرِ وہابیہ کے نظریاتِ فاسدہ و عقائدِ باطلہ اور کفریہ کو بھی درج کر دیا ہے۔ جن کی وجہ سے ان سے تعلقات استوار رکھنے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ ساتھ ہی اس کی تائید میں دیوبندی اکابر کے فتوے بھی

درج کیے ہیں۔

اِن کے عقائد اور نظریات کے مطالعہ سے خاص و عام یقیناً پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی تحریریں نہیں بلکہ ......

پہلے ایڈیشنوں میں وہابی مولویوں کے عقائد کو درج کرتے وقت زیادہ جگہ ان کی عبارتوں کے مفہوم درج کیے گئے تھے۔ اس ایڈیشن میں پوری عبارت درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم کئی جگہ زیادہ طویل عبارات ہونے کی بنا پر مفہوم درج کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جو کہ وہابیوں کے دیگر مصنفوں نے اپنی دیگر کتابوں میں مفہومی عقائد درج کیے ہیں۔

لہٰذا فقیر کی انعامی پیشکش اب صرف اس ایڈیشن کے متعلق ہے۔ اور پیشکش بھی درسِ نظامی سے فارغ التحصیل سند یافتہ مولویوں کے لیے ہے۔ اگر کوئی وہابی مولوی قانونی چارہ جوئی کرنے کی جرأت کرے تو اُس شہر کی عدالت میں رجوع کرے جہاں سے یہ کتاب جس ادارہ نے شائع کی ہے۔ یہ قید اس لیے لگائی گئی ہے تاکہ عدالت میں وہابی مولویوں کے علم اور ان کی تحقیق کی قلعی کھل جاتے۔

کتاب کی تصحیح میں بہت احتیاط کی گئی ہے۔ کتابوں اور اخبارات کے حوالہ جات کثیر تعداد میں درج ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ کسی کتاب یا اخبار کا حوالہ درج کرنے میں صفحہ بسن تاریخ کا اندراج غلط ہو جائے لیکن فقیر کتاب یا اخبار سے وہ حوالہ نکال کر دکھانے کا ذمہ دار ہے۔

آخر میں مستند حوالہ جات ہی سے یہ ثابت کیا ہے کہ خارجیت، ناصبیت، نیچریت اور رافضیت کا وہابیت میں کمرا دخل ہے۔

فقیر قادری محمد ضیاء اللہ عفی عنہ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ
تحصیل بازار سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَنُوْرِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَخُلَفَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اما بعد

موجودہ دور میں ہر ایک مذہب کی زبان پر یہی ہے کہ ہم حق پر ہیں بالخصوص طائفہ وہابیہ نجدیہ کے پیروکار اپنے سوا کسی دوسرے کو مسلمان اور مومن سمجھنا قطعاً گوارا نہیں کرتے۔ قدم قدم پر کفر و شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کرنا ان کا شیوہ ہے۔

فقیر نے وہابیوں کے نظریاتِ فاسدہ اور عقائدِ باطلہ کو انہی کے مستند اور معتمد علماء اور بزرگوں کی ہی کتب سے وہابی مذہب کی قلعی کھولی ہے لہٰذا زیرِ نظر کتاب کے مطالعہ سے ہر ذی عقل کو علم ہو جائے گا کہ اس مذہب کی بنیاد صرف اور صرف گستاخی، بے ادبی اور فحاشی پر ہی مبنی ہے۔ جس کی شہادت دیتے ہوئے وہابیہ نجدیہ اور دیوبندیہ کے ممدوح مولوی حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی رقمطراز ہیں۔

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب ص۴۷ سطر ۶ مطبوعہ دیوبند)

وہابیہ کے ایک مولوی چراغ دین صاحب کہتے ہیں کہ میں ۱۹۲۶ء میں مدرسہ دیوبند گیا تو وہاں مولوی حسین احمد مدنی سے میں نے غیر مقلدوں کے متعلق یہ الفاظ سنے کہ وہ جھوٹے ہیں، دغا باز ہیں، فریب کار ہیں، لوگوں کے ایمان چھینتے ہیں، انہیں بہکاتے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو اور کبھی

ان کے جال میں نہ پھنسو۔ ان کی باتیں مت سنا کرو۔"

(ہفت روزہ الھدیٰ ۱۵؍ فروری ۱۹۵۷ء دربھنگہ)

وہابیہ کے ہی مولوی محمد جمال عارف مدرس بیل ڈانگہ مُرشد آباد اخبار اہل حدیث دہلی میں "ہیں دیوبند سے کیوں نکلا" مضمون میں مولوی حسین احمد مدنی کا بیان لکھتے ہیں کہ "اس دارالعلوم (دیوبند) میں غیر مقلدین حضرات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ کوئی گنجائش ہے۔

(اخبار اہل حدیث دہلی ۱۵؍ اگست ۵۴ء)

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

اس مذہب میں سب سے بڑا ولی اور بزرگ وہی شمار کیا جاتا ہے جو سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی شانِ اقدس میں بڑھ چڑھ کر گستاخی کرے جیسا کہ کتاب ہذا میں اس مذہب کے اکابر کی عبارات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ وہابیوں نجدیوں نے مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے جو ایک کافر بھی نہیں کرتا اس کتاب میں وہابی مورخین کی کتب ہی کے چند اقتباسات انشاء اللہ المولیٰ درج کروں گا۔

انتشار، تفرقہ بازی اور مخالفت

اس مذہب کے آباؤ اجداد کا شیوہ ہی انتشار پھیلانا، فرقہ بندی کو فروغ دینا اور بزرگانِ دین کی توہین کرنا ہے۔ جس کی گواہی امیر جمعیت وہابیہ مولوی محمد یوسف صاحب کلکتوی خود اپنے آرگن پندرہ روزہ "الارشاد جدید" کراچی جس کے ٹائیٹل پیج پر "ترجمان اہل حدیث کل پاکستان" لکھا ہوا ہے ان الفاظ میں دیتے ہیں کہ:

"اہل حدیث کی موجودہ نسل میں وہ خرابیاں ہیں جو اس کے آباؤ

اجداد میں تھیں۔ اہل حدیث میں فرقہ بندی اور ترکِ جہاد کا مرض عام ہوگیا ہے۔ یہ ایسی دو صفتیں ہیں جو ان کی اور سارے مسلمانانِ عالم کی تباہی اور بربادی کے لیے کافی ہیں۔
(الارشادِ جدید ص۲۷-۲۶ اپریل ۱۹۵۵ء)

غیر مقلدین کی مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی مندرجہ ذیل تحریر بھی وہابیہ کی اس خصلت کی تائید کرتی ہے۔ ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی جماعت کے دو اخبار "اہلِ حدیث" سوہدرہ اور "الاعتصام" گوجرانوالہ کے طریقِ کار کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"جریدہ اہلحدیث سوہدرہ میں تو علی التواتر اور اخبار الاعتصام گوجرانوالہ میں موسمی انقلاب کے طور پر بعض مضامین ایسے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض ناقص العلم اہلحدیث مناظر اور مقرر ایسی تقریریں بھی کرتے رہتے ہیں جن سے بُرے نتائج نکلنے کا خطرہ ہے"

چونکہ ہر دو اخبار اہلِ حدیث کے ہیں۔ اور ان کے ایسے مضمون نویس اور مقررین اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ اور نقصانِ علم، کثرتِ جہالت کی وجہ سے ناقص العلم لوگ قوم کے رؤسا اور مقتدر سمجھے جاتے ہیں۔ اور فرقہ بندی کا جن کم و بیش سب پر سوار ہے۔ اور یہی تعصب و منافرت کی روح باختلافِ مدارج سب میں سرایت کیے ہوئے ہے" (احیاء المیت ص۳۴)

خاندانِ غزنویہ کا حال

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ وہابیہ کے خاندانِ غزنویہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"آج عرصہ بارہ سال کا ہوا ہے کہ خاندانِ غزنویہ اور اُن کے ہمراہ مولوی صاحب بٹالوی وغیرہ نے میرے ساتھ مخالفت

ل یہ دونوں اخبار ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد ہی نکالتے ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

اُٹھائی ہے۔" (اہلِ حدیث امرتسر ص۲ ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

حافظ عبداللہ روپڑی کا حال

وہابیہ کے مناظر حافظ عبدالقادر روپڑی کے پیارے چچا جان حافظ عبداللہ روپڑی کے متعلق بھی وہابیہ کے مشہور مولوی محمد دہلوی رقم فرماتے ہیں کہ عبداللہ روپڑی اپنی اُسی پُرانی کاسہ لیسی پر قائم ہے۔ اور اُسی پھکڑ بازی اور تہمت طرازی پر تُلا ہوا ہے۔ اسی سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ وہ اَلَدُّ الخصام اور مفسد فی الارض ہے یا نہیں؟ (اخبار محمدی دہلی ص۱۲ ۱۴ یکم اپریل ۱۹۳۹ء)

سردار الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی جماعت کے حافظ عبداللہ روپڑی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"آپ نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ میری مذہبی مخالفت کرنا اپنا مذہبی فریضہ جانتے ہیں۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۹ کالم ۲ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء)

امام الوہابیہ مولوی عبدالوہاب دہلوی (جو کہ مولوی رفیق خاں پسروری کے اُستاد بھی ہیں)، کے شاگرد مولوی محمد دہلوی کے اخبار محمدی دہلی میں وہابی مولوی ابوعبدالجلیل محمد خلیل آف بمبئی نے اپنے وہابیوں کو تفرقہ ڈالنے اور نزاع کو ہوا دینے میں مشاق ہونے کا تذکرہ اِن الفاظ میں کیا ہے:

روپڑی صاحب نے برسوں سے اہلحدیث میں نزاع اور تفرقہ کی آگ سلگائی ہے۔ اور جسے وہ اور ان کے کرائے دار مدتوں سے ہوا دے رہے ہیں۔ جہاں بجھنے کو آتی ہے کہ یہ لوگ پھر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس میں لکڑیاں جھونکنے لگتے ہیں۔" (اخبار محمدی دہلی ص۱۶ یکم مارچ ۱۹۳۹ء)

وہابیہ کی جمعیت کے امیر اور ان کی جماعت کی مشہور و معروف شخصیت مولوی داؤد غزنوی کی اسی بارے میں شہادت ملاحظہ فرمائیں:

"روپڑی حضرات باہمی جھگڑا اور نزاع کے سلسلے میں پہلے ہی اچھی شہرت کے حامل نہیں ہیں" (الاعتصام ص۳ کالم ۳، ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء)

روپڑی کو بکنے دو

مولوی محمد دہلوی اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"میرا مشورہ تو یہی ہے کہ انہیں (مولوی عبداللہ روپڑی) کو بھول جائیے۔ انہیں بکنے دیجئے۔ جو چاہیں لکھیں۔ جب تک چاند کی پھیلی ہوتی ہے۔ کتے بھونکتے ہی رہتے ہیں"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۱ کالم ۲، یکم اپریل ۱۹۳۹ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ کے مولوی عبداللہ روپڑی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"حافظ صاحب! اگر آپ نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ اور جماعتِ اہلِ حدیث میں تفرقہ قائم رکھا بلکہ بڑھایا۔ تو اعیانِ اہلِ حدیث کو حق ہوگا۔ کہ ہماری نسبت صحیح رائے کا اظہار کریں۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱، ۸ جنوری ۱۹۳۶ء)

روپڑی کے خلاف ریزولیشن

وہابیہ کے اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں وہابیوں کے دہلی کے مدرسہ فیاضیہ میں ایک اجلاس کی کارروائی درج ہے۔ جس میں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے خلاف اس مدرسہ کے مدرسین اراکین اور طالب علموں نے متفقہ طور پر یہ تجویز پاس کی ہے۔

"یہ جلسہ برادرانِ ملت سے اور خاص کر جماعت اہلِ حدیث سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ہر جگہ ایسے جلسے منعقد کر کے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کریں۔ اور ہمیشہ کے لیے اِس فتنہ کو سدِ باب کر دیں۔"

(اہل حدیث امرتسر ص۱۶ یکم جنوری ۱۹۳۷ء)

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی لکھتے ہیں کہ:

"مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کے پاس مصالحت کے لیے ایک وفد جو تشکیل دیا گیا۔ اس میں مجھے بھی بزور شامل فرمایا۔ مگر افسوس کہ دوستوں کی انتہائی کوشش کے باوجود بھی مصالحت نہ ہو سکی۔ اور ہم بے نیل و مرام واپس ہوتے۔"

(الجسر الجلیل ص۱۳۶ ج ۱)

ثناء اللہ امرتسری کا حال

وہابیہ کے معروف مولوی فقیر اللہ مدراسی (جو کہ ثناء اللہ امرتسری کے استاد بھائی بھی ہیں) مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"ثناء اللہ ملحد و منافق، متناقض الکلام و متعارض البیان و جامع بین انواع الکفر و الزندقہ و شیع الالحاد و الفساد ہے۔"

(اہل حدیث امرتسر ص۲ کالم نمبر ۱، ۱۶ جون ۱۹۱۶ء)

مولوی عبد الواحد غزنوی کا حال

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ کے مولوی عبد الواحد غزنوی کے ساتھ اپنا پیش آیا ہوا ایک واقعہ درج کرتے ہیں:

"بلد اللہ الحرام (مکہ معظمہ) میں سب سے پہلے جب مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی مع فرزند کے میرے سامنے آئے۔ تو میں نے السلام علیکم کہا۔ مگر جواب نہ ملا۔ پھر بعد حج ۲۵ ذی الحج کو صبح کے وقت طواف اور نوافل کے بعد مقام ابراہیم پر میں نے سلام کے بعد مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی کا بغرض مصافحہ ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر وہ چھڑا کر چلے گئے۔" (تحفہ نجدیہ۔ از ثناء اللہ امرتسری)

مولوی عبد الوہاب دہلوی کے لیے وہابیوں کا فیصلہ

انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ نے

حافظ عنایت اللہ اور مولانا عبدالوہاب صاحب کی دعوت کے لیے کانفرنس نے ریزولیوشن پاس کر کے گوجرانوالہ کو تحریر کیا کہ مولانا موصوف کو کانفرنس اپنے جلسہ میں شریک کرنا نہیں چاہتی"۔ (الجسر البلیغ ص۶۴ ج ۱)

مولوی سامرودی کا حال

وہابیہ کے مشہور آفاق اخبار محمدی، دہلی میں مولوی سامرودی کے متعلق درج ہے کہ:

"سامرودی کا سامری پن ملاحظہ ہو۔ وہ ساری جماعت اہل حدیث کو دھمکا رہا ہے کہ اگر اس کی نہ مانی گئی تو وہ اس جھگڑے کو دن دونا رات چوگنا کر دے گا"۔ (اخبار محمدی دہلی ۱۶ یکم مارچ ۱۹۳۹ء)

وہابی مولوی آپس میں مل کر بیٹھنے والے نہیں

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی اپنے فرقہ کے مولویوں کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ:

"۱۹۱۲ء میں کانفرنس آل انڈیا اہل حدیث کا ذکر کر آیا ہوں۔ جو اس تاریخ سے بھی پیشتر کی تعمیر شدہ ہے۔ جسے مولانا ثناء اللہ صاحب نے بنایا اور مولانا عبدالعزیز صاحب .... رحیم آبادی اور مولانا حافظ عبداللہ صاحب .... غازی پوری جیسے بزرگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ غزنوی بزرگوں نے اُن کا ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ ڈٹ کر مخالفت کی۔ اور تقسیم ہند تک مخالفت کرتے رہے۔ جس میں مولوی داؤد صاحب غزنوی بھی ان میں شامل رہے"۔ (الجسر البلیغ ص۱۴۲، ۱۴۱ ج ۱)

مولوی احمد اللہ امرتسری اور عبدالجبار غزنوی کا حال

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اُستاد مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری، امام عبدالجبار غزنوی اور دیگر وہابی مولویوں کے لیے یہ دُعائیہ فقرہ لکھا ہے کہ:

"خدا ہمارے (وہابیوں کے) علماءِ اسلام کو اتفاق و اتحاد کے فوائد سمجھائے"۔ (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۱۲ء)

وہابیوں میں اوصافِ بشریہ مفقود ہو رہے ہیں

غیر مقلدین وہابیہ کے منشی محمد خان صاحب رہتے وال گجرات اخبار اہلحدیث امرتسر میں "قابلِ توجہ اعیانِ اہلحدیث" کی سرخی دے کر وہابیوں کے خصائل اس طرح واضح کرتے ہیں کہ:

"ہم (وہابیوں) میں ہمارے گھر کی لڑائیاں ہی تا حال ختم نہیں ہوئیں طعن و تشنیع، غیبت، آتشِ حسد وغیرہ ہم ہم میں موجود ہیں۔ نہ ہم میں محبت ہے نہ اخوت نہ ہمدردی نہ یکجہتی غرضیکہ جملہ اوصاف بشریہ ہم سے یوماً فیوماً مفقود ہو رہے ہیں"

(اہلِ حدیث امرتسر صفحہ ۱ کالم ۲ ،۲ جون ۱۹۲۸ء)

وہابی مولویوں کی کتابوں سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے

وہابیوں کی عظیم ترتبت شخصیت مولوی شمس الحق صاحب اپنے فرقہ کے مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے رسالوں پر تبصرہ کرتے ہوتے لکھتے ہیں کہ:

"مولوی فقیر اللہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اُن کے رسالے سے ہم بہت بیزار ہیں۔ ایسے بیہودہ رسالوں سے جس قدر فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان کا رسالہ میرے پاس بھی پہنچا ہے۔ اس کے مطالعہ سے سخت رنج و الم ہوا"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۷ ، فروری ۱۹۱۳ء)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ابراہیم میر سیالکوٹی کا آپس میں مصالحت کرنے پر ناراضگی کا اظہار کرنا!

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی اپنے فرقہ کے جید عالم مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے ساتھ اپنے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہیں کہ:

"۲۲ نومبر ۱۹۵۴ء کو سیالکوٹ میں فجر کی نماز مولانا محمد ابراہیم صاحب کی اقتدار میں ادا کی اور موصوف کا درس بھی سُنا۔ جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں تیرے لیے دُعا کرتا رہتا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شکریہ ہے۔ مگر جس کی مجھے ضرورت ہے اس کی دُعا کیا کریں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہاں (سیالکوٹ) کی جماعت میں اختلافات ہیں کچھ لوگ آپ کے ہمراہ ہیں اور کچھ حافظ محمد شریف صاحب کے حامی ہیں۔ تبلیغ کا دروازہ بند ہے۔ اگر کچھ کیا بھی جاتا ہے۔ تو وہ بھی پارٹی بندی کی وجہ سے بیکار ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا مصالحت کی اشد ضرورت ہے۔ یہ میری ضرورت ہے۔ اس کے لیے دُعا کریں تو میں خوش ہوں۔ میرے اس مفروضے پر دوسرے دوست بھی بول پڑے کہ مصالحت ضروری ہے۔ موصوف (ابراہیم صاحب میر) قدرے ناراض ہو کر گھر چلے گئے۔"

(العطر البلیغ ص۳۴ ج۲)

ناظرین حضرات! صلح دونوں ہم مسلک وہابی مولویوں کے درمیان ہونی تھی۔ اور صلح پر ناراضگی کا اظہار کرنے والے اور اپنے گھر کا راستہ اختیار کرنے والے وہابیوں کے جید عالم مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ہیں۔ جن کو آج کل امام العصر کے معزز لقب سے یاد کرنے کی تشہیر کی جا رہی ہے

وہابی مولوی کا وہابی مولوی کی اقتدار میں نماز نہ پڑھنا

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی ۲۶ رجون ۱۹۵۵ء کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ۲۶ رجون کو نماز مغرب کے لیے مجھے (عنایت اللہ) کو کہا گیا تو میں نے انکار کر دیا۔ جس پر مجھے پکڑ کر مصلے پر کھڑا کر دیا گیا۔ اُدھر میں نے نماز شروع کی اُدھر مولوی احمد دین صاحب صف سے نکل کر پیچھے ہٹ گئے۔ اور نماز اکیلی پڑھی۔ ہاں مولوی عبداللہ صاحب ثانی امرتسری اور مولوی ابراہیم صاحب تاندلیانوالہ اور دیگر ذی علم سب کھڑے رہے۔ نماز کے بعد دوستوں نے دریافت کیا۔ تو مولوی صاحب موصوف (احمد دین) نے فرمایا کہ اپنا اپنا خیال ہے۔ میری حافظ صاحب کی اقتدار میں نماز نہیں ہوتی۔ اس پر سب احباب نے افسوس کا اظہار کیا اور خاموش رہے۔ (العطر البلیغ ص ۳۸-۳۹ ج ۲)

غیر مقلدین حضرات مصافحہ کرنے سے بیزاری اور سلام کا جواب معاف کرو

کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا ایک دوسرا واقعہ یہی مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی غیر مقلد بیان کرتے ہیں کہ:

سیالکوٹ کے جلسوں پر جو ذی علم بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی میرے سوا مولوی ابراہیم صاحب سے ملاقات نہیں کرتے۔ اس لیے انہیں ترغیب دلائی کہ اُن کے درس میں شامل ہوں۔ جس پر مولوی اسماعیل صاحب راولپنڈی مولوی علی محمد صمصام۔ مولوی محمد صدیق صاحب لائلپوری، مولوی محمد ابراہیم صاحب تاندلیانوالہ نے فرمایا کہ ہم شامل ہوں گے۔ بشرطیکہ آپ یہاں رات ہمارے پاس قیام کریں۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ شاید آپ جائیں یا نہ جائیں مجھے تو ضرور جانا ہے۔ میں اپنی پھوپھی

صاحبہ کے ہاں محلہ سلہریاں ٹھہرا ہوں۔ وہاں سے جگہ قریب ہے میں بہرحال حاضر ہوں گا۔ انشاء اللہ۔

چنانچہ میں صبح درس میں حاضر ہوا اور اثنائے درس میں یہ سب علماء کرام بھی تشریف لائے۔ درس کے بعد میں نے مولوی ابراہیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اور وہ اُٹھ کر چل دیئے۔ اگرچہ اس حرکت کو سب نے بُرا منایا۔ مگر عذر پیش کیا۔ کہ انہیں خیال پیدا ہوا ہوگا کہ شاید آپ حافظ محمد شریف صاحب (وہابی) کی مصالحت کے لیے بمثلِ سابق کوئی تذکرہ نہ شروع کر دیں کہ موصوف اس کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا تو ایسا خیال نہیں تھا۔ اچھا اگر ذکر کرتا تو روک سکتے تھے۔ اس طرح سے اُٹھ کر چلے جانا ٹھیک نہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ اچھا میں گھر جاتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس تشریف لائے اور کہا کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ حافظ عنایت اللہ کے سوا دیگر تمام ذی علم جو ملنے کے لیے آتے ہیں۔ وہ یہاں گھر آکر مل سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ سب ذی علم گھر تشریف لے گئے۔ اور میں مسجد میں بیٹھا رہا۔ پھر کافی انتظار کے بعد میں چلا آیا۔ پھر جلسہ پر ان ہوا مولوی صاحبان کی زبانی معلوم ہوا کہ موصوف آپ سے ملاقات نہیں کرنا چاہتے تھے۔

خدا کی شان ایک طرف میرے لیے تہجد میں دُعائیں۔ اور دوسری طرف سلام کا جواب معاف کرو۔ مصافحہ نہیں۔ کیا خوب تلون مزاجی ہے!

(العطر البلیغ ص ۴۵-۴۶ ج ۲)

ابراہیم میر کی اکابر وہابیہ سے ناراضگی

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی ہی مولوی ابراہیم میر کے جنازہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"جنازہ پر جو علماء تشریف فرما تھے ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: مولوی سید داؤد صاحب غزنوی۔ مولوی عبداللہ صاحب روپڑی۔ مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ۔ ورثاء نے لینے کسی عزیز کو تار کے ذریعے لاہور اطلاع دی تو ان بزرگوں کو بھی معلوم ہو گیا۔ تو وہ خود تشریف لاتے کہ اہلحدیث کے ایک جید عالم فوت ہو گئے ہیں مگر افسوس کہ جمعہ کے لیے کسی کو بھی ورثاء نے پسند نہیں فرمایا۔ ایک مقامی صاحب نے ان سب کی موجودگی میں جمعہ پڑھایا کہ موصوف ان سب سے ناراض تھے۔" (العطر البلیغ ص۴۵)

وہابی کا وہابی مولوی کی داڑھی نوچنا

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی خود ہی رقمطراز ہیں کہ:

"۲۲ دسمبر ۱۹۳۱ء کو حاجی شیخ عبدالرحمان صاحب اور شیخ عبیداللہ صاحب کے ہمراہ وزیر آباد پہنچا۔ اور شیخ عبدالرحمان صاحب سے ملاقات کی۔ کہ انہوں نے کسی سے ذکر کیا تھا۔ کہ میں حافظ عنایت وزیر آباد آیا تو اس کی ڈاڑھی نوچوں گا۔ چنانچہ میں نے سلام کیا۔ اور مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے کیا۔ تو انہوں نے نہ تو سلام کا جواب دیا اور نہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔" (العطر البلیغ ص ج ۲)

وہابی مولوی سے وہابی کا بات کرنے کو دل نہ چاہنا

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی

لکھتے ہیں کہ:

"میں مولوی عبداللہ صاحب صوفی کے گھر پہنچا۔ تو انہیں گھر نہ پاکر ان کی دُکان پر گیا اور سلام کیا۔ مگر جواب ندارد۔ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو موصوف نے مصافحہ نہیں کیا بلکہ فرمایا میں تیرے سے بات نہیں کرنا چاہتا" (العطر البلیغ ص۱۸۷ ج ۲)

توبہ توبہ! وہابی مولویوں کا کردار ایسا ہے کہ ان کے اپنے فرقہ کے ہی ان کے ساتھ مصافحہ کرنے اور سلام کا جواب دینے اور بات تک کرنے کو تیار نہیں۔ مگر ڈاڑھی نوچنے کے لیے تیار ہیں۔ یا یہ سب بزرگانِ دین کی توہین اور تحقیر کرنے کا صلہ ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپکی

لکھنؤ سے عبدالغفار صاحب نے ایک مضمون "اہلحدیث کے ادارے اور ان کی حالت زار" اخبار اہلحدیث امرتسر میں شائع کرایا۔ جس میں اُنہوں نے ایک ایسا جملہ لکھا ہے کہ جس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اختلاف اور نزاع وہابی ہی ڈالتے ہیں وہ جملہ یہ ہے:

"ہم اپنے بھی آپس میں اختلاف اور نزاع ڈالتے ہیں۔ اور الزام شیطان کو لگاتے ہیں" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۸ ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء)

امیر جمعیت اسمٰعیل سلفی کانگریسی کا حال

مولوی اسماعیل صاحب سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ جو کہ امیر جمعیت تھے کے متعلق فیروزالدین سیالکوٹی نامی وہابی شخص جس کے حکیم صادق سیالکوٹی اور حافظ شریف سیالکوٹی موید ہیں رقمطراز ہے کہ:

"گویا اس طرح آمر پاکستان (مولوی اسماعیل آف گوجرانوالہ) نے سیالکوٹ میں تفریق اور انتشار کا بیج بویا۔ حافظ محمد شریف کے مقابلہ

میں پارٹی بازی کرائی - اور سیالکوٹ کو اہلحدیثوں کی باہمی جنگ کا کوریا بنایا۔" (پمفلٹ انتشاری کانفرنس ص۸ سطر ۱۲ تا ۱۵)

فیروز الدین وہابی واشگاف الفاظ میں جمعیت کے امیر کے متعلق بڑے یقین کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:

"یقین کیجئے! کہ مولوی اسماعیل صاحب نے نومود جماعت محض انتشار کے لیے پیدا کی ہے۔" (انتشاری کانفرنس ص۹)

وہابی بزرگوں کی برکت سر پھٹول اور انتشار ہے

یہی فیروز الدین سیالکوٹی وہابی اپنی جمعیت کے امیر کی برکت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"آہ مولوی اسماعیل صاحب کی امارت کی برکت سے گوجرانوالہ میں اختلاف کی خلیجیں جغرافیائی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ لائل پور میں سر پھٹول کا بازار گرم ہے۔ ملتان میں انتشار کا جھکڑ چل رہا ہے۔ سارے پاکستان کے اکثر علمائے اہلحدیث مولوی صاحب سے نالاں ہیں۔ مولوی صاحب سے علماء کو ہزاروں شکایتیں ہیں۔ سید صاحب (ابوبکر غزنوی خلف الرشید مولوی داؤد غزنوی) کے ساتھ مولوی نے ایسا جھگڑا۔ لڑائی اور جدال شروع کر رکھا ہے۔ کہ سارے پاکستان کے اہلحدیث رو رہے ہیں۔ (انتشاری کانفرنس ص۱۱)

مولوی محمد یوسف صاحب کلکتوی وہابیہ کے محدث مولوی عبدالستار صاحب دہلوی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی عبدالستار دہلوی اور ان کے ساتھی بے وقعت اور ڈھیٹ ہیں۔ سمجھدار انسان ان کے منہ نہیں لگا کرتے۔ بلکہ لوگوں کو خبردار کیے دیتے ہیں کہ بھائی ذرا ان سے بچتے رہنا تمہاری ساری متاع دنیوی تو درکنار ایمان جیسی قیمتی شئے پر بھی ڈاکہ ڈالنے سے گریز نہ کریں گے۔"

(الارشاد جدید کراچی یکم جمادی الاول ۱۳۷۴ھ ص۱۱)

اہلحدیث امرتسر میں ہی لکھا ہے کہ:

"وہابیوں میں جس قدر خود رائی کا مادہ ہے اسی قدر علماء کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کا بھی مادہ ہے اس کے ساتھ الحاجی شکایت اور زبان درازی سے عوام تو عوام خواص کے دلوں کو پھیر لینے کا بھی جادو یہ جانتے ہیں۔ ہم اپنے کرم فرما مولوی ابوالقاسم کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ ان کو کیسے بے سمجھے بوجھے کسی کی خوشامد میں اپنے باپ کے سچے دوست پر وار کرنے کی ہمت ہو گئی! اور ایسے سخت اور دل شکن حملوں سے تعاقب کیا کہ برابر کا آدمی بھی اپنے برابر کی شان میں ایسے جملے لکھنے میں ضرور تامل کرے گا۔ اصل یہ ہے کہ مولویوں کی منہ دیکھی خوشامدوں ہی نے تو جماعت اہلحدیث کا یہ حال کر رکھا ہے۔ سچ ہے الشر شرار العلماء۔ (اہلحدیث امرتسر ص۴ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۸ء)

مجدد الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ کے اکابر کو مصالحت کا مخالف اور انتشار پسند قرار دیتے ہوئے ایک واقعہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ

"۲، ۳ مارچ ۱۹۱۲ء کو انجمن اہلحدیث امرتسر کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی اور مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی وغیرہ بھی شریک تھے۔ ان حضرات مخالفین (غزنوی پارٹی) سے اور تو کوئی مدد نہ ہو سکی۔ جھٹ ایک ہاتھی کے کان جتنا مخالفت کا اشتہار دے دیا۔ حالانکہ ابھی کا ذکر ہے۔ کہ فروری ۱۹۱۱ء میں مصالحت ہوئی جس کا اثر یہ ہوا تھا کہ حافظ عنایت اللہ صاحب کے ہاں سب نے مل کر دعوت کھائی۔ اس سے بعد خدا جانے کیا امر پیدا ہوا کہ جھٹ سے مصالحت توڑ دی گئی یہی حال مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کا ہے۔ اور یہی

کیفیت ہمارے آنریبل مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی ہے۔
(اہلحدیث امرتسر ۱۲ ،۱۱؍ ۵ اپریل ۱۹۱۲ء)

وہابیہ نجدیہ کی مرکزی جمعیت وہابیہ ہند کے سیکرٹری مولوی عبدالعزیز اپنی کتاب "فتنۂ ثنائیہ" کی ابتداء میں ہی "مولوی ثناء اللہ کی تلبیس" کی سرخی جما کر لکھتے ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ صاحب کی وجہ سے جماعت میں جو اختلاف برپا ہے۔ کوئی شخص اس پر مسرت اور شادمانی کا اظہار نہیں کر سکتا۔ بلکہ گردوپیش کے حالات اور عام مفاد اسلامی کے لحاظ سے یہ چیز انتہائی رنج وقلق کا باعث ہے۔ اس وقت جو مشکلات اور مصائب ہر طرف سے ہمارا محاصرہ کیے ہوتے ہیں۔ ان کے تباہی خیز اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے آپس میں محبت و الفت کے رشتے استوار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اتحاد و اتفاق اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں میں سے ہے۔ لیکن کوئی اتحاد، کوئی جماعت اور کوئی جتھہ نہ موجب برکت ہو سکتا ہے نہ کامیابی اور فوز و فلاح سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ جس کی بناء اخلاص اور تقویٰ پر نہ ہو۔ جو خود اسلام کا حامل اور عامل نہ ہو جسے صحابہ کرام، آئمہ دین اور محدثین کرام نے بے شمار مصائب و تکالیف کے برداشت کرنے کے بعد زندہ رکھا۔ اور داخلی و خارجی جہاد کر کے معتزلہ اور دوسرے فرقوں کے گمراہ کن خیالات و عقائد سے محفوظ کر کے ہم تک پہنچا دیا۔

(فتنۂ ثنائیہ ص۱)

قارئین کرام! آپ نے وہابی اکابر کی تفرقہ بازی کے کارنامے ان کے فرقہ کے اکابر ہی کی کتب اور اخبارات کے حوالہ جات سے پڑھ لیے ہیں ویسے اکثر و بیشتر مقامات پر آپ نے ان حضرات کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھا ہوگا تو یہی کہتے ہیں کہ ہم فرقہ بندی اور انتشار کو بالکل پسند نہیں کرتے ہم تو صلح پسند ہیں۔ ان حضرات کا یہ کہنا کوئی نیا نہیں۔ زمانہ نبوی کے منافق بھی یہی کہتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ۔

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔ (پ ا ع ۲)

یہ حضرات بھی بالکل انہیں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت خواجہ محمد حسن صاحب نقشبندی مجددی سرہندی بھی اپنی تصنیف لطیف "اصولِ اربعہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ہمیں است عادت وہابیہ کہ خود را حامیانِ دین و شریعت میدانند۔ (۷)

وہابی مولویوں پر امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

وہابیوں کے منشی محمد جعفر تھانیسری اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ:
"جماعت میں تفرقہ ڈالنے والوں پر لعنت آتی ہے"
(تواریخ عجیبہ ص۱۹۲ مطبوعہ)

وہابیوں کی کتب میں اکابر وہابیہ کا یہ اقرار نامہ موجود ہے کہ وہابی مولوی تفرقہ باز ہیں۔ ان میں فرقہ بندی کا مرض عام ہے۔ اس اقرار نامہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسماعیل دہلوی کا فتویٰ پڑھیں تو یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ وہابی مولوی لعنتی ہیں۔

ناظرین کرام! آپ کے ذہن میں یہ سوال بار بار آتا ہوگا۔ کہ یہ تفرقہ اور انتشار جو وہابی مولویوں نے شروع کر رکھا تھا۔ جن کی گواہی بھی وہابی اکابر کی تحریریں ہیں۔ آخر اس کی اصل وجہ کیا ہے یہ کیوں انتشار اور تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ اس کا جواب خود مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

نے اپنی کتاب "احیاء المیت" میں اپنے وہابی عوام کو خبردار کرتے ہوئے دیا ہے کہ :

"جماعت اہلِ حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض پرانے کانگرسی ہیں۔ جو کانگریس کا حقِ نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز (UNDER GROUND) تجویز کے تحت انگریزی پالیسی (DEVIDE AND CONQUER) تفرقہ ڈالو اور فتح کرو سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کرکے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہلحدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔" (احیاء المیت ص۲۶)

مندرجہ بالا تحریر سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تفرقہ اور انتشار کانگریسی مولویوں کی ایک نہایت گہری زمین دوز سازش ہے۔ اور عوام و خواص پر یہ بھی پوشیدہ نہیں کہ اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات میں سے کانگریسی کوئی بھی نہیں۔ اگر کانگریسی ہیں تو وہ صرف اور صرف وہابی۔ دیوبندی مولوی ہیں۔ لہٰذا تفرقہ اور انتشار کے بس یہی ذمہ دار ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی شہادت

غیر مقلدین وہابی حضرات کے ممدوح مولوی اشرف علی صاحب تھانوی واشگاف الفاظ میں یہ گواہی دیتے ہیں کہ :

"یہی حال غالی غیر مقلدین کا ہے۔ خصوصاً بدگمانی اور بدزبانی کا مرض ان میں خصوصیات سے ہے۔ شیعوں کی طرح تبرا ان کا بھی شعار ہے۔ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنا۔ ان کے یہاں بھی ذریعۂ نجات ہے۔ ایسی غیر مقلدی نیچریت کی پہلی سیڑھی

ہے۔ اللہ بچائے۔' (افاضات الیومیہ ص۲۲ ج ۵)

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں فقہ نہایت مشکل چیز ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور لوگ تو زیادہ تر اسی میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں خصوصاً بعضے غیر مقلدین اس باب میں بڑے دلیر ہیں۔ ہمارا مذہب بحمد اللہ مدون ہے مگر ان مدعی غیر مقلدوں کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔ جو جی میں آیا فتوے دے دیا۔ ایک مرتبہ ایک غیر مقلد مولوی صاحب نے یہ چھاپ دیا کہ دادا کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔' (افاضات الیومیہ ص۸ ج ۵)

ناظرین کرام! انتشار اور تفرقہ بازی کو فروغ دینا فرقہ وہابیہ کا کام ہے۔ جس کو ان کے اکابرین کی کتب اور عبارات سے ثابت کیا ہے۔ اب فرقہ وہابیہ کے اکابر کی علمی قابلیت کی حقیقت بھی مسلمہ حضرات کی عبارات اور شہادات سے عیاں و بیاں کی جاتی ہے۔

وہابیہ کی علمی قابلیت

طائفہ وہابیہ کی علمی قابلیت کا راز مفسر الوہابیہ مولوی وحید الزماں حیدر آبادی فاش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں۔ انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے۔ اس کو بھی نہیں سنتے۔'

(حیات وحید الزماں ص۱۰۲ سطر ۸ تا ۱۰۔ وحید اللغات)

یہی وہابیہ کی معتدر شخصیت وحید الزماں صاحب مزید رقمطراز ہیں کہ:

'ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی

اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اُس کے پیچھے پڑ گئے۔ بُرا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا غور کرو۔ اور انصاف کرو۔ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ۔ ابن قیم اور شوکانی جو اُن سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔" (حیاتِ وحید الزمان ص۱۰۲ سطر ۲ تا ۶ وحید اللغات)

امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا علم

مفتی حرم شریف علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تمام مذاہب کے علماء شرق و غرب سے ابنِ عبدالوہاب کے رد کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور بعض نے اس کے رد میں امام احمد علیہ الرحمۃ اور ان کے اقوال کا التزام کیا۔ اس سے ایسے مسائل پوچھے جن کو ادنیٰ درجے کے طالب علم جانتے ہیں۔ ان مسائل کا جواب اس سے نہ بن پڑا۔ اس لیے کہ اسے علوم کی استعداد ہی نہ تھی۔ صرف ان خرافات کو جانتا تھا جو شیطان نے مزین کر دی تھیں۔" (الدرر السنیہ ص۴۲)

وہابیت کے تین اکابر کا علمی مقام

وہابیہ کے مولوی فقیر اللہ مدراسی اپنے فرقہ کے تین اکابر عبداللہ غازی پوری عبدالعزیز رحیم آبادی اور ثناء اللہ امرتسری کے علمی مقام کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"اصحاب ثلاثہ کشمیری (ثناء اللہ) غازی پوری (عبداللہ) رحیم آبادی (عبدالعزیز) نہ تو عالم ہیں کہ ان کو عالم کہا جائے۔ نہ راہِ راست پر ہیں کہ ان کو اہلسنت میں داخل کیا جائے۔"

(رسالہ ظفر ابی سعید بحوالہ اخبار اہلحدیث امرتسر ص۵ ۵ نومبر ۱۹۱۵ء)

عبداللہ غازی پوری کا علم

وہابیہ فرقہ کے غزنوی خاندان کے چشم و چراغ امام عبدالجبار غزنوی کے شاگردِ رشید مولوی فقیر اللہ مدراسی اپنے فرقہ کے مجتہد عبداللہ غازی پوری کے متعلق ان کے علمی مقام کا راز ان الفاظ میں فاش کرتے ہیں کہ:

"جناب حافظ صاحب اتباعِ سلف کے صاف منکر ہیں۔ بلکہ حدیث مرفوع صحیح کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی رائے و قیاس کو اقوالِ صحابہ خیار و فتاویٰ سابقین اولین من المہاجرین و الانصار پر بلکہ حدیثِ صحیح پر بھی مقدم کرتے ہیں"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۵ کالم ۳، ۶ رجون ۱۹۱۳ء)

نواب صدیق حسن بھوپالوی کی علمیت

وہابیہ نجدیہ کے مجدد اور مفسر نواب صدیق حسن بھوپالوی کی شانِ علمیت بھی ان کے اس قول سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے:

"حجت تفسیر صحابہ غیر قائم است" (صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تفسیر معتبر نہیں ہے) (بدور الاہلہ فارسی ص۱۲۹ مطبوعہ بھوپال)

وہابیوں کے نزدیک تفسیر صحابہ غلط ہے حافظ عبداللہ روپڑی کی گواہی!

روپڑی گروہ کے روحِ رواں حافظ عبداللہ روپڑی اپنے فرقہ میں سے ایک گروہ کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"افسوس صد افسوس کہ اب ہمارے (وہابیوں کے) ہی درمیان سے ایک ایسا فرقہ نکلا ہے۔ جو..... سے بھی چار رتی بڑھ کر ہے وہ کہتا ہے کہ ہزار ہا صحابہ حاضرینِ مجلس جن کی ہدایت و درایت

پر ساری اُمت متفق ہے۔ کسی آیت کی تفسیر میں غلطی پر ہوں اور ہم اس میں مصیب ہوں۔ تو کوئی بعید امر نہیں گویا ان کے نزدیک قرآن مجید کا ظاہری مطلب بھی ایسا مشکل ہے۔ کہ ایک امام نہیں۔ دو امام نہیں بلکہ ہزاروں آئمہ اس سے غفلت کر جاتے ہیں۔ پھر قرآنِ مجید کی فصاحت و بلاغت پر بھی ایمان ہے۔ یا للعجب وضیعۃ الادب۔

سرگروہ[1] اس فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ انہوں نے اس امر کی شہادت کے لیے ایک تفسیر لکھی ہے۔ جو تفسیر القرآن بکلام الرحمان کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اُنہوں نے بتلایا ہے کہ سلف نے فلاں فلاں آیت کے اصلی مطلب سے غفلت کی ہے۔" (درایت تفسیری ص۱۶ مصنفہ عبداللہ روپڑی)

من گھڑت اور حدیث کے خلاف تفسیر

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری من گھڑت اور حدیث کے خلاف تفسیر کرتے ہیں۔" (درایت تفسیری ص۵۶)

تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے

روپڑی صاحب اپنے فرقہ کے امام اور شیر پنجاب امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"آپ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کو آپ ہی تفسیر کہتے ہوں گے ورنہ دُنیا تو اُس کو تحریف کہتی ہے۔" (حاشیہ فتاویٰ اہلحدیث ص۸ جلد اوّل)

---

[1] بدر دراالاحلہ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے گرو، نواب صدیق حسن بھوپالوی ہیں۔
(فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی

وہابیہ کے مجتہد مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری کے علمی شاہکار تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے متعلق اپنی رائے لکھتے ہیں جس کو وہابیہ کے مولوی عبد الحق غزنوی اور عبد اللہ روپڑی نے بھی درج کیا ہے وہ یہ ہے :

"اس تفسیر کا مصنف (مولوی ثناء اللہ امرتسری) اس تفسیر سراپا الحاد وتحریف میں پورا مرزائی، پکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔"

(اربعین ص۲۴ تنظیم اہلحدیث روپڑ ص۷، ۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

اغلاط کا مجموعہ اور تحریفات کا پلندہ

مولوی عبد الحق غزنوی مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"ایک تفسیر عربی مولوی ثناء اللہ کشمیری الاصل امرتسری الوطن میری نظر سے گزری۔ تفسیر کیا ہے ایک اغلاط کا مجموعہ تاویلات کا ذخیرہ دیکھا تعجب ہے یونیورسٹی کے فاضل کی فضیلت اور لیاقت پر۔ تفسیر کے الفاظ غلط۔ معانی غلط۔ استدلالات غلط۔ بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی۔" (اربعین ص۳)

حرم شریف کے نجدی مدرس کا فتوےٰ

ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ صحیح احادیث اور تفاسیر صحابہ کے مخالف لکھا ہے۔"

(فیصلہ مکہ ص۳۰۔۱۹۰ مصنفہ عبد العزیز)

ثناء اللہ امرتسری منطق میں یتیم ہے

حافظ عبد اللہ روپڑی جو کہ حافظ عبد القادر روپڑی کے چچا جان ہیں اپنے فرقہ کے عظیم مناظر اور سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"مولوی ثناء اللہ کو منطق کا بہت شوق ہے۔ اور اُس کو اپنا محبوب ترین علم بتایا کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ منطقی پیرایہ میں سمجھائیں مگر علمِ منطق ان کے ہاتھ سے نالاں و فریاد کناں ہے۔"

مولوی ثناء اللہ بیچارے منطق میں یتیم ہیں۔ ان کی تربیت ضرور ہونی چاہیئے بلکہ عربیت میں بھی اتنے کمزور ہیں کہ جماعت اہلحدیث کے لیے بدنامی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اسی بناء پر کسی وقت ان کو مدرسہ رحمانیہ دہلی میں داخلہ کی مخلصانہ رائے دی گئی تھی۔ جس کو انہوں نے بُرا منایا۔ خیر اُن کی مرضی۔"

(درایت تفسیری ص مظالم ثنائی ۲ ص ۵۔ اخبار اہلحدیث ۶ اسء ۱۹۴۴ء)

غیر مقلدین کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث میں خود لکھا ہے کہ:

"ہمیں کہیں نہیں ملتا کہ صحابہ کرام نے کسی مسئلہ میں خلفاء اربعہ کے قول کو شرعی حجت کے پیش کیا ہو۔" (اہلحدیث امرتسر ص ۲ یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء)

وہابیہ نجدیہ کی مرکزی جمعیت ہند کے سیکرٹری مولوی عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے فرسودہ لیکچر اور بے محل اشعار اور اُلٹی سیدھی کہاوتوں سے لوگ بیزار ہونے لگے ہیں۔" (فیصلہ مکہ ص ۳۵)

اب حافظ عبداللہ روپڑی کا بھی مقامِ علمی ذرا پڑھ لیں۔ حافظ عبدالقادر روپڑی یہ نہ کہتے پھریں کہ میرے چچا کے مقامِ علمی پر کسی وہابی نے تنقید نہیں کی۔ پڑھیئے اور وہابی محدث کا علمی مقام دیکھیے۔

حافظ عبداللہ روپڑی کا علم	سردار الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری رسالہ نافہم مصنف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے

ہیں کہ:

"اس رسالہ میں حافظ عبداللہ روپڑی کی تصانیف پر نظر کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ فنِ تصنیف میں قابل نہیں ہیں"

(اہلحدیث امرتسر ص۸-۱۷ جنوری ۱۹۴۷ء)

وہابیوں کے محدث عبدالمنان وزیرآبادی کا علم

مولوی ثناء اللہ امرتسری ابراہیم

میر سیالکوٹی وغیرہم کے استاد اور محدث حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کی علمی قابلیت کی قلعی خود ان کے ہی ایک شاگرد مولوی عنایت اللہ اثری نے ان الفاظ میں کھولی ہے۔ مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ میں نے ترجمہ پڑھتے ہوئے اعتراض کیا۔ کہ احیاء موتیٰ اللہ پاک کی خاص صفت ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں کیسے شریک ہوتے۔ فرمایا کہ بار بار باذنِ اللہ وارد ہوا ہے۔ اجازت سے شریک نہیں۔

میں نے عرض کی کہ میں بخاری شریف نہیں جانتا اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو کیا میں پڑھ سکتا ہوں۔ اجازت کے ساتھ علم بھی ضروری ہے۔ جو کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل نہیں۔ پھر الوہیت کے کاموں میں اجازت کیا۔ عورت اپنے بس کے کام شوہر کی اجازت سے کر سکتی ہے۔ پھر دوسرے سے اپنے شوہر کے ساتھ بھی تعلق کا کوئی امکان نہیں۔ اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت دے کر اپنے ساتھ کیسے ملا لیا۔ بس پھر کیا تھا موصوف (عبدالمنان وزیرآبادی) نے مجھے مارا اور خوب مارا جو کہ میری کامیابی کا موجب ہوا۔ مگر وہ سوال آج تک کسی سے حل نہیں ہوا۔"

(الجسر الجلیل ص۸-ج ۱)

مولوی عبدالستار دہلوی کا علمی مقام

مولوی رفیق خاں پسروری کے استاد مولوی عبدالستار دہلوی جو بزعم خود مفسر اور محدث اور امام بھی ہیں کے متعلق ان کے باپ عبدالوہاب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی محمد جونا گڑھی اپنے اخبار "محمدی" دہلی میں "مولوی عبدالستار صاحب صدری کی امامت سے میری علیحدگی" کی سرخی دے کر مولوی عبدالستار صاحب دہلوی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بیان کرتے ہیں کہ:

"سیدھے سادھے جہلاء مساکین سے بیعت لی اور رجسٹر میں ان کا نام درج کر کے اُن کے انگوٹھے لگواتے۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ مسئلہ امامت زندہ ہو گیا۔ سو شہیدوں کا ثواب مل گیا۔ سیاست دکی اہلیت کو بھی اُڑایا۔ نظامت کو مٹایا۔ جہلاء کو مفتی بنایا۔ علماء دیکھئے، اہلحدیث کی تحقیر اور توہین کو اپنا شعار بنایا۔"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۰ ۱۵ مئی ۱۹۳۸ء)

اسی اخبار محمدی میں "مدعی امامت مولوی عبدالستار دہلوی جواب دیں" کی سرخی دے کر ان کو مخاطب کرتے ہوئے وہابی مولوی عبدالصمد مدرس مدرسہ فیض محمدی جودھپور لکھتے ہیں کہ

"آپ کی قلابازیاں اب حد سے تجاوز کر چکی ہیں۔ جناب نے قرآن مجید و احادیث رسول اکرم صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی تاویلات باطلہ کو رواں دواں کرنے میں اس قدر ملکہ حاصل کر لیا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھی کان کتر لیے ہیں۔"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۶ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

اے علائے احمق

وہابیوں کے مشہور اخبار "محمدی" دہلی کے نائب ایڈیٹر نے "ردِ کچری نے سپھر دنا شروع کر دیا" کی سرخی جما کر ابتدا جن الفاظ سے کی

ہے ۔ وہ الفاظ حافظ عبداللہ روپڑی کی شان میں ہیں ۔ جو کہ درج ذیل کیے جاتے ہیں :

"دُنیا میں اگر کسی کو اعلیٰ احمق کی ضرورت ہو تو اس چھوٹی کھوپری والی انسان نما ہستی (عبداللہ روپڑی) کو دیکھ لے ۔"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۱ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء)

وہابیوں کے مولوی محمد دہلوی حافظ عبداللہ روپڑی کی قرآن دانی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ :

"(روپڑی) نے معارفِ قرآنی بیان کرتے ہوئے رنڈیوں اور بھڑووں کا ارمان پورا کیا ۔ اور تماشبیوں کے تمام ہتھکنڈے ادا کیے ۔" (اخبارِ محمدی دہلی ص۱۱ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

وہابیوں کے مفتی علم سے کورے جہالت کے پتلے ہیں

وہابیہ کا یہی اخبار محمدی دہلی اپنے فرقہ کے مشہور و معروف مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کے شاگرد مفتیوں کے بارے میں واضحانہ الفاظ میں لکھتے ہے کہ :

"مفتی صاحبان میں بہت سے تو وہ ہیں ۔ جو امامت کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں ۔ علم سے کورے جہالت کے پتلے ۔ اُن سے جو چاہو لکھوالو ۔ جو چاہو مقدمہ بازی کرالو ۔ جو چاہو عدالتوں میں حلفیہ جھوٹ بلوالو ۔ وہ اسی مطلب کے لیے پلے پوسے جارہے ہیں ۔"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۱ ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

رفیق خاں پسروری کی گواہی

وہابیوں کے مولوی رفیق خان پسروری استاذ مولوی عبدالستار دہلوی کی علمی قابلیت کے متعلق گواہی کا تذکرہ خود وہابیہ کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ :

"ان (عبدالستار دہلوی) کے ایک اخص مُرید مولوی رفیق خاں صاحب پسروری (سیالکوٹ) نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ اُردو کتب و رسائل سامنے رکھ کر مضامین کا انتخاب کرتا ہے۔ پھر ان کا حوالہ دیتا ہے۔ جس کا انہوں نے دیا ہوتا ہے۔" (العطر البلیغ ص۱۶۳ ج ۲)

اُستاد کی گواہی

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی اپنے شاگرد مولوی عبدالستار دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"مولوی عبدالستار دہلوی نے حدیث یاکل فی سواد کا ترجمہ کیا کہ وہ رات کو ہی کھاتا اور پیتا ہے۔ اور رات کو ہی دیکھتا بھالتا ہے۔ اور رات کو ہی چلتا پھرتا ہے۔ کیا خوب ہے۔"
(الجسر الجلیل ص۲۸ ج ۱)

عقل کا اندھا

مولوی عبدالوہاب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی محمد دہلوی نے اخبار میں عبدالقادر دہلوی سابق نائب مدیر صحیفہ اہلحدیث دہلی کا ایک مضمون "دہلی کا ایک رسوائے عالم چیتھڑا" کی سُرخی سے شائع کیا ہے جس میں وہابی مضمون نگار نے مولوی عبدالستار دہلوی کو عقل کا اندھا اور دین کا گندہ لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۷، ۱۵ جولائی ۱۹۳۸ء)

وہابیوں کے روپڑی خاندان کے سربراہ مولوی عبداللہ روپڑی کے اخبار میں وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"لا تعد کا ترجمہ اور تفسیر جو بڑے بڑے اکابر محدثین اور آئمہ دین نے کی ہے۔ جو آپ نے لکھا ہے کہ اللہ تیری رکوع کی رکعت کی حرص کو زیادہ کرے۔ یہ محض من گھڑت ترجمہ اور ڈھکوسلا ہے۔ جو قابل سماعت نہیں۔"
(تنظیم اہلحدیث روپڑ ص۱۶ کالم ۳، یکم فروری ۱۹۴۳ء)

امام عبدالوہاب دہلوی کی علمی قابلیت

وہابیہ نجدیہ کی جمعیت کے امیر مولوی اسماعیل صاحب سلفی کانگریسی اپنے استاذ امام عبدالوہاب دہلوی کے متعلق راقم ہیں کہ:

"مجھے حیرت ہے کہ مفتی (عبدالوہاب دہلوی) نے حدیث کا ایک حصہ لکھ کر اور پھر اس کو عام سمجھ کر سیاق کو نظر انداز کر کے امانت علم میں کس جرأت سے خیانت کی ہے"

(عدوان المفتی ص۱۹ سطر ۱۶ تا ۱۸)

حرمین شریفین کے مولویوں نے بھی وہابیوں کے امام عبدالوہاب دہلوی کی علمی قابلیت کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے وہ بھی پڑھ لیجئے۔

اس کا استدلال کرنا جہالت۔ کم علمی۔ بدنیتی اور کند ذہنی کا نتیجہ ہے۔ یہ شخص یعنی عبدالوہاب کس قدر جاہل اور کتنا بڑا گمراہ ہے۔

عبدالوہاب کے فتاویٰ تو شرک کو ثابت کرنے والے اور حدیث کے مخالف ہیں۔ بلکہ یہ شخص تو شرک اور اسباب شرک کے دروازے کھول رہا ہے۔

اس قسم کا استدلال کرنے والا (عبدالوہاب) نرا جاہل۔ کلام الٰہی سے اور حدیث رسول سے محض ناآشنا ہے۔ اور کلام مفسرین کے معانی سے بالکل ناواقف ہے"

(فیصلہ حرمین شریفین ص۹)

شاگرد کی گواہی

مولوی عبدالوہاب دہلوی کے شاگرد مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی وہابی اپنے استاد مولوی عبدالوہاب دہلوی کے مدرسہ کے طالب علموں کی علمی قابلیت کا حال ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"مگر افسوس کہ ان (شاگردوں) میں ایک بھی لائق اور کام کا نہیں"

اور اگر کوئی دیگر اساتذہ سے تعلیم پاکر ہوا بھی ہے۔ تو وہ آپ سے متفق نہیں۔ اور نہ آپ کو اس پر کچھ وثوق اور بھروسہ ہے۔ پھر ایسے تلامذہ پر کیا فخر۔ جو فارغ التحصیل ہو کر اپنی حاصل کردہ سند بھی بمعہ ترجمہ سبقاً پڑھتے ہوں۔" (سحر عظیم ص۳۲)

وہابیہ کے مشہور واعظ مولوی یحییٰ صاحب حافظ آبادی کی بھی گواہی اپنے فرقہ کے مولوی عنایت اللہ اثری کے متعلق درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ گواہی خود مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی نے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔ وہ یہ ہے۔

"مولوی یحییٰ حافظ آبادی نے مجھ سے ذکر کیا کہ ہماری جماعت کے بعض دوست آپ (عنایت اللہ) کو رئیس المادلین الضالین المکذبین ٹھہراتے ہیں۔" (العطر البلیغ ص۱۱۶ ج ۲)

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

اکابر وہابیہ جاہل اور گمراہ ہیں مولوی فقیر اللہ مدراسی کی گواہی

فرقہ وہابیہ کے بزرگ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی اپنے رسالہ ابی ظفر سعید کے شروع میں لکھتا ہے کہ:

"اصحاب ثلاثہ کشمیری (ثناء اللہ) غازی پوری (عبداللہ) رحیم آبادی (عبدالعزیز) نہ تو عالم ہیں کہ ان کو عالم کہا جائے۔ نہ راہِ راست پر ہیں۔ کہ ان کو اہلسنت میں داخل کیا جاتے۔ بایں بے بضاعتی و بے استعدادی و گمراہی و کجروی و نافہمی ان کو مجتہد اور مدِ مقابل مجتہدین صادقین آئمہ دین کے ہونے کا دعویٰ۔ لہٰذا ان کو ملاحدہ

ثلاثہ اور ان کی تحریف کو حدیث خرافہ کہا گیا۔ اور ان کو جاہل ضال مضل کر کے لکھا گیا ہے۔ یہ گالیاں نہیں بلکہ ان کے القاب و صفات ہیں۔ جو اُن میں موجود ہیں۔ ایسی گالیاں کتاب و سنت و سیر سلف امت سے ثابت ہے۔ بلکہ ضروری ہے؛

(اہلحدیث امرتسر صفہ ۱ ۵ر نومبر ۱۹۱۵ء)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی

غیر مقلدین وہابی حضرات کے ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی بھی وہابیہ کی علمی قابلیت کے متعلق درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگی۔ میر صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ:

"وہ مسلمان اور بالخصوص دیوبندی اور اہلحدیث علماء جو کانگریس یا اُس کی پارٹی کے اُمیدواروں کو ووٹ دینے کو کہتے ہیں۔ وہ کس قدر رسا دسے اور دماغ کے کورے ہیں۔ کہ کسی مہمل بات کے پیچھے اپنے مال اور جانیں ضائع کر دینے کو فرماتے ہیں۔"

(پیغام ہدایت صہ ۷۴-۷۵)

ابراہیم میر سیالکوٹی اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"افسوس اُن لوگوں پر بالخصوص اہلحدیث علماء پر جو چھوٹے چھوٹے امروں میں لوگوں پر فتوے جڑتے رہنے کے مشتاق ہیں کہ وہ قرآن کریم کی ایسی صاف تصریحات اور ایسے واضح اور متین ڈراوے اور ایسی سخت شرط کے مقابلہ میں بھی اڑے رہیں۔ اور اپنے طریق عمل کو حکم قرآنی کے موافق کرنے کی بجائے اُسے توڑ موڑ کر اپنے خیال و خواہش اور اپنی پارٹی (کانگریس) کی قرارداد کے ماتحت مسلمانوں کو خدا کی مقرر کردہ شاہراہ سے گمراہ کرنا چاہیں اور اسلام کی گاڑی کو پٹڑی سے اُتارنا چاہیں؛ (پیغام ہدایت صہ ۱۲۴)

وہابیوں کے شیخ الحدیث مولوی اسمٰعیل سلفی کو دعائے قنوت صحیح نہ آنا

مولوی عنایت اللہ اثری غیر مقلد ہی اپنے فرقہ کے عظیم المرتبت امیر مولوی اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک روز وتروں کے بعد میں نے مولوی (اسماعیل) صاحب کو بُلا کر کہا کہ آپ مجھے دُعائے قنوت سُنائیں کہ اس میں ایک لفظ آپ ہر روز غلط پڑھتے ہیں۔ چنانچہ موصوف (اسماعیل سلفی) نے اُس طرح پڑھا جیسے روز پڑھا کرتے تھے۔ یعنی کہ یعز اور یذل کو بضمہ (پیش سے) پڑھا تو میں نے فتحہ (زبر) لگایا۔ جسے آپ نے قبول فرمایا۔" (الجسر الجلیل ص۲۷ ج ۱)

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی ہی لکھتے ہیں کہ:

"مولوی اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ کی بعض اغلاط عربیہ کا ذکر ۱۹۲۲ء میں کر آیا ہوں اور بعض کا ۱۹۵۵ء میں ذکر آرہا ہے"

(الجسر الجلیل ص۱۳۳ ج ۱)

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی کی تفسیر میں اغلاط

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی ہی رقمطراز ہیں کہ:

"۳-۴-۵ نومبر ۱۹۴۴ء کو جمعیت اہل حدیث امرتسر کا گول باغ میں جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی عبداللہ صاحب ثانی کی دعوت پر میں بھی شامل ہوا۔ ۴ نومبر کو بعد نماز ظہر توحید پر میری تقریر ہوئی۔ میرے بعد مولانا محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی کھڑے ہوتے۔ اور اثنائے تقریر میں فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن

بکلام الرحمٰن کی نسبت حافظ عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی کی تفسیر آیت للسائلین زیادہ غلط ہے مگر افسوس کہ علماء کرام مولوی صاحب کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور حافظ صاحب کو کچھ نہیں کہا جاتا"۔ (الجسر الجلیل ص۱۲۵ ج۱)

خطرناک تفسیر وہابیہ نجدیہ کے مولوی احمد دین صاحب اپنے فرقہ کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی کی تفسیر "آیات للسائلین" کے متعلق سناتے ہیں۔ کہ:

"جب آپ کی یہ تفسیر نئی نئی شائع ہوئی تو حافظ محمد شریف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور کی دکان پر بیٹھے ہوتے۔ حافظ عبداللہ روپڑی اُسے مطالعہ فرما رہے تھے۔ تو میں نے دریافت کیا کہ اس کی عربی کیسی ہے۔ فرمایا عربی دریافت کرتا ہے۔ یہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اور خلافِ اسلاف بھی"۔ (العطر البلیغ ص۱۳ ج۱)

گدھے کی مثال کے مصداق امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے فرقہ کے مولوی فقیر اللہ مدراسی کے بارے میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"آپ کے رسائل جو میرے پیش نظر ہیں۔ ہر فقرے، ہر سطر اور ہر صفحہ میں بجز۔ کافر۔ مرتد۔ ملحد۔ کی بڑ اور دجال۔ منافق۔ زندیق کی رٹ کے کوئی مستحسن علمی مبحث یا پند و نصائح کا نام تک نظر نہیں آتا۔ گو آپ مولوی ہیں۔ عامل بالحدیث ہیں مگر ان تمام ناجائز مکروہات کی بنا پر جو عمداً آپ سے آئے دن سرزد ہوتے جاتے ہیں۔ میں آپ سے مستدعی ہوں کہ ایمانًا آپ ہی تو بتلایئے کہ آیت کمثل الحمار یحمل اسفاراً کے آپ

مصداق ہیں یا نہیں۔" (اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۱، ۵ رنومبر ۱۹۱۵ء)

مولوی شمس الحق کی گواہی

ڈاکٹر ابو محمد جمال الدین لکھتے ہیں کہ مولوی شمس الحق رئیس ڈیانواں نے مورخہ ۱۹ ردسمبر کے خط میں فرمایا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب میں ایسی سختی و درشتی ہے کہ وہ حد سے متجاوز ہے۔ اُن کا ہر دو رسالہ میرے پاس پہنچا ہے۔ اُن کی قلم سے ایسی عبارت نکلتی ہے۔ جو کہ شانِ اہلِ علم نہیں۔ سب وشتم کا بہت بڑا حصہ اس میں موجود ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر ص۸، ۷ رفروری ۱۹۱۳ء)

اخبار اہلحدیث امرتسر پڑھنے والے احمق ہیں، بٹالوی کی تحریر

وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے کا اپنے فرقہ کے اخبار اہلِ حدیث امرتسر جو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زیرِ ادارت شائع ہوتا ہے کے بارے میں اخبار اہلحدیث مورخہ ۴ ارذیقعدہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء پرچہ نمبر ۴۷ جلد نمبر ۱۲ ص۱۱ کالم سوم میں ایک مضمون ایڈیٹر صاحب اخبار اہل حدیث، نے نقل کیا ہے۔ جس میں تمام ناظرین اہلحدیث کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ عالم ہو یا اُمی صوفی ہو یا معمولی درجہ کا مسلمان۔ وکیل ہو یا بیرسٹر ایٹ لاء سب کو مولانا صاحب بٹالوی سے (محمد حسین) نے احمق کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔" (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۳، ۸ راکتوبر ۱۹۱۵ء)

قارئین عظام! یہ تحریر جس شخصیت کی ہے وہ وہابیوں کے نزدیک مجتہد ہیں۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۔۔۔ میں خود ان کے مجتہد ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اور اخبار اہلِ حدیث امرتسر جس دور میں شائع ہوتا تھا قریباً وہابی مولوی جن میں اکابر اور اصاغر سب شامل ہیں۔ اس کو پڑھا کرتے تھے پس وہابیوں کے مجتہد

کے فیصلہ کے مطابق سب وہابی مولوی احمق ہوتے۔

علمی میدان میں وہابیوں پر مرزا قادیانی کی سبقت: ایک وہابی مولوی کی شہادت

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی ابوالبشیر مراد علی صاحب نے ہی اہلِ حدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:

"اگر جماعت اہلِ حدیث کے رکن مجھے بُرا نہ کہہ اُٹھیں تو اُن سے مرزا آنجہانی بھی علمی میدان میں سبقت لے گیا ہے۔ چند دِنوں میں بالکل قلیل تعداد جماعت سے ایک اعلیٰ اِرشاد قائم کر گیا ہے۔" (اہلِ حدیث امرتسر ص ۷، ۱۷ستمبر ۱۹۱۵ء)

مولوی اشرف علی تھانوی کی گواہی

وہابیوں کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی سے وہابی مولویوں کی کم علمی کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں کہ:

"جو کچھ ان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں۔ اور شاذ اور ضعیف احادیث کو بھی سہارا بنا لیتے ہیں۔ یہ لوگ نفس حدیث کے عامل ہیں۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل نہیں۔ یہ لوگ اپنے نفس کے موافق احادیث تلاش کیا کرتے ہیں۔"

(روح القیام وعظ دوم ملفوظات ہفت اختر ص ۸)

یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی غیر مقلدین کے متعلق نہایت ہی واضح الفاظ میں مزید لکھتے ہیں کہ:

"بس یہ حالت ہے ان لوگوں کی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شرارت سے ایسا کرتے ہیں مگر جب اتنا ذہن اور فہم نہیں جتنا اُن حضرات میں تھا پھر خواہ مخواہ اجتہاد کی ہوس کیوں کرتے ہیں۔ خود کچھ آتا نہیں اور دوسروں کے اجتہاد پر اعتراض ہے۔ دوسروں کی تقلید

سے عار ہے اور خود مجتہد بنتے اور تمام دُنیا سے اپنی تقلید کے اُمیدوار ہیں۔ یہ محض کم فہمی اور بدعقلی کی بات ہے۔ تمام دُنیا کے عقلاء مل کر بھی فقہاء کی جوتیوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ موٹر میں تیل تو ہے سو میل کے چلنے کا مگر ارادہ کر دیا دو سو میل کا۔ ایسی ہی مثال ان لوگوں کی۔ پھر اپنے پر دوسروں کو قیاس کرنا کہ وہ بھی ایسے ہی بے دلیل کہہ دیا کرتے ہوں گے۔ سخت نادانی ہے۔ ان حضرات پر اعتراض کرنے کا کیا کسی کا مُنہ ہے۔
اس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(افاضات الیومیہ ص۹ ج ۵)

ناظرین حضرات! وہابیہ کی علمی قابلیت کا جائزہ آپ نے ان کے اپنے ہی اکابر کی تحریروں سے لگا لیا۔ بایں وجہ ان میں بزرگان دین کی گستاخی بے ادبی اور توہین کا مادہ بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے مسلمہ بزرگان دین تو ایک طرف رہے انہوں نے تو اپنے فرقہ کے اکابر کی توہین و تذلیل کرنے میں بھی کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا جس کا ثبوت ان کی ہی کتابوں سے اور ان ہی کے حوالوں سے پیش کیا جاتا ہے۔

توہین بزرگانِ دین

بزرگانِ دین کی توہین کرنا وہابی مولویوں کا شعار ہے۔ جن حضرات نے امام الانبیاء سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کی اپنی کتب میں توہین اور تحقیر کی ہے۔ ان کے نزدیک دیگر مرسلین انبیاء اور صالحین کا کیا مقام ہے۔

وہابیہ نجدیہ کے امیر مولوی یوسف کلکتوی اپنے فرقہ کے مولوی عبدالستار دہلوی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی عبدالستار دہلوی شراح حدیث شریف۔ بزرگانِ دین اُمتِ محمدیہ پر احسان فرمانے والوں کو جھوٹا اور فریبی قرار دینے والا ہے۔ اور یہ شیوہ ان کو ورثہ میں مِلا ہوا ہے۔"

(الارشاد جدید کراچی ص ۲۲۔۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۴ھ)

وہابیوں کی اہلِ حدیث کانفرنس آف جھانڈہ ضلع گوڑگانوہ اپنی جماعت کے امامیہ پارٹی جس کے صدر مولوی رفیق خان صاحب پسروری کے اُستاد مولوی عبدالستار صاحب دہلوی ہیں کے بارے میں واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

"امامیہ اراکین خلافت جن کے نزدیک صرف و نحو کے مباحث بھی کتاب و سُنت کے خلاف ہیں۔ علمائے اہلِ حدیث کو گالیاں دینے اور تمام اہلِ اسلام کو جہالت و کفر کی موت مارنے میں کسی مرزائی سے پیچھے نہیں ہیں۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص کالم ۱، ۲۷ مئی ۱۹۳۸ء)

تُوتُو کر کے خطاب

وہابیوں کے مولوی ابو محمد حسین محمد حسن لال کنواں دہلی اپنے فرقہ کے ہی مولوی عبدالجلیل سامرودی کی بدزبانی اور توہین آمیز لہجے کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"بدزبانی دیکھئے کہ مولانا ثناء اللہ جو اُس کے دادا کے برابر ہیں۔ انہیں تو تو کر کے خطاب کرتا ہے۔ یہی روش مولانا محمد صاحب کے بارے میں ہے" (اخبار محمدی دہلی ص۱۶ یکم مارچ ۱۹۳۹ء)

وہابیوں کے مشہور اخبار "الاعتصام" میں وہابیوں کی مشہور و معروف شخصیت کے متعلق درج ہے کہ:

"پچھلے دنوں صحیفہ اہل حدیث کراچی میں اہل حدیث اہل توحید کو اطلاع کے عنوان سے مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی کا ایک چند سطری مضمون شائع ہوا تھا اس مضمون میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ..... پر ایسے الفاظ میں تنقید کی گئی تھی۔ جسے پڑھ کر ہر شخص کو ذہنی و قلبی کوفت ہوئی ہوگی"

(الاعتصام لاہور ص۲ کالم ۲ ۸ نومبر ۱۹۵۷ء)

وہابیوں کی مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہابی بے ادب اور گستاخ ہیں۔ کیونکہ جب انہوں نے اپنی مسجد کے لیے خطیب کی اپیل کی۔ تو اس میں گستاخ اور بے ادب نہ ہونے کی قید لگائی تھی۔ اصل اپیل درج ہے۔

استدعا بندۂ ضعیف بخدمت علمائے اہلحدیث

مجھے ایک ایسے جامع معقول و منقول اہلحدیث اہل علم کی ضرورت ہے۔ جو میرے سامنے یہاں پر کچھ مدت قیام کرے۔ تاکہ لوگ بھی اس سے مانوس ہو جائیں۔ اور وہ بھی شہر کے حالات

سے واقفیت حاصل کرے۔ تنخواہ حسبِ لیاقت و کارگزاری
دی جائے گی۔ حافظِ قرآن کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اخلاق
کی سنجیدگی اور عمل کی صلاحیت اور عقیدہ کی صحت ضروری شرائط
ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مسلک پر سلفی العقیدہ ہو۔ امر تصوف و علمِ کلام کے ذوق سے آشنا
ہو۔ بزرگانِ دین۔ آئمہ مجتہدین و محدثین کا ادب ملحوظ رکھنے والا
ہو۔ گستاخ و بے ادب اور خشک مزاج نہ ہو[1]

(اہلحدیث امرتسر ۵ کالم ۲ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

ناظرین کرام! مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے جو شرائط لگائی ان میں عقیدہ کی صحت بزرگانِ دین، آئمہ مجتہدین اور محدثین کا ادب ملحوظ رکھنا۔ بے ادب گستاخ اور خشک مزاج نہ ہونا درج ہے۔ ان شرائط کو پڑھ کر یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ وہابی مولوی بدعقیدہ۔ بے ادب۔ گستاخ اور خشک مزاج بھی ہوتے ہیں۔ وگرنہ وہابیوں کی ایک عظیم المرتبت شخصیت یہ شرائط قطعاً نہ لگاتی۔

گستاخ ہیرو مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب "سیرت المصطفٰے" میں اپنے فرقہ کے مولوی ابوالقاسم بنارسی کانگریسی کو جماعت اہلحدیث کا گستاخ ہیرو قرار دیا ہے

(سیرت المصطفٰے صفحہ ۱۰۵)

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر!
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

---

[1] افسوس تاحال مولوی ابراہیم میر کی جامع مسجد میں ان صفات کا حامل کوئی خطیب نہیں آیا۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

وہابی آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں کہنا درست ہے

جمعیت وہابیہ کے سابق امیر مولوی داؤد غزنوی نے ساہیوال کے خطبۂ جمعہ میں واضح طور پر سامعین (جو اکثر و بیشتر وہابی تھے) کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں۔ بلا وجہ نہیں ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور آئمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (داؤد غزنوی ص ۸۸-۸۹)

امیر جماعت داؤد غزنوی کے خطبہ کے ان الفاظ کو بار بار پڑھنے کے بعد اب تو کسی کو وہابیوں کے بے ادب اور گستاخ ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

گئی طفلی جوانی پیری آئی!
کہ اب بھی ہوش اے نادان گستاخ

وہابیوں کو سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کی بددعا ہے

وہابیوں کے امیر مولوی داؤد غزنوی کانگریسی نے اپنے شاگرد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ،

"مولوی اسحاق! جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم

گرادنتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں۔ اُن میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے؟
(داؤد غزنوی صفحہ ۱۳۶۔۱۳۷)

بے ادب وہابی طالب علم کا مُرتد ہوجانا

وہابیوں کے ہی مولوی داؤد غزنوی کانگریسی اپنے مدرسہ کے ایک طالب علم کا حال لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے مدرسہ کا حال سُنیئے! ایک روز حضرت والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں۔ مجھے اُن سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرہ مُبارک غصّہ سے سُرخ ہوگیا۔ اور اُس کو حلقۂ درس سے نکال دیا۔ اور مدرسہ سے بھی خارج کردیا۔ اور بمطابق اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا۔ کہ وہ طالب علم مُرتد ہوگیا۔"
(داؤد غزنوی صفحہ ۳۸۴)

قارئین کرام! سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بے ادب مُرتد ہوجاتا ہے تو امام المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بے ادب اور گستاخ کیونکر مُرتد نہ ہوگا۔

وہابی مولوی بزرگانِ دین کی توہین کرتے کرتے اپنی عقل و ہوش بھی کھو بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ اِن کو اپنے اور پرائے کی بھی تمیز نہیں رہتی گستاخی میں اتنے ماہر اور مشاق ہوگئے ہیں۔ کہ اپنے فرقہ کے بڑوں کو بھی خوب صلواتیں سُنانے میں ان کو کسی قِسم کی عار نہیں۔ چنانچہ غیر مقلد وہابی ڈاکٹر ابو محمد جمال الدین پشاوری اپنے فرقہ کے مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی

کو کھلی چیٹھی لکھتے ہیں۔ اُس کھلی چیٹھی کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں شائع کیا ہے۔ وہ کھلی چیٹھی یہ ہے:

"اِس رسالہ (الیقاظ المخطی) میں آپ نے مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری مقیم دہلی فاضل فرشتہ صفت بزرگ مرنجان مرنج گوشہ نشین کو کس جرم میں صلواتیں سنائیں اور خلافِ تہذیب سب وشتم کا نشانہ بنایا۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۷، رفروری ۱۹۱۲ئ)

الاماں قہرِ الٰہی ہے یہ غصہ اس کا
آج قاتل نے نہ اپنا نہ پرایا دیکھا

مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے استاد بھائی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے متعلق یہی رقمطراز ہیں کہ:

"اسی گفتگو (بٹالوی اور ثنائی) کے دوران میں مدراس کا مشہور بدزبان فقیر اللہ بول پڑا۔ اس نے ایک چو ورقہ شائع کیا۔ جس میں مولوی محمد حسین صاحب کی حمایت میں حسبِ عادتِ قدیمہ جی کھول کر گالیاں دیں۔ مجھے ہی دیتا تو شکایت نہ تھی۔ غضب تو یہ کیا کہ رافضیوں کی طرح اصحابِ ثلاثہ کو بھی نہیں چھوڑا۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱ ۵رنومبر ۱۹۱۵ئ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے استاد بھائی مولوی فقیر اللہ مدراسی کے متعلق ہی ان کا یہی شعار ہے ان کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"پس اس صورت میں ناحق وناروا کفر والحاد کے فتوے اہلِ قبلہ پر لگائے جانا اور سب وشتم وخرافات کا سلوک جو آپ کرتے ہیں مقتضائے علم وشرافت نہیں۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۱ ۵رنومبر ۱۹۱۵ئ)

دہابیہ نجدیہ کے مولوی فقیر اللہ مدراسی نے جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کی اور

دیگر اپنے فرقہ کے اکابر کی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود مندرجہ ذیل اقتباسات سے لگالیں۔ اور یہ اقتباسات وہابیہ کے اخبار گھربار اہلحدیث امرتسر سے لیے ہیں جو کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے خود درج کیے ہیں۔

حاصلِ مرام یہ کہ اس میں شک نہیں کہ ثناء اللہ چوتھا دجال ہے۔ ہند کے چار دجالوں میں سے اگرچہ تین تو مرکر واصل الی النار ہوتے مگر یہ چوتھا سب کا قائم مقام ہے۔ بلکہ ان سے بڑھ کر ہے۔

غرضیکہ ثناء اللہ ملحد۔ زندیق و دجال بلامقال و محدث فی الدین بالیقین ہے۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۲ ۱۶ ر جون ۱۹۱۶ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"اس مدراسی حجاج کی تیزیِ زبان و قلم ملاحظہ ہو کہ میرے ساتھ اور بزرگانِ دین کو بھی جن کے وجود پر آج جماعت اہلِ حدیث کو خصوصاً اور مسلمانوں کو عموماً فخر ہے۔ اس مدراسی حجاج نے نہیں چھوڑا یعنی مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کو بھی میرے ساتھ ملا کر لکھا ہے۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۲ ۱۶ ر جون ۱۹۱۶ء)

امام عبدالجبار غزنوی کی گواہی

مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے متعلق وہابیوں کے امام عبدالجبار صاحب غزنوی کی بھی گواہی پڑھ لیجیے۔ یہ گواہی غزنوی صاحب نے مدراسی صاحب کے ایک رسالہ "ایقاظ المفتی" پر تبصرہ کرتے ہوئے دی ہے۔ وہ گواہی یہ ہے:

"یہ رسالہ جس کا نام "ایقاظ المفتی" ہے۔ نہایت جوش و خروش سے لکھا گیا ہے۔ اول سے آخر تک دریدہ دہنی و بے باکی کو خوب نبھایا گیا ہے۔ الفاظ و مہارت سے غیظ و

غضب کے شعلے بھڑکتے ہیں۔ اور دیکھنے والے کو سخت پریشان کرتے ہیں۔"

طرزِ بیان صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ جس دماغ سے یہ مضمون برآمد ہوا ہے۔ اس میں خلقِ محمدی و سیرت سلف کی بُو بھی نہیں پہنچی۔ ادب وحفظِ مراتب کے کوچہ میں قدم بھی نہیں رکھا گیا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم گشت از فضل رب

(اہلِ حدیث امرتسر ص۵ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۴ء)

وہابی عوام اور اُن کے مولوی یہ اقرار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کی شان میں مولوی حافظ عبداللہ روپڑی نے زہر آلود کلمات کہے ہیں۔ انہوں نے ہمارے سینوں کو چاک کردیا ہے۔"　(اہلِ حدیث امرتسر)

یہ ٹھہرے ہیں رہنما دین کے اب!
لقب ان کا وارث انبیاء اب

اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دادا اُستاذ اور فرقہ وہابیہ کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق تحریر ہے کہ:

"مولوی محمد حسین بٹالوی) صاحب نے جلد ۲۱ اشاعۃ میں تمام علماء آرا کو بڑے زور سے کوسا ہے۔ اور خوب جی کھول کر حسبِ عادت شریفہ بے نقط سُنائی ہیں۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۱۲ کالم ۲۲،۱ر نومبر ۱۹۰۷ء)

وہابیہ نجدیہ کی مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند لاہور کے جنرل سیکرٹری عبدالعزیز صاحب اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے "الکلام المبین" اور رسالہ فیصلہ آرہ" میں خاندانِ غزنویہ اور بالخصوص امام مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کے متعلق حد درجہ متبذل اور سوقیانہ بازاری حملے کرکے دِل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی ہے"

(فیصلہ مکہ ص۳۰)

حافظ شریف سیالکوٹی کا ابراہیم کی شان میں گستاخی کرنا

سیالکوٹ شہر کے حافظ شریف صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے وہابیوں کی انجمن مفاد المسلمین کے صدر لکھتے ہیں کہ:

"حافظ صاحب ہیں کہ حیاء اور شرم کا نام بھی لینا گناہ سمجھیں گے مولانا موصوف (ابراہیم میر) کا آپ کے ذمہ کچھ بقایا تھا۔ اس کے نہ دینے کے لیے آپ نے کتنے حیلے بہانے تلاش کیے۔ خدا کی پناہ۔ استادِ مکرم (ابراہیم میر سیالکوٹی) کے بارہ میں نازیبا کلمات کہے کہ ایسے کلمات جو کسی شریف آدمی کو بُرے سے بُرا آدمی بھی نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ شاگرد اپنے اُستاد کو کہے۔ پھر وہ اُستاد جس نے اُس کے ساتھ حد سے زیادہ الطاف کیے ہوں" (حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں ص۸)

سیالکوٹ شہر کی جمعیت وہابیہ کے نمایندے اور رکن ایچ۔ ایم یوسف نے اپنے فرقہ کے ہی حافظ شریف صاحب سیالکوٹی کو ننگی گالیاں دینے والا جھوٹا اور شرابی قرار دیا ہے" (ردِ مغالطات ص۲)

مدیر الاعتصام کی گواہی

وہابیوں کے اخبار الاعتصام کے مدیر مولوی اسحاق صاحب اپنے فرقہ کے مولویوں کی خدمت میں ایک دردمندانہ گزارش کے عنوان سے نصیحت کرتے ہیں۔ اس نصیحت

سے اِس حقیقت کی گواہی ملتی ہے کہ وہابی مولوی اپنے بزرگوں کی بھی توہین سے باز نہیں رہتے۔ وہ نصیحت یہ ہے :

"دُنیا کہاں سے کہاں نکل گئی ہے۔ اور اُس کے سامنے فکر و نظر کے نئے نئے دروازے کھل گئے ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ ابھی تک اُنہیں مباحث میں اُلجھے ہوتے ہیں۔ اور حالات سے سبق اندوز اور واقعات سے عبرت پذیر ہونے کے پیچھے کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ آپ کسی پر تنقید کرتے ہیں۔ تو نہایت سخت لہجہ کے ساتھ اور کسی کا تعاقب کرتے ہیں تو بے حد نامناسب الفاظ کے ساتھ۔ خدارا۔ اِس باب میں اپنے بیگانے کو تو پہچانیئے اور گفتگو کرتے وقت یہ تو دیکھ لیا کیجیئے کہ آپ کا مخاطب کون ہے اور آپ کِس کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں"

(الاعتصام لاہور صہ ۸، نومبر ۱۹۵۷ء)

وہابیوں کی کتابیں موجب فتنہ و فساد ہیں وہابیوں کے ڈاکٹر جمال الدین پشاوری ہی رقمطراز ہیں کہ :

"مولوی فقیر اللہ صاحب اللہ رحم فرما دے۔ ان کے رسالہ سے ہم سخت بیزار ہیں۔ ایسے بیہودہ رسالوں سے جس قدر فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے"

(اہل حدیث امرتسر صہ کالم ۳، ۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی بھی اسی قسم کی ایک گواہی درج کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ میر سیالکوٹی "دشنام نامے" کی سُرخی دیکر لکھتے ہیں کہ :

لکھتے ہیں کہ:

"اخبار اہل حدیث نمبر ۴۷ میں "مولانا بٹالوی پھر بولے" کے عنوان سے ایک مضمون نکلا یوں تو مولانا شیر پنجاب (امرتسری) کے مخالفوں نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے اور اعتراف میں رسالجات و پمفلٹ کے اوراق کالے کر رہے ہیں۔ مقصد ان رسالوں کے شائع کرنے کا یہ ہے کہ لوگوں کو بدزبانی سکھلائی جائے چنانچہ حال ہی میں چند کتابیں میں نے مکرمی مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی سے منگوائیں جب وہ پہنچا تو دو ورقہ کو سرسری نظر سے دیکھا گیا۔ بجز چنڈو خانے کی گالیوں کے اور کچھ نہ پایا۔" (اخبار اہل حدیث امرتسر[1] کالم ۲، ۵ رنومبر ۱۹۱۵ء)

رُومانی داستانوں کی فلم

حکیم صادق سیالکوٹی جو کہ فرقہ وہابیہ میں کثیر کتب کے مصنف ہیں اپنے اُستاد مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کو مخاطب کرتے ہوتے راقم ہیں کہ:

"اے حضرت! اگر میں آپ کی رُومانی داستانوں کی ہزاروں میل لمبی فلم شہر کے لوگوں کو دکھا دوں تو سارا شہر "لیلائے امارت" کے عشق میں دیوانہ ہو جائے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گدی کے جانشین کی زیارت کرنے کو پاک پنجاب دوڑ آئے۔ اور پھر فرطِ مستی سے زائرین کی پرچھائیاں "رُباب امارت" کے نغموں میں رقص کرنے لگیں۔ جس شخص کی زندگی کا پس منظر اتنا تاریک اور بھیانک ہو۔ اُسے چاہیئے تھا کہ منہ چھپا کر گوشۂ مسجد میں خاموش

---

[1] ان میں چند واقعات بروایت صاحبزادہ مولانا محمد عبداللہ صاحب محفوظ ہیں۔ جن کے انکشاف پر زمین لرزنے لگے گی اور سارا روز روشن تاریک رات میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور طرز تحریر محدثین کے فنِ رجال و اسانید کے اصول پر ہو گا۔

زندگی گزارتا اور رو رو کر تلافیٔ مافات کرتا۔ لیکن حضور امیر اسّی سال کی عمر میں نئی جوانی چڑھے ہیں؛

(مدعی امارت سے شرعی استفتاء ص۲۸)

قارئین کرام! وہابیوں نے جس انداز سے اپنے اکابر کی توہین، بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ ان کو ان کی ہی کتابوں سے پیش کیا ہے۔ جس فرقہ کے مولوی اپنے بزرگوں کی بے ادبی۔ توہین اور گستاخی سے باز نہیں آتے ان سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء کاملین علیہم الرحمۃ کی بے ادبی اور گستاخی کوئی اجنبی بات نہیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ ان کو انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بزرگانِ دین علیہم الرضوان کی توہین اور بے ادبی کرنے کا صلہ ملا ہوا ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند!

وہابیہ نجدیہ کو بے ادبی اور گستاخی کی دوسری سزا یہ ملی ہے کہ اس فرقہ کے اکابر خود اپنے فرقہ کے مولویوں کے فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ خود کو مبلغ اسلام کہلانے والے اپنے ہی فرقہ کے مولوی کے فتوے سے کفر و ضلالت کی تبلیغ کرنے والے قرار دیئے جارہے ہیں۔ اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں ان کی ہی کتابوں کے بیان سے پیش کیا جاتا ہے۔

فتوے بازی

قدم قدم پر کفر و شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کرنا وہابیوں کا محبوب مشغلہ ہے۔ اسی محبوب مشغلہ میں وہابی اکابر اتنے محو ہیں کہ ان کو اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں رہی۔ شاید ہی ان کا کوئی خوش قسمت مولوی ایسا ہو جو ان کے فتوؤں سے محفوظ رہا ہو۔ اس کے ثبوت میں مفسر الوہابیہ مولوی وحید الزمان حیدرآبادی اور فخر الوہابیہ ابراہیم میر سیالکوٹی کی شہادت کافی اور وافی ہوگی۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے اکابر پر ان کے اکابر کے فتوؤں کی بوچھاڑ کا منظر پیش کروں گا جو کہ قابلِ دید نی ہے۔

دو شہادتیں مفسر الوہابیہ مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے اپنے فرقہ کے بعض متاخرین مولویوں کے متعلق صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"ہمارے بعض متاخرین اہلحدیث نے احکامِ شرک میں بہت تشدد سے کام لیا ہے اور دائرہ اسلام کو ان لوگوں نے تنگ کر دیا ہے۔ اور امورِ مکروہ اور محرمہ کو شرک قرار دے رکھا ہے۔ پس اگر ہمارے بھائیوں (وہابی مولویوں) کی غرض عملی شرک سے شرکِ اصغر یا انسدادِ ذرائع ہو تو اللہ ان کی اس خطا کو بخش دے اور معاف کر دے۔ ورنہ یہ (وہابی مولوی) لوگ غالی اور متشددفی الدین ہیں۔ اور تشدد فی الدین گمراہ فرقہ خوارج کی علامات سے ہے۔" (ہدیۃ المهدی ص ۲۶)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی وہابیہ کے امام العصر مولوی ابراہیم صاحب

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی اسی کی تائید میں دوسری گواہی پیش کرتا ہوں :

مولوی ابراہیم میر کی گواہی

میر صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں کہ : افسوس ان لوگوں پر خصوصاً ان علماء پر بالخصوص اہلحدیث علماء پر جو چھوٹے چھوٹے امروں پر فتوے جڑتے رہنے کے مشتاق ہیں۔ کہ وہ قرآنِ کریم کی ایسی صاف تصریحات اور ایسے واضح اور بین ڈراوے اور ایسی سخت شرط کے مقابلہ میں بھی اڑے رہیں۔ اور اپنے طریق عمل کو حکم قرآنی کے موافق کرنے کی بجائے اُسے توڑ موڑ کر اپنے خیال و خواہش اور اپنی پارٹی (کانگریس) کی قرار داد کے ماتحت مسلمانوں کو خدا کی مقرر کردہ شاہراہ سے گمراہ کرنا چاہیں۔ اور اسلام کی گاڑی کو پٹڑی سے اُتارنا چاہیں ؛

(پیغام ہدایت صفحہ ۲۹)

اخبارِ محمدی دہلی کی گواہی بھی پڑھ لیجئے۔ اور یہ اخبار مولوی محمد صاحب جوناگڈھی کی زیرِ ادارت شائع ہوتا ہے۔ اُس میں وہابی فرقہ کے مولوی عبدالوہاب اور مولوی عبدالستار دہلوی صحیفہ اہلِ حدیث کے معتقدین اور مریدین کے متعلق لکھا ہے کہ :

" فرقہ امامیہ وہابیہ کا دین ایمان سمٹ کر صرف اسی میں آگیا ہے کہ ان کے گرو کے ہاتھ پر بیعت کرکے جو اُس کا چیلہ ہوجاتے۔ اور زکواتیں ان کی جھولی میں جاکر ہر سال ڈال آیا کرے۔ اور ان کے بتلاتے ہوئے ہر مسئلہ کو دین ایمان سمجھے بشرکیہ منتر سے بوقتِ ضرورت و مجبوری جھاڑ پھونک جائز سمجھے وغیرہ وہ تو مسلمان مومن وارثِ جنت اور جو ان کی جیکٹ نہ چوسے ان پر چڑھاوا نہ چڑھائے وہ کیسا ہی نمازی و روزہ دار کیوں نہ ہو۔ ان کے نزدیک جاہلیت کی موت مرنے والا۔ اسلام کے پٹے کو اپنے گلے سے جلد پھینکنے والا ہے۔" (اخبارِ محمدی دہلی صفحہ ۱۲، ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

میر سیالکوٹی نے بھی واضح الفاظ میں اپنے وہابیوں کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے فرقہ کے مولویوں سے متنبہ کیا ہے کہ:

"جماعت اہلحدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکا نہ کھائے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض پرانے کانگریسی ہیں۔"

(احیاء المیت ص۳۶)

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری پر فتوے

وہابیہ کے تین اکابر کی شہادتیں پیش کرنے کے بعد ایک دوسرے پر فتووں کی بوچھاڑ کا منظر ملاحظہ فرمایئے۔ سب سے پہلے وہابیہ کے فخر پنجاب مناظر اور امام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر بوچھاڑ کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔

نجدیوں کے مفتی قاضی ریاض کا فتوٰی

نجدیوں کے مفتی قاضی ریاض محمد بن عبداللطیف نے امام الوہابیہ امرتسری کے متعلق فتوٰی دیا ہے کہ:

"نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے۔ اور نہ اس کی اقتدا جائز ہے۔ اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے۔ اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے۔ اور نہ اس کی امامت صحیح ہے۔"

(فیصلہ مکہ ص۱۶-۱۷)

نجدی شخصیت کا فتوٰی

نجدیوں کی مقتدر شخصیت سلیمان بن محمد السجدی نے امرتسری کے خلاف فتوٰی لکھا ہے کہ:

"مولوی ثناء اللہ شرعاً ہر طرح پایۂ عدالت سے ساقط (یعنی اس کی شہادت نامقبول) ہے پس مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اس کی زجر و توبیخ کریں۔ اگر بایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ تو اس کو سلام کیا جائے اور نہ اس کے ساتھ نشست برخواست کی جائے۔ اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لیے کھڑا ہو۔" (فیصلہ مکہ ص۲۰،۱۹)

شیخ حسن بن یوسف دمشقی مدرس حرم شریف کا فتویٰ

حرم شریف کے مدرس شیخ حسن بن یوسف دمشقی نے بھی امرتسری کے متعلق فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ:
"مولوی ثناء اللہ بہت بڑا آدمی ہے جو خواہش کا بندہ۔ نفس امارہ کا غلام اور بدعتی انسان ہے۔"
(فیصلہ مکہ ص۱۸ تنظیم اہلحدیث روپڑ ۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

عبداللہ روپڑی کا فتویٰ

وہابیہ نجدیہ کے روپڑی خاندان کے چشم و چراغ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنے فرقہ کے سراج اور شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق فتویٰ درج کرتے ہیں کہ:

"ہم (ثناء اللہ) کو جہنمی۔ معتزلی۔ ملحد۔ کافر بلکہ خبیث جانتے ہیں مولوی ثناء اللہ سے دوستی نہ رکھو۔ کیونکہ وہ بے دین آدمی ہے۔"
(مظالم روپڑی ص۴۵ سطر ۳،۴ مطبوعہ امرتسر و تنظیم اہلحدیث روپڑ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء
اخبار اہلحدیث امرتسر ص۳ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

وہابیہ کے اخبار محمدی دہلی میں مولوی ابو عبداللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:
"حافظ عبداللہ روپڑی کہا کرتے ہیں کہ ثناء اللہ تو چکڑالوی ہے۔ وہ حدیث کو مانتا ہی نہیں۔" (اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء)
حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"ہمارے ہی درمیان ایک فرقہ نکلا ہے۔ جو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چار رلی برطرف کر رہے ہیں سرگروہ اس فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں"
(درایت تفسیری ص۲۵)

عبدالجبار غزنوی کا فتوٰی

وہابیہ کے غزنوی خاندان کے آفتاب اور امیر جمعیت داؤد غزنوی کانگریسی کے باپ امام عبدالجبار غزنوی فتوٰی دیتے ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ کے قواعد گمراہ کن ہیں" (مجموعۃ الفتاوٰی ص۲۱۹ مطبوعہ امرتسر)

مولوی داؤد غزنوی کانگریسی کا فتوٰی

امرتسری خود لکھتے ہیں کہ:
"میرے عزیز دوست مولوی داؤد غزنوی آج وہ خاندان میں مل کر میرے کفر کا فتوٰی شائع کر رہے ہیں"
(تحفہ نجدیہ از ثناء اللہ امرتسری)

"مولوی مذکور (ثناء اللہ امرتسری) کا باں ہمہ اہلسنت و جماعت پھر اہلسنت میں فرقہ اہلحدیث کا دعوٰی کرنا اس کی دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے۔ بلکہ اہلحدیث تو درکنار اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔ کل اہلسنت علی الخصوص اہلحدیث اس کی صحبت اور مجالست سے بچیں۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی بدعت میں ان کو بھی پھسا دے"
(اربعین ص۲۷)

مولوی عبدالحق غزنوی کا فتوٰی

امام عبدالجبار غزنوی کے شاگرد رشید مولوی عبدالحق غزنوی نے اربعین میں درج فرماتے ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری ملحد اور معتزلی ہے۔ یہ شخص لائق امامت قابل اتباع نہیں ہے۔ اس کا جنازہ نہ پڑھا نہ جاوے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے" (اربعین ص۲۸، ۲۹ مطبوعہ لاہور)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا فتوےٰ

وہابیہ نجدیہ کے مجتہد محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی فخر الوہابیہ امرتسری پر فتوےٰ صادر فرمایا ہے جس کا تذکرہ خود امرتسری صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ان الفاظ میں کیا ہے:

"مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۲۵۵ پر مجھ کو (ثناء اللہ کو) مرزائی لکھا ہے۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

اس کے علاوہ امرتسری نے خود اقرار کیا ہے کہ:

"مولوی محمد حسین بٹالوی مجھے مرزائی قرار دیتے ہیں۔"

(اہلحدیث امرتسر صفحہ ۳ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۔ اہلحدیث صفحہ ۱۲ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

بٹالوی صاحب ہی کا فتوےٰ حافظ عبداللہ روپڑی اور عبدالحق غزنوی نے بھی شائع کیا ہے کہ:

"اس (مولوی ثناء اللہ) کا اہل حدیث کہلانا اور مطبع کا اور رسالہ کا عقائد کا اور اخبار کا نام اہل حدیث رکھنا محض ابلہ فریبی ہے اور دھوکہ دہی جس سے اس کی غرض و مقصود جہلائے اہل حدیث کو اپنے دام میں لانا۔ اور اس ذریعہ سے ان کا مال مارنا اور ٹکے کمانا ہے۔" (اربعین صفحہ ۳۴ تنظیم اہل حدیث روپڑ صفحہ ۴ ، اپریل ۱۹۳۹ء)

مولوی عبدالواحد غزنوی کا فتوےٰ

انجمن اہل حدیث لاہور نے اپنے سالانہ جلسہ کی تاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۵ء مقرر کر کے اپنی جماعت کے مولویوں کو دعوت نامے دیتے تھے۔ جن میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کا بھی نام تھا۔ اور ان کا موضوع قادیانی مشن تھا۔ نیز مولوی عبدالواحد غزنوی امام مسجد چینیانوالی لاہور کو بھی دعوت نامہ تھا۔ مگر مولوی عبدالواحد غزنوی نے جلسہ میں آنے سے بدیں الفاظ انکار

کر دیا۔

اگر یہ جلسہ اہلِ حدیث کا ہے۔ تب ثناء اللہ کو ہرگز نہ بُلائیں۔ اور نہ اُس سے واعظ کرائیں۔ جس مجلس میں وہ بُلایا جائے۔ وہ خاص اہلِ حدیث نہیں ہے"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۹ ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء)

مولوی سعید بنارسی کا فتویٰ جو کہ وہابیہ کے نہایت ہی معتقد مولوی ہیں نے بھی فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ:

"مؤلف تفسیر (ثناء اللہ امرتسری) مذہب اہلِ حدیث سے خارج ہے۔ اہلِ بدعت اور گمراہ فرقوں سے ہے"

(تنظیم اہلِ حدیث روپڑ ص۲۶، اپریل ۱۹۳۹ء۔ اربعین ص۵۶)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء میں ایک جلسہ کی صدارت کی تو وہابیوں کے معتقد مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کے حق میں یہ شعر لکھا:

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکینا

یعنی کوا جس قوم کا رہنما ہو گا۔ وہ ان کو تباہی کی طرف لے جاوے گا۔ امرتسری کو کوا بنایا ہے۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۳، ۲ جولائی ۱۹۱۴ء)

ابراہیم میر سیالکوٹی کا فتویٰ وہابیوں کی معتقد شخصیت ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی کا فتویٰ بھی پیش کرنا از حد مفید ہو گا۔ وہ یہ ہے۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ ہے"

(فیصلہ مکہ ص۱ سطر ۲۰ مطبوعہ امرتسر)

مولوی محمد علی امرتسری کا فتویٰ وہابیہ کے میر واعظ پنجاب مولوی محمد علی صاحب امرتسری اپنے

فرقہ کے بزرگ امرتسری کے متعلق فتوے دیتے ہیں کہ:

"ثناء اللہ کو خدا نے نااہل سمجھ کر گمراہ کردیا۔ یہ فلاسفہ یونان کے چیلوں سے خدائی حکم سے فاسق ہوگیا ہے۔"

(تنظیم اہلحدیث روپڑ مئی، اپریل ۱۹۲۹ء۔ اربعین صفحہ ۳۰)

مولوی عبدالرحمٰن دہلوی کا فتوے

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق فتوے صادر فرماتے ہیں کہ:

"بے شک مولوی ثناء اللہ امرتسری دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ جملہ مسلمانوں کو اس سے کلام کرنے مجلس میں بیٹھنے۔ اس کو سلام کرنے اور اس کے سلام کا جواب دینے سے مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ مصافحہ بھی نہ کریں۔ اور نہ ہی اس کی تفسیروں کو پڑھنا چاہیئے۔" (اربعین صفحہ ۵)

قاضی عبدالاحد خانپوری کے فتوے

غیر مقلدین حضرات کے مولوی قاضی عبدالاحد خانپوری جو کہ امام الوہابیہ ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ہم استاذ ہیں فتوے ثناء اللہ امرتسری پر ہی چسپاں کرتے ہیں کہ:

"وہ بڑا ہی بےحیا ہے کہ نہ خدا سے شرماتا ہے اور نہ علماء سے اور نہ عباد اللہ الصالحین سے۔ اگر اس میں رائی کے دانہ کے برابر بھی شرم وحیا ہوتی۔ تو وہ ضرور بضرور میری کتاب کا جواب دیتا۔ اور اگر نہیں دے سکتا تو ان کفریات سے صریح تحریری توبہ کرتا۔ اور اس کا کفر بجمیع اصول آمنت باللہ ثابت کیا ہے۔ بلکہ اس کو اکفر الکافرین ثابت کیا ہے۔ اس پر اس کا خاموش رہنا حرام تھا شرعًا اور عقلًا اور عرفًا اور درحقیقت وہ اجہل الناس

واضل الناس ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱)

ثناء اللہ ملحد۔ زندیق کا عوام و جہال کے ہمراہ اشتہار دے کر جلسہ میں آریہ وغیرہ کفار سے مباحثہ کرنا بھی بدعت و الحاد و زندقہ اور احترام بلکہ کفر ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱۴)

"ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے۔ اس کا کچھ دین تو فلاسفہ، دہریہ نما ہے۔ کچھ دین اس کا دجالوں، نیچریوں۔ مرزائیوں کا ہے۔ اور کچھ دین اس کا ابوجہل کا ہے۔ جو اس امت کا فرعون تھا بلکہ اس سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ (ابوجہل) تثلیث کا قائل نہ تھا۔ اور یہ زندیق اللہ عزوجل کی ہزاروں تثلیس قرار دیتا ہے۔ بلکہ اس کا دین غیر اللہ کا ہے۔ بلکہ وہ اصول ستہ آمنت باللہ کا منکر ہے۔ پس وہ بحکم قرآن واجب القتل ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۵)

مولوی ثناء اللہ امرتسری جہنم کے دروازہ کی طرف لے جانے والا ہے۔" (اربعین ص۲۳ از عبدالحق غزنوی)

"مولوی ثناء اللہ امرتسری (خود تو منافق ہے اور مسلمانوں عامیوں کو بھی منافق بناتا ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱۲)

قاضی عبدالاحد خانپوری وہابی نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری یہود اور نصاریٰ سے اکفر ہے۔ اور اس کی ضلالت اور بد اعتقادی کی اصلاح ممکن نہیں۔" (الفیصلۃ الحجازیہ)

"مولوی ثناء اللہ کشمیری تو سب اہل اہوا سے زیادہ برا بلکہ آریوں سے بھی بدتر ہے۔ تو اس سے بطریق اولیٰ بچنا ضروری ہوا۔ کیونکہ مرتد۔ منافق۔ زندیق ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱۶)

"یہ ثناء اللہ تو ایمان سے بالکل خالی ہے۔ اور اس کے نزدیک ایمان کی نہ کچھ حقیقت ہے نہ قدر۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱۲)

وہابیہ نجدیہ کے قاضی عبدالاحد خانپوری نے امام الوہابیہ پر تو فتووں کی بوچھاڑ کی ہے۔ اب صرف ایک فتوٰی درج کرتے ہوئے وہابیہ کے دوسرے مولویوں کے فتوے درج کرتا ہوں وہ فتوٰی یہ ہے:

"میں نے اپنی کتاب "اظہار کفر ثناء اللہ بجمیع اصول آمنت باللہ" میں بوجوہ کثیرہ ثابت کیا ہے کہ وہ تمام کفار روئے زمین سے بدتر ہے۔ خواہ وہ مشرکین بت پرست ہوں۔ جیسے ابوجہل وغیرہ یا کوئی اور قسم ہو۔ ان سب سے زیادہ اکفر ہے۔" (الفیصلۃ الحجازیہ ص۱)

مولوی فقیر اللہ مدراسی کے فتوے

امام الوہابیہ ثناء اللہ صاحب امرتسری کے استاد بھائی

اور ہم مسلک مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے فتوے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ مفسر صاحب (مولوی ثناء اللہ) ناول نادانی دخلاف بیانی کے فن میں ید طولی رکھتے ہیں۔" (تغییر السلف ص۲)

"(مولوی ثناء اللہ) مغالطہ وچالبازی وابلہ فریبی کے ہنر کے استاد کامل ہیں۔" (تغییر السلف ص۳)

"(مولوی ثناء اللہ) اہل حق اہل حدیث نہیں ہوسکتا۔ اس میں نیچریت کفر وضلالت ہونے میں کوئی شک نہیں۔" (تغییر السلف ص۱۵)

ناظرین حضرات! مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بعد وہابیہ نجدیہ کے روپڑی خاندان کے سربراہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی پر اکابر وہابیہ نے جو فتووں کی جو چھاڑ کی ہے اس کا منظر بھی دیکھ لیجیے۔

حافظ عبداللہ روپڑی پر فتوے

اخبار محمدی کا فتوٰی

وہابیہ نجدیہ کے مشہور ومعروف مولوی محمد دہلوی کے اخبار محمدی میں

فرقہ وہابیہ کے روپڑی خاندان کے سربراہ اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کے چچا عبداللہ روپڑی کے متعلق لکھا ہے کہ:

"دنیا میں اگر کسی کو اعلیٰ احمق کی ضرورت ہو تو اس چھوٹی کھوپڑی والی انسان نما ہستی (عبداللہ روپڑی) کو دیکھ لے"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۰ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء)

اسی اخبار محمدی دہلی میں روپڑی صاحب کے متعلق یہ بد اخلاق۔ بد زبان اور بے لگام ہیں۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

مولوی محمد صاحب دہلوی نے روپڑی کے متعلق فتوےٰ جاری کیا ہے۔ جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے شائع کیا ہے۔ وہ فتوےٰ یہ ہے۔

"یہ مولوی (حافظ عبداللہ) صاحب جھوٹے ہیں بد عقیدہ ہیں تاایسے علم دین سے بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں۔ لہٰذا ایسے جہلار کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے۔ یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اس کا یہ قول صریح شرک ہے۔ اس کا وعظ ہرگز نہ سنو۔ بلکہ اگر بس ہو تو وعظ کہنے بھی نہ دو۔ نہ اس کے پیچھے جمعہ کی جماعت پڑھو۔ بلکہ اس سے توبہ کرانے کے لیے تاوقتیکہ یہ توبہ نہ کرے شرعاً بے تعلق رہنا ہی افضل و بہتر ہے۔ ایسا نہ کرنے والا شرعاً سخت گنہگار ہیں۔"

(مظالم روپڑی ص۴۲ مصنفہ ثناء اللہ امرتسری)

ابو عبداللہ امرتسری کا فتوےٰ

ابو عبداللہ امرتسری صاحب روپڑی کے متعلق جماعت کو متنبہ کرتے ہیں کہ

"یہ بزرگ (عبداللہ روپڑی) صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ جھوٹ از خود گھڑتے ہیں۔ تہمت خود تراشتے ہیں پس جماعت متنبہ رہے۔"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

مولوی شرف الدین صاحب کا فتویٰ وہابیوں کے مولوی ابو سعید شرف الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اہل اسلام اور خصوصاً اہل حدیث کو ان حافظ (عبداللہ روپڑی) صاحب کی طرف بالکل توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ اس لیے کہ وہ بالکل راہِ راست سے منحرف ہو کر ایسے فتوے دیتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔"

(اہل حدیث امرتسر ص۴ کالم ۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار تنظیم اہل حدیث روپڑی مورخہ ۲۹ ر ۱۹۴۵ء میں ایک نظم شائع کی تھی جس میں پیارے مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کا تذکرہ تھا۔ وہابی مولویوں کو شانِ محمدی راس نہ آئی تو روپڑی صاحب کے خلاف وہابیوں نے ایک محاذ بنا لیا۔ اور اپنے مولویوں سے استفسار کیا تو وہابی اکابر نے عبداللہ روپڑی صاحب کے خلاف فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی جن کو امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مظالم روپڑی میں شائع کیا ہے۔ وہ فتوے درج ذیل ہیں۔

مولوی احمد اللہ دہلوی کا فتویٰ وہابیہ نجدیہ کے مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی مدرس مدرسہ رحمانیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"شخص مذکور (حافظ عبداللہ) مشرک ہے اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو پرہیز نہ کریں گے وہ دوزخی ہیں۔"

(مظالم روپڑی ص۹ مطبوعہ امرتسر)

مولوی محمد یونس دہلوی کا فتویٰ وہابیہ کے مرکزی مدرسہ میاں صاحب

کے مدرسِ اوّل مولوی یونس صاحب دہلوی کا فتوےٰ بھی حافظ عبد اللہ صاحب کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

"شخص مذکور (حافظ عبد اللہ) ملحد ہے۔ ایسے لوگوں سے قطع تعلق ضروری ہے۔" (مظالم روپڑی ص۴۹)

مولوی عبید الرحمان مُلتانی کا فتوےٰ

وہابیہ نجدیہ کے ملتانی مولوی عبید الرحمان صاحب ملتانی کا فتوےٰ بھی درج کیا جاتا ہے:

"بے علم ہے۔ عقیدہ شرکیہ رکھتا ہے۔ اس کو توبہ کر کے مسلمان ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ مسلمانوں میں داخل نہیں اور جس سے سب کو بچنا چاہیئے۔" (مظالم روپڑی ص۴۹)

مولوی عبید اللہ دہلوی کا فتوےٰ

وہابیہ کے مدرسہ زبیدیہ عربی دہلی کے مدرس مولوی عبید اللہ صاحب دہلوی فتوےٰ دیتے ہیں کہ:

"شخص مذکور (حافظ عبد اللہ) ملحد بد دین ہے۔ اور جو اس شخص کے ہم خیال ہیں۔ ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔" (مظالم روپڑی ص۴۹-۵۰)

مولوی عبد القادر حصاروی کا فتوےٰ

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کے گھر کے دوست مولوی عبد القادر صاحب حصاروی نے بھی فتوےٰ چسپاں کر دیا ہے کہ:

"وہ (حافظ عبد اللہ) باطل پر ہے۔" (مظالم روپڑی ص۵۰)

مولوی اسحاق فرید کوٹی کا فتوےٰ

وہابیوں کے امام عبد الوہاب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی ابو اشفاق اسحاق فرید کوٹی نے بھی روپڑی صاحب کے متعلق فتوےٰ

جاری کر دیا کہ :

"بے شک ایسا شخص لائقِ امامت نہیں۔ ہاں اگر توبہ کر لے تو مسلمان ہے۔" (مظالم روپڑی صنث)

مولوی عبداللہ لائل پوری کا فتوے

وہابیوں کے مولوی ابو محمد عبداللہ لائل پوری کا فتوے ہے کہ :

"واقعی ایسا مولوی (حافظ عبداللہ) ملحد ہے۔ ایسے مولوی کی بات کا اعتبار بالکل نہیں۔ اس سے بائیکاٹ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ ورنہ ایمان میں خلل ہے۔" (مظالم روپڑی صنث)

مولوی نور محمد فیروزپوری کا فتوے

وہابیہ نجدیہ کے مولوی ابو الاحد نور محمد صدر مدرس مدرسہ اوڈان فاضلکا ضلع فیروزپوری نے بھی فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ :

"شخص مذکور (حافظ عبداللہ) اپنے عقیدہ مذکورہ سے برسرِ اعلان اپنی تحریر اور تقریر سے توبہ نہ کرے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس کا فتویٰ تحریراً ہو یا تقریراً اور اس کا وعظ وغیرہ سننا بالکل جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا شخص ضل واضل آپ گمراہ ہوا اور سننے والے کو گمراہ کیا۔ اور ایسا شخص بلا توبہ کیے مر جاوے تو اس کا جنازہ بھی ممنوع ہے۔" (مظالم روپڑی صنث)

مولوی یوسف نجاوری کا فتوے

مدرسہ اوڈان کا مدرس دوم مولوی یوسف نجاوری فتوے دیتے ہیں کہ :

"بلا شک وشبہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص (حافظ عبداللہ) مرتد ملحد خارج عن الاسلام ہے۔ اور پکا مشرک ہے۔ اس پر جنت

حرام ہے۔ اور اُس کی کوئی عبادت قولی و بدنی و مالی قبول نہیں۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت۔ وعظ درس قبول نہیں" (مظالم رو پڑی ص۵)

مولوی عبداللہ فیروز پوری کا فتوےٰ

وہابیہ نجدیہ کی جماعت غرباء اہلِ حدیث ضلع فیروز پور کے امیر مولوی ابو عبدالرحمٰن عبداللہ صاحب کا فتوےٰ ہے کہ:

"شخص مذکور (حافظ عبداللہ) علم آسمانی یعنی قرآن۔ حدیث و توحید باری تعالےٰ سے سراسر کورا اور ناواقف ہے۔ شخص مذکور اگر اپنی نجات اور مسلمانوں میں مل کر رہنا چاہتا ہے۔ تو فوراً توبہ کرے۔ نیز مدرسہ دارالکتاب والسنۃ صدر بازار دہلی میں طالب علمی کی حیثیت میں اپنے اس گندے عقیدہ کے خلاف اسلام کا صحیح عقیدہ سیکھئے اور صحیح معنوں میں مسلمان بنے۔ اگر یہ شخص توبہ نہ کرے تو اُس سے مسلمانوں کو علیحدگی کرنی ضروری ہے۔ اور اُس کا وعظ درس سُننا اور اُس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز درست نہیں۔ نہ اُس کا جنازہ کیا جاوے اور نہ ہی مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جاوے" (مظالم رو پڑی ص۵۲)

مولوی عبدالرحمٰن دہلوی کا فتوےٰ

وہابیوں کے مولوی ابو سلیمان عبدالرحمٰن مینیجر اہلحدیث مدرسہ دارالکتاب والسنۃ دارالامارت دہلی نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ:

"واقعی شخص مذکور (حافظ عبداللہ) شریعتِ محمدیہ کی رُو سے مُشرک۔ کافر۔ خارج عن الاسلام ہے۔ چاہیئے کہ توبۃ النصوح کرے ورنہ یاد رکھے کہ خاتمہ دینِ اسلام پر نہیں ہوگا یہود و نصاریٰ کی موت مرے گا"

(مظالم رو پڑی ص۵۲ صحیفہ اہلحدیث دہلی ص۱۷ بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ)

مولوی محمد دہلوی کا فتوٰی

اخبار محمدی کے ایڈیٹر مولوی محمد صاحب جوناگڈھی نے انتہائی سوچ بچار کے بعد روپڑی کے متعلق جامع فتوٰی دیا ہے کہ:

"پس حقیقی مداہنت۔ مذموم رواداری۔ بدترین ہر دلعزیزی صحیح منافقت۔ مداہنت۔ بے دینی۔ بے حمیتی۔ بے حسی۔ نامرادی۔ نامردی۔ بزدلی۔ ڈرپوکی اور بے ایمانی روپڑی رپورٹر کی روش ہے"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۳ کالم ۲ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

ناظرین! محدث الوہابیہ عبداللہ روپڑی کو وہابیوں کے فتوؤں کی بوچھاڑ کے بعد فرقہ وہابیہ کے امام۔ محدث اور مفسر مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی اور ان کے بیٹے مولوی عبدالستار دہلوی صحیفہ اہلحدیث والوں پر اکابر وہابیہ نے جس انداز سے فتوٰی بازی کی ہے۔ اُس کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سُن کر نیند آتی ہے
تڑپ اُٹھو گے کانپ اُٹھو گے سُن کر داستان ان کی

امام عبدالوہاب اور عبدالستار دہلوی

شرک کے دروازے کھولنے والا

مولوی عبدالستار دہلوی کے والد مولوی عبدالوہاب دہلوی جو کہ مولوی رفیق خاں پسروری کے اُستاد بھی ہیں کے متعلق حرمین الشریفین کے نجدی علماء نے فتوٰی دیا ہے جو کہ وہابیوں نے فیصلہ حرمین شریفین کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے اُس میں درج ہے کہ:

"اس (عبدالوہاب دہلوی) کا استدلال کرنا جہالت کم علمی۔ بدنیتی اور کند ذہنی کا نتیجہ ہے۔ یہ شخص یعنی عبدالوہاب کس قدر جاہل اور کتنا

بڑا گمراہ ہے۔ عبدالوہاب کے فتاویٰ تو شرک کو ثابت کرنے والے اور حدیث کے مخالف ہیں بلکہ یہ شخص تو شرک اور اسبابِ شرک کے دروازے کھول رہا ہے۔ اس قسم کا استدلال کرنے والا (عبدالوہاب) نرا جاہل کلامِ الٰہی سے اور حدیثِ رسول سے محض ناآشنا ہے۔ اور کلامِ مفسرین کے معانی سے بھی بالکل ناواقف ہے۔"

(فیصلہ حرمین شریفین ص۹)

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے وہابیہ نجدیہ کے امام عبدالوہاب کی امامیہ جماعت کے متعلق فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ:

مرزائیوں سے مشابہت "اس جماعت (امامیہ) کی حقیقت دو جزوں پر مشتمل ہے۔ ایک جزو یہ کہ افرادِ امتِ مسلمہ کو خاص کر افراد اہلحدیث کو امامت کے سلسلے میں منسلک کر کے منظم کیا جائے۔ یہ تو کسی حد تک قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ دوسرا جزو یہ ہے کہ جو ان کے اس سلسلے میں منسلک نہیں ہے۔ وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ نجات سے محروم رہ کر جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ یہ جزو بیشک قابلِ اعتراض ہے۔ اس جزو کی وجہ سے یہ جماعت قادیانی جماعت کے مشابہ ہو گئی ہے۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ص۳ ۱۳ جولائی ۱۹۴۲ء)

وہابیوں کی اہلحدیث کانفرنس کے مبلغ مولوی عبدالحمید صاحب اپنے فرقہ کی امامیہ پارٹی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"ان امامیہ ارکینِ خلافت (جن میں مولوی رفیق پسروری بھی شامل ہیں) کے نزدیک علماءِ اہلحدیث کو گالیاں دینے اور تمام اہلِ اسلام کو جہالت و کفر کی موت مارنے میں کسی مرزائی سے پیچھے نہیں ہیں۔"

(اہلحدیث امرتسر ص۷، ۲۷ مئی ۱۹۳۸ء)

ساٹھ وہابی مولویوں کا فتویٰ کفر و شرک وہابیہ کے مولوی عنایت اللہ

صاحب اثری گجراتی نے اپنے رسالہ عدوان المفتی صفہ پر نمایاں سُرخی دے کر لکھا ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کا اپنے اُستاد مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی پر فتویٰ کفر و شرک، شرکیہ جھاڑ پھونک کے جواز پر مولوی عبدالوہاب سے صاحب کے خلاف مندرجہ ذیل علمائے کرام نے فتویٰ کفر و شرک لگایا جو کہ علمائے اہلحدیث کا متفقہ فتوائے" کے نام سے شائع ہوا۔ (۱) مولانا عبدالرحمان صاحب مُبارک پُوری شارح ترمذی (۲) مولانا محمد سواتی پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی (۳) مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی (۴) مولانا داؤد صاحب غزنوی (۵) مولانا محمد حسین صاحب غزنوی (۶) مولانا عبدالغفور صاحب غزنوی (۷) مولانا محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اہل الذکر فیض آباد۔ (۸) مولانا عبدالحق صاحب ایڈیٹر اہلسنت امرتسر (۹) مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی (۱۰) مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی (۱۱) مولانا عبدالاحد صاحب خانپوری (۱۲) مولانا عبدالغفور صاحب دربھنگی (۱۳) مولانا اسماعیل صاحب غزنوی (۱۴) مولانا عبدالوہاب صاحب آروی (۱۵) مولانا محمد صاحب دہلوی (۱۶) مولانا عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی (۱۷) مولانا احمداللہ صاحب دہلوی (۱۸) مولانا شرف الدین صاحب دہلوی (۱۹) مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی (۲۰) مولانا محمد یوسف صاحب جے پوری (۲۱) مولانا محمد اسحاق صاحب کلکتہ (۲۲) مولانا محمد یونس صاحب دہلوی (۲۳) مولانا عبدالجبار صاحب دہلی (۲۴) مولانا عبیدالرحمان صاحب میرٹھ (۲۵) مولانا عبیداللہ صاحب دہلی (۲۶) مولانا عبدالحنان صاحب ایڈیٹر اہلحدیث گزٹ دہلی (۲۷) مولانا محمد سلیمان صاحب جج عدالت پٹیالہ (۲۸) مولانا ثناءاللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر۔

کل تعداد علمائے کرام ساٹھ تک پہنچائی ہے۔ جس میں علمائے عرب بھی شامل ہیں۔ اور سب کے ساتھ مولانا اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کا فتویٰ بھی شامل ہے۔

(عدوان المفتی صفہ ۱۸)

ڈبل شرک وہابیہ نجدیہ کے مولوی ابوالخیر محمد عبدالصمد صاحب جودھپوری

مولوی رفیق خاں پسروری کے استاد مولوی عبدالستار دہلوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"آپ کے نزدیک حکم (منصف۔ ثالث) بنانا شرک ہے۔ مگر خود تم نے اور تمہارے والد (عبدالوہاب) نے احناف سے مناظرہ کے وقت ایک غیر مسلم پادری بی۔ پی سمارٹ صاحب کو حکم تسلیم کر کے فیصلہ لیا ہے جس کا اپنے صحیفے بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص۱۱ میں ذکر کیا ہے۔ تو پھر تم اور تمہارے والد بقول خود ڈبل مشرک ہوتے"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۱ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

کفار مکہ سے بڑھ کر کفر وہابیوں کے مشہور مصنف مولوی محمد صاحب دہلوی نے اپنے استاد زادے مولوی عبدالستار صاحب دہلوی کے متعلق فتوے شائع کیا ہے کہ:

"عبدالستار دہلوی اپنے کفر میں مکے کے کافروں کے کفر سے بڑھا ہوا ہے"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

رگ رگ میں شرک یہی مولوی محمد صاحب جونا گڑھی اپنے استاد خانہ کے متعلق مزید رقمطراز ہیں کہ: ان کی رگ رگ میں شرک کی محبت رچی ہوئی ہے"

(رحمت محمدی ص۳)

مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی اور عبداللہ غازیپوری پر فتوے

مولوی فقیر اللہ مدراسی کا فتوے حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی کے شاگرد رشید اور ثناء اللہ صاحب[1]

[1] مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار میں مدراسی کو اپنے استاد حافظ (باقی اگلے صفحہ پر)

امرتسری کے استاذ بھائی مولوی فقیر اللہ مدراسی نے اپنے فرقہ کی جلیل المرتبت شخصیتوں مثلاً مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولوی عبداللہ غازی پوری پر بھی "ملحد" کا فتوےٰ جڑ دیا ہے"۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲ ۱۶ رجون ۱۹۱۶ء)

شہر سیالکوٹ کی جمعیت وہابیہ کے پیارے دادا جان اور امام العصر مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی بے چارے کو بھی وہابی مولویوں نے معاف نہیں کیا۔ ان پر بھی فتوؤں کا وار کر دیا اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ مقام حیرت ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب میر پران کے شاگرد اور جماعت وہابیہ کے مشہور مصنف حکیم صادق سیالکوٹی نے ہی زیادہ وار کیے ہیں طوالت کے خوف سے چند ایک وار ملاحظہ فرما کر اکابر وہابیہ کی دینی خدمات کا اندازہ لگائیں۔

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

دیدہ دلیر کاذب ـ بے شرم ـ بے غیرت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی سیالکوٹ عدالت میں گواہی کے طور پر پیش ہوتے۔ اور انہوں نے گواہی دی تو مجسٹریٹ درجہ اول غلام محی الدین گیلانی نے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوتے مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے بارے میں بھی اپنے خیالات کا اظہار تحریری طور پر کیا ہے جو کہ میر صاحب سیالکوٹی کے شاگرد رشید نے "مدعی امارت سے شرعی استفسار" نامی پمفلٹ میں درج کیا ہے کہ:

I THINK HE IS AN IMPUDENT LIER.

(میرے خیال میں وہ دیدہ دلیر کاذب ہے)

(بقیہ صفحہ) عبدالمنان وزیر آبادی کا شاگرد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۷ ۱۷ رمارچ ۱۹۱۶ء)

۱؎ امرتسری نے خود ملحد کی تعریف یہ کی ہے کہ جو کسی دین کا پیرو نہ ہو۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۰ ۱۹۰۹ء)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد وہابیہ کے مشہور مصنف حکیم صادق سیالکوٹی اپنے اُستاد کو مدعی امارت کے لقب سے مخاطب کرتے ہوئے (IMPUDENT) لفظ کی تشریح کرتے ہیں کہ :

"مدعیِ امارت! امیر جماعت! (IMPUDENT) کے معنے دیدہ دلیر کاذب کے علاوہ بے حیا، بے شرم، بے غیرت کے بھی ہیں ملاحظہ ہو لغت انگریزی سے اُردو ترجمہ مصنفہ مولوی عبد الحق مطبوعہ اورنگ آباد)

امیر جماعت! عدالت نے آپ کو دیدہ دلیر کاذب کہا ہے دھوکہ باز بھی کہا ہے۔" (مدعی امارت سے شرعی استفتار)

ابراہیم کی تکفیر امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں "ایک عجیب فتوائے" کی تغلی سُرخی دے کر لکھتے ہیں کہ :

"آج جس فتوائے تکفیر کا ہم ذکر کرنے کو ہیں۔ وہ فتوائے ہمارے برادرِ مکرم جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی پر ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر ص۵/۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ء)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے بعد وہابیہ نجدیہ کے غزنوی خاندان کے جلیل القدر امام عبد الجبار غزنوی اور اسماعیل غزنوی نے اولی الذکر کو اخبار محمدی دہلی میں "ولی خدا" لکھا ہے۔ کو بھی وہابیوں نے نہیں چھوڑا۔ فتوائے صادر فرمانے والے بھی وہابیوں کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں۔

امام عبد الجبار غزنوی

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتوائے امام الوہابیہ امرتسری صاحب اپنے فرقہ کے امام عبد الجبار غزنوی اور

اس خاندان کے دیگر علماء کے متعلق فتوے دیتے ہیں کہ:

"ان کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے۔" (اہلحدیث امرتسر ص۵، فروری ۱۹۱۳ء)

وہابیہ کے مولوی قاضی عبدالاحد خانپوری نے لکھا ہے کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری نے کلامِ مبین میں جا بجا لکھا ہے کہ مولوی عبدالجبار صاحب علومِ آلیہ سے کورے ہیں۔" (تفسیر السلف ص۵)

غزنوی خاندان کے دوسرے فرد اسماعیل غزنوی پر بھی وہابیہ کے سردار امرتسری نے فتوے صادر فرمایا ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے۔

وہابیہ کی مرکزی جمعیت کے سیکرٹری مولوی عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہماری جماعت کے مشہور مخلص مجاہد (مولانا سید محمد اسماعیل صاحب غزنوی) نائب صدر کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ وہ مرزائی ہیں۔ اور یہ جلسے جس قدر ہو رہے ہیں۔ اور یہ سارا خرچ اسی طرف سے آرہا ہے۔" (فیصلہ مکہ ص۲۴-۳۵)

وہابیہ غزنوی خاندان کے مولویوں کو مولوی ثناء اللہ امرتسری مخاطب کرتے ہوئے فتوے دیتے ہیں کہ:

"تم مسلک کے لحاظ سے اہلحدیث نہیں۔ بلکہ گفتار اور باتوں کے لحاظ سے اہلحدیث ہو۔ کیونکہ حدیث کے لغوی معنے اجوبات ہے اس معنے کے لحاظ سے اہل گفتار ہو۔ امرتسری صاحب نے خاندانِ غزنویہ کے علماء کو نفسانی اہل حدیث بھی قرار دیا ہے۔"

(ماخوذ از اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۳، ۲۱ نومبر ۱۹۱۳ء)

مولوی فقیر اللہ مدراسی پر فتوے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے فتوے

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے فرقہ کے مولوی فقیر اللہ

مدراسی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ؛

"پس اس صورت میں ناحق و ناروا کفر و الحاد کے فتوے اہل قبلہ پر لگائے جانا اور سب و شتم و خرافات کا سلوک جو آپ کرتے ہیں مقتضائے علم و شرافت نہیں۔" (اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۱ ۵ نومبر ۱۹۱۵ء)

امرتسری صاحب مدراسی کو مخاطب کرتے ہوئے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ؛

"آپ کا یہی شیوہ ہمیشہ سے ہے کہ مسلمانوں کو خارج از اسلام کرتے ہوئے ہزلیات مغلظات سے کام لینا۔ اور آپ کا مخاطب بدنصیب کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں دیکھا گیا جس کو کافر۔ مرتد۔ ملحد۔ زندیق۔ دجال۔ منافق۔ نیچری۔ قادیانی وغیرہ خطاب سے آپ نے ملقب نہ فرمایا ہو۔ اگر یوں ہی اور چندے آپ کو موقع مل جاتے تو نہایت تشدد کے ساتھ اہل اسلام پر آفت ڈھائیں گے۔ اور مسلمانوں کو خارج از اسلام کر کے کفر کا نمبر بڑھانے میں ساعی رہیں گے۔ اور اس کفر و اعتدال کے فتوؤں کی بوچھاڑ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان سے کوئی بھی آپ کے ٹھیکہ کی جنت میں جانے نہ پائے گا۔" (اہل حدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۱، ۵ نومبر ۱۹۱۵ء)

امرتسری صاحب ہی لکھتے ہیں کہ؛

"مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی میں ایک کمال ایسا ہے۔ کہ کسی دوسرے میں نہیں ہوگا۔ بلکہ کوئی دوسرا شخص اس کمال کو حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ وہ کیا ہے؟ بدزبانی۔ دشنام دہی۔ عیب گیری بیجا نکتہ چینی۔ تعلّی۔ کبر۔ رعونت۔ نخوت۔ دروغگوئی وغیرہ جن میں سے ایک وصف بھی انسان کو کہیں پہنچانے کے لیے کافی ہے۔"

(اہل حدیث امرتسر ص۱۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء)

مولوی احمداللہ صاحب امرتسری

مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اپنے اُستاد مولوی احمداللہ امرتسری وہابی کو بھی معاف نہیں کیا۔ ان پر بھی نفسانی اہلحدیث ہونے کا فتوےٰ صادر فرما دیا۔

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۳ ۲۱ر نومبر ۱۹۱۲ء)

وہابیہ نجدیہ کے لکھوی خاندان کے عظیم فرزند اور امیر جمعیت مولوی محی الدین صاحب لکھوی بھی فتوے سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اس سن رسیدہ لکھوی پر فتوےٰ صادر فرمانے والے بھی سن رسیدہ حصاری صاحب ہیں۔

مولوی محی الدّین لکھوی

مولوی عبدالقادر حصاری کا فتوےٰ

وہابیہ نجدیہ کی مقتدر شخصیت مولوی عبدالقادر صاحب حصاری نے فتوےٰ صادر فرمایا ہے کہ:

"جمعیت (اہلِ حدیث) کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرائیت کر گئی ہے۔ مولوی محی الدین لکھوی اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے"

(تنظیم اہلِ حدیث لاہور ص۶ ۲۲ر مارچ ۱۹۶۲ء)

مولوی محی الدین لکھوی کے بعد وہابیہ نجدیہ کے کانگریسی علماء مثلاً مرکزی جمعیت کے سابق امیر ناظم اعلےٰ داؤد غزنوی۔ اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ۔ ابوالقاسم بنارسی اور ابوالکلام آزاد وغیرہم جیسی مقتدر شخصیتوں پر جو فتوے چسپاں کیے گئے درج کرنا معلومات میں اضافہ کا باعث بنے گا۔

داؤد غزنوی، اسماعیل سلفی، ابوالقاسم بنارسی کانگریسی مولویوں پر فتوے

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا فتوے

کانگریسی علماء دس کروڑ مسلمانوں کی تباہی کا بوجھ اُٹھا رہے ہیں۔
(پیغامِ ہدایت صـ۱۰۱)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے دوسرا فتوے بھی کانگریسیوں کے متعلق جاری فرمایا ہے کہ:

"جو مسلمان خصوصاً علماء بالخصوص اہلحدیث عوام و علماء ہندوؤں کی متحدہ قومیت کی آواز میں آواز ملاتے ہیں۔ وہ اسلام کے دوست نما دشمن اور مسلمانوں کے خیر خواہ نما بدخواہ ہیں" (پیغامِ ہدایت صـ۸۵)

میر سیالکوٹی نے احراری و کانگریسی وہابی مولویوں کو بناوٹی اہلِ حدیث قرار دیا ہے نیز ان کو گالیاں دینے والا۔ افتراء باندھنے والا، بیحرمتی، قتل و آتش زدگی کی دھمکیاں دینے والا قرار دیا ہے" (پیغامِ ہدایت صـ۹۲)

مولوی داؤد صاحب غزنوی کانگریسی

وہابیہ نجدیہ کے کانگریسی مولوی داؤد صاحب غزنوی سے جو کہ مرکزی جمعیت کے امیر بھی رہ چکے ہیں پر بھی فتوے لگے۔ ان پر جس شخصیت نے فتوے لگایا ہے وہ شخصیت میر صاحب سیالکوٹی ہیں اور انہوں نے لاہور کی سرزمین پر جلسہ عام میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے کہا کہ:

"بہت سے اہلِ حدیث اصحاب مولانا داؤد صاحب سے کشیدہ خاطر

ہو کر واپس گئے۔ اور گذشتہ تحریکات میں ان کی روش کا نقشہ ان کی نظروں میں پھر گیا کہ مولانا داؤد غزنوی صاحب ابن الوقت ہیں۔

(احتفال الجمہور صـ۲۳)

مولوی ابوالقاسم بنارسی کانگریسی

مولوی محمد دہلوی کا فتوےٰ (وہابیہ نجدیہ کے ابوالقاسم بنارسی کانگریسی پر وہابیہ کے مولوی محمد صاحب جوناگڈھی مدیر اخبار محمدی نے بدعتی کا فتوےٰ دیا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی صـ۵ کالم ۲ یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء)

مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ

ابراہیم میر کا فتوےٰ مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی اپنے فرقہ کے مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے استاد مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا وہ فتوےٰ جو انہوں نے جلسہ عام میں لگایا تھا درج کیا ہے۔ اثری صاحب یوں مخاطب ہوتے ہیں کہ:

"جب آپ کانگریس میں تھے۔ آپ کے استاد مولوی ابراہیم صاحب میر مسلم لیگ میں تھے تو جلسہ عام میں آپ کے متعلق استاد مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے فرمایا کہ میرے شاگردوں میں گندا انڈہ نکلا ہے۔ اور آپ کو گوجرانوالہ سے نکلوا دیا۔"

(ماخوذ از عدوان المفتی صـ۱۴)

مولوی محمد صاحب گوندلوی

موجودہ دور کی وہابیوں کی ممتاز شخصیت مولوی محمد صاحب گوندلوی بھی فتوٰی سے نہ بچ سکے صحیفہ اہلحدیث کراچی میں "جناب مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی سے چند سوالات" کی سرخی دے کر حصاری صاحب نے فتوٰی لگایا ہے کہ:

مولوی عبدالقادر حصاروی کا فتوٰی "آپ (حافظ محمد صاحب گوندلوی) کا باطن ظاہر کے خلاف ہے"
(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۰ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

مولوی عبدالقادر حصاروی

مولوی عبدالقادر حصاروی صاحب کو اپنے گروہ کی عظیم شخصیت کو معاف نہ کرنے کی سزا بھی مل گئی۔ کہ ان پر بھی ان کے فرقہ کے مولوی صاحب نے یہ فتوٰی صادر فرما دیا کہ:

مولوی یوسف صاحب کلکتوی کا فتوٰی "مولانا عبدالقادر حصاروی کے دلائل پر تعجب ہوا کہ بیچارے امام بخاری کے باب باندھنے کو نہ سمجھ سکے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ بخاری کا سمجھنا کسی کسی کا کام ہے۔ مولانا صاحب کا فتوٰی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علم حدیث میں حقیقت بہت کم رکھتے ہیں۔" (صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم فروری ۱۹۶۸ء)

آخر میں وہابیہ نجدیہ کے مشہور امام حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور امام عبدالوہاب دہلوی کے شاگرد اور وہابیوں کے سن رسیدہ بزرگ مولوی عنایت اللہ اثری سے پر جو وہابی اکابر نے فتوے لگائے ہیں پیش کیے جاتے ہیں۔

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی کو وہابیوں نے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے خود اپنی کتاب میں اس کا اندراج فرمایا ہے کہ :

حافظ عبد اللہ روپڑی کا فتوےٰ

مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ بتایا کہ میرا دوست اور میں دونوں حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کے پاس گئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد میرے دوست نے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی کے شاگرد ہیں سنن اربعہ اُن سے پڑھ چکے ہیں۔ اور صحیح مسلم پڑھ رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو کچھ وہ پڑھاتے وقت بیان کرتا ہے۔ مجھے اس کی برداشت ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو اپنے دوست سے جناب کا ذکر بڑے احترام سے کرتا رہا ہوں۔ اور آپ نے میرے استاد کا ذکر بڑی حقارت سے فرمایا ہے۔ پھر میرے دوست نے فرمایا کہ آخر حافظ صاحب میں کیا بات ہے فرمایا کہ وہ جماعت سے خارج ہے۔

(العطر البلیغ ص ۱۱۸-۱۱۹ ج ۲)

مولوی اسماعیل صاحب کانگریسی کا فتوےٰ

وہابیوں کی مرکزی جمعیت کے امیر مولوی اسماعیل سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ نے بھی اپنے استاذ بھائی مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی پر فتوے صادر فرمائے ہیں۔ جن کو خود اثری صاحب نے اپنی کتاب "عدوان المفتی" کے صفحہ ۹،۸ پر درج کیا ہے۔ وہ فتوے یہ ہیں۔

"ایسے حضرات (مولوی عنایت اللہ اثری جیسے) کو امام نہیں مقرر کرنا چاہیئے"

(عدوان المفتی ص۸)

"ایسے حضرات غیر مقلد تو کہلا سکتے ہیں۔ لیکن اہلحدیث قطعاً نہیں ہو سکتے"۔ (عُدوان المفتی ص۹)

"ایسا شخص بدعتی ہے۔ ایسے شخص سے نفرت کرنا چاہیئے"۔

(عدوان المفتی ص۹)

"ملحد اور بے دین کی اقتدار درست نہیں اور عالم صاحب (یعنی عنایت اللہ) کے متعلق حجاز کے علماء نے کفر کا فتوٰے دیا ہے"۔

(عُدوان المفتی ص۱۶)

"ایسے شخص کی اقتدار بے دین اور ملحد ہی کر سکتا ہے"۔ (عُدوان المفتی ص۱۶)

وہابی مولویوں نے اپنے بیچارے عوام کو بھی معاف نہیں کیا۔ ان پر بھی فتوٰے جڑ دیا۔

سب وہابیوں پر فتوٰے

"وہابیوں کے بہت بڑے بزرگ اور مصنف مولوی محمد صاحب جونا گڑھی المعروف دہلوی نے سب وہابیوں پر بدعتی کا فتوٰے جاری کیا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب کے نزدیک ختنے کی دعوت کرنے والے اور اس میں شریک ہونے والے سب کے سب بدعتی ہیں"۔

(اخبار محمدی دہلی صث یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء)

ناظرین حضرات! فرقہ وہابیہ کے اکابر کی آپس میں فتوٰے بازی کا حسین منظر آپ نے دیکھا۔ ان کا بس چلے تو کسی کو جنت میں داخل نہ ہونے دیں۔ ان حضرات کی تبلیغ کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنا نہیں بلکہ مسلمانوں کو کافر بنانا ہے جس کی شہادت خود وہابیوں کے ایک دردمند والہ جاہ مدراسی اپنے الفاظ میں اس طرح درج کرتے ہیں:

وہابی مولویوں کی تبلیغ مسلمانوں کو کافر بنانا ہے

افسوس ہے اس زمانہ کے علماء اہلحدیث میں ایسا اختلاف ہے کہ بجائے کفار کو اسلام میں لانے کے مسلمانوں کو کافر۔ زندیق۔ ملحد وغیرہ کے القاب عوام میں بذریعہ رسالہ یا اشتہار مشتہر کر رہے ہیں۔ علماء زمانہ کی یہ حالت ہو تو عوام کا کیا حال ہوگا؟ (اہلحدیث امرتسر ص۱۰، ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

آج دعوے ان کی یکتائی کا باطل ہو گیا
رُوبرو ان کے جو آئینہ مقابل ہو گیا

اسی بے باکی کی وجہ سے بے دین اور گمراہ فرقوں کی پیداوار کی ذمہ داری وہابیت پر ہی آتی ہے جیسا کہ دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد صاحب لکھنوی نے بھی غیر مقلدین وہابی مولویوں کے متعلق تحقیقات کے بعد جو فیصلہ دیا ہے وہ بھی قابلِ مطالعہ ہے۔ پڑھیئے اور اُم الخبائث کی نشاندہی کیجیئے:

گمراہی کی بنیاد وہابیت

مولوی خلیل احمد لکھنوی دیوبندی

اس بے باک فرقہ غیر مقلد کے علماء نے جو پیشوایان اسلام پر بہت کچھ زہر اُگلے۔ اور بہتان لگائے ہیں۔ میں سچ عرض کرتا ہوں اگر احکامِ شرعیہ کے اجراء کا زمانہ ہوتا تو ان بے باک مولویوں پر حدِ افتراء قائم ہوتی۔ مگر اس زمانہ میں یہ ہوتے ہی کیوں یاد رہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ میدانِ قیامت میں احکم الحاکمین جبار و قہار جل جلالہ کے رُوبرو فقہاء اسلام بلکہ اسلام مدعی ہوگا۔ اور یہ مفتری مولوی مدعا علیہم۔ کیا یہ مولوی ان کے متبعین اسلام کے خیر خواہ ہوں گے۔ یا بدخواہ اسلام کے دوست سمجھے جائیں گے یا دشمن۔ اس پر طرہ یہ کہ نام رکھ لیا ہے اہلِ حدیث۔

برعکس نہند نام زنگی کافور!

نام تو جس کا جی چاہے رکھ لے اس سے بڑھ کر ایک نام اور آپ کو سناتا ہوں۔ فرقہ مسمی اہل حدیث کی عمر تو تخمیناً چالیس پچاس سال ہو گی۔ ہندوستان ہی میں اس مستطی بھر فرقہ کا تولد ہوا۔ یہاں ہی نشوونما پایا۔ اس فرقہ کا ایک چھوٹا بھائی بھی پنجاب میں پیدا ہوا ہے۔ اس کی عمر تخمیناً بیس پچیس سال کی ہو گی مگر اس چھوٹے بھائی نے نام رکھا بڑے بھائی سے بھی بڑھیا وہ کیا اہل قرآن۔ اب تو بڑے بہت خفا اور ناراض ہوئے۔ کہ چھوٹے بھائی ہو کر نام رکھ لیا بڑے بھائی سے بھی بڑھیا لہٰذا تو ملحد ہے زندیق ہے۔ چھوٹے بھائی بولے آپ کی ناراضی بالکل بے جا ہے۔ شروع میں ہم بھی آپ کے قدم بقدم رہے آپ سے ہی آزادی کا سبق پڑھا۔ آپ کی تربیت کا اثر ہے متاثر ہو کر تقلید فقہ کے پھندے کو گردن سے نکال پھینکا غیر مقلد یا اہل حدیث کے نام سے پکارے گئے۔ آپ کے ساتھ ہو کر فقہائے اسلام پر جھوٹے جھوٹے بہتان و اتہام تراشے مگر خداداد جودت طبع اور فہم و فطانت کیا کیجیے۔ انہوں نے ہم کو مجبور کیا کہ اور زیادہ آزادی حاصل کریں اور دوسرے پھندے، تقلید حدیث کو بھی نکال کر پھینکیں۔ تم تو رات دن صرف فقہا ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہو عمر فقہا کی توہین میں گزارتے ہو اور ہم فقہا کے ساتھ محدثین کی بھی خبر لیتے رہتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ ہم بڑے ہوئے کہ تم۔ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ لہٰذا ہم تم سے مرتبہ میں بڑے نام بھی بڑا رکھا۔ تو کیا مضائقہ ہے۔

بھائی جان اور سنیئے ہمارے اور تمہارے ایک منجھلے بھائی بھی ہیں۔ اگرچہ ان کی تولید اور فروغ ہماری ولادت سے پہلے ہو چکا ہے۔ مگر سنا ہے کہ وہ بھی آپ ہی کے مدرسہ کے طالب علم آپ سے ہی فیض یافتہ آپ سے ہی آزادی کا سبق لیے ہوتے ہیں۔ مگر وہ تو ہم سے بھی ایک زینہ اوپر چڑھ گئے۔ انہوں نے تو یک لخت فقہ کے ساتھ حدیث اور قرآن سے بھی گلوخلاصی کر لی اور بن بیٹھے نبی جی ان کا نام نامی ہے مرزا قادیان۔ پھر تو کیا تھا مذہب جدا وحی جدی۔ ملت جدی۔

بہر حال اہلِ قرآن ہوں یا دجال قادیاں سب آپ (وہابیوں) کے چیلے چانٹے جو کچھ یہ کارنمایاں کر رہے ہیں۔ سب آپ کی جوتیوں کا صدقہ آپ کے نامۂ اعمال میں درج۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ناظرین! دیکھا یہ ہیں۔ عدمِ تقلید اور فقہاءِ اسلام کی گستاخی کے کرشمے اور نتیجے۔ یہ تو ان بھائیوں کے نام کی لڑائی ہے۔ آخر میں تو سب بھائی بھائی چھوٹائی بڑائی کا فرق سہی کبھی نہ کبھی مل ہی جائیں گے۔

اے صاحبو! میں تم سے بالکل درست کہتا ہوں کہ حضور سرورِ کائنات علیہ التحیات والتسلیمات نے اپنی اپنی اُمت کو ان بھائیوں کی خبر نہایت خوفناک اور ہولناک الفاظ میں پہلے ہی فرما دی۔ یہ ماہرانِ حدیثِ نبویہ اس رمز کو خوب سمجھتے ہیں۔ اہلِ فہم و فراست ان بھائیوں کے نام کی لڑائی سے خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ ان بھائیوں میں کیا فرق ہے۔ مگر میں اچھی طرح واضح کیے دیتا ہوں کہ اہلحدیث فقہ کے منکر اور تارک فقہاء کے دشمن اور معاند۔ اہلِ قرآن فقہ و حدیث دونوں کے منکر اور تارک۔ فقہاء و محدثین دونوں سے ان کو عداوت۔ اہلِ قادیان تینوں سے متنفر اسلام سے خارج۔ (جلد التہدید علٰی ظہر عدم التقلید ص۱۲تا۱۴)

ابوالکلام آزاد کے والدِ ماجد علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

ممدوح الوہابیہ والدیابنہ ابوالکلام آزاد کانگریسی نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کا نتیجہ خیز فرمان اپنی کتاب میں ان الفاظ میں درج کیا ہے کہ:

"والدِ مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری منزل جو الحادِ قطعی ہے اُس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے۔ اس لیے کہ وہ نیچریت ہی کو الحادِ قطعی سمجھتے تھے۔ لیکن میں (ابوالکلام) اتنا اضافہ اور کرتا ہوں۔ کہ تیسری منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا۔ سرسید احمد

خاں ..... کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی کی پیش آئی تھی،
(آزاد کی کہانی صد ۲۵۱)

آخر وہابیت بے دینی اور بد عقیدگی کی جڑ اور اصل کیونکر ہے؟ اس کا جواب خود صحیفہ اہلحدیث کراچی کی مندرجہ ذیل عبارت ہے کہ،

"جماعت اہلحدیث کی روش ہمیشہ ہی سے دین کے معاملہ میں لوگوں سے الگ رہی ہے۔ ایمان میں عقائد میں۔ اعمال میں عبادات میں معاملات میں اور اکثر مسائل میں اہلحدیث حضرات لوگوں سے الگ رہے ہیں اور رہینگے (صحیفہ اہلحدیث کراچی صد ۲۸ ر نومبر ۱۹۵۴ء)

گمراہی اور ضلالت کا سبب یہ جماعت کیوں نہ بنے۔ جب سب سے الگ رہنا ان کا دعوے اور مشن ہے۔ پیارے امام الانبیاء شہنشاہ دوسرا محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ + میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو گی۔

وہابیہ کا دعوے کہ الگ رہتے ہیں اور رہیں گے بتا رہا ہے کہ وہ صریحاً گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں پڑے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان میں تفرقہ بازی۔ گستاخی۔ بے ادبی اور مسلمانوں پر فتوے بازی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور موجودہ دور کے جملہ گمراہ فرقوں کی پیدا وار کے یہی ذمہ دار ہیں۔

قارئینِ عظام! تفرقہ بازی اور انتشار پھیلانا۔ بزرگوں کی توہین کرنا اور بے ادبی کرنا نیز فتوے بازی جیسے اہم موضوعات کو پڑھنے کے بعد وہابی اکابر کی سیرت اور کردار کا پہلو بھی قابل مطالعہ ہے۔ ظاہراً لمبی لمبی ڈاڑھیاں اور شکل وصورت سے بڑے پارسا نظر آتے ہیں مگر قریب ہو کر ان کی سیرت اور کردار کو دیکھا جائے تو معاملہ الٹ نظر آتا ہے۔ یہ سب کچھ اُن کے گھر کے بھیدی مولویوں نے بیان کیا ہے۔ وہی پیش کیا جاتا ہے۔ ؎ میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

سیرت و کردار

اکابرِ وہابیہ میں روپے کی حرص اتنی زیادہ ہے کہ اس کی محبت میں کبھی تو اپنے قول اور اقرار کو بھول جاتے تھے۔ کبھی فقراء اور غریبوں کے مال ہضم کر جاتے ہیں کبھی جعل سازی کرتے ہیں کہ دیکھنے والا ششدر رہ جاتا ہے۔ کبھی امانتوں میں خیانت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اپنے شاگردوں اور طلبہ کے پیسوں کو بھی ہضم کر جاتے ہیں۔ یہی روپے کی محبت سے رذیل اور کمینی قسم کی حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ اس کی خاطر کئی قسم کے جھوٹ اور فراڈ معرضِ وجود میں لاتے ہیں اور زمانے کی طرح رنگ بدلتے ہیں الغرض وہابی اکابر کی دینی ہماہمی کا محور دولت ہے۔ جس کے ثبوت کے لیے چند ایک شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

روپے کی محبت میں قول و اقرار بھول جانا مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے کردار کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ:

"اہلحدیث مورخہ ۲۴ ستمبر میں مولانا بٹالوی کی تحریر کے مطابق لکھا گیا تھا کہ آپ حسبِ وعدہ تین سو روپیہ حاجی علی خان سوداگر دہلی کے پاس جمع کرا دیں اور منصف علماء کو منظور کریں، روپیہ جمع کرانے کی مہلت ایک ہفتہ دی گئی تھی۔ مگر جناب موصوف نے وہی کیا جس کی ان سے امید تھی۔ روپیہ کی محبت میں اپنے قول و قرار کو بھول گئے۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۱۲ کالم ۱ ، ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

ٹوڑنا مبصر امرتسری روپڑی صاحب سے سوال کرتے ہوئے ان کے جوابات طلب کرتے ہیں کہ:

"کیا یہ صحیح ہے کہ آپ تحصیلِ زر کے لیے اب ایک اور محاذ (امرتسر) تلاش کر رہے ہیں تاکہ روپڑ بھی قبضہ میں رہے اور امرتسر سے بھی روپیہ کھینچ لیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ اپنے دونوں ایجنٹوں کو نہ تو بھتیجوں بلکہ دامادوں اسماعیل اور عبدالقادر[1] کو تحصیلِ چندہ کے لیے کبھی مدرسہ کے نام پر جو برائے نام ہے۔ اور کبھی اخبار کے قرض کے نام پر بھیجتے رہتے ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ سالانہ جمع کر لیتے ہیں جس کا کوئی حساب نہیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نے امسال جمعیت تنظیم اہلحدیث سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ علاقہ روپڑ سے جو چندہ آئے گا۔ وہ نصف مدرسہ مرکزی اور جمعیت تنظیم اہلحدیث کو دے دیا جائے گا۔ مگر اب تک آپ نے ایک پائی بھی جمعیت تنظیم کو نہیں دی۔ اور سات آٹھ سو روپیہ بلا ڈکار ہضم کر لیا ہے۔

کیا یہ صحیح ہے کہ آپ اللہ بخش کمیر پوری کو آلۂ کار بنا کر جگہ جگہ (اخبار کانفرنس وغیرہ) جلسے کراتے ہیں۔ اور اس طرح جو چندہ جمع ہو جاتا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔" (اخبار محمدی دہلی ص۱۲ ۱۵ر فروری ۱۹۳۹ء)

حافظ شریف اور حکیم صادق کی سیاہ کاریاں

سیالکوٹ کی وہابی پارٹی کے نمایندے عبداللہ مصری نامی شخص نے اپنے فرقہ کے مولوی حافظ شریف اور حکیم صادق سیالکوٹی کی سیرت اور کردار کے متعلق اشتہارات شائع کیے ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ:

"شہرِ اقبال کے دو فسادی مُلّاں (حافظ محمد شریف۔ حکیم صادق) کی خیانت۔ کذب بیانی۔ سیاہ کاریوں سے وابستہ جماعت کے سربرآوردہ ارکان اغماض پہلوتہی کرتے ہیں۔ جماعتی فنڈ میں بددیانتی کرنا۔ کتابوں

---

[1] عبدالقادر روپڑی ہیں جو آج کل وہابیہ کے مناظر ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

کی اشاعت وطباعت کے لیے زکوٰۃ کی رقم خود ہضم کرنا۔ جماعتی سپیکر کا کرایہ خود کھا جانا۔ طلبار کے لیے جمع شدہ چاول اپنے گھر پہنچا دینا۔ صدقہ کے گوشت کو فروخت کر کے پیسے اپنی جیب میں ڈال لینا۔ مبلغین کے حصہ کی رقم خورد برد کرنا۔ تبلیغ کے نام پر گاؤں والوں کو لوٹنا۔ حجرۂ خاص میں بدفعلی کرنا۔ ان سب صفات کے حامل امیر جمعیت اہلحدیث آف سیالکوٹ حافظ شریف اور ان کے معاون حکیم صادق سے ہی ہیں۔" (اشتہار المحۃ فکریہ)

دو ہزار روپیہ شہر سیالکوٹ کے وہابیہ کی انجمن کے ناظم اعلیٰ عبدالغفور ربٹ اپنے شائع کردہ پمفلٹ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" میں لکھتے ہیں کہ:

"(حافظ صاحب نے) انجمن کے خزانہ سے دو ہزار روپیہ جامع اہل حدیث پل ایک کی ملحقہ کوٹھی خریدنے کے لیے زر بیعانہ تو انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ سے ادا کر لیا گیا۔ اور اس بیعانہ کی رسید دکھا دکھا کر تمام ذرائع سے روپیہ اکٹھا کیا۔ مگر انجمن میں دو ہزار روپیہ آج تک واپس نہیں کیا گیا۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ کسی اور صاحب سے بھی دو ہزار روپیہ یہ کہہ کر لیا گیا ہے کہ کوٹھی خریدنے کے لیے زر بیعانہ دینا ہے۔ ان دو ہزار میں سے ان صاحب کو کچھ ادا کیا گیا ہے۔ بقایا غالباً ۸۰۰/- روپے ان صاحب کے تقاضا کے باوجود ان کو واپس نہیں دیئے گئے۔" (پمفلٹ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" ص۳)

حافظ شریف صاحب سیالکوٹی کی سیرت اور کردار کے متعلق لوگوں نے پہلے بھی کئی پمفلٹ شائع کیے اور ان سے استفسارات کیے۔ ان سے استفسار کرنے والی انجمن مفاد المسلمین تھی۔ اس انجمن کے شائع پمفلٹ سے بھی حافظ شریف صاحب کے کردار کے متعلق چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

مجاہدین کشمیر کا مال ہضم کرنا
سیالکوٹ شہر کے وہابیوں کی انجمن مفاد المسلمین نے ایک پمفلٹ "حافظ محمد شریف اینڈ کو سے چند استفسارات" شائع کیا تھا جس میں انجمن والوں نے اپنے ہی فرقہ کے حافظ محمد شریف صاحب سیالکوٹی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"بعض لوگوں نے مجاہدین کشمیر کے لیے کئی ایک گرم کوٹ۔ ایک لانگ بوٹ قیمتی تیس روپیہ اور کئی ایک گرم پتلونیں اور نکریں اور ایک گرم کمبل قیمتی پچیس یا تیس روپیہ بطور چندہ آپ (حافظ شریف سے) کے حوالے کیا لیکن اس کے بعد وہ گرم کوٹ اور کمبل پارٹی کے رائج الوقت معزز ممبروں اور ان کے اعزہ واقربار کے زیب تن کیے ہوئے دیکھے گئے اور لڑکوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ کہ یہ چیزیں تو مجاہدین کشمیر کے لیے دی گئی تھیں۔ آپ لوگوں نے کس حیثیت سے ان کو زیب تن کیا ہے۔ تو بحکم حافظ محمد شریف صاحب ڈکٹیٹر ان اعتراض کرنے والوں کو پٹوایا گیا۔"

(حافظ محمد شریف اینڈ کو سے چند استفسارات ص۱۶)

ہزار روپیہ کی جعلسازی
یہی انجمن مفاد المسلمین کے صدر اسی پمفلٹ میں حافظ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ:

"بیری والا چوک کے جس شخص سے آپ کا لین دین کا معاملہ تھا۔ اُس کے حساب میں آپ نے اپنے دست خاص سے ایک ہزار روپیہ کی ادائیگی جعلسازی سے لکھائی تھی یا نہیں؟ اور کیا آپ (حافظ شریف سے) وہ رجسٹر مجمع عام میں پیش کر سکتے ہیں۔ جب اُس شخص نے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ کہ یہ رقم میرے حساب میں بغیر ادائیگی کے لکھی گئی ہے۔ اور آپ کے دیگر نے بھی

اس شخص کو سچا جان کر اس کی موافقت کی تو پہلے تو آپ نے بلطائف الحیل اپنے اندراج کو درست کہا۔ لیکن جب آپ کے دیگر شرکاء آپ کے موافق نہ ہوتے تو آپ نے مجبوراً نہ ایمانا اسے تسلیم کیا۔ اور وہ ایک ہزار روپیہ اُس شخص کو ادا کر دیا گیا۔ یہ بات آپ کے شرکاء چوہدری عنایت اللہ ڈار اور محمد ابراہیم قریشی وغیرہما کو بھی معلوم ہے۔

(حافظ محمد شریف اینڈ کو سے چند استفسارات ص۱)

انجمن مفاد المسلمین کا فیصلہ

وہابیوں کے مولوی شریف صاحب سیالکوٹی کے بارے میں انجمن مفاد المسلمین نے جو فیصلہ دیا ہے۔ وہ بھی پیشِ خدمت ہے۔

"(حافظ شریف صاحب) معاملہ کرنے میں انصاف و راستبازی کو بہت کم دخل دیا جاتا ہے۔ جس جس شخص سے معاملہ پڑا قریباً بہت سے آپ سے نالاں ہیں۔ ہیر پھیر۔ جھگڑا۔ عموماً تمام کے ساتھ"

(حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں ص۵)

انجمن اہلحدیث سیالکوٹ نے ۱۹۴۹ء میں ایک ٹریکٹ "اظہارِ حق" شائع کیا اُس میں بھی حافظ شریف صاحب اور حکیم صادق صاحب کی سیرت اور کردار کی کافی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان جھلکیوں میں سے صرف ایک جھلکی دکھائی جاتی ہے۔

"صدر صاحب بابو عبد القیوم نے مولانا (ابراہیم میر) صاحب سے اجازت لے کر نا موافق حالات کی مختصر تفصیل یوں بیان کی کہ اخبار مسلمان کے متعلق حافظ (شریف) صاحب کے ذمہ کچھ رقم جو غالباً مبلغ تہتر (۷۳) روپے کے قریب تھی۔ اور کچھ اور حساب بھی تھا۔ حافظ صاحب سے اس کا حساب مانگا گیا تو حافظ صاحب نے پس و پیش کی۔ جس کے لیے آج تک تقاضا جاری ہے۔ لیکن حافظ صاحب حساب نہیں دیتے اور نہ رقم ادا کرتے ہیں" (اظہارِ حق ص۳)

ناظرین حضرات! حکیم صادق صاحب سیالکوٹی نے اپنے پمفلٹ ' ایک مدعیِ امارت سے متعلق شرعی استفتاء' میں ان سب حرکات کا ذمہ دار اپنے اُستاذ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کو ہی قرار دیا ہے اپنے اُستاد صاحب کو مخاطب کر کے یہ مصرعہ لکھا ہے:

' اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست!

ہر عقلمند کہے گا یہ کس کی صحبت کا فیضان ہے؟ حضرت اُستاذ ہی کی صحبت کا ہے۔ شاگرد صاحب کی زندگی کی سفید چادر پر اُستاذ ہی کی صحبت کے سیاہ داغ لگ گئے ہیں نا'

(ایک مدعی امارت سے متعلق شرعی استفتاء ص۹)

حکیم صاحب نے اپنے استاد کے کردار کی بھی چند جھلکیاں اس پمفلٹ میں دکھائی ہیں۔ چند جھلکیاں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ 'آنہ فنڈ کا حساب' کی سُرخی دے کر اپنے اُستاد کا کردار درج کیا ہے کہ:

' وہ قومی امانتوں کا حساب قوم کے آگے آئینی طور پر پیش نہیں کرتے:
' محاسبین پر برقِ امارت' ہے کی سُرخی دے کر ان الفاظ میں کردار پیش کیا ہے۔ کہ:

' جلسہ کرنے والوں کی نسل کی خیر نہیں۔ اگر وہ آکر جلسے کی رقم کا حساب پوچھیں۔ دور کیوں جائیں ابھی کل کی بات ہے کہ ابدال سے آگے کنگ اور کنگ سے آگے ایک گاؤں۔۔۔۔ والوں نے جلسہ کرانے کی غرض سے حاضر دربار ہو کر مطلوبہ رقم خزانے میں داخل کرادی۔ حضور امیر اپنے مخصوص علماء کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ واپسی پر سیکرٹری سے ۲۷ ستائیس چہرہ شاہی مزید لیے۔ اور فرمایا میرے پاس آکر حساب کر لینا۔ اُس گاؤں سے دو آدمی حاضر ہوئے۔ حساب کرنے کے لیے۔ ارشاد ہوا پھر سہی۔ وہ پھر آتے

تو حکم فرمایا طبیعت ناساز ہے پھر کسی وقت آنا۔ آنے والے اپنی اجل سے غافل ہو کر ایک مرتبہ پھر آ ہی گئے۔ حضور امیر (ابراہیم) کی بیٹھک میں ابھی قدم رکھنے ہی کو تھے کہ امارت کی بجلی چمکی۔ پھر کڑکی۔ ان مسافروں کا دانہ پانی ابھی دنیا میں باقی تھا۔ کہ بجلی گرنے سے قبل بے چارے نو دو گیارہ ہو گئے۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ حساب پوچھنے سے باز آئے۔" (ایک مدعی امارت سے متعلق شرعی استفتاء ص۱۵)

زمین بیچ کر ٹھیکہ کھانا، ہبہ واپس لینا قے چاٹنا ہے۔ سود کا نام نفع ان سب غیر شرعی امور کا مرتکب اپنے استاذ اور وہابیہ کے امام العصر مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کو وہابیوں کے حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے قرار دے کر ان کی سیرت اور کردار نمایاں کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ ایسا شخص جماعت کا امیر شرعی طور پر بھی مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

قارئین عظام! یہ تھا مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اور ان کے شاگرد رشید حافظ محمد شریف اور حکیم صادق صاحبان سیالکوٹی کا کردار اب میر صاحب کے تیسرے شاگرد مولوی اسماعیل صاحب سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ کا حال اور کردار پڑھیے۔ مولوی اسماعیل صاحب سلفی کانگریسی وہی ہیں۔ جو کہ وہابیوں کی مرکزی جمعیت کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔

مولوی اسماعیل کانگریسی سے مصارف کا محاسبہ

غیر مقلد مولوی عنایت اللہ صاحب اثری

گجراتی اپنے فرقہ کے مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ سے مصارف کا محاسبہ ہونا اور اسماعیل کا حساب نہ دے سکنا کا واقعہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ:

"۸ نومبر ۱۹۱۶ء کی درمیانی شب کو عشاء کے وقت مجھے استفتاء کے رنگ میں ایک تحریر برائے جواب موصول ہوئی۔ کہ ہم نے

اپنے خطیب مولوی اسماعیل صاحب کو مدرسہ کے لیے دو ہزار روپیہ دیا تھا۔ جس میں سے ایک ہزار تو انہوں نے خزانہ میں داخل کرایا تھا، کہ گوشوارہ میں درج ہے۔ جس میں سے ایک ہزار کوئی پتہ نہیں۔ دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں مقروض تھا تو اُسے اپنے قرضہ میں خرچ کر لیا ہے۔ جس کا آپ کو ثواب ملے گا۔

مولوی صاحب موصوف (اسماعیل) کی بابت یہ شکایت عام ہے۔ علاوہ ازیں مسجد کے مہمانوں کو ہوٹل سے پُر تکلف کھانا کھِلا کر جماعت کو ہمیشہ زیر پا کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی کھا پی کر اُن کی حمایت پر تُلے رہتے ہیں۔ میرے رو برو مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا۔ جس کے ایک رُکن نے مجھ سے بیان کیا کہ آج رات اجلاس میں موصوف (اسماعیل) سے بعض مصارف کا محاسبہ ہوا تو موصوف حساب نہیں دے سکے۔" (العطر البلیغ ص۱۱۴ ج ۲)

اب مولوی اسماعیل صاحب کانگریسی آف گوجرانوالہ کے دوسرے اُستاد مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کا بھی کردار پڑھیئے۔ جس کو بیان کرنے والے دہلوی صاحب ہی کے شاگرد رشید مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی ہیں۔

مالی خیانتوں کا مذکرہ

اثری صاحب لکھتے ہیں کہ: "مارچ ۱۹۲۲ء میں جو میں نے مولوی عبدالوہاب صاحب کے ساتھ سفر بنگال کیا تھا۔ اس میں آپ کی بعض مالی خیانتوں و نیز دیگر امور پر مطلع ہو کر ان سے علیحدگی کا دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر ان سے علیحدہ ہو کر ستمبر ۱۹۲۲ء میں گجرات میں قیام کر لیا۔ اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ یہاں پر ہی مقیم ہوں۔ پھر اس کے بعد مولوی عبداللطیف صاحب مولوی عبدالجبار صاحب اور مولوی داؤد صاحب ہر سہ میرے تلامذہ

بھی ان سے علیحدہ ہو گئے۔ مولوی عبدالستار کلانوری ایڈیٹر ہمدرد اہلحدیث دہلی تو اس سے پہلے ہی علیحدہ ہو چکے تھے۔" (العطر البلیغ ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۲)

طالب علم کے پیسے ہضم کر جانا

یہی مولوی عنایت اللہ صاحب اثری غیر مقلد اپنے ایک اور سفر کا واقعہ اپنے اُستاد عبدالوہاب دہلوی سے جو پیش آیا اُس کا تذکرہ ان کا الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"اس سفر میں موصوف (مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی) کے ہمراہ میرے علاوہ آپ کا چھوٹا صاحبزادہ عبدالرحمان اور ایک اور طالبعلم تھا۔ مجھے اور عبدالرحمان کو جو کچھ ملتا ہم مولوی صاحب کو دے دیا کرتے تھے۔ اور وہ طالب علم اپنے پاس رکھ لیا کرتا تھا۔ کہ وہ اپنے خرچ پر ہمارے ساتھ تھا۔ اور میں موصوف کا ملازم تھا۔ اور عبدالرحمان لڑکا تھا۔ اور بعض جگہ ایسا بھی ہوا۔ کہ طالب علم موجود نہیں تو موصوف (عبدالوہاب دہلوی) فرما دیتے کہ اس کا حصہ مجھے دے دو۔ میں اُس کو دے دوں گا۔ جب اُسے معلوم ہوتا تو میں اُسے تسلی دیتا کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ دے دیں گے۔ پھر جب دہلی پہنچ کر کچھ دنوں بعد اُس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ کچھ نہیں دیا۔" (العطر البلیغ ص ۳۶ ج ۱)

کمینی حرکت

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری اپنے اُستاد مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی (جو کہ مولوی رفیق خاں صاحب پسروری کے بھی اُستاد ہیں) کی ایک کمینی حرکت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دو واقعات بیان کرتے ہیں کہ:

"میں نے ایک جمعہ مسجد اہلحدیث موری دروازہ دہلی میں اس کے نمازیوں کی درخواست پر پڑھایا تو انہوں نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ میں نے ہر چند انکار کیا۔ مگر انہوں نے باصرار تمام دے ہی دیا جس کا میں نے مولوی عبدالوہاب صاحب سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی

خوشی سے دے تو انکار مناسب نہیں آتا۔ پھر آپ نے وہ روپیہ وصول فرمالیا۔'

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری اپنا دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

'انہیں ایام میں فراش خانہ دہلی کے دوستوں نے اپنے یہاں میرے وعظ کا انتظام فرما کر مجھے بلایا۔ تو میں نے تقریر کی۔ جس کے بعد انہوں نے مجھے تین روپے اور کپڑے دیئے۔ مگر میں نے ان کے اصرار تام کے باوجود انکارِ تام کیا۔ کہ میں ملازم ہوں۔ میرا کوئی حق نہیں۔ دوسرے دن وہ روپیہ اور کپڑے لے کر مولوی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب واقعہ بیان فرما کر موصوف سے عرض کی کہ آپ ہماری سفارش کریں۔ کہ حافظ صاحب اسے قبول فرمائیں۔ موصوف نے مجھے بلا کر فرمایا کہ یہ خوشی سے دے رہے ہیں۔ اور میں بھی سفارش کرتا ہوں کہ آپ وصول کر لیں۔ اگر آپ نے اب بھی انکار کیا تو وہ ناراض ہوں گے۔ اور مجھے بھی رنج ہوگا۔ چنانچہ میں نے وصول کر لیے۔ پھر ماہ ختم پر آپ نے مجھے تنخواہ دے کر فرمایا کہ تین روپے میں نے مجرے کر لیے جو کہ فراش خانہ والوں سے آپ کو وصول ہوئے۔ اس کے بعد میں نے آپ کے بڑے صاحبزادے عبدالستار صاحب کو کپڑے دے کر کہا کہ یہ کپڑے والد صاحب کو دے دیں۔ اگر وہ دریافت کریں کہ کیسے ہیں تو عرض کریں کہ یہ حافظ صاحب نے واپس کیے ہیں جو کہ فراش خانہ والوں نے دیئے تھے۔ پھر جو کچھ وہ فرمادیں مجھے اطلاع دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ والد صاحب نے کپڑے واپس کر لیے ہیں۔'

وہابیہ کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری اپنے استاد کی ایسی رذیل حرکات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے تھے۔ مگر موصوف کے مسلک کے مطابق ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔" (الجرح الجلیل ص۲۲ ج ۱)

مولوی عبدالوہاب اور عبدالستار صاحبان دہلوی کے بعد وہابیوں کے روپڑی خاندان کے سرکردہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی سیرت اور کردار ملاحظہ فرمائیں:

حافظ عبداللہ روپڑی سے وہابیوں کے سوالات

اخبار محمدی دہلی میں مبصر امرتسری نے "حافظ عبداللہ روپڑی جواب دیں" کی سرخی جما کر لکھتے ہیں کہ:

"حافظ صاحب کی ذات ستودہ صفات پر مدت سے پردہ پڑا رہا۔ اور کسی نے نہ پوچھا کہ آپ کے منہ میں کتنے دانت ہیں؟ مگر اب جبکہ وہ دوسروں کی ذات پر حملہ کر دیتے ہیں تو اُن کا چہرہ بھی بے نقاب ہوگا۔ اور لوگوں کو یہ پوچھنے کا حق حاصل ہوگا کہ وہ صوفی منش ہونے کے باوجود حرص و آز کا جال کیوں بچھائے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں چند باتیں آپ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

کیا یہ صحیح ہے کہ آپ ان ہزاروں روپیہ میں سے جو جلسہ کے نام پر جمع کرتے ہیں۔ علماء کرام کو کرایہ اور سفر خرچ تک بھی نہیں دیتے۔ اور جن کو دیتے ہیں۔ بہت کم دیتے ہیں۔ اور ردوستی میں کام نکال لیتے ہیں۔ روپیہ تو خود کھا جاتے ہیں۔ مگر عوام میں مشہور کر دیتے ہیں کہ علماء پر خرچ ہو گیا ہے۔ ہمیں ان علماء کرام کا علم ہے۔ جو اپنی شرافت کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں۔ اور آپ سے کرایہ تک نہیں مانگتے۔ مگر آپ اُن کے بستر بھی چھین لیتے ہیں۔ ادر شاذ بعد

میں فروخت کر لیتے ہیں۔" (اخبار محمدی دہلی ص۱۶ ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء)

تین ہزار روپیہ ایک غیر مقلد وہابی عبدالرشید ہاتھی خانہ دہلی کا مضمون بھی سحافظ عبداللہ روپڑی سے جواب دیں۔ اخبار محمدی میں شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ انکشاف کیا ہے کہ:

"حافظ حمید اللہ صاحب سوداگر دہلی نائب سیکرٹری کانفرنس اہلحدیث کو بھرا دے کر جو رقم تین ہزار کی آپ ہڑپ کر گئے ہیں۔ اُس کی آپ کو کون سی ضرورت تھی؟ کیا کہہ کر آپ نے لی؟ اور کیا اُس میں سے ایک پائی بھی آپ نے کہیں خرچ کی اور ان کے تقاضے پر بھی آپ نے اتنا گوارا نہ فرمایا کہ اس رقم کا اقبال کر کے کم از کم ایک تحریر ہی انہیں لکھ دیتے۔ کیا یہ آپ کی نیک نیتی تھی۔

حضرت میاں صاحب جو رقمیں جھوٹے حیلوں سے آپ ہمیشہ اینٹھتے رہے کیا اُن کا حساب آپ دیں گے خصوصاً آخری مرتبہ چھ سو کی رقم مسجد کے بہانے سے آپ نے لی۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ وہ آپ نے کہاں خرچ کی۔ اور اس قسم کی اور رقمیں جو ہم وقتاً فوقتاً درج کریں گے اور آپ سے جواب مانگیں گے۔ کیا آپ اُن کے جواب کے لیے تیار رہیں" (اخبار محمدی دہلی ص۱۵ فروری ۱۹۳۹ء)

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار اخبار نے غالباً انہیں حضرات کے لیے کہا ہے کہ: کھولتا ہے ان کی ہر اک رگ میں چندے کا لہو

یہ مجاہد ہیں بڑے دُشنام کی پیکار میں!
مسجدیں برباد ہوں یا قوم پر گولی چلے!
مُبتلا رہتے ہیں یہ بس پیٹ کی آزار میں
جنسِ ملت بیچتے ہیں بے دھڑک بازار میں
یعنی لاثانی ہیں یہ اِسلام کے بیوپار میں

وہابی مولویوں میں ایک عجیب خصلت ہے جس کی وجہ سے ان کے تصفیہ میں بھی کوئی شریف آدمی دلچسپی نہیں لیتا وہ خصلت منصفوں کو برا کہنا اور بدزبانی سے کام لینا ہے جس کا ذکرِ خیر بھی وہابیہ نجدیہ کے مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی نے ہی اپنے مجتہد بٹالوی کے متعلق ان الفاظ میں کیا ہے :

منصفوں کو برا کہنا وہابیہ نجدیہ کے والاجاہ مدراسی اپنے مجتہد محمد حسین صاحب بٹالوی کی ایک اور خصلت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :

"مولانا بٹالوی سے (محمد حسین سے) کو مولانا شیر پنجاب ثناء اللہ سے کچھ بس نہ چلا۔ تو فوراً منصفوں کو برا بھلا کہنے لگے۔ اگر وہ منصفوں کو برا کہیں گے۔ تو کوئی مہذب ان کے مباحثہ میں منصف نہ بنے گا۔ کیونکہ عاقلوں کا کام ہے کہ بدزبانوں سے دوری اختیار کرتے ہیں"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۳ ۵ نومبر ۱۹۱۵ء)

ان کی مخالفت کی اصل وجہ مال اور روپیہ ہے جس کو مل گیا خاموش ہو گیا۔ جس کو نہ ملا اس نے کفر و شرک اور بدعت کے فتووں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا جیسا کہ مولوی ابو عبداللہ امرتسری نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی محمد صاحب جوناگڈھی المعروف دہلوی کے متعلق لکھا ہے کہ :

"مولوی حافظ عبداللہ روپڑی نے اپنے پرچہ تنظیم میں لکھا ہے کہ جناب (حافظ عبداللہ صاحب) مولانا (ثناء اللہ صاحب یا محمد دہلوی) کو پنجاب کے سب جلسوں میں بلاتے تھے۔ اور مولانا کی مالی امداد کرتے تھے۔ اور جب یہ امداد آپ نے بند کر دی تو مولانا (امرتسری یا دہلوی) آپ (روپڑی) کے مخالف ہو گئے وغیرہ"۔

(اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

شکم پروری اور مال جمع کرنے کی مشین

وہابیہ کے مولوی سلیمان فیروز پوری اپنے فرقہ کے مولوی عبدالستار دہلوی کے متعلق شہادت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"ان کا یہ دعوائے امامت صرف شکم پروری کا ڈھانچہ اور مال جمع کرنے کی مشین ہے۔"

وہابیوں کی امامت دوکانداری ہے

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری وزیر آبادی ثم گجراتی اپنے فرقہ کے مولوی حکیم ابوالفضل عبدالحنان صاحب ایڈیٹر "اہلحدیث گزٹ دہلی" کا ایک بیان لکھتے ہیں جس میں رپورٹر اہلحدیث گزٹ دہلی نے اثری صاحب اور ان کے استاد امام عبدالوہاب دہلوی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"مرزا غلام احمد کو اپنی دکان چلانے کے لیے ایک شخص مسمی حکیم نورالدین مل گیا تھا۔ اسی طرح مولوی عبدالوہاب کو اپنی دوکانداری چلانے کے لیے ایک پنجابی نوجوان حافظ عنایت اللہ وزیر آبادی ہاتھ آ گئے۔ بڑی بات تو یہ تھی کہ حکیم نورالدین مرزا کا شاگرد نہ تھا۔ اور حافظ عنایت اللہ مولوی عبدالوہاب کے شاگرد تھے اس روحانی تعلق کی وجہ سے یہ دونوں ایک جان دو قالب ہو کر قصر امامت کی نیو کو کاٹ کر بازار کے متصل (جو فواحش و بدکاری کا اڈہ ہے) مستحکم کرنے لگ گئے تھے۔" (الجرح الجلیل ص ۱۰ ج ۱)

مندرجہ بالا شہادتوں سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابیوں کی دینی ہماہمی کا محور صرف اور صرف دولت ہے۔ جس کے ثبوت میں نوشہروی کا مشورہ شاہد ہے۔

دینی ہماہمی کا محور دولت

غیر مقلدین کے مولوی ابویحیٰی نوشہروی اپنے فرقہ کے رئیس حافظ حمید اللہ کو مشورہ دیتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:

"میں حافظ حمید اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ وہ اور بھی اپنی ہمیانوں (روپے کی تھیلیوں) کے منہ امام جی (حافظ عبدالستار) کی طرف کردیں کہ آخر اس خاندان کی دینی ہماہمی کا محور تو دولت ہی ہے۔" (اخبار محمدی دہلی ص۱۱ یکم مئی ۱۹۴۲ء)

اپنی ہماہمی کا محور دولت ہونے کی وجہ سے ان حضرات بننے حق و صداقت کی خونریزی کی زمانہ کی طرح رنگ بدلے اور معاہدوں کی خلاف ورزی جیسی اخلاق کش حرکات ان ہی میں پائی جاتی ہیں۔ جن کا تذکرہ وہابیوں نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بطور شہادت پہلی تحریر مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کی پیش کی جاتی ہے۔

حق و صداقت کی خونریزی کرنا

اخبار اہل حدیث امرتسر میں مولوی فقیر اللہ مدراسی لکھتے ہیں کہ "میرا رسالہ "ایقاظ المفتی" (جو جواب ہے جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کے فتوے کا خلاف خرچی زانیہ تائبہ و دیگر مسائل محرمہ الیشان مردودہ کا) جب شائع ہوا تو مولوی عمر پوری عبدالجبار صاحب و محمد عمر مدرسہ آرہ و جمال الدین پشاوری اور عبدالعلیم حیدرآبادی سے و عبدالسلام مبارک پوری سے وغیرہم مولوی صاحبان نے کچھ بدگوئی اور کچھ عیب گوئی بہ نسبت رسالہ ایقاظ و صاحب رسالہ (فقیر اللہ) کے کی ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگی۔ اگر کسی کو یاد نہیں ہے۔ تو پرچہ اہل حدیث مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ سے لے کر اب تک ان کے تمام پرچے لئے اخبار مذکورہ کو جن میں ان حضرات کی درخشانی و تہذیب بیانی درج کی گئی ہے جالانکہ وہ اس کے مدعی تھے اور خاکسار پر طاعن الامر ملاحظہ فرماکر اس سے اندازہ کرے کہ کہاں تک انہوں نے خونریزی و آبروریزی حق و انصاف کی ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

وہابیہ کی مرکزی جمعیت ہند کے جنرل سیکرٹری اپنے فرقہ کے مولویوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اہلِ حدیث جو اپنے ایمانیات اور عقاید کی پختگی میں ضرب المثل تھے ایسے ہی .... کی طرح رنگ بدلنے والے علماء کی وجہ سے متزلزل ہو گئے۔"

(فیصلہ مکہ ص۲)

ضرورت ایجاد کی ماں ہے

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی اپنے فرقہ کے مولوی اسماعیل سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ کے کردار کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"۱۹۱۹ء کا ذکر ہے کہ میں بھوانی ضلع حصاری میں مدرس تھا۔ اور مولوی عبدالوہاب صاحب کا امارت کے باب میں مؤید تھا۔ اور مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ مخالف تھے۔ اور اُسے (امیر ہونے کو) اجماع کے خلاف بتا کر مجھے روکتے تھے۔

اللہ کی شان ہے کہ جب مولوی اسماعیل آف گوجرانوالہ کو اپنی امارت کی ضرورت پڑی تو مثل مشہور ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اپنا فرمودہ اجماع چھوڑ کر امارت قبول فرمالی کیا خوب ہے؟"

(عُمدوان المفتی ص)

یہ صرف اکیلے مولوی اسماعیل صاحب کانگریسی کا عمل نہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے تو اپنے گروہ کے تمام کانگریسی مولویوں کا یہ طریق کار قرار دیا ہے۔ میر صاحب اپنے کانگریسی مولویوں کے کردار پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

گاندھی جی کے پیروکار

افسوس ان اہلحدیث علماء پر جو حنفیوں کے مقابلہ میں تو یہ کہیں کہ ہم قرآن و حدیث کی نصوص کے مقابلہ میں آئمۂ دین

کے قیاس کو نہیں مان سکتے۔ (حالانکہ ہم اُن کی جوتیاں اُٹھانے کے قابل بھی نہیں) اور اب ایسے صریح نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں آئمہ کے قیاس سے نہیں بلکہ گاندھی جی کی وارد ھا سکیم یا کانگریس کی مجوزہ قرارداد کی پیروی کریں۔

ایسے علماء یقیناً بے راہ چل رہے ہیں۔ اور عامۃ المسلمین کو طریقِ سنت اور طریق مسلمین سے بے راہ کر رہے ہیں۔" (پیغام ہدایت صفحہ ۲۵)

معاہدہ کی خلاف ورزی

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے فرقہ کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا کردار پیش کرتے ہوتے ان کو منافق گردانتے ہیں کہ:

"ہر ایک شریف مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے معاہدہ کو پورا کرے معاہدہ نہ پورا کرنے والوں کو عرفِ شریعت میں منافق کہا گیا ہے۔ لیکن مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب چونکہ ایک دفعہ اس قسم کے فیصلے میں فیل ہو چکے ہیں۔ اس لیے وہ کسی طرح سے بھی معاہدہ کی پابندی پر نہیں آئے"۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۰۷ء)

ثناء اللہ امرتسری نے اپنے دادا اُستاد کو معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والا گردانتے ہوتے منافق قرار دیا ہے مگر ثناء اللہ امرتسری کو بھی ان کے اُستاد بھائی قاضی عبد الاحد خانپوری نے توبہ سے پھر جانے والا گردانتے ہوتے زندیق قرار دیا ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

توبہ سے پھر جانا

میں نے سلطان عبد العزیز سعودی کو کہا کہ بلاشک ثناء اللہ زندیق ہے۔ بہت مرتبہ توبہ کر چکا ہے۔ پھر توبہ کو توڑ دیا۔ اور اس سے پھر گیا۔ اور فقہاء رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہ کی جاتی"۔ (الفیصلۃ الحجازیہ صفحہ ۵)

سالگرہ کی فوتیدگی کی خبر شائع نہ کرنا

فرقہ وہابیہ نجدیہ کے مشہور مولوی محمد صاحب مدیر اخبار محمدی دہلی مر گئے

تو اُن کے مرنے کی خبر وہابیہ نجدیہ کے دہلی سے شائع ہونے والے دوسرے سالہ 'صحیفہ اہلحدیث' نے شائع نہ کی۔ تو صحیفہ والوں سے خبر شائع نہ کرنے کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ تو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

'اس کے متعلق صحیفہ بابت جمادی الثانی کے ص۱۶ پر جواب نکلا ہے جس میں عدم اندراج کی روایت تو نہیں بتائی البتہ اتنا لکھا ہے کہ: صحیفہ نے مولوی محمد کے انتقال کی خبر شائع نہیں کی۔ اس لیے کہ مولوی صاحب نے اپنی حیات میں بانی صحیفہ کے حق میں جو گستاخیاں روا رکھی تھیں۔ ان کو صحیفہ بھولا نہیں' (اہلحدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۳،۴ جولائی ۱۹۴۱ء)

بیوفائی مولوی داؤد غزنوی اپنے فرقہ کی روپڑی پارٹی کی مفاد پرستی اور بیوفائی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

'اس گروہ (عبداللہ روپڑی) کے بعض افراد نے مجھے کہا کہ یہ لوگ ساری عمر کسی نظام کے ماتحت نہیں ہوئے۔ آج وہ کیسے ہو سکتے ہیں ان کے ذاتی مفاد کا تقاضہ یہی ہے۔ کہ یہ الگ تھلگ رہیں۔ اور اگر کسی کو امیر بناتے ہیں۔ تو اس لیے کہ اس کو اپنا تابع بنا کر رکھیں لیکن جب انہوں نے امیر ہوتے ہوئے مامور ہونا پسند نہ کیا۔ تو ان کی امارت کے ساتھ بظاہر وابستہ لیکن بباطن باغی ان کے ہاں آنا جانا بند کر دیا۔ وہ بستر مرض پر کافی عرصہ پڑے رہے۔ ان کی بیمار پرسی نہ کی۔ وہ فوت ہو گئے تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کی۔ یہ ان بیوفاؤں کا حال ہے۔' (الاعتصام ص۵ کالم ۲، ۲ جنوری ۱۹۵۹ء)

۱؎ گستاخیاں روا رکھنے والے مولوی محمد دہلوی صاحب صحیفہ اہلحدیث کے ایڈیٹر مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کے شاگرد بھی ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

جب کوئی اُن سے یہ کہے کہ آپ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے یا توبہ سے پھر گئے ہیں یا بے وفائی کی ہے۔ تو اس پر پردہ ڈالنے کے لیے اور اس حقیقت کو غلط ثابت کرنے کے لیے پھر یہ حضرات جھوٹ از خود گھڑتے ہیں جیسا کہ روپڑی خاندان کے سرخیل اور ان کے متوسلین اور معتقدین کے متعلق امرتسری صاحب نے متنبہ کیا ہے۔

جھوٹ از خود گھڑنا مولوی ابو عبداللہ امرتسری اپنے گروہ کے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے متوسلین، معتقدین اور شاگردانِ رشید (جن میں حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی بھی آجاتے ہیں) کے متعلق ببانگِ دُہل اپنے عوام کو ان الفاظ میں متنبہ کرتے ہیں کہ :

"یہ بزرگ (روپڑی) صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ جھوٹ از خود گھڑتے ہیں تہمت خود ہی تراشتے ہیں پس جماعت متنبہ رہے۔" (اخبار محمدی ص۱۵ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

جھوٹ بولنا شاندار روایت ہے انجمن وہابیہ سیالکوٹ کے ناظمِ اعلیٰ عبدالغفور بٹ "گالیاں اور جھوٹ" کی سُرخی جما کر لکھتے ہیں کہ :

"مسجد باغ ڈپٹی میں مدرس محترم حافظ محمد شریف صاحب مغرب کے بعد وہاں اکثر درس دیتے ہیں مگر وہ درس کم اور کسی نہ کسی کی پگڑی اچھالنے اور مقامی اور بیرونی اہلحدیث علماء اور مشائخ کو گالیاں تک دینے کا اڈہ بنا رکھا ہے۔ اس بارے میں طلبہ مدرسہ کی طرف سے ایک مفصل درخواست یکم ستمبر سے میرے پاس ہے۔ درخواست ہذا حکیم محمد صادق صاحب جناب حافظ صاحب محترم کو دکھائی تو آپ نے اپنی شاندار روایات کے مطابق اکثر باتوں کا تو سرے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ بیشتر آدمیوں کے

سامنے اکثر باتیں فرمائی ہوئی تھیں۔"

(پمفلٹ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" ملا)

روپڑیوں سے بچو

وہابیہ کا یہ خاندان (روپڑی) اتنا خطرناک اور بلیک میلر ہے کہ وہابیوں کے مقتدر مولوی محمد صاحب دہلوی اپنے فرقہ کے لوگوں کو روپڑیوں کے کردار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے نصیحت کرتے ہیں کہ:

"ہم اپنی جماعت سے کہتے ہیں کہ ان کے واضح حقائق کے بعد اب وہ روپڑی ریوڑ کی مکاریوں اور ظاہری صوفیت کے دام سے بچتی رہے۔"

(اخبار محمدی دہلی ملا یکم اپریل ۱۹۳۹ء)

غیر مقلد ڈاکٹر عبدالغفار صاحب الخیری الدہلوی نے تو اپنی ساری جماعت کی قلعی کھولتے ہوئے پورے فرقہ کے رہنماؤں کی ناک کاٹ دی۔

وہابی رہنماؤں کی ناک کٹ گئی

ڈاکٹر عبدالغفار الخیری الدھلوی نے "آہ اہلحدیث" کا ہیڈنگ دے کر وہابیوں پر افسوس کرتے ہیں کہ:

"آج اہلحدیث عمل سے کورے ہو چکے ہیں۔ ان کے اخلاق۔ ان کے معاملات۔ ان کے تعلقات: ان کے باہمی سلوک زبانِ حال سے بآوازِ بلند کہہ رہے ہیں کہ اس رنگ اُمت کی علامت تو کوئی تم میں نہیں ہے۔

آج سب سے زیادہ جمود اور سب سے زیادہ انتشار اور گستاخی (معاف) سب سے زیادہ جاہلیت کا شکار بنی ہوئی ہے کہ اس کے رہنما "انا خیر منہ" کے ابلیسی فلسفہ میں پھنس کر اقتدار کی جاہلیت کی جنگ میں منہمک۔ مصروف اور مستغرق ہیں۔" (صحیفہ اہلحدیث دہلی ملا ۱۲ دسمبر ۱۹۵۴ء)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا فیصلہ؛ وہابیوں کی شہرہ آفاق شخصیت

نے واضح الفاظ میں اپنے فرقہ کے مولویوں کو اپنا فیصلہ دے کر متنبہ کر دیا ہے کہ:

"دیندار طبقہ آپ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور آپ سارے پاکستان کو بے دین بھی نہیں بنا سکتے۔" (احیاء المیت ص ۳۷)

قارئین عظام! مندرجہ بالا عبارات اور شہادتوں سے اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا ہے کہ فرقہ وہابیہ کے علمبردار مولویوں کا شیوہ انتشار پھیلانا۔ تفرقہ کو فروغ دینا۔ توہین۔ بے ادبی اور گستاخی میں بڑھ چڑھ کر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا ہے نیز ان کی اخلاقیات۔ معاشیات اور اسلامیات کا بھرم بھی کھل گیا۔ کوئی ذی عقل اور باشعور شخص ایسے حضرات کو اہلحدیث کہنا حق و صداقت پر مبنی نہیں سمجھے گا۔ بیگانے تو بیگانے ان کے اپنوں میں سے انصاف پسند لوگ اس تجزیہ کو درست قرار دیں گے۔

صحیفہ اہلحدیث کراچی میں ایک نظم معیار اہلحدیث، نام سے شائع ہوئی تھی۔ جس سے اس تجزیہ کی تائید ہوتی ہے۔

معیار اہلحدیث

اخلاق نہ ہو جس میں بھی ذرا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

ہو جس کے عمل میں مکر و ریا۔ اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

ہر اہلحدیث اس دُنیا میں اسلاف کی مشعل ہوتا ہے

خالی ہو اثر سے جس کی صدا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

معیار نہ ہو جس کا بھی بلند سمجھو نہ اُسے ہرگز مومن!

جس میں بھی نہ ہو خالد کی ادا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

ہمدرد بھی ہو غمخوار بھی ہو توحید بھی ہو اخلاص بھی ہو!

بن جائے نہ جو بھی بحرِ عطا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

ہر مردِ موحّد دُنیا میں ہر گام پہ ہنستا رہتا ہے!
جس کو نہ ہو غمِ یومِ فردا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث
ہر اہلحدیث اِس دُنیا میں اِک پیکرِ اُلفت ہوتا ہے
جس میں نہ ہو کچھ بھی شانِ وفا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث
اپنوں سے جو نفرت کرتا ہے، وہ حق سے بغاوت کرتا ہے
سرزد ہو یہاں جس سے یہ خطا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث
دُنیا میں غریبِ ہر اہلحدیث اسلام کا پرتو ہوتا ہے
یہ خوبی نہ ہو جس میں بھی ذرا اُس کو نہ کہو تم اہلحدیث

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی صد ۴ اپریل ۱۹۶۹ء)

مندرجہ بالا نظم کو پڑھیئے اور اکابر وہابیہ جن کے علمی اور اخلاقی پہلو پر گذشتہ صفحات میں ان کے اپنے ہی حوالہ جات اور تحریرات سے جو روشنی ڈالی گئی ہے۔ تو عیاں ہوتا ہے کہ ان میں کوئی بھی اہلحدیث نہیں۔

صادق ہوں میں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

حکیم عبدالرحیم اشرف کی گواہی حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف سے لائل پوری مدیرِ المنبر، جو کہ وہابیوں کے اپنے ہی گھر کے مخبر ہیں ۱۹۶۴ء میں اپنے وہابیوں کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ:

"تم اہلحدیث نہیں بلکہ تارکِ حدیث ہو۔" (المنبر ص۲۰۱، ص۲۰۲، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء)

وہابیوں کی جماعت یتیم ہو گئی مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف نے تو اپنی جماعت کو علمی۔ اخلاقی۔ تقوٰے۔ بصیرت اور اصابت رائے سے یتیم قرار دیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

"جماعت اہلِ حدیث مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے۔ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی وفات کے بعد علم۔ تقوٰے۔ بصیرت۔

اور اصابت رائے ہر پہلو سے یتیم ہو چکی ہے۔

(المنبر ص ۱۰ سطر ۹، ۱۰، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء)

ہو سکتا ہے کہ حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کو وہ مضمون اور عبارات جو فقیر نے گذشتہ صفحات پر درج کیے ہیں کا علم نہ ہو۔ اسی بناء پر انہوں نے داؤد غزنوی اور عبداللہ روپڑی کی موت کے بعد والے وہابی علماء کو جاہل۔ بدعمل۔ کم فہم۔ بات نہ کرنے کی اہلیت رکھنے والا قرار دیا ہے۔ اور ان سب خوبیوں سے جماعت کو یتیم قرار دے دیا ہے۔ وگرنہ یہ جماعت جو شروع ہی سے ابن قیم۔ ابن عبدالوہاب سے لے کر تاحال ان خوبیوں علم۔ تقوے۔ بصیرت۔ اور اصابت رائے کے پہلو سے یتیم ہے۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف نے نام لے کر تذکرہ کیا ہے۔ لہٰذا روپڑی صاحب کا تقویٰ اور پرہیزگاری کا نمونہ ذرا دیکھ لیجیے۔

روپڑی خاندان کے سربراہ کے متعلق انکشاف

وہابیوں کے مشہور اخبار محمدی دہلی کے نائب مدیر عبداللہ روپڑی کے ایک سوال کا جواب؛ نمایاں ہیڈنگ دے کر انکشاف کرتے ہیں کہ:

"ہمارے پاس ایک مراسلہ محمد عثمان صاحب کا فتح آباد سے آیا ہے۔ مراسلہ نگار ان (حافظ عبداللہ روپڑی) کے ساتھ پڑھے ہوئے ہیں۔ تہذیب روکتی ہے کہ ان کے پورے مراسلہ کو شائع کیا جائے۔ لیکن اس میں ایک سوال ہے جو جواب ہے عبداللہ روپڑی کے نامہذب سوال کا۔ اس لیے صرف وہ سوال درج ہے۔

جناب مولوی محمد عثمان صاحب عبداللہ روپڑی سے دریافت فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں آپ علت المشائخ میں

مبتلا تھے۔ اب وہ عادت چھوٹ گئی ہے یا اب بھی باقی ہے؟
قاعدہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ میں صوفیت باقی رہے۔ یہ لٹکا
بھی نہ جائے لہٰذا مہربانی فرما کر خدا سے ڈر کر اس کا صحیح جواب
دیں۔ اور اب بھی توبہ کر لیں۔ جناب صوفی صاحب (روپڑی) یہ
ہے آپ کے اس ناپاک سوال کا قدرتی جواب؛

(اخبار محمدی دہلی ص۱۵ کالم ۲، ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء)

روپڑی صاحب کے بعد اس شخصیت کا ورع اور زہد بھی دیکھیے جن
کا جنازہ روپڑی صاحب نے پڑھایا تھا اور وہ ہستی سیالکوٹ شہر کے مولوی ابراہیم
صاحب میر سیالکوٹی ہیں۔

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد حکیم صادق سیالکوٹی بھی میر
صاحب کے متعلق اپنے استاد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے گل فشانی کرتے ہیں کہ

"اے حضرت! اگر میں آپ کی رومانی داستانوں کی ہزاروں میل
لمبی فلم شہر کے لوگوں کو دکھا دوں تو سارا شہر لیلا تے امارت کے
عشق میں دیوانہ ہو جاتے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گدی کے
جانشین کی زیارت کرنے کو پاک پنجاب دوڑ آتے۔ اور پھر فرط مسرت
سے زائرین کی پرچھائیاں رُبابِ امارت کے نغموں میں رقص کرنے لگیں۔
حضرت وہ قدِ آدم پوسٹر..... ایک مشاق ..... جو ظالموں نے
لگایا۔ یاد آیا ہے

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت!
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ!

جس شخص کی زندگی کا پس منظر اتنا تاریک اور بھیانک ہو۔ اسے چاہیے
تھا کہ منہ چھپا کر گوشۂ مسجد میں خاموش زندگی گذارتا۔ اور رو رو کر تلافیٔ مافات کرتا۔
لیکن حضور امیر (مولوی ابراہیم صاحب) اسی سال کی عمر میں نئی جوانی چڑھے ہیں۔

(ایک مدعی امارت سے متعلق شرعی استفسار ص۲۸،۲۷)

میر صاحب سے کے شاگرد حکیم صادق سے صاحب سیالکوٹی نے روحانی واستازن پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"ان میں سے چند واقعات بروایت صاحبزادہ مولانا محمد عبداللہ صاحب محفوظ ہیں۔ جن کے انکشاف پر زمین لرزنے لگے گی اور روز روشن تاریک رات میں تبدیل ہو جاتے گا۔ اور طرز تحریر محدثین کے فن رجال و لسانیہ دستے اصول پر ہو گا"

(حاشیہ ایک مدعی امارت سے شرعی استفسار ص۲۷)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا خط

مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی اپنے فرقہ کی مقتدر شخصیت ابراہیم میر سیالکوٹی کے ایک خط کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"۵ فروری ۳۹ء کو شیخ عبداللہ صاحب کے ہمراہ حکیم عبداللطیف صاحب کے پاس کئی صفحات کا خط ملاحظہ کیا۔ جو کہ مولوی ابراہیم میر صاحب کی طرف سے کسی کے نام روانہ ہوا۔ اس خط کی فوٹو میرے پاس تاریخی طور پر محفوظ پڑی ہے۔"

ان ایام میں حکیم صاحب مولوی صاحب کے خلاف تھے۔ اس لیے انہوں نے خط کی فوٹو اتروائی تھی۔ شاید وہ اسے شائع کر دیتے یا کوئی دوسرا دشمن اُن سے لے کر شائع کر دیتا۔ لیکن حکیم صاحب سے میرے مراسم دوستانہ ہیں۔ اس لیے میں نے ان سے فوٹو طلب کی تو اُنھوں نے مجھے دے دی۔ اچھا ہوا کہ میں نے فوٹو کو اپنے قبضہ میں لے کر آئندہ اشاعت کے خطرات کو روک دیا"

(الجسر الجلیل ص۱۱۹-۱۱۸ ج ۱)

نامعلوم اس خط میں کیا کچھ ہے۔ اور خط کس کی طرف لکھا ہے۔ شاید مولوی صاحب

نے کسی ...... کی طرف خط لکھا ہو جس کا اتنا زیادہ خطرہ وہابیوں کو اور مولوی ابراہیم صاحب کو بھی لاحق تھا۔ کیونکہ اثری صاحب نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ :

"مولوی ابراہیم صاحب کو معلوم ہو چکا تھا کہ فوٹو پر دیانتدار ہاتھوں کا قبضہ ہو چکا ہے اس لیے وہ مطمئن تھے کہ اب کوئی خطرہ نہیں"

(الجبر الجلیل ص ۱۱۹ ج ۱)

عاقل کو تو کافی ہے بس اک حرفِ حکایت
ناداں کو کافی ہے نہ دفتر نہ رسالہ!

اُستاد صاحب کے حق میں شاگرد کی گواہی اور تحریر آپ نے پڑھی۔ اب مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے دو شاگردوں (حکیم صادق ۔ حافظ شریف) کے متعلق ان کی اپنی جماعت کے ایک فرد عبداللہ مصری کی گواہی ملاحظہ فرمائیں جس کو مصری صاحب نے اشتہار لمحۂ فکریہ میں بیان کیا ہے۔

"شہر اقبال کے دو فسادی مُلاں (حافظ شریف اور حکیم صادق) کی خیانت کذب بیانی سیاہ کاریوں سے دانستہ جماعت کے سربر آوردہ ارکان اغماض پہلو تہی کرتے ہیں۔ جماعتی فنڈ میں بددیانتی کرنا۔ کتابوں کی اشاعت و طباعت کے لیے زکوٰۃ کی رقم خود ہضم کرنا۔ جماعتی سپیکر کا کرایہ خود کھا جانا۔ طلباء کے لیے جمع شدہ چاول اپنے گھر پہنچا دینا۔ صدقہ کے گوشت کو فروخت کر کے پیسے اپنی جیب میں ڈال لینا۔ مبلغین کے حصہ کی رقم خورد برد کرنا۔ تبلیغ کے نام پر گاؤں والوں کو لوٹنا۔ حجرۂ خاص میں بدفعلی کرنا۔ ان سب صفات کے حامل امیر جمعیت اہلحدیث آف سیالکوٹ حافظ شریف اور ان کے معاون حکیم صادق ہی ہیں"

(اشتہار لمحۂ فکریہ)

اس اشتہار لمحۂ فکریہ کے بعد ہی مذکورہ بالا میر صاحب کے دونوں شاگردوں اور وہابی مولویوں کے بارے میں اسی عبداللہ مصری نے وہابیوں کے

مولوی عبدالقادر حصاروی سے کے فتوے کی رُو سے "اُن کو فوراً امامت سے معزول کردو" ہیڈنگ والا اشتہار شائع کیا جس میں واشگاف الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ:

"یہ مُلاّں کا قومِ لوط کا فعل کرنا۔ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے شہادتیں موجود ہیں۔ اور مظلوم شکار اس بات پر مباہلہ کرنے کو بھی تیار ہیں"

ناظرین حضرات! یہ ہے وہابی اکابر کا ورع۔ زہد۔ تقوے اور پرہیزگاری جس کا آپ نے مطالعہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں کوئی ولی نہیں ہوا۔ اخلاقی اور عملی لحاظ سے ان کے سربراہوں نے تربیت ہی نہیں کی۔ جس کی تصدیق خود فرقہ وہابیہ کی ممتاز شخصیت داؤد غزنوی سے کانگریسی نے ان الفاظ میں کی ہے:

"افسوس ہے کہ ساری درس گاہوں میں تعلیم کتاب و حکمت کا تو اہتمام کیا جاتا ہے لیکن تزکیہ نفس جس کا ذکر قرآن مجید میں تعلیم کتاب و حکمت کے علاوہ الگ مستقل بالذات بار بار کرتا ہے۔ اس کا قطعی طور پر کوئی اہتمام نہیں" (داؤد غزنوی ص۳۶۱)

وہابیوں کے مولوی حنیف ندوی سے بھی لکھتے ہیں کہ:

"تحریک اہلحدیث کا اوّلین مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ جماعت میں محبت الٰہی کے جذبوں کو عام کرے۔ تعلق باللہ کی برکات کو پھیلائے۔ اور اطاعت و زہد۔ عوام تو عوام خواص تک تصوف و احسان کی ان لذتوں سے ناآشنا ہیں" (داؤد غزنوی ص۲۲۲)

ہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم۔ غیر مسلموں سے گٹھ جوڑ۔ بدعقیدگی۔ بدعملی۔ گستاخی، بے ادبی کم علمی اور جہالت عروج پر رہی ہے جس کا تذکرہ مؤرخین نے نہایت شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ اس لیے وہابی مذہب کی تاریخ سے روشناسی واقفیت حاصل کرنے کے لیے ان کی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی وبا سے

وہابی مذہب کی تاریخ

محمد بن عبدالوہاب نجدی ۱۱۱۱ھ بمطابق ۱۷۰۰ء میں نجد میں پیدا ہوا۔ ابتدائے عمر میں مدینہ منورہ میں علم حاصل کرتا تھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان آیا جایا کرتا تھا۔ اس کی اصل بنو تمیم سے ہے۔ بہت سے علماء مدینہ سے پڑھتا رہا ہے۔ ان اساتذہ میں سے شیخ محمد بن سلیمان الکردی الشافعی اور شیخ محمد حیات السندی الحنفی بھی ہیں۔ یہ دونوں اساتذہ اور دیگر شیوخ اس میں الحاد۔ ضلالت اور گمراہی کی علامات پاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ سیضل هٰذَا وَيُضِلَّ اللّٰهُ بِهٖ مَنْ اَبْعَدَهٗ وَ اَشْقَاهُ فَكَانَ الْاَمْرُ كَذَالِكَ وَمَا اَخْطَأَتْ فِرَاسَتُهُمْ فِيْهِ عنقریب یہ گمراہ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے بعد میں آنے والے شقی لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان مشائخ کی فراست غلط نہ ہوئی۔ اس کے والد ماجد بھی اس میں الحاد کی علامت پاتے تھے۔ اور اکثر اس کی برائی کرتے تھے لوگوں کو اس سے بچنے کی تاکید کرتے اسی طرح اس کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوہاب بھی اس کی ایجاد کردہ بدعات و ضلال اور عقائد باطلہ کا انکار کرتے تھے بلکہ انہوں نے اس کے رد میں ایک کتاب الصواعق الالٰهیہ فی الرد علی الوہابیہ لکھی۔ (الدرر السنیہ ص۴۲)

علامہ محمد عبدالرحمن اسلہٹی علیہ الرحمۃ کا بیان

علامہ محمد عبدالرحمن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف میں نجدی کے متعلق لکھا ہے کہ،

"سلطان محمود خان ثانی کے زمانہ میں ایک شخص محمد عبدالوہاب نامی ظاہر ہوا۔ ابن تیمیہ کے مر جانے کے بعد اس نے اس مٹے ہوئے

عقائدِ فاسدہ کو ظاہر کیا۔ وَابْتَدَعَ شِيْعَةً مُخَالِفًا عَنْ مَذْهَبِ السُّنَّةِ وَكَانَ يَطُوْفُ مِنَ الْفُرَاتِ اِلٰى اَمْكِنَةٍ وَّ شَامٍ وَ الْبَغْدَادِ وَالْبَصْرَةِ وَ مِنْ هُنَاكَ رَجَعَ اِلٰى بِلَادِ الْعَرَبِ وَ بِاِسْعَافِ الْاَمِيْرِ اِبْنِ السُّعُوْدِ الَّذِيْ كَانَ دَخَلَ فِيْ هٰذِهِ الشِّيْعَةِ جَذَبَ اِلَيْهِ جَمْهُوْرًا مِنْ اَهَالِ الْبِلَادِ وَسَمَّوْا الْوَهَّابِيَّةَ بِاِسْمِ كَبِيْرِهِمْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ اس نے نئی شریعت کا اظہار کیا۔ اہلِ سُنّت کے خلاف اُس نے ایک گروہ بنالیا۔ فرات سے لے کر شام۔ بغداد شریف۔ بصرہ۔ تک شہروں میں گھومتا رہا۔ اور وہاں سے بلادِ عرب کی طرف لوٹ آیا۔ امیر ابنِ سعود کی مدد کی وجہ سے جو اس کے گروہ میں داخل ہو چکا تھا شہر کے بڑے بڑے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لایا۔ اس وجہ سے وہ اپنے سردار محمد بن عبدالوہاب کے نام پر وہابیہ کے نام سے پکارے گئے۔ (سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۱)

ممدوح الوہابیہ والدیابنہ مولوی عبیداللہ سندھی نے لکھا ہے کہ:

"دراصل موصوف نے کسی ایسے استاد سے علم حاصل نہ کیا تھا جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا اور نفع مند علوم کی طرف اُن کی رہنمائی کرتا۔ اور دین کے معاملات میں ان میں تفقہ اور سمجھ پیدا کرتا۔ طلبِ علم کے سلسلہ میں موصوف نے صرف اتنا کیا کہ شیخ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کی بعض کتابیں پڑھ لیں۔ اور ان کی تقلید کی۔

شیخ سید محمد امین جو ابن عابدین کے نام سے مشہور ہیں شرح ردالمحتار میں باغیوں کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے۔ جیسے کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والے ہیں

ابھی پچھلے دنوں یہ لوگ نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے پیرو کہتے ہیں۔ لیکن ان کا حال یہ ہے کہ اپنے سوا باقی سب مسلمانوں کو جو ان کے اعتقادات کے مخالف ہوں کافر سمجھتے ہیں۔ اور ان کا خون بہانا جائز جانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اہلسنت اور ان کے علماء کو قتل کرنے میں دریغ نہ کیا۔"

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۲۳)

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے جب اپنے عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ کا اظہار کرنا چاہا تو وہ مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف چلا گیا اور لوگوں کو مزخرافات باتیں سناتا اور سمجھاتا تھا کہ جس پر لوگ ہیں وہ سب شرک و گمراہی ہے۔ اور اپنا عقیدہ آہستہ آہستہ ظاہر کرتا تھا۔ جب عام جنگلی لوگوں نے اس کے عقائد کو اختیار کر لیا۔ سنہ ۱۱۴۳ھ میں نجد اور اس کے مضافات میں اس کی شہرت ہو گئی اور امیر الدرعیہ محمد بن سعود اس کا مددگار بن گیا اور شیخ نجدی کو اپنے ملک کی وسعت کا وسیلہ اور ذریعہ بنا لیا۔ اور اہل درعیہ کو اس نے محمد بن عبدالوہاب کی متابعت پر آمادہ کر لیا۔ پس درعیہ اور اس کے ارد گرد کے لوگوں نے اس کا اتباع کیا۔"

(الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ ص ۴۲)

سردار محمد حسنی بی اے اپنی کتاب سوانحیات ابن سعود میں رقمطراز ہیں کہ:

"شیخ نے اس سے حلف لیا کہ وہ ان مزاروں اور ان کے متعلقات کو تلف کرنے میں امداد دے گا۔ ابن معمر نے قبول کیا۔ دونوں ہم مشورہ ہو کر جلیلہ گئے۔ یہاں چند صحابیان رسول صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزارات تھے۔ دونوں مزارات مسمار کر دیئے۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص ۴۱)

مفتی حرم شریف علامہ ذینی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے عرب کے بہت سے قبائل اس کی اطاعت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو قوت ہو گئی تو جنگلی اس سے خوف کھانے لگے۔ وہ بدو بالکل جاہل تھے امور دین

کو قطعاً جانتے ہی نہ تھے۔" (الدرر السنیہ ص۴۲)

ان لوگوں کو محمد بن عبد الوہاب نجدی نے جو تعلیم دی اُس کا تذکرہ علامہ زینی نے اور علامہ آفندی نے علیہما الرحمۃ نے اپنی کتابوں میں ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تعلیم

اَلْحَقُّ عِنْدَهٗ مَا وَافَقَ هَوَاهُ وَ اِنْ خَالَفَ النُّصُوْصَ الشَّرْعِيَّةَ وَاِجْمَاعَ الْاُمَّةِ وَالْبَاطِلُ عِنْدَهٗ مَا لَمْ يُوَافِقْ هَوَاهُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى نَصٍّ جَلِيٍّ اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ وَكَانَ يَنْتَقِصُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا بِعِبَارَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ وَيَزْعَمُ اَنَّ قَصْدَهُ الْمُحَافَظَةُ عَلَى التَّوْحِيْدِ فَمِنْهَا اَنْ يَقُوْلُ اِنَّهٗ طَارِشٌ وَهُوَ فِيْ لُغَةِ اَهْلِ الْمَشْرِقِ بِمَعْنَى الشَّخْصِ الْمُرْسَلِ مِنْ قَوْمٍ اِلٰى آخَرِيْنَ فَمُرَادُهٗ اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلُ الْكُتُبِ اَيْ غَايَةُ اَمْرِهٖ اَنَّهٗ كَالطَّارِشِ الَّذِيْ يُرْسِلُهُ الْاَمِيْرُ اَوْ غَيْرُهٗ فِيْ اَمْرٍ لِلنَّاسِ لِيُبَلِّغَهُمْ اِيَّاهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ حَتّٰى

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اُس کی خواہش کے موافق ہو۔ اگرچہ نصوص شرعیہ و اجماع اُمت کے مخالف ہو۔ اور باطل وہ تھا جو اُس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماعِ اُمت ہو ثابت ہو۔ اکثر نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص مختلف عبارتوں سے کیا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میرا ارادہ توحید کی حفاظت ہے۔ مثلاً کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم طارش تھے۔ اُس کے معنے اہلِ مشرق کی لغت میں اُس شخص کے ہیں۔ جو ایک قوم کی طرف سے دُوسری قوم کی طرف بھیجا جائے۔ مطلب یہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم حاملِ کتب ہیں یعنی آپ کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ طارش کی طرح ہیں جو لوگوں کو امیر وغیرہ کا پیغام پہنچا کر لوٹ آتا تھا۔

اَنَّ بَعْضَ اَتْبَاعِہٖ کَانَ یَقُوْلُ عَصَایَ ھٰذِہٖ خَیْرٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ لِاَنَّھَا یُنْتَفَعُ بِھَا فِیْ قَتْلِ الْحَیَّۃِ وَ نَحْوِھَا وَ مُحَمَّدٌ قَدْ مَاتَ وَلَمْ یَبْقَ فِیْہِ نَفْعٌ اَصْلًا وَاِنَّمَا ھُوَ طَارِشٌ وَ قَدْ مَضٰی قَالَ بَعْضُ مَنْ اَلَّفَ فِی الرَّدِّ عَلَیْہِ اِنَّ ذَالِکَ کُفْرٌ فِی الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ بَلْ ھُوَ کُفْرٌ عِنْدَ جَمِیْعِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ

اُس کے بعض متبعین یہ کہتے تھے کہ ہمارا عصا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ اس سے سانپ وغیرہ کے مارنے سے نفع ملتا ہے۔ اور محمد تو مر چکے ہیں۔ ان سے تو کچھ نفع نہیں وہ تو طارش تھے سو گذر چکے۔ بعض علماء نے اس کے رد میں لکھا ہے کہ یہ چاروں مذاہب میں بلکہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک کفر ہے۔

(الدرر السنیہ صفحہ ۴۲ الفجر الصادق صفحہ ۱۸)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے قبائح اور خباثت

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انوار کی زیارت کرنے والوں کی داڑھی مونڈھنا

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے ابن الوہابیہ نجدی کے قبائح اور خباثت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وَمِنْ قَبَائِحِ ابْنِ عَبْدِ الْوَھَّابِ الشَّنِیْعَۃِ اَنَّہٗ مَنَعَ النَّاسَ مِنْ زِیَارَۃِ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَعْدَ مَنْعِہٖ خَرَجَ اُنَاسٌ مِّنَ الْاَحْسَاءِ وَزَارُوْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعُوْا

محمد بن عبد الوہاب کی خباثتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب ان لوگوں کو زیارت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے منع کر دیا۔ تو کچھ لوگ احساء سے نکلے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ یہ خبر اس کو پہنچ گئی جب

مَرُّوا عَلَى ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِي الدَّرْعِيَّةِ فَأَمَرَ بِحَلْقِ لِحَاهُمْ وَ أَرْكَبَهُمْ مَقْلُوبِيْنَ إِلَى الْأَحْسَاءِ

وہ واپسی میں درعیہ سے ہو کر گذرے تو محمد بن عبدالوہاب نے ان کی ڈاڑھی مونڈھنے کا حکم دیا۔ پھر ان کو درعیہ سے احساء تک اُلٹا سوار کر کے بھیجا۔ (الفجر الصادق ص۲۲ مطبوعہ استنبول)

دلائل الخیرات کو جلانا۔ مزارات کی جگہ بیت الخلاء بنانا۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے والے کو قتل کرنا

مفتیٔ حرم شریف علامہ سید احمد بن ذینی علیہ الرحمۃ نے بھی ابوالوہابیہ نجدی کے قبائح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

إِحْرَاقُهُ كَثِيْرًا مِنْ كُتُبِ الْعِلْمِ وَقَتْلُهُ كَثِيْرًا مِنَ الْعُلَمَاءِ وَ خَوَاصِ النَّاسِ وَ عَوَامِهِمْ وَ إِسْتِبَاحَةُ دِمَائِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ وَ نَبْشُهُ لِقُبُوْرِ الْأَوْلِيَاءِ وَ

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بہت سی کتابوں کو جلا دیا۔ بہت سے علماء اور خواص و عوام کو قتل کر دیا۔ اور ان کے جان و مال کو حلال سمجھ کر لوٹ لیا۔ وتنقیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء والمرسلین

لہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی اس حقیقت کا اقرار اپنے رسالہ میں ان الفاظ میں کیا ہے ولا نأمر باتلاف شیء من المؤلفات اصلاً الا ما اشتمل علی مایوقع الناس فی الشرك لروض الریاحین وما یحصل بسببه خلل فی العقائد کعلم المنطق فانه قد حرمه جمع من العلماء علی انا لا نفحص عن مثل ذالك وکالدلائل ہم کسی کتاب کے تلف کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتے مگر ہاں اُس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں۔ جن میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو۔ جیسے روض الریاحین کتب منطق اور دلائل الخیرات کو تلف کرا دیا جاتا ہے۔ (الھدیۃ السنیۃ ص۴۵-۴۶)

قَدْ اَمَرَ فِی الْاَحْسَاءِ اَنْ تُجْعَلَ بَعْضُ قُبُوْرِھِمْ مَحَلًّا لِقَضَاءِ الْحَاجَۃِ وَمَنَعَ النَّاسَ مِنْ قِرَاْءَۃِ دَلَائِلِ الْخَیْرَاتِ وَ مِنَ الرَّوَاتِبِ وَالْاَذْکَارِ وَمِنْ قِرَاءَۃِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ وَمِنَ الصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی الْمَنَائِرِ بَعْدَ الْاَذَانِ وَقَتَلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ وَمَنَعَ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ وَکَانَ یُصَرِّحُ بِکُفْرِ الْمُتَوَسِّلِ بِالْاَنْبِیَاءِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَیَزْعَمُ اَنَّ مَنْ قَالَ لِاَحَدٍ مَوْلَانَا اَوْ سَیِّدُنَا فَھُوَ کَافِرٌ۔

والاولیاء نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و دیگر انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء الرحمٰن علیہم الرضوان کی تنقیص کی اور ان کی قبریں اکھیڑ ڈالیں احساء میں حکم دے دیا کہ بعض قبور اولیاء الرحمٰن کو بیت الخلاء بنا لیا جائے۔ لوگوں کو دلائل الخیرات اور درود و وظائف اور نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانے اور مناروں پر بعد اذان درود شریف پڑھنے سے منع کر دیا۔ جس نے ایسا کیا اُس کو قتل کر ڈالا۔ نماز کے بعد دُعاء مانگنے سے منع کر دیا۔ انبیاء ملائکہ اور اولیاء اللہ سے توسل کرنے والے کو صاف طور پر کافر کہتا تھا۔ اور گمان کرتا تھا کہ جو کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے۔ (الدرر السنیہ ص۵۲، ۵۳)

انبیاء[1] اور اولیاء کی توہین کرنا

علامہ سید علوی بن الحداد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ:

اِنَّ الْمُحَقَّقَ عِنْدَنَا مِنْ اَقْوَالِہٖ وَ اَفْعَالِہٖ مَا یُوْجِبُ خُرُوْجَہٗ

بے شک ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اقوال اور افعال سے یہ

---

[1] علامہ ابو حامد بن مرزوق ...... علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں کے بنیادی عقائد میں نبیؐ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر نہ کرنا بھی ایک عقیدہ درج کیا ہے۔ (التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۲، مطبوعہ استنبول)

عَنِ الْقَوَاعِدِ الْاِسْلَامِيَّةِ لِمَا اَنَّهٗ يَسْتَحِلُّ اُمُوْرًا مُجْمَعًا عَلٰى تَحْرِيْمِهَا مَعْلُوْمَةً مِنَ الدِّيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ بِلَا تَاوِيْلٍ سَائِغٍ وَهُوَ مَعَ ذَالِكَ يَنْتَقِصُ الْاَنْبِيَاءَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْاَوْلِيَآءَ وَالصَّالِحِيْنَ وَ اِنْتِقَاصُهُمْ عَمْدًا كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ عِنْدَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ ۔

چیز ثابت شدہ ہے جو کہ قواعدِ اسلامیہ سے اس کو نکالتی ہے اس لیے کہ اُس نے ان امور کو جائز قرار دیا ہے۔ جس کے حرام ہونے پر پوری اُمتِ مسلمہ متفق ہے۔ جن امور کا بغیر تاویل کے تسلیم کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انبیاء، مرسلین، اولیاء و صالحین کی تنقیص اور توہین کرتا ہے۔ ان کی تنقیص عمداً کرنا آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاجماع کفر ہے۔ (الفجر الصادق ص۱۹)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ماننے والوں کے علاوہ سب مشرک ہیں!

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

وَ يُثْبِتُ فِىْ قُلُوْبِهِمْ اَنَّ جَمِيْعَ مَنْ هُوَ تَحْتَ السَّمَاءِ مُشْرِكٌ بِلَا مِرَاءٍ وَمَنْ قَتَلَ مُشْرِكًا فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَكَانَ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِىْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِىِّ فِىْ اُمَّتِهٖ لَا يَتْرُكُوْنَ شَيْئًا مِمَّا يَقُوْلُهُ وَلَا يَفْعَلُوْنَ

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھادی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا اُس کے لیے جنت لازم ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا۔ وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اُس کے حکم کے

ل محمد بن عبدالوہاب نجدی اور وہابیوں کے بنیادی عقائد میں مسلمانوں کی تکفیر کرنا بھی بنیادی عقیدہ ہے۔ (دیکھیے التوسل بالنبی ص۲ مطبوعہ استنبول)

شَيْئًا اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَيُعَظِّمُوْنَهٗ غَايَةَ التَّعْظِيْمِ ۔	بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی از حد تعظیم کرتے تھے۔

(الفجر الصادق صنہ ۲ مطبوعہ استنبول)

مولوی عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ امام شوکانی کے شاگرد محمد بن ناصر حازمی لکھتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دو باتیں ہیں جو پسند نہیں کی جاتیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے چند بے اساس امور کی بنا پر تمام دنیا کو کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ داؤد بن سلیمان نے شیخ موصوف کے اس دعوے کا نہایت مناسب رد لکھا ہے۔ اور ان کی دوسری زیادتی یہ تھی کہ بلا کسی دلیل و حجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ شیخ موصوف یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کی یا کسی نبی۔ بادشاہ اور عالم کو اس میں وسیلہ بنایا تو وہ مشرک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ جو مسلمان اولیاء سے دعا کرتے ہیں۔ ان کو موصوف نے کافر قرار دیا۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے شیخ موصوف نے ان شک کرنے والوں کو بھی کافر ثابت کیا۔ موصوف نے اس طرح دنیا جہان کے مسلمانوں کو زمرۂ کفار میں داخل کر دیا۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰)

مسلمانوں کا قتل و غارت

علامہ احمد بن زینی مفتی و امام حرم شریف علیہ الرحمۃ نے بھی مندرجہ بالا قبائح۔ خباثتوں اور تعلیمات درج کیے ہیں نیز تحریر فرمایا ہے کہ:

وَاِذَا قَتَلُوْا اِنْسَانًا اَخَذُوْا مَالَهٗ وَاَعْطَوْا الْاَمِيْرَ مُحَمَّدَ بْنَ سَعُوْدٍ مِنْهُ الْخُمُسَ وَاقْتَسَمُوْا الْبَاقِيْ۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۴۲)	جب کسی انسان کو نجدی قتل کرتے تو اس کا مال چھین کر اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) امیر محمد بن سعود کو دے دیتے تھے۔ باقی آپس میں تقسیم کر لیتے تھے

مولوی عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ :

محمد بن عبدالوہاب نجدی ان لوگوں سے جو آپ کے مخالف تھے جہاد کرنا ضروری سمجھتے تھے اور جس طرح بھی بس چلے ان کو قتل کرنا روا جانتے تھے۔ اور ان کے مال و دولت کو لوٹنے کی اجازت دیتے تھے۔

قتل و غارت کی عام اجازت اور وہابی مذہب کے نرالے اصول

علامہ سید احمد بن زینی مکی علیہ الرحمۃ جو کہ حرم شریف کے امام اور مفتی تھے۔ وہابی مذہب کے نئے اصول اور مسلمانوں کے عام قتل و غارت کی نجدی تعلیم کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں کہ :

اسلام میں یہ بڑا فتنہ ظاہر ہوا جس سے عقلیں اڑ گئیں عقلمند حیران ہو گئے تھے

عَنْ اِسْتِبَاحَتِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ وَدِمَاءَهُمْ وَاِنْتِهَاكِهِمْ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِارْتِكَابِهِمْ اَنْوَاعَ التَّحْقِيْرِ لَهٗ وَلِمَنْ اَحَبَّهٗ وَغَيْرُ ذَالِكَ مِنْ مَقَابِحِهِمُ الَّتِيْ اِبْتَدَعُوْهَا

وہ لوگوں کے جان و مال کو حلال جانتے تھے اور طرح طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے محبین کی تحقیر کرتے تھے۔ جب کوئی شخص بلاد عاد کرتا ان کے دین کا اتباع کرنا چاہتا تھا۔ تو اول کلمہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ پھر کہتے

ــہ سلطان ابن عبدالعزیز کی حکومت نے حجاز مقدس کے مسلمانوں پر جب ظلم و ستم اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو وفد خلافت نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے۔ جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر حجاج کو مشرک کہہ دیتے تھے۔
(مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۰۵)

وَكَفَّرُوا الْأُمَّةَ بِهَا وَكَانُوْا
إِذَا أَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَتَّبِعَهُمْ
عَلٰى دِيْنِهِمْ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا
يَأْمُرُوْنَهُ بِالْإِتْيَانِ بِالشَّهَادَتَيْنِ
أَوَّلًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَهُ اشْهَدْ عَلٰى
نَفْسِكَ أَنَّكَ كُنْتَ كَافِرًا وَاشْهَدْ
عَلٰى وَالِدَيْكَ أَنَّهُمَا مَاتَا كَافِرَيْنِ
وَاشْهَدْ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ
أَنَّهُ كَانَ كَافِرًا وَيُسَمُّوْنَ لَهُ
جَمَاعَةً مِنْ أَكَابِرِ الْعُلَمَاءِ
الْمَاضِيْنَ فَإِنْ شَهِدُوْا بِذَالِكَ
قَبِلُوْهُمْ وَإِلَّا أَمَرُوْا بِقَتْلِهِمْ وَ
كَانُوْا يُصَرِّحُوْنَ بِتَكْفِيْرِ الْأُمَّةِ
مِنْ مُنْذُ سِتِّمِائَةِ سَنَةٍ وَأَوَّلُ مَنْ
صَرَّحَ بِذَالِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ
فَتَبِعُوْهُ عَلٰى ذَالِكَ وَإِذَا دَخَلَ
إِنْسَانٌ فِيْ دِيْنِهِمْ وَكَانَ قَدْ
حَجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ قَبْلَ ذَالِكَ
يَقُوْلُوْنَ لَهُ حُجَّ ثَانِيًا فَإِنَّ حَجَّتَكَ
الْأُوْلٰى فَعَلْتَهَا وَأَنْتَ مُشْرِكٌ
فَلَا تُسْقِطُ عَنْكَ الْحَجَّ وَيُسَمُّوْنَ
مَنِ اتَّبَعَهُمْ مِنَ الْخَارِجِ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ بَلْدَتِهِمْ يُسَمُّوْنَهُمُ الْأَنْصَارَ

تھے کہ اپنے آپ پر گواہ ہو جا کہ تو کافر
تھا اور اپنے والدین اور فلاں فلاں
اکابر علماء پر گواہ ہو جا کہ وہ کافر مرے
ہیں۔ اگر وہ اس کی گواہی دیتا تھا۔
تو اسے قبول کر لیتے تھے ورنہ قتل کا
حکم دے دیتے تھے۔ اور جب کوئی شخص
ان کے دین میں داخل ہوتا تھا جس نے
حج کر لیا ہوتا تھا تو اس سے کہتے تھے
کہ دوبارہ حج کر کیونکہ پہلا حج تو نے شرک
کی حالت میں کیا پس وہ حج تیرا ادا
نہیں ہوا۔ جو لوگ باہر کے ان کی اتباع
کرتے تھے ان کو مہاجرین اور اہل شہر
کو انصار کہتے تھے۔

(الدرر السنیہ ص۴۲ مطبوعہ استنبول)

تفسیر بالرائے کی تعلیم

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف الفجر الصادق میں تحریر فرمایا ہے کہ:

اَنَّهٗ هُوَ وَاَتْبَاعَهٗ كَانُوْا يُأَوِّلُوْنَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ اَهْوَائِهِمْ لَا بِحَسْبِ مَافَسَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَالسَّلَفُ الصَّالِحُ وَاَئِمَّةُ التَّفْسِيْرِ

محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابی قرآن پاک کی تاویلیں اپنی خواہشوں کے مطابق کرتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سلف صالحین اور آئمہ مفسرین علیہم الرحمۃ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کرتے تھے۔ (الفجر الصادق فی الرد علی منکری التوسل والکرامات والخوارق ص۱۹)

علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

وَكَانَ يَمْنَعُ اَتْبَاعَهٗ مِنْ مُطَالَعَةِ كُتُبِ الْفِقْهِ وَالتَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَاَحْرَقَ كَثِيْرًا مِنْهَا وَاَذِنَ لِكُلِّ مَنِ اتَّبَعَهٗ اَنْ يُفَسِّرَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ فَهْمِهٖ حَتَّى الْهَمَجَ الْهَمَجَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ فَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَوْ كَانَ لَا يَحْفَظُ الْقُرْاٰنَ وَلَا شَيْئًا مِنْهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ مِنْهُمْ لِاٰخَرَ يَقْرَأُ اِقْرَأْ عَلَيَّ حَتّٰى اُفَسِّرَهٗ لَكَ فَاِذَا قَرَأَ عَلَيْهِ يُفَسِّرُهٗ لَهٗ بِرَاْيِهٖ۔ (الدرر السنیہ ص۴۲)

اپنے پیروکاروں کو کتب فقہ وتفسیر وحدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ بہت سی کتب جلا بھی دیں۔ اپنے ہر پیروکار کو اجازت دے دی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے یہاں تک کہ اس نے اپنے متبعین کو برانگیختہ کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک ایسا ہی کرتا تھا۔ اگرچہ قرآن اسے بالکل یاد نہ ہو۔ جسے یاد نہ ہوتا وہ کسی دوسرے کو کہتا کہ تم قرآن پڑھو میں اس کی تفسیر بتاتا ہوں۔ جب وہ پڑھتا تھا تو یہ اپنے رائے سے تفسیر کر دیتا تھا۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی خارجی تھا اور دین جدید کا مدعی تھا

علامہ آفندی اور علامہ دحلان مکی

علیہا الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:
تَمَسَّكَ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِي تَكْفِيْرِ النَّاسِ بِآيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَحَمَلَهَا عَلَى الْمُوَحِّدِيْنَ وَقَدْ رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِيْ وَصْفِ الْخَوَارِجِ اَنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا فِي الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ رَجُلٌ مُتَاَوِّلٌ لِلْقُرْآنِ يَضَعُهٗ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهٖ فَهٰذَا وَمَا قَبْلَهٗ صَادِقٌ عَلَى ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَاِتْبَاعِهٖ وَيَظْهَرُ مِنْ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ اَنَّهٗ كَانَ يَدَّعِيْ اَنَّ مَا اُتِيَ بِهٖ دِيْنٌ جَدِيْدٌ وَلِذَالِكَ لَمْ يَقْبَلْ

لوگوں کو کافر بنانے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان آیات سے دلیل پکڑی ہے جو مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان آیات کو موحد مسلمانوں پر اس نے چسپاں کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے خوارج کی علامات بیان کرتے ہوئے روایت درج کی ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریق کار تھا۔ اور دوسری روایت میں ہے جو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جن چیزوں سے مجھے خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطر امت کے اس شخص سے ہے جو قرآن

لہ علامہ سلیمان بن عبدالوہاب آل الشلبی اور شیخ عبداللہ نابلسی علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق اپنی اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ، اِنَّهٗ مَعَ مُقَلِّدِيْهِ مِنَ الْخَوَارِجِ بے شک وہ اپنے تمام پیروکاروں سمیت خارجیوں سے شمار ہوتا ہے۔
(الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ ص ۴۲) (التوسل بالنبی صلعم مصنفہ علامہ ابو حامد بن مرزوق مطبوعہ استنبول)

مِنْ دِیْنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَتَلَ کَثِیْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَعَوَامِ الْمُسْلِمِیْنَ (الفجر الصادق ص۱۸-۱۹)

لِکَوْنِہِمْ لَمْ یُوَافِقُوْہُ عَلٰی مَا ابْتَدَعَہٗ

پاک کی تاویلیں بے محل کرتا ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اور اس سے پہلے ارشاد دونوں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والوں پر صادق آتے ہیں۔ اس کے اقوال اور افعال سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ نئے دین کا مدعی تھا۔ اسی لیے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بات کو قبول کرتا تھا۔ بہت سے علماء، صلحاء اور عوام مسلمین کو اس بنا پر قتل کر دیا کہ انھوں نے اس کی بدعت میں موافقت نہیں کی۔ (الفجر الصادق ص۱۸-۱۹ والدرر السنیہ ص۴۷)

انگریزوں نے نجدی کی تعریف کیوں کی ہے

قارئین کرام! علمائے محققین نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور اس کے قبائح اور خباثت اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں۔ ان کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس کی تعلیم اور قبائح پڑھنے کے بعد کوئی ذی عقل اور باشعور شخص ایسے شخص کو اور اس کے پیروکاروں کو شریعت مصطفوی کا پیروکار اور شیدائی نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی ایسا شخص عوام کی زبان سے مصلح کہلایا جا سکتا ہے۔ مگر انگریز یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور رفعت کسی طریقہ سے نکالی جائے کیونکہ اسلام کے نام پر جو یہ مسلمان من، تن اور دھن کی بازی لگا دینے کے لیے جو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے ہی ہے۔ جب انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات اور اس کے دینِ جدید کے پروگرام کو پڑھا تو ان کو اپنے مقصد میں کامیابی اور کامرانی کی امید ہوئی۔ تو انھوں نے سب سے بہتر یہی سمجھا کہ اس شخص کی تعریف و توصیف کی جائے اور اس کو عظیم شخصیت قرار دیا جائے تو اس کے ماننے والے ہمارے قریب ہو جائیں گے۔ جب وہ قریب ہو جائیں

گے۔ جب وہ قریب ہو جائیں گے تو ان کو ساتھ ملا کر ہم اپنے مقصد (مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ مصطفیٰ نکالنے) میں کامیاب اور کامران ہو جائیں گے پس انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو عرب کا ایک مصلح کہنا شروع کر دیا جس کو وہابیوں نے اپنی کتابوں میں فخریہ انداز سے شائع کرنا شروع کر دیا جیسا کہ وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب "تحریکِ وہابیت پر ایک نظر" میں لکھا ہے کہ

"وہابی سُنی مسلمانوں کا ایک ترقی یافتہ فرقہ ہے۔ یہ لوگ عبدالوہاب کے قائم شدہ اصولوں کے پیرو ہیں۔ عبدالوہاب اٹھارہویں صدی میں ایک عرب مصلح تھا۔" (تحریکِ وہابیت پر ایک نظر، ص ۷ مطبوعہ امرتسر)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور اُس کے عقائد کا جب علماء محققین کو علم ہوا تو علماء نے ان کے عقائد پر کفر کے فتوے لگائے اور ان کو سزاوار قرار دیا۔ شریفِ مکہ نے ان کا حرمین شریفین میں داخلہ بند کر دیا جیسا کہ دُنیائے اسلام کی شہرۂ آفاق شخصیت حرم شریف کے مفتی اور امام علامہ احمد بن ذینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف الدرر السنیہ میں تذکرہ فرمایا ہے۔

نجدیوں پر کفر کا فتوےٰ اور ان کو قید کی سزا

امیر محمد بن سعود اور اُس کے چیلوں نے شریفِ مکہ سعود بن سعید بن سعد بن زید سے حج کی اجازت چاہی۔ اور اصل مقصد ان کا یہ تھا کہ اپنے عقیدہ کا اظہار کریں۔ اور اہلِ حرمین کو اس پر آمادہ کریں۔ اور اپنے تیس ۳۰ مولوی پہلے سے روانہ کر دیئے۔ اس گمان سے کہ وہ اہلِ حرمین کے عقائد کو فاسد کریں گے۔ اور ان سے جھوٹی باتیں ملائیں گے اور حج کا اذن طلب کیا اگرچہ سالانہ ان پر کچھ مقرر ہو جائے۔ اہلِ حرمین نے نجد میں ان کا ظہور اور بد دل کا فساد سُنا تھا۔ مگر اس کی حقیقت معلوم نہ کی تھی۔ جب ان نجدیوں کے مولوی مکہ مکرمہ پہنچے تو شریف مسعود نے حکم دیا کہ علماء

حرمین ان سے نجدی مولویوں سے مناظرہ کریں۔

فَنَاظَرُوْهُمْ فَوَجَدُوْهُمْ ضُحْكَةً وَ مَسْخَرَةً كَحُمُرٍ مُسْتَنْفِرَةٍ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ وَ نَظَرُوْا اِلٰى عَقَائِدِهِمْ فَاِذَا هِيَ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْمُكَفِّرَاتِ فَبَعْدَ اَنْ اَقَامُوْا عَلَيْهِمُ الْحُجَّةَ وَ الْبُرْهَانَ اَمَرَ لِشَرِيْفُ مَسْعُوْدٌ قَاضِيَ الشَّرْعِ اَنْ يَكْتُبَ حُجَّةً بِكُفْرِهِمُ الظَّاهِرِ لِيَعْلَمَ بِهِ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَاَمَرَ بِسِجْنِ اُولٰٓئِكَ الْمُلْحِدَةِ وَوَضَعَهُمْ فِي السَّلَاسِلِ وَ الْاَغْلَالِ۔

پس انہوں نے ان نجدی مولویوں سے مناظرہ کیا تو ان کو مسخرہ اور ان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے بھاگتے ہیں۔ ان کے عقائد کو دیکھا تو بہت سے کفریات پر مشتمل تھے۔ جب انہوں نے ان پر حجت و برہان قائم کر دی تو اس کے بعد شریف مکہ مسعود نے قاضی شرع کو حکم دیا ان کے کفر ظاہر کی سند لکھ دے تاکہ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو ان کا کفر معلوم ہو جائے۔ پھر ان ملحدوں کو قید کا حکم دے دیا۔ طوق اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔

جب شریف مکہ مساعد بن سعید مقرر ہوئے تو ان سے بھی نجدیوں نے حج کی اجازت چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔
(الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ ص۴۲، ۴۳ مطبوعہ ترکی)

ناظرین حضرات! محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم و تربیت اور عقائد کا آپ نے مطالعہ کیا۔ ہندوستان میں انگریز بھی شیخ نجدی کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے کامیاب ہوا وہ اس طرح کہ انگریز نے ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفےٰ نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے ہاتھوں لیا اور اس کو دعوائے نبوت کرنے کے لیے تیار کیا۔ یہ سب کچھ انگریز نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم و تربیت کے مطالعہ سے سیکھا تھا۔ مرزا قادیانی کو مدعی نبوت ہونے کے لیے کچھ مواد کی ضرورت تھی۔ اس لیے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات

اور عقائد کا پرچار اور تشہیر کی گئی۔ توحید اور رسالت سے متعلق عقائد دینِ جدید (محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دین) کے مطابق پیش کرنے کے لیے مولوی اسماعیل دہلوی کو انگریز نے منتخب کیا۔ اسماعیل دہلوی اس کام کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے توحید کا پرچار کرنے والے مولوی اسماعیل دہلوی تھے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

ہندوستان میں توحید کا پرچار کرنے والے خواجۂ خواجگان غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ جن کو اپنے اور بیگانے سبھی سلطانِ ہند کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ شیخ الشیوخ، غوث العالمین حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ جن کو اغیار بھی داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ شیخ محقق شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جنہوں نے ہندوستان میں پہلے علمِ حدیث کا پرچار کیا۔ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ النورانی جنہوں نے اکبر اور جہانگیر کے آگے اپنی گردن کو نہ جھکایا اور اپنے حقیقی پروردگار کی توحید کا علم بلند رکھا۔ بعد ازاں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہم الرحمۃ حضرات ہیں۔

نامعلوم اخبار اہلِ حدیث نے ان حضرات کو توحید کا پرچار کرنے والوں میں کیوں شمار نہیں کیا اور ان کو نظر انداز کر کے انگریزوں کے پٹھو مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کا نام لیا ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ اس لحاظ سے امرتسری صاحب نے ان کو توحید کا پرچار کرنے والا لکھا ہے کہ انہوں نے نئی توحید بیان کرنے میں پہل کی ہے مثلاً خدا تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ انسان سے جو عیوب سرزد ہوتے ہیں ان عیوب پر خدا تعالیٰ بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے وغیرہم ایسی نئی توحید بیان کرنے والے واقعی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی قتیل ہی ہیں۔ انگریز بھی ایسے ہی مولوی کی تلاش میں تھے۔ اسماعیل دہلوی کا ہیڈ آفس یا پاور ہاؤس نجدی مولوی تھے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے اپنے ہیڈ آفس

نجد سے مدد مانگی۔ اور وہاں اپنے آدمی بھیجے جس کا تذکرہ مولوی عبید اللہ سندھی کی کتاب شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک کے صہ۱۲۶ کے حاشیہ پر ان الفاظ میں درج ہے۔

"مولانا شہید نے نجدیوں کے پاس اپنا آدمی بھیجا تھا۔ مگر وہ چونکہ حجاز میں نہیں آسکتے تھے انہوں نے نامہ بر کو واپس کر دیا کہ ہم اس وقت دُعا کے سوا اور کوئی اعانت نہیں کر سکتے۔ یہ واقعہ مکہ معظمہ کے ثقہ عالموں سے معلوم ہوا۔"

ہندوستان میں وہابی مذہب کی ترویج و تشہیر کرنے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد آف رائے بریلی تھے۔ ان ہر دو حضرات کا انگریزوں کا پٹھو ہونا مسلمہ ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انگریز نے ان کو استعمال کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کے دِلوں سے عظمتِ مصطفےٰ ختم کرنے کی خاطر ایک سنگین پروگرام مرتب کیا گیا۔ اسماعیل دہلوی نے اسی پروگرام کے مطابق سب سے پہلے تقویۃ الایمان کتاب لکھی۔ اِس کی خوب تشہیر کی گئی اور مفت تقسیم کی گئی۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کی کثیر تعداد میں اشاعت کے جتنے بھی اخراجات تھے حکومت نے یا نجدیوں نے برداشت کیے ہوں گے جیسا کہ عبد العزیز بن سعود نجدی نے ہندوستان میں نجدیت کی ترویج کے لیے الھدیۃ السنیہ کا اُردو ترجمہ مولوی اسماعیل غزنوی سے کرا کر اُس کو پاک و ہند میں مفت تقسیم کرایا جیسا کہ اُس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر درج ہے۔ حالیہ دور میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی شرح فتح المجید تقسیم کی جا رہی ہے۔ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کتاب میں مسلمانوں کو مشرک بنانے کے نجدی پروگرام کو خوب نبھایا ہے۔ جس کی تصدیق خود وہابیہ کے جلیل المرتبت مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب ہدیۃ المھدی میں کی ہے۔ یہاں پر اس عربی

لہ حیاتِ طیبہ صہ۳۸۹

عبارت کا صرف ترجمہ ہی پیش کیا جاتا ہے۔ اصل عبارت ص پر درج کی جا چکی ہے۔

"ہمارے بعض متاخرین (حاشیہ پر مولوی وحید الزمان نے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کا نام لکھا ہے) نے شرک کے معاملہ میں بڑا تشدد اختیار کر رکھا ہے۔ اور اسلام کے دائرہ کو بہت تنگ کر دیا ہے کہ امورِ مکروہہ یا محرمہ کو بھی شرک قرار دیا ہے۔"

(ہدیۃ المہدی ص۲۶ مطبوعہ دہلی)

تقویۃ الایمان میں نجدی پروگرام نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کو خوب سرانجام دیا ہے۔ آیندہ صفحات پر عقائد کے بارے میں مفصل عبارات پیش کی جا رہی ہیں۔ اسی تقویۃ الایمان میں ختمِ نبوت کے انکار میں مدد دینے والے جراثیم بھی جمع کر دیے گئے ہیں تا کہ کسی کو مدعئ نبوت ہونے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے میں پیش قدمی کرنے والے اسماعیل دہلوی کے معتقد وہابی حضرات ہی تھے جس کا اقرار وہابیوں کی شہرۂ آفاق شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے ۱۹۴۹ء میں وہابیہ کی ایک کانفرنس کے جلسۂ عام میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے لاہور میں کیا ہے کہ :

"جماعت اہلِ حدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے۔"

(احتفال الجمہور ص۲)

سابقہ صفحات پر دیوبندی حضرات (جن کو وہابی غیر مقلد بھی اہلِ توحید تسلیم کرتے ہیں) کے مولوی خلیل الرحمٰن صاحب لکھنوی کی شہادت سے یہی حقیقت اظہر من الشمس ہے لکھنوی صاحب نے تو مرزائیوں کو غیر مقلدین حضرات کا منجملہ بھائی قرار دیا ہے۔

ئه تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب مرزا قادیانی کی حقیقت کا دیباچہ دیکھیے (فقیر قادری غفرلہٗ)

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ان کے دیگر رفقاء نے تو اپنی بے شرمی اور بے حیائی کا پورا پورا ثبوت مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے کا فتویٰ جاری کر کے دے دیا ہے۔

یہ سب ان جراثیم کا ہی اثر ہے جو تقویۃ الایمان میں موجود ہیں وہ جراثیم تاحال چلے آ رہے ہیں۔ موجودہ دور میں وہابیوں کے مولوی معین الدین لکھوی اور محی الدین لکھوی حضرات کے نزدیک مرزائی کافر نہیں ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے متعلق غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

"مسلک پیرانِ خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔"

(امداد المشتاق ص ۷۹)

مولوی اسماعیل دہلوی کے ذریعے انگریزوں نے مواد جمع کرایا اور دعوائے نبوت کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا۔ یہ سب پروگرام انگریز نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے گہرے مطالعہ سے ترتیب دیا تھا کیونکہ شیخ نجدی نے مدعی نبوت ہونے کے سارے پروگرام تشکیل دے دیئے تھے۔ دبی زبان سے اس کا اظہار بھی کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر صراحۃً دعوائے کرنے پر قادر نہ ہوا۔ جس کا تذکرہ مفتی و امام حرم علامہ احمد بن زینی علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

شیخ نجدی کا دعوائے نبوت کرنے کا پروگرام | مفتی حرم شریف علامہ احمد بن زینی

۱؎ اس موضوع پر فقیر کی کتاب "وہابیت اور مرزائیت" کا مطالعہ کریں۔ جس میں وہابیوں کی مستند کتب سے وہابیوں کا مرزائیوں سے گہرا تعلق ثابت کیا ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری)

۲؎ تنظیم اہلحدیث لاہور ص۵ ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء

دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب کا دعوائے نبوت کرنے کا پروگرام بھی اس طرح درج کیا ہے۔

وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ اِنَّهُ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ اِلَّا اَنَّهُ مَا قَدَرَ عَلٰى اِظْهَارِ التَّصْرِيْحِ بِذَالِكَ وَكَانَ فِيْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ مُوْلِعًا بِمُطَالَعَةِ اَخْبَارِ مَنْ اِدَّعَى النُّبُوَّةَ كَاذِبًا كَمُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ وَسَجَاجِ وَالْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ وَطُلَيْحَةَ الْاَسَدِيِّ وَاَضْرَابِهِمْ فَكَاَنَّهُ يُضْمِرُ فِيْ نَفْسِهٖ دَعْوَى النُّبُوَّةِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِاَتْبَاعِهٖ اِنِّيْ اَتَيْتُكُمْ بِدِيْنٍ جَدِيْدٍ وَيُظْهِرُ بِذَالِكَ مِنْ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَلِهٰذَا كَانَ يَطْعَنُ فِيْ مَذَاهِبِ الْاَئِمَّةِ وَاَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ وَلَمْ يَقْبَلْ مِنْ دِيْنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَيُؤَوِّلُهُ عَلٰى حَسْبِ مُرَادِهٖ مَعَ اَنَّهُ اِنَّمَا قَبِلَهُ ظَاهِرًا فَقَطْ لِئَلَّا يَعْلَمَ النَّاسُ حَقِيْقَةَ اَمْرِهٖ فَيَنْكَشِفُ عَنْهُ۔

محمد بن عبدالوہاب کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعوائے کرتا مگر صراحۃً اُس کے اظہار پر قادر نہ ہوا۔ ابتداء میں ان لوگوں کی خبریں دیکھنے کا بہت شوقین تھا جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوائے کیا تھا مثلاً مسیلمہ کذاب سجاح۔ اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ اور اپنے دل میں دعویٰ نبوت کو چھپاتا تھا اگر اظہار اس کے بس میں ہوتا تو ضرور ظاہر کرتا۔ دینِ جدید بتاتا ہوں اور یہی بات اُس کے اقوال اور افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لیے مذاہبِ آئمہ اور اقوال علماء پر طعن کیا کرتا تھا۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین میں سے صرف قرآن کو ہی اُس نے قبول کیا تھا اور اپنے ذہن اور خواہش کے مطابق اُس کی تاویل کرتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہری طور پر تھا تاکہ لوگ حقیقتِ حال نہ جان جائیں۔

(الدرر السنیہ ص۴۲)

اعلیحضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کی تائید

عارف باللہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کی معرکۃ الآراکتاب سیف چشتیائی میں چند احادیث شریفہ (جن میں پیارے نبی غیب دان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ زمانہ میں آنے والے لوگوں کے نظریاتِ باطلہ کا ذکر فرمایا ہے) درج کر کے لکھا ہے کہ:

"پس اگر ان پیشین گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہیں۔ جنہوں نے اپنے کو نبی سمجھا۔"

(سیف چشتیائی ص۱۰۴، ۱۰۵)

سیف چشتیائی میں ہے کہ:

"مرزائے قادیانی کے سلسلہ ابحاث میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے ہم خیال مطلق العنان لامذہب افراد کا ذکر بھی ضروری تھا۔ کیونکہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔"

(سیف چشتیائی ص۱۰۳)

نجدی کی بے دینی اور گمراہی کا اُس کے اساتذہ اور باپ کو علم تھا

شیخ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب

نجدی کی اس گمراہی، بے دینی کا اُس کے اساتذہ اور آباؤ اجداد کو فراستِ علمی سے اس کا علم تھا۔ جس کا تذکرہ شیخ الاسلام مفتی حرم شریف علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ 'فتنۃ الوہابیہ' میں کیا ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کے والدِ ماجد[1] اس کے بھائی اور اُس کے اساتذہ کا اس

---

[1] محمد بن عبدالوہاب کے والد اور بھائی کے متعلق وہابیوں کو مولوی شریف اشرف لائل پوری رقمطراز ہیں کہ آپ کے والد ماجد عبدالوہاب بن سلیمان، عیینیہ کے قاضی تھے (باقی اگلے صفحہ پر)

کی بے دینی، گمراہی اور کجروی کی مذمت اور عقائد باطلہ کی تردید کرنے اور اس کے متبعین کو جہالت کا پتلا قرار دینے کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

وَكَانَ اَبُوْهُ وَ اَخُوْهُ وَمَشَايِخُهٗ يَتَفَرَّسُوْنَ فِيْهِ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْهُ زَيْغٌ وَ ضَلَالٌ لِمَا يُشَاهِدُوْنَهٗ مِنْ اَقْوَالِهٖ وَ اَفْعَالِهٖ وَ نَزْعَاتِهٖ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ وَ كَانُوْا يُوَبِّخُوْنَهٗ وَيُحَذِّرُوْنَ النَّاسَ مِنْهُ فَحَقَّقَ اللّٰهُ فِرَاسَتَهُمْ فِيْهِ لَمَّا ابْتَدَعَ مَا ابْتَدَعَهٗ مِنَ الزَّيْغِ وَالضَّلَالِ الَّذِيْ اَغْوٰى بِهِ الْجَاهِلِيْنَ وَخَالَفَ فِيْهِ اَئِمَّةَ الدِّيْنِ وَ تَوَصَّلَ بِذٰلِكَ۔

اس کے باپ، بھائی اور اُستاد اس میں فراست سے معلوم کرتے تھے کہ عنقریب اس سے گمراہی اور کجروی کا ظہور ہوگا۔ جو کہ انہوں نے اس کے اقوال افعال اور کثیر مسائل میں جھگڑا کرنے کی بنا پر مشاہدہ فرمایا تھا۔ وہ اس کو ڈانٹتے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی گمراہی اور بے دینی سے ڈراتے تھے۔ انہوں نے اپنی فراست سے جو کچھ معلوم کیا تھا، اللہ تعالےٰ نے اُسی طرح ثابت کر دیا۔ اس نے اپنی گمراہی اور کجروی سے جاہلوں

(بقیہ صفحہ) اور بہت بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے محمد بن عبدالوہاب کے بڑے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب حریملا کے قاضی اور بہت بڑے عالم تھے۔ (مجموعۃ التوحید مشاہ محمد شریف اشرف (وہابیہ احمد عبدالغفور عطار اپنے فرقہ کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے والد کے متعلق لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالوہاب باوقار پُر رعب اور متواضع عالم تھے عقیدۃً سلفی اور مذہباً حنبلی تھے۔ فقہ و حدیث، تفسیر علوم قرآن اور علوم عربیہ میں ممتاز تھے۔ اور ان علوم میں طالب علموں کو اپنے مکان پر اور مسجد میں درس بھی دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کے علم و خلق سے توشہ جمع کرنے کے لیے بہت بڑی تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ شیخ عبدالوہاب نے بھی فقہ وغیرہ میں چند رسائل تالیف کیے ہیں۔ اور فقہ حنبلی اور تفسیر میں چند کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ (محمد بن عبدالوہاب ص۳۲)

(فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

اِلٰی تَکْفِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ کو گمراہ کیا۔ اس نے اس معاملہ میں آئمہ دین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی تکفیر کی۔ (فتنۃ الوہابیہ ص۶۶ مطبوعہ استنبول)

ابن عبدالوہاب نجدی علیہ ما علیہ کے اُستاذ کی وصیت اور فتوے

علامہ احمد بن ذینی علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی علیہ ما علیہ کے استاذ کی نصیحت اور ان کا فتویٰ ان الفاظ میں درج فرمایا ہے:

وَمِمَّنْ اَلَّفَ فِی الرَّدِّ عَلٰی ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ اَکْبَرَ مَشَائِخِهٖ وَهُوَ الشَّیْخُ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ کُرْدِیْ مُؤَلِّفُ حَوَاشِیْ شَرْحِ ابْنِ حَجَرٍ فَقَالَ مِنْ جُمْلَةِ کَلَامِهٖ یَا ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ اِنِّیْ اَنْصَحُكَ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَنْ تَکُفَّ لِسَانَكَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (فتنۃ الوہابیہ ص۶۹)

ابنِ عبدالوہاب کے اساتذہ میں سے جنہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ شیخ محمد سلیمان کردی جو کہ حواشی شرح ابن حجر کے مؤلف ہیں۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے اے ابنِ عبدالوہاب میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے لیے تو اپنی زبان کو مسلمانوں کے متعلق (فتوے کفر لگانے سے) روک۔

بعد ازیں فرماتے ہیں:

"جو غیر اللہ کی تاثیر کا عقیدہ رکھے تو اس کے متعلق کفر کا عقیدہ رکھتا ہے اور غیر اللہ کی تاثیر کی ممانعت کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ غیر اللہ کی تاثیر کے عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہنے کی بجائے اس حقیقت کا جو انکار کرے وہی کافر ہوگا۔ نہ کہ سوادِ اعظم (اہلسنت وجماعت)

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ہ

کے کہ حق راستہ اُس پر کُھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی جگہ بُری پلٹنے کی۔ (پ ۵ ع ۱۴)

شیخ الوہابیہ نجدی کے متعلق اُس کے بھائی شیخ سلیمان کا بیان

شیخ الاسلام والمسلمین علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق اس کے بڑے بھائی شیخ سلیمان کا بیان بھی درج کیا ہے۔ اُس کو پیش کرنا ناظرین کے لیے فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ شیخ الوہابیہ سے اس کے بڑے بھائی سلیمان نے بالمشافہ گفتگو کرتے ہوئے اُس سے پوچھا؛

كَمْ اَرْكَانُ الْاِسْلَامِ فَقَالَ خَمْسَةٌ فَقَالَ اَنْتَ جَعَلْتَهَا سِتَّةً اَلسَّادِسُ مَنْ لَمْ يَتَّبِعْكَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ هٰذَا عِنْدَكَ رُكْنٌ سَادِسٌ لِلْاِسْلَامِ۔

اسلام کے ارکان کتنے ہیں۔ تو اُس نے کہا پانچ۔ تو اُنہوں نے فرمایا تو نے چھ کر دیئے ہیں۔ جو شخص تیرا اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے نزدیک اسلام کا چھٹا رکن ہے۔

(الدرر السنیہ ص۳۹۔ رسالۃ السیفین فی الرد علی المبتدعین ص۷ مطبوعہ مصر، نور الیقین فی مبحث التلقین ص۷ مطبوعہ استنبول)

عُلماء ازہر میں سے ابن الحاج محمد عبدالرحمٰن شافعی علیہ الرحمۃ نے امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی سے اور اُس کے متبعین کے عقائد اور نظریات کو سراپا گمراہی اور ضلالت قرار دیتے ہوئے جملہ مسلمانوں کو ان سے بچنے اور ان سے دُور رہنے کی نصیحت اس طرح فرماتی ہے۔

وہابیوں کے عقائد سے بچنے کی نصیحت

قَدْ قَامَ الْوَهَّابِيُّوْنَ النَّجْدِيُّوْنَ وَاَشْيَاعُهُمُ الْجَاهِلُوْنَ فِيْ زَمَانِنَا هٰذَا بِنَشْرِ الْفِتْنَةِ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَاِنْكَارِ مَا عَلَيْهِ عَمَلُ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا بَيَانُ اَصْلِهِمْ وَالسَّبَبِ الدَّاعِيْ اِلٰى اِبْتِدَاعِهِمْ كَمَا شَرَعْنَا بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ فِيْ تَالِيْفِ كِتَابٍ لِلرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَتَزْيِيْفِ جَمِيْعِ مَبَادِئِهِمْ سَمَّيْنَاهُ بِضَلَالَاتِ الْوَهَّابِيِّيْنَ وَجَهَالَةِ الْمُتَوَهِّبِيْنَ

ہمارے اس زمانہ میں بیشک وہابی نجدی اور ان کے جاہل پیروکار دینِ اسلام میں ہر جگہ فتنوں کے پھیلانے کے لیے پیدا ہوتے ہیں نیز جلیل المرتبت آئمہ اعلام کا جن مسائل پر عمل تھا اُن مسائل کا انکار کرنے پر قائم ہیں۔ ان وہابیوں کی اصلیت کا بیان کرنا ہم پر واجب ہو چکا ہے نیز اس بدعت کی طرف ان کو رغبت دلانے والے حقائق کا بیان کرنا بھی ہم پر ضروری ہو گیا ہے جیسا کہ ہم نے اللہ تعالٰی کی توفیق سے ان کی تردید میں تالیف کردہ کتاب مسمٰی ضلالات الوہابیین وجہالۃ المتوہبین میں اس کی تشریح کی ہے۔ (رسالۃ السنین ص۲ نور الیقین ص۳)

علامہ سید علوی بن احمد بن حسن بن القطب السید عبد الحداد علوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب جلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوام میں جو ابن عبد الوہاب کے رد میں ضخیم کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ مغرور محمد بن عبد الوہاب قبیلہ تمیم سے ہے۔ تو احتمال ہے کہ وہ ذوی الخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو قرآن پاک پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ دین میں سے یوں نکل

جائیں گے۔ جیسے کمان سے تیر۔ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔ اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پاؤں تو قومِ عاد کی طرح قتل کر ڈالوں۔ چنانچہ یہ خارجی اہلِ اسلام کو قتل کرتا تھا اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیتا تھا۔

سید علوی الحداد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں خیر اُمت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی زیارت کے لیے طائف پہنچا تو علامہ طاہر سنبل حنفی بن علامہ شیخ محمد سنبل شافعی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس طائفہ کے رد میں ایک کتاب الانتصار الاولیاء الابرار تالیف کی ہے۔ اُمید ہے کہ جس شخص کے دل میں بدعت نجدی داخل ہو چکی ہے اُس کی فلاح کی اُمید نہیں کیونکہ بخاری کی حدیث ہے کہ وہ دین سے علیٰحدہ ہو جائیں گے پھر رجوع نہ کریں گے۔ (الدرر السنیہ ص)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں اسلاف کی کتب

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں

سلف صالحین نے کئی کتب تحریر فرمائیں جیسا کہ شیخ الاسلام مفتی حرم علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

کثیر من العلماء من اھل المذاھب اربعۃ للرد علیہ فی کتب مبسوطۃ	مذاہب اربعہ کے بہت سے علماء نے کتب مبسوطہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا رد لکھا۔

(الدرر السنیہ ص۴۲ مطبوعہ ترکی)

نجدیوں کے باطل اور فاسد عقائد کا رد!

دیوبندیوں کے مولوی بہاؤ الحق قاسمی نے بھی نجدیوں کے باطل اور فاسد عقائد کا بزرگانِ دین سے تردید کرنے کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے کہ:

"نجدیوں کے باطل اور فاسد عقائد اس قدر واضح ہیں کہ بڑے بڑے

اکابر علماء و محدثین ان کی تردید میں کتابیں تحریر فرما چکے ہیں۔ خود شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب کے بھائی تحقیقی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب اپنے گمراہ بھائی کی تردید کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن آج تک نجدیوں کے ہندوستانی چیلے یہی کہتے رہے کہ جن عقائد کو نجدیوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ ان سے بری الذمہ ہیں مگر باطل پر کب تک پردہ رہ سکتا ہے۔ قدرت نے خود نجدیوں کے ہاتھوں اُس کو چاک کرایا۔

آنکھ دیکھو اپنا سا منہ لے کے رہ گئے!
نجدی کو دل نہ دینے پر کتنا غرور تھا

(فتنۂ نجدیت کے ڈھول کا پول ص ۱۲)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے چند کتابوں کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوھابیۃ الظاھریۃ	از علامہ شیخ ابراہیم السمنودی المنصوری۔
(۲) البراھین الساطعۃ فی رد بعض البدع الشائعۃ	از علامہ شیخ سلامۃ العزامی
(۳) جلاء الظلام فی رد علی النجدی الذی اضل العوام	از علامہ سید علوی الحداد
(۴) اوراق البغدادیہ فی الحوادث النجدیہ	از علامہ سید ابراہیم الراوی الرفاعی

لہ وہابیہ کے مولوی وحید الزمان نے بھی اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے حاشیہ پر بھی سلیمان بن عبدالوہاب کا اس کا رد کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

(۵) سیف الابرار علی المسلول الفجار — از علامہ عبدالرحمٰن سلہٹی

(۶) الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ — از حکیم الامت خواجہ محمد حسن جان نقشبندی

(۷) الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ — از علامہ احمد بن زینی دحلان مکی۔

(۸) فتنۃ الوہابیہ — از علامہ احمد بن زینی دحلان مکی

(۹) رسالۃ السنیین فی الرد علی المبتدعین — از علامہ شیخ مصطفیٰ اکریمی

(۱۰) الفجر الصادق فی الرد علی منکری التوسل والکرامات والخوارق — از علامہ جمیل افندی

(۱۱) التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجہلۃ الوہابیین — از علامہ ابوحامد بن مرزوق

(۱۲) الصواعق الالٰہیۃ فی الرد علی الوہابیۃ — از علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب

(۱۳) النقول الشرعیۃ فی رد علی الوہابیۃ — از علامہ شیخ مصطفیٰ بن احمد شطی حنبلی دمشقی

(۱۴) انتصار الاولیاء الابرار — از علامہ شیخ طاہر سنبلی حنفی

(۱۵) ضلالات الوہابیین وجہالۃ المتوہبین — از علامہ عید ابن الحاج

پاک و ہند میں حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، امام المحققین، علامہ شاہ فضل حق خیرآبادی سیف اللہ المسلول، جامع معقول ومنقول، فخر العلماء علامہ شاہ فضل رسول بدایونی۔ اعلیٰحضرت، امام اہلسنت، مجدد

دین وملت، علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی، تاجدارِ اہلسنت، محدثِ زماں علامہ قطب الدین دہلوی مصنف مظاہر حق دہلوی۔ سند المفسرین، عمدۃ المحققین، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰحضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی۔ امیر ملت، سرمایۂ اہلسنت، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری۔ شیر بیشۂ اہلسنت، مجاہدِ اسلام حضرت علامہ حشمت علی لکھنوی، پاسبانِ اہلسنت، ضیغمِ اسلام علامہ وصی احمد محدث سورتی۔ فقیہ اعظم، امام العلماء علامہ امجد علی قادری رضوی صاحب بہارِ شریعت۔ امامِ اہلسنت شیخ طریقت علامہ غلام دستگیر قصوری، اجمل العلماء، بدر الفضلاء علامہ حکیم محمد اجمل خاں سنبھلی۔ زبدۃ المحدثین، استاذ الاساتذہ علامہ سید دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری۔ فقیہ الاعظم، سراجِ اہلسنت علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی۔ قاطع نجدیت، فخرِ اہلسنت، علامہ حافظ محمد امام الدین قادری کوٹلوی۔ فقیہ دوراں، شیخ العلماء حضرت علامہ نبی بخش صاحب حلوائی لاہوری۔ امام المناظرین، شیرِ اہلسنت علامہ محمد نظام الدین قادری سروری ملتانی ثم وزیر آبادی۔ محدثِ اعظم پاکستان، نائبِ اعلیٰحضرت علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی لائل پوری رئیس المناظرین، ترجمانِ اہلسنت علامہ محمد عمر اچھروی۔ مفسر قرآن، حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں بدایونی گجراتی علیہم الرحمہ وغیرہم علمائے محققین نے وہابیہ نجدیہ کے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ کی تردید میں مدلل بہت سی کتابیں تصنیف فرما کر عرب و عجم کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔

اسی وجہ سے ایک دور میں مکہ مکرمہ کی حکومت وہابیہ فرقہ کے سخت مخالف تھی۔ جس کا تذکرہ ممدوح الوہابیہ والدیابنہ ابوالکلام آزاد اس طرح کرتے ہیں۔

مکہ میں علماءِ وہابیہ نجدیہ پر قیامت

ابوالکلام آزاد اپنی کتاب "آزاد کی کہانی اس کی اپنی زبانی" میں رقمطراز ہیں کہ:

"اس زمانے میں گورنمنٹ کو جس کسی پر وہابی ہونے کا شبہ ہو جاتا فوراً آگرفتار کرتی۔ مقدمہ چلاتی۔ پھانسی ورنہ کم از کم کالے پانی یا حبسِ دوام کی سزا دیتی۔ چنانچہ اس جماعت کے سینکڑوں علماء تاجر کالے پانی بھیجے جاتے تھے۔ ان کے تمام اہل و عیال بھی تباہ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ یا تو وہ بھی گرفتار ہوتے تھے۔ ورنہ جائیداد کی ضبطی کی وجہ سے خود بخود تباہ ہو جاتے۔ چنانچہ مشہور مقدمہ وہابیانِ بنگالہ اور خاندانِ صادق پور کے نتائج یہی ہوتے جو بہت متمول تھا۔"

(آزاد کی کہانی صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴)

مکہ میں وہابی مولویوں کو سزا

بدعقیدگی کی بناء پر مکہ مکرمہ میں وہابی مولویوں کو سزائیں بھی ہوئیں ان کا تذکرہ بھی مولوی ابوالکلام آزاد نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"وہابی مولوی محمد انصاری، محمد لطیف سے اور قاضی مراد کا وجوب تقلید شخصی قیام و زیارت قبور کے لیے سفر اور استمداد و توسل بالصالحین کو بدعت اور حرام کہنے پر شریفِ مکہ کا ان کو انتالیس کوڑے لگانے کا حکم دیا۔"

(آزاد کی کہانی صفحہ ۱۰۶)

مولوی نذیر حسین دہلوی

وہابیوں کے محدث اور استاد میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق بھی آزاد نے لکھا ہے کہ:

"مولوی نذیر حسین دہلوی نے جب سفرِ حج کا ارادہ کیا تو ان کو

خیال پیدا ہوا کہ مخالفینِ مکہ میں ایذا رسانی کی کوشش کریں گے۔ اس لیے علمارِ وہابیہ کے ساتھ وہابی پہلے جو سلوک ہو چکا تھا۔ اس سے باخبر تھے۔ اور اب حجاز کی یہ حالت ہو رہی تھی۔ کہ بلا تقیہ کوئی وہابی محفوظ طور پر نہ رہ سکتا تھا۔ (آزاد کی کہانی ص۱۱۹)

مولانا نذیر حسین اور مولانا تلطف حسین عظیم آبادی مع ایک اور رفیق کے گرفتار کر لیے گئے اور ایک نہایت ہی تنگ و تاریک مجلس میں قید کر دیئے گئے چند دن بعد ان کو شریف نے بلایا۔ اور جب اُنہوں نے اپنی گرفتاری کی وجہ پوچھی تو کہا تمہیں وہابی عقائد رکھنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ مکہ معظمہ اسلام کا اصلی مرکز ہے اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ فاسد عقائد رکھنے والوں کا احتساب کریں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکیں۔ (آزاد کی کہانی ص۱۲۱)

توبہ نامہ وہابیوں کے اُستاد میاں نذیر حسین دہلوی نے مکہ مکرمہ میں اپنے عقائد سے توبہ کی۔ وہ توبہ نامہ دیوبندیوں کے قاری خلیل احمد نے اپنی کتاب صاعقۃ التقلید علی الغوی العنید کے ص۲۱ پر "نقل اشتہار مکہ معظمہ" کی سُرخی سے شائع کیا ہے۔ جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

"امابعد عاجز سید محمد نذیر حسین متبع سنت والجماعت عقیدۃً و فعلاً اور اس کے خلاف جتنے مذاہب ہیں خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ وہابی سب کو بُرا سمجھتا ہوں۔ اور موافق مذہب حنفی کے فتوے دیتا ہوں۔ اور حنفی المذہب ہوں۔ وتبت مما اخطارت وصلی اللہ علٰے سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ل؎ میاں نذیر حسین دہلوی سے اکثر وہابی اکابر مثلاً حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، ثناء اللہ امرتسری، عبدالعزیز رحیم آبادی، عبداللہ غازی پوری، عبداللہ غزنوی، عبداللہ روپڑی، ابراہیم میر سیالکوٹی، محمد لکھوی وغیرہم کے اُستاد تھے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق ساکن جوناگڈھ حنفی المذہب انچہ خطا نمودم از و توبہ است مذہب وہابی باطل است الف مرۃ مذہب حنفی امام اعظم دارم۔

جب یہ اشتہار مکہ کا ہندوستان میں آیا۔ تو ان لوگوں نے توبہ سے انکار کیا۔ کہ اس اشتہار کا کیا اعتبار ہے۔ اس پر عائد کے دستخط نہ علماء کی مہریں۔ اگر سند بمواہیر علماء کے مزین ہوں تو ہم بھی پچاس روپے خرچ راہ دیں۔ اب طالبان حق کے لیے حاجی مولوی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی مکہ مشرفہ سے توبہ نامہ کو تصدیق کرا کر علماء کے مکہ سے لائے معہ مواہیر و دستخط کے تا کہ حق اور باطل معلوم ہو جائے اور شہر بمبئی میں اشتہار طبع ہو کر مشتہر ہوا۔

انتخاب اشتہار نقل کرتا ہوں۔ فی الحقیقت مولوی نذیر حسین و مولوی سلیمان کی ذلت بہت ہوئی۔ اور توبہ کی مذہب وہابیت سے مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ فقط۔

محمد عبداللہ۔ محمد رحمت اللہ المدرس فی المدارس الہندیہ

جناب شیخ محمد حسین صاحب مشائخ الہند کے پاس نوشتہ دست خاص مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے رفیقوں کا بچشم خود دیکھا۔

کتبہ فقیر لاشی ابوالقاسم محمد عبدالغنی نقشبند بہاری فقط عبدالحمید من مدرسی المسجد الحرام فقط قد صار کل ما ذکر کما ہو امشروح الملاہ فی السادس والعشرین من ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ کتبہ المرتجی من ربہ الغفران احمد بن زینی دحلان رئیس المدرسین و مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیہ کان اللہ لہ۔ احمد دحلان فقط شیخ المشائخ طائفہ اہل السند و الہند بمکۃ۔ محمد حسین۔ میرداد عبداللہ مہر۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب۔ شیخ محمد ابوسعید ابصیل المدرس فی المسجد الحرام۔ محمد ابوسعید ابصیل۔

وہابیوں کے ظلم و ستم کی کہانی
اور شقاوتِ قلبی کی نشانی

مذہبِ نامہذب وہابیت کے بانی اور نام نہاد موحّد اور تحریکِ جہاد کے علمبردار محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے متبعین نے نہ کبھی کفار اور مشرکین سے جہاد کیا۔ نہ ہی کسی بُت خانہ کو پاش پاش کیا بلکہ ان کے مذہب میں جہاد صرف اور صرف مرسلین، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کے متعلق نہایت نازیبا حملے کرنا اور مزاراتِ مقدسہ اور مشاہد مبارکہ کو شہید اور مسمار کرنا ہے نیز عشاقِ رسول، معتقدینِ اولیاء کاملین پر ظلم و ستم بلکہ ان سے قتل و جدال رکھنا ہے۔ اور اسی طریق کار سے ان کی شقاوتِ قلبی عیاں ہوتی ہے۔ ان کی شقاوتِ قلبی اتنی حد تک پہنچ چکی ہے کہ حرمین شریفین پر بھی حملہ کرنے سے باز نہ آئے۔ ان کے ظلم و ستم کی انتہا کا یہ حال ہے کہ انہوں نے شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سینوں پر ہی ذبح کر دیا۔ شعائر اللہ کی عظمت ان کے دل سے اس حد تک ختم ہو چکی تھی کہ قرآنِ کریم اور کتبِ احادیثِ نبوی کو انہوں نے نالیوں، روڑی اور کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا۔

یہ ساری کہانی اور روئیداد سب سے پہلے شیخ الاسلام مفتی حرم شریف علامہ احمد بن زینی دحلان مکّی اور علامہ جمیل آفندی علیہما الرحمۃ کی تحریروں سے پیش کی جاتی ہے۔

شیر خوار بچوں کو ماؤں کے سینوں پر ذبح کر دینا، علامہ احمد بن زینی اور

علامہ جمیل آفندی علیہا الرحمۃ نجدیوں کے ظلم و ستم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ؛
ذلقعدہ ۱۲۱۷ھ میں نجدیوں نے طائف شریف پر قبضہ کر لیا۔

وَقَتَلُوا الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَ الْمَامُوْرَ وَالْآمِرَ لَمْ يَنْجُ اِلَّا مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَكَانُوْا يَذْبَحُوْنَ الصَّغِيْرَ عَلٰى صَدْرِ اُمِّهٖ وَغَصَبُوا الْاَمْوَالَ وَ سَبُوا النِّسَاءَ وَفَعَلُوْا اَشْيَاءَ يَطُوْلُ الْكَلَامُ بِذِكْرِهَا ۔

اور بڑے چھوٹے۔ محکوم اور حاکم سب کو قتل کر ڈالا صرف وہی بچا جس کی عمر طویل تھی۔ شیر خوار بچے کو ماں کے سینے پر ہی ذبح کر دیتے تھے۔ مال لوٹ لیے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ بہت سی ایسی حرکات کیں جن سے بہت طول ہوتا ہے۔

(الدرر السنیہ صفحہ ۴۹، الفجر الصادق صفحہ ۲۲ مطبوعہ استنبول)

قرآنِ پاک اور کتبِ احادیث کو نالیوں اور گلیوں میں پھینکنا اور عورتوں کو ننگے جسم برف میں چھوڑنا

علامہ جمیل آفندی علیہ الرحمۃ نے نجدیوں کا قرآنِ پاک اور کتبِ احادیث کو نالیوں میں پھینکنے۔ عورتوں اور مردوں کو قتل کرنا اور مال لوٹ لینے کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

وَجَدُوْا جَمَاعَةً يَتَدَارَسُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَقَتَلُوْهُمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ وَلَمَّا اَبَادُوْا مَنْ فِي الْبُيُوْتِ جَمِيْعًا خَرَجُوْا اِلَى الْحَوَانِيْتِ وَالْمَسَاجِدِ وَقَتَلُوْا مَنْ فِيْهَا وَقَتَلُوا الرَّجُلَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ حَتّٰى اَفْنَوُا الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ذَالِكَ

اور ایک جماعت کو قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ تو انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ جو لوگ گھروں میں تھے ان سب کو قتل کر دیا۔ دکانوں اور مسجدوں کی طرف نکلے اور جو ان میں تھے۔ ان کو بھی قتل کر دیا۔ انہوں نے مسجد میں ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ صرف بائیس ۲۲ تیئس ۲۳ آدمی رہ گئے۔ انہوں نے

البلد ولم يبق فيه الا قدر
نيف وعشرين رجلا تمنعوا
في بيت المفتي بالرصاص ان
يصلوهم وجماعة في بيت
الفعر قدر المأتين و
وسبعين قاتلوهم يومهم
ثم قاتلوهم في اليوم الثاني
والثالث حتى راسلوهم با
لامان مكرا وخديعة فلما
دخلوا عليهم واخذوا منهم
السلاح قتلوهم جميعا واخرجوا
غيرهم ايضا بالامان والعهود
الى وادي وج وتركوا هنالك
في البرد والثلج حفاة عراة مكشو
في السوآت هم ونساءهم من
مخدرات المسلمين ونهبوا الاموال
والنقود والاثاث وطرحوا الكتب
على البطاح وفي الازقة والاسواق
تعصف بها الرياح وكان فيها
كثير من المصاحف ومن
نسخ البخاري ومسلم وبقية كتب
الحديث والفقه وغير ذالك
تبلغ الوفا ثم اخرجوا البيوت

مضبوط قلعہ میں پناہ لی۔ ایک جماعت
نے جو کہ دو سو ستر افراد پر مشتمل تھی نے
بھی ایک گھر میں پناہ لی تھی۔ انہوں نے
ان کے ساتھ لڑائی کی۔ پھر ان سے
دوسرے اور تیسرے دن بھی لڑے
حتیٰ کہ انہوں نے مکر و فریب سے پناہ
دے دی۔ پھر اُن کے پاس آئے تو
ان سے ہتھیار لے کر اُن سب کو قتل
کر دیا۔ اور ان کے علاوہ جو تھے ان
کو وادیٔ وج کی طرف نکال دیا۔ ان
کو اور ان پردہ نشین عورتوں کو وہاں
برف اور سردی میں ننگے جسم چھوڑ دیا۔
ان کے مال۔ نقدی اور دیگر اثاثے لوٹ
لیے۔ اور انہوں نے کتابوں کو نالیوں
گلیوں اور بازاروں میں پھینک دیا۔ ان
کتابوں میں بہت سے قرآنِ پاک کے
نسخے تھے۔ اور بخاری شریف و مسلم
شریف کے نسخے تھے۔ احادیث
اور فقہ کی باقی اور کتابیں بھی تھیں۔ جن
کی تعداد ہزاروں تک تھی۔ پھر انہوں
نے گھروں کو تباہ و برباد کر دیا۔
(الفجر الصادق ص۲۱ مطبوعہ استنبول)

وَجَعَلُوْهَا قَاعًا صَفْصَفًا وَكَانَ ذَالِكَ بِسَنَةٍ ۱۲۱۷

طائف میں نجدیوں نے جو انسانیت سوز اور وحشیانہ طریق اختیار کیا تھا اُس کی مکہ مکرمہ سے ہندوستان میں سنٹرل خلافت کمیٹی کو جو رپورٹ آئی وہ بھی قابلِ مطالعہ ہے۔

نجدیوں کے وحشیانہ سلوک سے متعلق مکہ مکرمہ سے ٹیلیگرام آنا

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزارِ مبارک کو پھونک دینا

سنٹرل خلافت کمیٹی کو مکہ مکرمہ سے وہابیوں کا شہر طائف کے مسلمانوں پر انسانیت سوز وحشیانہ سلوک سے متعلق جو ٹیلیگرام آیا۔ اُس کو سنٹرل خلافت کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں درج کیا ہے۔ وہ تار درج ذیل ہے۔

مکہ۔ ۱۱ ستمبر۔ باشندگانِ مکہ معظمہ آج کعبۃ اللہ کے سامنے جمع ہوئے۔ جس میں تقریباً ۲۰ ہزار مسلمان باشندگان جاوا۔ ہندوستان۔ سوڈان۔ ایران۔ الجیریا۔ روس شامل تھے۔ اور انہوں نے متفقہ طور پر مہذب دُنیا کو یہ بتایا کہ وہابیوں نے شہر طائف پر حملہ کیا۔ اور فوجِ ہاشمی نے بڑی بے جگری سے ان کا مقابلہ کیا۔ باشندگانِ مکہ اور حکومتِ ہاشمی نے جس کی حمایت عام طور پر کی جا رہی ہے ہر ممکن کوشش اس امر کی ہے کہ بیگناہ باشندگان اور غیر ملکیوں کو بچایا جائے۔ لیکن وہابیوں نے بجائے اس کے کہ وہ باقاعدہ طریقہ پر قبضہ کرتے نہایت وحشیانہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور وہاں کے باشندوں اور غیر ملکی رعایا پر جو وہاں مقیم تھے۔ انتہائی

ظلم کیا ہے اور جیسا کہ خود ان غیر ملکیوں سے دوستی رکھنے والی سلطنتوں کو ان تمام حادثات کی خبر دی ہے۔ (یہ واقعہ ہے کہ وہابیوں نے حضرت ابن عباس کے مزار کو پھونک دینے کے بعد ساری آبادی کو تہ تیغ کیا ہے۔ جس میں بچے عورتیں اور بوڑھے سب شامل تھے یعنی مختصر الفاظ میں ساری رعایا اور کل غیر ملکی باشندے مارے گئے۔ اس لیے انسانیت۔ تہذیب۔ انصاف کے نام پر جس کی لیگ اقوام علمبردار ہے۔ ہم درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان مظالم کا خاتمہ کیا جائے۔ اور ان وحشیانہ حرکات کو جس سے تہذیب اور انسانیت تھراتی ہے۔ جلد سے جلد سخت ترین کارروائی کر کے ختم کیا جائے۔ (۱۰ ستمبر ۱۹۲۴ء)

عبدالغفار المدنی، عبدالسلام غانی (؟) ابن قاری عبداللہ مرزوق سوڈانی، موتادی بدرالدین، ہدایت اللہ آذربائیجانی، مولانا غفار بن قرلب، مولانا محمد داؤدی الداغستانی، احمد بن محمد اناوانی ابوالجوالالی محمد عبداللہ بن زیدان الشتکینی، محمد حبیب اللہ شوکتی، عمر تونسی المراکشی، محمد مختار بن عاطرتی ناظم الدولہ ایرانی محمد بن عبدالکریم، محمد مطار بن سلطانی، محمد بن اسماعیل خلفلانی، عبداللہ بن یعقوب ابن صبح سماری، ایک بخاری عبدالغنی، بدرالدین، محمد عارف، محمد مظہر ابوطالب۔

(نوٹ) تار فرانسیسی زبان میں تھا اس لیے بہت سے نام صاف پڑھے نہیں گئے۔ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ص ۵)

مکہ مکرمہ اور طائف پر حملہ تباہی کے اقدام اور دعوتِ وہابیت قبول نہ کرنے پر جبر کرنا

وہابیوں کے سردار نواب صدیق حسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ: عبدالعزیز نے دوسرے

سال ایک لشکر طیار کر کے طائف کو بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و قمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کی طرح وہاں بھی قتل عام کیا۔ اور اموال ان کے لوٹ لیے اور اسی سال میں قنفذہ کو جو سات دن کی راہ پر جدہ سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ فتح کیا اور ۱۸۰۳ء میں عبدالعزیز نے ایک لشکر وہابیوں کا طیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اس کا مقدمۃ الجیش بنایا۔ اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ لشکر مکہ میں پہنچا۔ اس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اس کے حصار کا محاصرہ کیا۔ اہل مکہ کا توشہ تمام ہوا۔ ناچار انہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ وہاں کے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا۔ اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو لوگوں پر جبر کیا۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۴-۳۵)

جاہل اور اکھڑ وہابی

سردار محمد حسن بی اے لکھتے ہیں کہ "وہابی کیونکہ اکھڑ بدوں اور جاہل عرب تھے۔ اس لیے رفتہ رفتہ اس قدر متعصب ہو گئے کہ ترک مسلمان کی جان لینے کو عین ثواب اور خدمت دین جانتے تھے۔ عام مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے۔ اور ان کے خلاف جنگ و پیکار کو جہاد کہتے تھے۔ (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص ۴۶)

وہابیوں نے کفار کی خونریزی نہیں بلکہ مسلمانوں کا ہی قتل و غارت کیا ہے

اس حقیقت کا اعتراف ہندوستان کی مرکزی وفد خلافت ۱۹۲۶ء کی رپورٹ میں درج ہے کہ:

"قوم نجد کو ایک صدی سے زیادہ یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں۔ اور نجدیوں کی گذشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے۔ جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر حجاج کو مشرک کہہ دیتے تھے۔ سلطان عبدالعزیز کی تمام تر قوت یہی (نجدی) لوگ ہیں۔ اور ان کو لڑائی پر اسی طرح آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ اس

ملک گیری کی جنگ کا نام جہاد رکھا جاتا ہے۔ اور جس ملک کو چھینا ہو اُس کے لوگوں کو مشرک کہا جاتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ جو حجاج مقامِ ابراہیم کی جالی کو یا اس کے قفل یا کنڈوں کو چھوتے تھے۔ ان کو بید سے مارا جاتا تھا۔ اور اَنْتَ مُشْرِكٌ کہا جاتا تھا۔ جو حجاج جنت المعلیٰ میں زیارتِ قبور کو جاتے تھے۔ ان میں اکثر پٹ کر آتے تھے۔

رپورٹ میں وفد نے مذہبی تعصب کا ذکر کرتے ہوئے اس کا بھی اظہار کیا ہے کہ تمام اسلامی دنیا نجدیوں کی ہم عقیدہ نہیں ہے۔

(مسئلہ حجاز رپورٹ وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء ص۱۰۵)

مکہ مکرمہ پر حملہ

سردار محمد حسن بی اے مؤرخ لکھتے ہیں کہ: سعود جو اس وقت رسوائے عالم ہو چکا تھا۔ حجاز کی طرف بڑھا اور لگے ہاتھوں طائف پر قابض ہو گیا۔ اور وہاں سے گرد و نواح میں افواج بھیجنے لگا۔ شریف کے پاس کوئی قابلِ ذکر فوج نہ تھی۔ مقابلہ کی تاب نہ لا کر جدہ چلا گیا۔ اپریل ۱۸۰۳ء میں سعود بلا مزاحمت مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا۔ وہابی مدت سے اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ اصل اصلاح مکہ سے کی جائے گی۔ اور ہر وہ چیز جس میں کفر و شرک کا شائبہ پایا جاتا ہو فنا کر دی جائے گی۔ چنانچہ اب مقدس مزارات توڑ پھوڑ دیئے گئے۔ زیارت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی۔ حرمِ کعبہ کے غلاف پھاڑ دیئے گئے۔ وہابیوں کے معتقدات کے مطابق جس قدر شعائر یا رسومات قرآن و سنت کے خلاف تھیں۔ یک لخت ممنوع قرار دی گئیں۔ (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۸)

حرم شریف کے مقدس مقامات کو تباہ و برباد کرنا

سردار محمد حسن بی اے ہی مزید وہابی بادشاہوں کا مکہ مکرمہ میں ظلم و تشدد کے کارناموں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں کہ:

"یہ واقعہ ہے کہ سلطان ابن سعود کے احکام اس وقت اہالیانِ مکہ کے کام آئے شہر میں قتل و غارت نہ ہوا۔ طائف

کے کشت و خون کے متعلق انگریزوں[1] نے زبردست احتجاج کیا تھا اور سلطان ابن سعود نے ارادہ کر لیا تھا کہ حجاز کے متعلق بقیہ کارروائیاں اس کی ذاتی نگرانی کے ماتحت ہوں۔ چنانچہ شہر میں امن و امان کا اعلان کر دیا گیا۔ اور سلطان ابن بجاد شیخ عظ عظ نے عارضی طور پر شہری نظم و نسق سنبھال لیا۔ لیکن امن و امان قائم ہو جانے کے باوجود خوام بپھرے ہوئے تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ مکہ کے مشرکین[2] کی جانیں بچ جائیں تو بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کر دیئے جائیں گے اور مساجد کی آرائشیں ضائع کر دی جائیں گی۔ کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے چنانچہ حرم کے تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے تھے۔ آن کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عالم اسلام میں غصہ و اضطراب کی لہر اٹھی۔
(سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۱۵۵)

سنہ ۱۸۰۳ء کو سعود[3] بن عبد العزیز ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ

۱۔ انگریز عیسائیوں نے احتجاج کیا مگر وہابیوں کو کوئی شرم و غیرت نہ آئی حالانکہ وہ صرف اپنے آپ کو ہی مسلمان سمجھتے ہیں۔

۲۔ مشرکین وہابیوں کے نزدیک یارسول اللہ کہنے والے۔ باذن اللہ انبیاء۔ اولیاء کو مددگار سمجھنے والے اہل سنت و جماعت حضرات ہیں۔

۳۔ علامہ محمد عبد الرحمن صاحب سلہٹی علیہ الرحمۃ نے سعود بن عبد العزیز کے متعلق لکھا ہے کہ: كَانَ اِبْنُ السَّعُوْدِ كَبِيْرُ الْوَهَّابِيَّةِ مُلْحِدًا قَدْ سَوَّلَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ وَكَانَ يَغْلِقُ الْحُجَّاجَ وَيُرَوِّعُ الْعِبَادَ وَيَقْطَعُ الطُّرُقَ۔ ابن سعود وہابیوں کا سردار ملحد تھا۔ بے شک نفس امارہ اس پر غالب آ چکا تھا۔ حاجیوں کو روکتا تھا۔ لوگوں کو ڈراتا تھا۔ راستوں پر ڈاکے مارتا تھا۔ (سیف الابرار علی سیف المسلول الفجار ص۳)

میں داخل ہوا۔ تاآنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے گئے کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے اور مجاور قتل بھی کیے گئے اور حرم کے غلاف پھاڑ دیئے۔

(سوانح سلطان ابن سعود ص۱۴ محمد بن عبد الوہاب ص۴۲)

غیر مقلدین کے قاضی شوکانی کے شاگرد محمد بن ناصر حازمی سے لکھتے ہیں کہ:

"محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لڑکے عبد اللہ کے عہد میں محرم کی آٹھویں تاریخ ۱۲۱۸ھ میں ہفتہ کے روز صبح کے وقت حرم شریف پر انہوں نے حملہ کیا تھا۔"

(ابجد العلوم ص۸۷ بحوالہ شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص۲۲)

مکہ مکرمہ میں قتال قیامت تک حرام ہے

سرور کائنات مفخر موجودات باعث تخلیق کائنات منبع کمالات خلاصہ موجودات مختار شش جہات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

انہ لم یحل القتال فیہ لاحد قَبلِی وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِنْ نَھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

مجھ سے پہلے حرم مکہ میں کسی کے لیے قتال نہ ہوا۔ اور میرے لیے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا حلال نہ ہوا پس اللہ تعالےٰ کے حرام ٹھہرانے سے حرم مکہ میں قیامت تک قتال حرام ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۲۳۷، ۲۳۸)

مکہ مکرمہ میں ہتھیار اٹھانا منع ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدِکُمْ

میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ انہوں نے فرمایا تم میں سے

اَنْ یَّحْمِلَ بِمَکَّۃَ السِّلَاحَ۔ کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہتھیار اُٹھا لے۔
(مشکوٰۃ شریف ص۲۳۷ صحیح مسلم شریف)

قارئینِ کرام! اللہ تعالےٰ اور اُس کے پیارے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت تک حرم شریف میں قتل و قتال کو حرام قرار دیا مگر وہابیوں نے اللہ تعالےٰ اور رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی صریح مخالفت کرتے ہوئے حرم شریف میں قتل و قتال کیا۔

اب خود اندازہ لگا لیجئے کہ یہ وہابی مذہب کہاں تک اللہ تعالےٰ اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمودات پر عمل پیرا ہے۔ اور ان کے ارشادات کی تبلیغ کرتا ہے۔

مکہ مکرمہ کے علاوہ وہابیوں نے مدینہ منورہ پر بھی حملہ کیا۔ اور مقاماتِ مقدسہ اور مزارات کو منہدم کر دیا۔ روضۂ نبوی کی زیارت کرنے والوں پر تشدد کیا۔ یہاں تک کہ گنبدِ خضرا کو منہدم کرنے کا بھی ارادہ کر لیا۔ ان سب کا ثبوت وہابیہ کی ہی مستند کتب کے حوالہ جات سے پیش کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ پر حملہ

وہابیہ نجدیہ کے مؤرخ مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب حیاتِ طیبہ میں لکھتا ہے کہ:

"سعد بن عبدالعزیز نجدی ۱۸۰۳ء کے آخر میں مدینہ منورہ پر قابض ہوا۔ تو اُس نے مدینہ منورہ کے اور مقبروں سے گزر کر خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبرِ مقدس پر پڑی رہتی تھی"۔

(حیاتِ طیبہ ص۳۸۵ سطر ۱۲ تا ۱۵ مطبوعہ لاہور)

وہابیوں کی گنبدِ خضریٰ پر گولہ باری

سردار محمد حسن مؤرخ لکھتے ہیں کہ اگست میں نجدی افواج مدینہ کی

طرف بڑھیں۔ اسی مہینے کی پچیس تاریخ کو امیر علی کے حکام نے انقصائے عالم میں یہ خبر مشہور کر دی کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس مرقد پر نجدی گولہ باری کر رہے ہیں۔ نجدیوں کی طرف سے تردید تو شائع ہوئی لیکن بعد از وقت پہنچی۔ مسلمانوں میں پھر غیظ و غضب برپا ہوا۔ مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوتے۔ فرداً فرداً مسلمان بھی روضۂ مسلم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کے لیے کوشش کرتے رہے۔ ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا ۱۹۲۵ء کے آواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے کی گنبد میں پانچ گولیاں لگی ہیں۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۱۵۷)

مجتہد الوہابیہ نواب صدیق حسن کی گواہی

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کے مجتہد نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی لکھتے ہیں کہ:

"سعود نے مزارِ مقدسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا۔ اور اس کے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر رعیہ کو لے گیا۔ بعضوں نے کہا کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لے گیا۔ اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا۔ اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب کو حاکم کیا۔ اور لوگوں کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانے کا قصد کیا۔ مگر اس امر کا مرتکب نہ ہوا۔ اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے۔"

(ترجمان الوہابیہ ص۳۶)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مزاراتِ مقدسہ کو تلف کرنے کا عہد لینا

روحانی ابو الوہابیہ

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے پہلے ہمخیال عثمان بن معمر والی عیونیہ سے مزاراتِ مقدسہ کو تلف کرنے کا عہد لیا تھا۔ جس کا تذکرہ سوانح حیات سلطان ابن سعود کے مصنف سردار محمد حسنی نے اس طرح کیا ہے کہ:

"شیخ محمد بن عبدالوہاب کا پہلا قابلِ ذکر ہمخیال عثمان بن معمر والیئے عیونیہ تھا۔ شیخ نے اس سے حلف لیا کہ وہ ان مزاروں اور متعلقات کو تلف کرنے میں امداد دے گا۔ ابنِ معمر نے قبول کیا۔ دونوں ہم مشورہ ہو کر جلیلہ گئے۔ یہاں چند صحابیانِ رسول صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزارات تھے۔ دونوں نے مزارات مسمار کر دیئے۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۱۸)

مزارات کو مسمار اور تلف کرنا ہی دراصل تحریکِ وہابیت کا ایک عظیم مقصد ہے جس کی تصدیق وفد خلافت کی رپورٹ میں بھی کیا ہے جو کہ درج کی جاتی ہے۔

وفدِ خلافت کے اراکین کے سامنے | تحریکِ وہابیت کا مقصد مزارات کو مسمار کرنا تھا

دوسری ملاقات میں سلطان ابن سعود نے کہا کہ:

"ہماری قوم کے متعصب قبائل نے ہم کو دھمکی دے کر لکھا ہے کہ ہم نے حجاز میں جہاد اس لیے کیا تھا اور جان و مال اس لیے قربان کیا تھا کہ کتاب و سنت کو قائم کیا جاتے، مراسمِ شرک کا استیصال ہو۔ اس لیے جلد از جلد ان قبوں اور عمارتوں کو منہدم کر دیا جائے۔ ورنہ ہم آ کر ان کو اپنے ہاتھوں سے گرا دیں گے۔ اس بنا پر میں نے قاضی القضاۃ سے خواہش کی کہ وہ مدینہ منورہ جا کر اس کام (مزارات اور قبوں کو گرانا) کو انجام دیں۔"

(مسئلہ حجاز رپورٹ وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء ص۷)

جنت البقیع اور دیگر مقامات کے مزارات کا انہدام

وفدِ خلافت کی رپورٹ میں جنت البقیع کے مزارات کا انہدام کی سرخی دیکر لکھا ہے کہ: ۲۶ مئی کو اکبر جب ساحل پر لنگر انداز ہوا اس وقت سب سے پہلی جو وحشتناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ جنت البقیع اور دیگر مقامات کے مزارات کے انہدام کی تھی۔ لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا۔ اس لیے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدے دے چکے تھے۔ کہ وہ مدینہ منورہ میں تمام مبانی مآثر کو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھیں گے۔ اور ان میں کسی قسم کا تغیر روا نہ رکھیں گے جب تک کہ موتمر اسلامی کوئی آخری فیصلہ نہ کر دے۔

لیکن جدہ پہنچ کر ہم نے سب سے پہلے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز علیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی۔ تو انہوں نے مزارات کے منہدم کرنے کی تصدیق کی۔ اور فرمایا اس مسئلہ میں وہ دنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی۔ خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔

مکہ پہنچ کر جب ہم نے سلطان سے اس مسئلہ میں گفتگو کی تو انہوں نے جو جواب دیا وہ ہمیں مطمئن نہیں کر سکتا۔ اور نہ دنیائے اسلام کی اکثریت کو مطمئن کر سکتا ہے۔ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ص ۸۰)

وفدِ خلافت نے بالمشافہ ابن سعود کو مزارات مقدسہ اور مآثر کو منہدم کرنے سے باز رہنے کے متعلق متنبہ کیا مگر جھوٹے وعدے کرتا گیا۔ کہ مزارات مقدسہ کو مسمار نہیں کیا جائے گا۔ وفدِ خلافت کے اس کو اس کی وعدہ خلافی کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ابن سعود سے اراکین وفدِ خلافت کی بالمشافہ بات چیت درج کی جا رہی ہے۔

ابنِ سعود کو وفدِ خلافت کا بالمشافہ متنبہ کرنا ۳۰ مئی ۱۹۲۶ء کی صبح کو سلیمان ندوی صاحب مولانا شوکت علی صاحب، مولانا محمد علی صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب (جو کہ وفدِ خلافت کے اراکین تھے) سلطان ابنِ سعود کو ملنے گئے۔ رپورٹ میں درج ہے کہ:

"آج وفد کے ارکان نے نہایت صفائی سے (سلطان کو) اپنے خیالات پیش کیے اور مجلسِ خلافت کی تجاویز کا ذکر کیا۔ سلطان کے وعدے یاد دلائے۔ خصوصیت کے ساتھ شوکت علی صاحب نے اتحادِ اسلامی اور حجاز کے مشترک حرم کے ساتھ دُنیائے اسلام کے تعلقات کا ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ تمام مسلمان متحد و متفق ہوں۔ نہ یہ کہ ان میں مذہبی اختلاف پیدا کیا جائے۔ آپ نے قبوں مآثر اور مزارات کے انہدام کا جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام مسلمانوں میں نئے سرے سے عقائد کی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ ہم نے بڑی مشکلوں سے اپنے ملک میں ان خانہ جنگیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اور تمام اسلامی فرقوں کو ملا کر ایک متحدہ صف قائم کی ہے۔ لیکن اس طرزِ عمل سے جو آپ اختیار کر رہے ہیں ہماری قوتیں دوبارہ منتشر ہو جائیں گی۔ اور تمام دُنیائے اسلام خانہ جنگیوں کی دوسری مصیبت میں گرفتار ہو جائیگی۔ علاوہ ازیں یہ ملک تمام مسلمانوں کا مشترکہ حرم ہے۔ یہاں کوئی اسلامی فرقہ اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ صرف اپنے خیال کے مطابق اس حرم اور آثارِ متبرکہ اور مقابر و مشاہد میں ایسا تصرف کرے جو دوسرے فرقوں کے نزدیک صحیح نہیں۔ ہم کسی صورت میں یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ مذہبِ اسلام کے اہم مسائل کا فیصلہ صرف نجد کے چند علماء کے ہاتھوں

میں دے دیں۔ ہم نے شکایتاً لہا کہ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا، اور کہا گیا تھا کہ مؤتمر اسلامی کے فیصلہ کے بغیر اس کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی جاتے گی۔ لیکن یہ کس قدر تعجب انگیز ہے کہ اس کی خلاف ورزی کی گئی اور دنیا ئے اسلام کی خواہش کے برخلاف اس کے استصواب کے بغیر ان کو منہدم کر دیا گیا؛ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ص ۴۷)

نجدی حکومت کا فراڈ

نجدی حکومت نے جب یہ دیکھا کہ دیگر مسلم ممالک اور ان کی رعایا کے جذبات ہمارے سخت خلاف ہیں تو انہوں نے پھر ایک چال چلی کہ یہ مشہور کر دیا کہ مدینہ منورہ کے علماء نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ مزارات اور قبوں کو مسمار اور منہدم کر دیا جائے۔ وفدِ خلافت نے اس کی تحقیقات کی تو اس میں سوائے فراڈ۔ دھوکہ دہی مطلقاً کوئی سچائی نہ تھی۔ وفدِ خلافت کی رپورٹ میں ہے کہ؛

"مدینہ پہنچ کر جب ہم نے اس کی تحقیقات کی تو جو انکشافات ہوئے اُن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

اس فتوے کی حقیقت کے متعلق جو حالات ہم سے بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ قاضی عبداللہ بن بلیہد جب مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے علماءِ مدینہ کو اپنے مکان میں بلوایا۔ علماءِ مدینہ ان کے مکان پر جمع ہو گئے تو قاضی عبداللہ بن بلیہد مکان کے اندر تھے، ان کے حقیقی بھائی حمد بن بلیہد پہلے باہر نکلے اور علماءِ مدینہ کو ان الفاظ میں مخاطب کیا؛

کیا؛ یا اھل حجاز انتم اشد کفرا من ھامان وفرعون نحن قتلناکم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزہ وعبدالقادر

علماءِ مدینہ نے کہا کہ ہم سوائے خداوند قدوس کے کسی کی پرستش نہیں کرتے۔ اور ہم بحمداللہ مسلمان اور مومن ہیں۔

اس کے جواب میں حمد بن بلہید نے کہا کہ کفار بھی بالکل ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ کہہ کر اپنی بُت پرستی اور کفر نوازی سے انکار کیا کرتے تھے۔

علماء مدینہ نے اس اعتراض کا جواب دیا۔ مگر حمد بن بلہید نے جواب کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ علماء مدینہ کو سخت الفاظ سے مخاطب کرتے رہے ہے۔

اس کے بعد قاضی عبداللہ بن بلہید تشریف لائے۔ تو اُنہوں نے علماء مدینہ سے حسب ذیل مسائل کے متعلق سوالات کیئے۔

(۱) کیا مقبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے۔ تو اس کا ثبوت لاؤ۔ اور اگر جائز نہیں تو ان کا ہدم ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) غیر اللہ کی ندا کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) قبروں پر چراغ جلانا۔ چادریں چڑھانا۔ اور اُن کا طواف کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ جو لوگ ان افعال کا ارتکاب کرتے ہیں وہ مسلمان ہیں یا مشرک؟

علماء مدینہ نے ان سے گذارش کی کہ ہم آپس میں مشورہ کر کے آپ کو جواب دیں گے اس پر عبداللہ بن بلہید نے سخت لہجہ میں فرمایا کیا تم اب جا کر پڑھو گے اور پھر جواب دو گے۔ مگر علماء مدینہ نے کہا کہ ہم بغیر کسی مشورہ کے کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ چنانچہ انہیں مہلت دی گئی۔ اور دوسرے دن علماء مدینہ نے باہمی مشورہ کے بعد قاضی القضاۃ صاحب کو حسب ذیل جواب دیا۔ آپ اپنے استفتاء میں سے قباب کے علاوہ باقی تمام مسائل کو حذف کر دیجیئے۔ کیونکہ ان مسائل میں کوئی شخص بھی آپ سے اتفاق نہیں کرے گا۔ ہم میں سے کسی ایک شخص کا بھی یہ خیال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو کافر یا مشرک کہنا روا رکھتا

ہے۔

مسئلہ قباب کے متعلق علمائے مدینہ کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت کا یہ خیال تھا کہ قبوں کی تعمیر شرعاً ممنوع نہیں ہے جسے انہوں نے قاضی صاحب کے سامنے بڑی جرأت کے ساتھ ظاہر کیا۔ اسی جماعت میں مولانا عبدالباقی صاحب فرنگی محلی تھے۔ دوسری جماعت کا خیال یہ تھا کہ اگرچہ تعمیرِ قباب جائز نہیں مگر ان کا ہدم بھی غیر ضروری ہے اس لیے ان کے گرا دینے سے ساری دنیائے اسلام میں ایک زبردست شورش پیدا ہو جائے گی۔ جو مسلمانانِ عالم کے تشتت اور تفریق کا باعث ہو گی۔ اور بجائے اس کے کہ دنیائے اسلام کو ناز کے ساتھ ہمدردی ہو سخت بیزاری پیدا ہو جائے گی۔ اور اس کے خطرناک نتائج اہلِ حجاز اور حکومتِ حجاز دونوں کے لیے بدترین ثابت ہوں گے۔

ان مسائل میں قاضی عبداللہ بن بلیہد اور علمائے مدینہ کے درمیان بڑی دیر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ ان کے ضمن میں مسئلہ حیات النبی بھی آیا جس کے متعلق علمائے مدینہ نے اپنے عقائد و خیالات کا صاف صاف اظہار کیا۔ مگر معاملہ بحث و دلائل کی حد سے باہر تھا۔ قاضی عبداللہ بن بلیہد نجدی قوم میں بہت زیادہ ہوشیار اور دورِ حاضر کی موجودہ سیاست کے زبردست ماہر مانے جاتے ہیں۔ دوسرے دن انہوں نے یہ صورت اختیار کی۔ کہ جو علماء ان کی مخالفت میں زیادہ پیش پیش تھے۔ انہیں چھوڑ کر باقی علماء میں سے جن کو مدعو کیا گیا تھا مولانا عبدالباقی اور علامہ داغستانی کے سوا باقی حضرات نے بادلِ ناخواستہ دستخط کر دیئے۔ اور اس کے بعد وہ سب کچھ ہو گیا جس کی وجہ سے آج ساری دنیائے اسلام میں ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

یہ ہے علماءِ مدینہ کے فتوے کی حقیقت جسے ام القریٰ میں شائع کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ علماءِ مدینہ بھی ہدم قباب کے موافق تھے۔ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء ص ۸۵، ۸۶)

قارئینِ کرام! سرزمین حجاز میں جب نجدی حکومت نے مزاراتِ مقدسہ اور مآثر کو گرانے اور منہدم کرنا شروع کیا تو عالم اسلام میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا ہوا۔ سلطان ابنِ سعود نے نجدی علماء کو دُنیائے اسلام کے علماء پر فوقیت دی اور اپنے نجدی علماء کے فیصلہ کو ہی ترجیح دی تو جیسا کہ مسئلہ حجاز رپورٹ وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء میں اراکینِ خلافت نے بھی اسی طرح درج کیا ہے۔ تو امامِ اہلسنت، صدرالافاضل، امام المفسرین علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے ابنِ سعود نجدی کو مناظرہ کا چیلنج کیا۔ جو کہ اس وقت ہمدم، سیاست وغیرہ کثیرالاشاعت اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ اس میں نجدیوں کو بتایا ہے کہ ان کے عقائد باطل ہیں۔ اگر ابنِ سعود کو خیال ہو کہ ان کے علماء ان امور کو حق ثابت کر سکیں گے تو وہ ان کو مناظرہ کے لیے سامنے لائیں اور جب تک ایسا فیصلہ کُن مناظرہ نہ ہو ابنِ سعود اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔ یہ اعلان اخباروں میں چھپا تھا۔ کہ غیر مقلد گروہ کے مشہور رکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر نے جو اہلحدیث کانفرنس کے ناظم بھی ہیں اور امسال ایامِ حج میں ابنِ سعود کی تردعوتوں سے فیضیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اس کا حقِ نمک ادا فرمانے کے لیے حضرت صدرالافاضل (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی جس میں نجدیوں کی طرف سے تحریری مناظرہ کی درخواست کی ہے۔ (السوادِ الاعظم ص۳ ماہ جمادی الاوّل ۱۳۴۵ھ)

قارئینِ کرام! صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے ابنِ سعود کو اعلانِ مناظرہ تحریری طور پر لکھا تھا۔ کہ نجدی علماء باطل پر ہیں اور ہم ان سے مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں۔ اگر انہیں ہمت ہو اور وہ اپنے کو حق پر گمان کرتے ہوں تو ہم سے مناظرہ کریں۔ اور جب تک فیصلہ کُن مناظرہ نہ ہولے تم

اس قسم کے افعال سے باز رہو۔

اس مناظرہ کے لیے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا از خود اپنے آپ کو پیش کرنا ثابت کرتا ہے کہ نجدی وہابی اور یہاں پاک و ہند کے وہابی جو کہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں ایک ہی ہیں۔ عقائد میں یہ سب متفق ہیں۔

ابنِ سعود کو صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کا اعلانِ مناظرہ

منجانب سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

بنام ابنِ سعود والیِ نجد

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد والیِ نجد کو معلوم ہو کہ مقابر و مساجد کا ڈھانا۔ مشاہد کی اہانت۔ مسلمانوں کا قتل اور انہیں لوٹنا اور ان کی تکفیر اور ارضِ حجاز پر تسلط اور اس میں بادشاہ بن بیٹھنا وغیرہ تمہارے افعال جن سے تمام عالمِ اسلامی زیر و زبر ہو رہا ہے شرعاً بالکل ناروا اور ناجائز ہیں۔ اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم نے یہ افعال اپنے علماء کے امر سے کیے۔ ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ علماء باطل پر ہیں۔ اور ہم ان سے مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں۔ اگر انہیں ہمت ہو اور وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہوں تو ہم سے مناظرہ کر لیں اور جب تک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہو لے تم اس قسم کے افعال سے باز رہو۔

محمد نعیم الدین ناظم جماعت عالیہ مرکزی ہند مراد آباد

نقل رجسٹری مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث

بخدمت حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ

دفتر سیکرٹری آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس امرتسر ۲۳ ربیع الاول ۴۵ھ

بخدمت مولوی نعیم الدین صاحب زاد عنایتہ! سلام علیکم! آپ کا تار بنام جلالۃ الملک ابن سعود اخبار سیاست مؤرخہ ۲۰ ستمبر جس میں آپ نے مسائل اختلافیہ میں علمائے نجد کے ساتھ مباحثہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ نہ علمائے نجد یہاں آئیں نہ آپ وہاں جائیں۔ اس لیے آسان صورت یہ ہے کہ یہاں ہی مباحثہ کرلیں۔ علمائے نجد کی طرف سے خادم توحید و سنت حاضر ہے۔ دہلی میں مباحثہ ہو تو بہتر ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اختلافی مسائل کی فہرست پہلے لکھی جائے گی۔ استدلال میں قرآن و حدیث پیش ہوں گے۔ اور تائید میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش ہوسکے گا۔ اُمید ہے کہ آپ اس صورت کو تسلیم کرلیں گے۔ اور اگر علمائے نجد ہی پر اصرار کریں گے تو لوگ کہیں گے۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔

راقم خادم دین اللہ ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری ناظم اہلحدیث کانفرنس یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء۔

سردار وہابیہ ثناء اللہ امرتسری کو جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے جو رجسٹری کا جواب دیا وہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

نقل رجسٹری حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ناظم اہلحدیث کانفرنس

الحمد للہ وکفیٰ والسلام علےٰ حبیبہ خاتم النبیین آپ کی رجسٹری محررہ ۲۳ ربیع الاول ۴۵ھ ۲ ماہ مبارک بروز شنبہ سہ پہر کو ایسے

وقت وصول ہوئی کہ رجسٹری روانہ کرنے کا وقت نہ رہا تھا۔ اور دوسرے دن یکشنبہ تھا جس میں ڈاک خانہ رجسٹری نہیں لیتا۔ آج جواب حاضر کرتا ہوں۔

اخباروں کو جو اطلاع دی گئی تھی اُس میں انگریزی کرنے والے نے اعلان کا خلاصہ لکھ دیا ہے۔ میں آپ کے پاس اصل اعلان کا ترجمہ بھیجتا ہوں۔ جو ابنِ سعود کے پاس بھیجا گیا ہے۔ جناب کا یہ خیال کہ علمارِ نجد مناظرہ کے لیے نہ آئیں گے۔ ممکن ہے صحیح ہو۔ اور آپ کو ان سے قریب کے سفر میں جو تجربے ہوتے ہیں۔ ان سے یہ نتیجہ نکالنے کے لیے آپ حق بجانب ہوں۔ لیکن میری نسبت یہ حکم کر دینا کہ میں بھی نہ جاؤں گا۔ علمِ غیب کا غلط دعوٰے ہے۔ نجدی مناظرہ کے لیے طیار ہو تو جو مقام مناظرہ مقرر ہو وہاں میں مناظرہ کے لیے حاضر ہونے کے واسطے بے تامل طیار ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ اس اعلان پر نظر ڈالنے کے بعد اگر مسائل مذکورہ اعلان میں مناظرہ کے لیے طیار ہیں اور اطمینان دلائیں کہ آپ کا قبول و عدول ابنِ سعود کو مسلم ہوگا۔ اور اگر آپ اس کے افعال کو شرعاً حق ثابت نہ کر سکے تو ابنِ سعود ان سے باز رہے گا۔ اور جن میں تلافی ممکن ہے ان کی تلافی کرے گا۔ مسائل مذکورہ میں اس کا تسلط حجاز بھی ہے۔ اگر آپ اس کو حق ثابت نہ کر سکے تو ابنِ سعود اپنا تسلط اُٹھالے گا۔ اور اس پر حجت تمام ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں آپ سے بھی مناظرہ کے لیے طیار ہوں۔

اُمید ہے کہ آپ ایسا اطمینان دلانے میں جلدی کریں گے۔ اور مجھے مطلع کریں گے کہ ابنِ سعود کی جانب سے آپ کی کیا حیثیت ہے۔

محمد نعیم الدین از مراد آباد ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مناظرہ کرنے کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی سارا جوش و خروش جاتا رہا۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وہابی نے صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ سے مناظرہ کرنے کے لیے رجسٹری ارسال کی۔ اور اس کا علم صدر الافاضل کے شاگرد رشید شیر بیشہ اہلسنت، اسد الملت مولانا محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی کو ہوا تو آپ نے بھی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو تحریر ارسال کی۔ وہ تحریر بھی شائع کی جاتی ہے۔

جناب علامہ مولانا عبید الرضا حشمت علی صاحب لکھنوی

کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو جواب

نجدی کے افعال شنیعہ سے تمام عالم اسلام بے چین ہو رہا ہے اور نجدی نے اس کی معذرت میں یہ کہا ہے کہ یہ افعال اس نے اپنے علماء کے حکم سے کیے ہیں۔ اس لیے حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم (علیہ الرحمۃ) نے نجدی کو اعلان دیا کہ وہ علماء باطل پر ہیں۔ اور اگر اس کے اعتقاد میں حق پر ہوں تو ہم ان سے مناظرہ کے لیے طیار ہیں۔ ہم سے مناظرہ کریں۔ اور جب تک ایسا مناظرہ نہ ہو نجدی اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔

اس پر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک رجسٹری حضرت ممدوح کی خدمت میں بھیجی جس میں مناظرہ کی استدعا کی ہے لطف یہ ہے کہ نہ آپ کو نجدی نے وکیل کیا۔ نہ آپ کو قبول د

عدول کا اختیار رہے۔ نہ آپ نے ہار جانے پر اپنے افعال سے تائب ہونے اور ان کی تلافی کرنے کا قابلِ اطمینان ذمہ لیا۔ مگر آپ ہیں کہ خود ساختہ وکیل اور مناظرہ بھی کِس سے کرنا چاہتے ہیں ۔

تو کار زمیں را نکو ساختی ! کہ با آسمان نیز پرداختی

میرے مقابلہ میں تو جناب کے وہ چھکے چھوٹے کہ اپنا ایمان تک ثابت نہ کر سکے۔ یاد کیجئے پادرہ تعلقہ بڑودہ کی شرمناک شکست جسے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے۔ اور جس مناظرہ کی تحریریں میرے اور آپ کے مابین قلمبند ہیں۔ اب کِس ہمت پر آپ مناظرہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ جس سے آپ نے مناظرہ کا ارادہ کیا ہے۔ اُس کے ایک طالب علم سے بھی آپ کو مجالِ گفتگو نہیں۔ میں آپ کی خدمت کے لیے پھر حاضر ہوں۔ اگر آپ کو شوق ہو تو اپنے اور ہم مذہبوں کو اپنی پُشت پر لے لیجیے کیونکہ آپ تو بذاتِ خود بہت شرمناک شکست کھا چکے ہیں۔ اپنے چھوٹے بڑوں کو ساتھ لے کر کچھ ہوس اور باقی رہ گئی ہو تو نکال لیجیے مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اپنا ایمان بھی ثابت نہ کر سکیں گے جیسا کہ مناظرہ پادرہ تعلقہ بڑودہ میں نہیں ثابت کر سکے۔ خاکپائے حضرت اُستاذ العلماء (محمد نعیم الدین مراد آبادی)

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی سے قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ

(السواد الاعظم ۳۴ھ ماہ جمادی الاوّل ۱۳۴۵ھ)

قارئین عظام! نجدیوں کا اہالیانِ حرمین شریفین سے ظلم و ستم اور معابد و مشاہد کو مسمار کرنے اور روضۂ رسولِ مقبول علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور بے حرمتی کے واقعات کا مطالعہ کیا۔ اس سے اظہر من الشمس ہے کہ نجدیہ وہابیہ کو امام المرسلین سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ عظام علیہم الرضوان سے کتنی محبت و عقیدت ہے۔

روضۂ مصطفوی جس کے متعلق نورِ مجسم شفیعِ معظم رسولِ مکرم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ[1] — جس نے میری قبر کی زیارت اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہے۔

لیکن یہ نجدی اس کو مسمار کرنے کے درپے ہیں۔ کتنا عناد اور دشمنی ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریفہ تو نجدیوں کے نزدیک ایک بت ہے جیسا کہ نجدیوں کی شائع کردہ کتاب شرح الصدور میں درج ہے:

فَالْقَبْرُ الْمُعَظَّمُ الْمُقَدَّسُ وَثَنٌ وَصَنَمٌ بِکُلِّ مَعَانِی الْوَثْنِیَّۃِ لَوْ کَانُوْا یَعْقِلُوْنَ۔ — پس حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی قبر شریف ہر لحاظ سے بت ہے۔ کاش کہ لوگ اس بات کو سمجھیں!

(شرح الصدور ص ۲۵)

یہ ہے نام نہاد توحید کا پرچار کرنے کے مدعی حضرات کے نزدیک حدیثِ نبوی کی عظمت اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت کا حال۔

کربلا معلیٰ اور نجف اشرف پر حملہ

اب اہلبیت اطہار علیہم الرضوان سے جو ان کو محبت وعقیدت ہے۔ اس کا اندازہ کربلا معلےٰ شریف اور نجف اشرف پر جو ان لوگوں نے ظلم وستم ڈھائے ان کا مطالعہ کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

نجدی اور دیوبندی وہابیوں کے ممدوح سلیمان ندوی رقمطراز ہیں:

۱۲۱۶ھ کو سعود بن عبدالعزیز نجدی تمام نجد جنوب حجاز اور تہامہ سے ایک لشکر جرار لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلد الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا۔ ان پر دھاوا بول دیا۔ اس کی دیواروں پر چڑھ

---

[1] دارقطنی ص ۔ مشکوٰۃ شریف ۔ اشعۃ اللمعات ۔ شفاء السقام ۔ فضائل حج

گئے۔ اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کردیا۔ اور اس قبہ کو جوان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا منہدم کردیا۔ قبہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے کی تمام چیزیں لے لیں۔ قبہ زمرد، یاقوت اور جواہر سے آراستہ تھا۔ اور اس کے علاوہ دو ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ (محمد بن عبدالوہاب ص۶۹)

کربلا معلٰے کے مزارات کو تہ وبالا کرنا اور لوٹ مار، قتل و غارت کرنا

سردار محمد حسنی بی اے وہابیہ نجدیہ کی کربلا معلٰے میں بے اعتدالیوں اور گستاخیوں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں کہ:

"محمد بن سعود کا انتقال ۱۷۶۵ء میں ہوا۔ اور اس کا بیٹا عبدالعزیز، جانشین ہوا۔ باپ کے وقت میں یہ بڑا مستعد مجاہد تھا۔ خود امیر ہونے پر سال میں چھ چھ مرتبہ غزوات کرتا رہا۔ لیکن اس کا بیٹا سعود باپ سے بھی زیادہ گرمجوش ثابت ہوا۔ اس نے اپنے والد کی اجازت کے بغیر نجف اشرف اور کربلا معلٰی پر حملے کیے اور وہاں کے مزاراتِ مقدسہ کو تہ و بالا کردیا۔ لوٹ و غارت کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ ان مقامات پر اہلِ نجد کی طرف سے بے حد بداعتدالیاں اور گستاخیاں سرزد ہوئیں۔ ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۸ھ میں ایک شیعہ درعیہ میں آیا اور جب کہ سلطان سے عبدالعزیز مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کو قتل کردیا۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۳۔۴۴)

کربلا معلٰے شریف میں بے اعتدالیاں کرنے پر مسلمانوں میں اضطراب اور نجدیوں میں خوشی کی لہر

سردار محمد حسنی بی اے مؤرخ لکھتے ہیں کہ:
وہابی شجاعت اور فتوحات کے نشہ میں

چھوڑ رہے تھے اُنہوں نے اب تک مزاحمت اور شکست کا منہ نہ دیکھا تھا۔ قرب وجوار پر یورشیں کرتے رہتے تھے اور بڑے بڑے علاقوں کو لوٹ مار کر کے تباہ و برباد کرتے رہتے ہے۔ ناظرین کو معلوم ہے۔ فرات کے ساحلی علاقوں میں کئی سو برس سے شیعوں کی کثیر آبادی ہے۔
عراق میں شیعہ عنصر کی کثرت تھی۔ اور اب تک ہے۔ وہابیوں کو سُنیوں سے تو نفرت ہی تھی لیکن شیعوں کو یہ لوگ بہت ہی بُرا جانتے تھے۔ وہابیوں نے ۱۸۰۱ء میں سعود بن عبدالعزیز کی قیادت میں کربلا معلیٰ پر حملہ کیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقدس مزار کو منہدم کر دیا۔ کربلا معلےٰ کی نہتہ اور امن پسند آبادی کا بیشتر حصہ بلا قصور تہہ وتیغ کر دیا۔ کربلائے معلےٰ سے بصرہ تک کا تمام علاقہ خاک سیاہ کر دیا۔ کروڑوں روپیہ کا مال و اسباب لُوٹ لیا۔ فتنۂ تاتار کے بعد عراق میں ایسا ظلم و فساد کبھی نہ ہوا تھا۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ لیکن درعیہ نجد کے دارالسلطنت میں فتح و نصرت کے شادیانے بج رہے تھے۔"

(سوانح حیات سُلطان ابنِ سعود ص۴۷-۴۸)

ناظرینِ کرام! یہ سعود بن عبدالعزیز نے مسلمانوں پر جو ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے۔ انبیاءِ عظام، صحابۂ کرام اور اولیاء الرحمٰن کی توہین اور گستاخی کی۔ مزارات اور مقاماتِ مقدسہ کو تہ وبالا کر دیا۔ یہ سب کچھ اُس نے انگریز کو خوش کرنے کے لیے کیا تھا۔ کیونکہ اُس کے سرپرست انگریز تھے۔ وہ انگریز کا وظیفہ خوار و پٹھو تھا اس لیے مسلمانوں کے دل دکھائے اور انگریزوں کو خوش کیا۔ اس کے انگریز کا وظیفہ خوار ہونے کا ثبوت سنٹرل خلافت بمبئی کی مسئلہ حجاز کتابی شکل میں شائع شدہ رپورٹ میں موجود ہے جو کہ درج کیا جاتا ہے:
"یہ بھی خبر ملی تھی کہ ابنِ سعود سُلطانِ نجد کو بھی انگریزی خزانہ سے وظیفہ

ملتا تھا۔ ایک کو برطانیہ کا دفتر خارجہ کی معرفت اور دوسرے کو حکومتِ ہند کے ذریعہ سے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سلطان ابنِ سعود کو یہ وظیفہ اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ ان کا منہ بند ہو؛

(مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء صـ۲۶)

وہابیوں کے کربلا معلّٰی پر ظلم و ستم اور قتل و غارت کی تصدیق خود وہابیوں کے مجتہد اور محدث نواب صدیق حسن بھوپالوی نے بھی کی ہے۔

نواب صدیق حسن بھوپالوی کی تصدیق

بعد فتح حصار کے عبدالعزیز کربلا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور وہاں جا کر خونریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والوں پر مباح کر دیا۔ وہاں کی آبادی اکثر ویران ہوگئی۔ (ترجمان وہابیہ صـ۲۴)

عبدالعزیز بن سعود بھی اپنے باپ دادا کی طرح انگریزوں کا نیازمند تھا۔ اس نے بھی حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کیا۔ ان نجدیوں کی شقاوتِ قلبی اور امام الانبیاء سے دشمنی کا حال دیکھیئے کہ انگریزوں سے مدد طلب کرنا جائز مگر امام الانبیاء سے توسّل اور استفادہ کرنا شرک و کفر ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا میں بھی ہوتے ہیں مگر!
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

علامہ جمیل آفندی کا بیان

علامہ جمیل آفندی علیہ الرحمۃ نے اسی لیے تو فرقہ وہابیہ کے متعلق واضح الفاظ میں فرمایا ہے؛

اَلْفِرْقَةُ الْمَارِقَةُ الْوَهَّابِيَّةُ مِنَ الْبَاطِيْلِ دین سے نکلنے والا فرقہ وہابیہ باطل فرقوں میں شمار ہوتا ہے۔ (الفجر الصادق صـ۲ مطبوعہ استنبول)

بہاء الحق قاسمی کا بیان

عبدالعزیز بن سعود کے انگریز کے نیازمند ہونے کے بارے میں دیوبندیوں

کے مولوی بہاؤ الحق قاسمی نے عبد العزیز ابن سعود کا حکومت برطانیہ سے معاہدہ کی دفعہ چہارم کی سُرخی دے کر لکھتے ہیں کہ:

"ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے۔ رہن رکھنے بستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا۔ کہ کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا لائسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا۔ اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق"۔

اسی معاہدہ کی دفعہ ششم میں ہے

ابن سعود اپنے پیشرو وسلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین۔ علاقہ جات رؤسا (شیوخ) عرب عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حدبندی بعد کو ہوگی۔ جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں؛

مؤرخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

مہر و دستخط عبد العزیز السعود

(دستخط بی۔ ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس)

(نجدی تحریک پر ایک نظر ص ۱۴، ۱۵)

ابن سعود کا حکومت برطانیہ سے تعلقات کے واقعات حضرت مولانا محمد عمر صاحب نعیمی سے شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ "السواد الاعظم" میں درج کیے ہیں۔ معلومات میں اضافہ کے لیے بہت مفید سمجھتے ہوئے درج کیے جاتے ہیں؛

(۱) ۱۹۱۶ء میں بمقام کریت ٹسے انگریزوں اور ابنِ سعود کا معاہدہ ہوا۔ اور ۱۹۲۲ء کے معاہدہ میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس معاہدہ کی رُو سے ابنِ سعود نے یہ چند خاص قیدیں اپنے اُوپر عاید کی ہیں۔

۱۔ یہ کہ اس کے ورثاء جب ہی اُس کے جانشین ہو سکتے ہیں جبکہ وہ کسی طرح گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف نہ ہوں۔ ۲۔ ابنِ سعود کا یہ عہد و وعدہ کہ وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ سلطنتِ برطانیہ کی بے اجازت کے نہ کرے گا۔ ۳۔ ابنِ سعود کا یہ عہد کہ وہ اپنے ممالک یا اس کے کسی حصہ کو حکومتِ برطانیہ کی رضامندی حاصل کیے بغیر بیچنے، رہن کرنے مستاجری یا ٹھیکہ پر دینے کا مجاز نہ ہوگا۔ ۴۔ ابنِ سعود کا یہ وعدہ کہ وہ ہمیشہ گورنمنٹ کے مشورہ کا بے استثناء اتباع کرے گا۔

(۲) اس معاہدہ کے مکمل ہونے کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ابنِ سعود کو ستارۂ ہند اور سر پرسی کاکس نے اسٹار آف انڈیا (STAR OF INDIA) کا تمغہ ان کو دیا۔ یہ تمام واقعات اخباروں میں آچکے ہیں۔ اور اُس کے فوٹو بھی چھپے ہوئے موجود ہیں۔ وفد خدام الحرمین کی رپورٹ میں بھی وہ فوٹو ہے جس میں ابنِ سعود اور سر پرسی کاکس اور دوسرے انگریزوں اور ہندوستانی فوج کے سکھ سپاہیوں کے ساتھ ابنِ سعود کھڑا ہوا ہے اور مس بیل بھی موجود ہے۔

(۳) ابنِ سعود کا بیٹا فیصل نصاریٰ کے علاقوں میں پھر رہا ہے۔ لندن میں اس نے حاضری دی ہے وہاں انگریزوں کے ساتھ خوب مجالست و مخالطت رہی۔ ہوائی جہازوں میں پروازوں کے مزے اُڑاتے ہیں شاہی دربار میں باریابی کی عزت حاصل کی ہے اور سی۔ ایم۔ جی کا خطاب پایا

ہے۔ اور حکومت برطانیہ اور بادشاہ کا عربی زبان میں شکریہ ادا کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ انہی کی عنایت سے ارضِ حجاز کی جدید تنظیم عمل میں آئی (خدا کے سوا دوسروں پر اعتماد) چلتے وقت ابن سعود کے فرزند فیصل نے رپورٹر کے نمائندہ سے کہا کہ جس شان کے ساتھ ہز مجسٹی ملکِ معظم نے میرا خیر مقدم کیا۔ اس کو مدت العمر نہ بھولوں گا۔

(۴) انہی صاحبزادہ نے ملکہ ہالینڈ کے دربار میں باریابی حاصل کی۔ اور وہاں سے گرانڈ کراس آف اورنج اور ناسر کا نشان اور اعزاز پایا۔ (کافر اور عورت کے دربار میں حاضر ہونا اور آدابِ شاہی بجالانا)۔

(۵) پیرس میں پہنچکر پریذیڈنٹ فرانس کی بارگاہ میں رسائی پائی۔ اور وہاں ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس قسم کے نجدی اور نجدیوں کے بہت سے احوال بنظرِ اختصار ترک کیے جاتے ہیں۔

(السواد الاعظم صلا ماہ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ)

وہابیوں کے انگریزوں کے وظیفہ خوار ہونے کے ثبوت میں حسرت موہانی کا خطبہ

حسرت موہانی نے نجدیوں کے رہنما کے انگریزوں کے وظیفہ خوار ہونے کا ثبوت ان دلائل سے دیا ہے کہ:

"ہم کہتے ہیں کہ شریف اور ابن سعود دونوں پہلے بھی انگریزوں کے زیر اثر تھے اور اب بھی ہیں۔ ترکوں کے خلاف دونوں لڑے اور انگریزوں کے وظیفہ خوار رہے۔ بلا لحاظ مفادِ عامہ اسلام و مسلمین اپنے ذاتی یا اپنی حکومت کے فائدے کے خیال سے انگریزوں سے خفیہ و اعلانیہ عہد و پیمان کرنے میں دونوں پہلے بھی بیباک تھے اور اب بھی ہیں۔

شریف کی بے عنوانیاں سب کو معلوم ہیں۔ اس لیے یہاں پر صرف ابنِ سعود کے چند کارنامے بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) ابنِ سعود کے موجودہ حملہ حجاز میں بھی حکومتِ برطانیہ کی یہ مصلحت مدِنظر تھی اور ہے کہ پہلے شریف حسین اور اب شریف علی مجبور ہو کر قبضۂ فلسطین کے متعلق انگریزی شرائط کو تسلیم کرلیں۔ مگر شریف حسین نے اس عہدنامے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نکالے گئے۔ اور عجب نہیں آئندہ شریف علی کا بھی وہی حشر ہو۔

۲۲ ستمبر کے اخبار پاونیر میں اس کے نامہ نگار بغداد نے صاف صاف لکھا ہے کہ سر گلبرٹ کلیٹن عنقریب ابنِ سعود سے ملنے والے ہیں۔ اور اب کہ جزیرہ نمائے عرب شاہ حسین کی مخالف برطانیہ روش کے اثر سے بالکل پاک ہو چکا ہے۔ اس بات کی پوری اُمید ہے کہ برطانیہ عظمٰی وابنِ سعود کے درمیان مثل سابق گہرے دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

(۲) آج کل ابنِ سعود کی ساری کوشش اس باب میں صرف ہو رہی ہے کہ انگریز میری سیادت کو جزیرۃ العرب کے اکثر حصوں پر تسلیم کرلیں گے۔ اس کے معاوضہ میں وہ انگریزوں کی جملہ شرائط ماننے کو تیار ہیں۔" (خطبہ صدارت سید الاحرار مولانا حسرت موہانی ص۱۲)

انگریزوں کی وفاداری کے نشہ میں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی سازش

روزنامہ زمیندار کے حوالہ سے مولوی بہاؤالحق قاسمی دیوبندی کا بیان	وہابیوں نے انگریزوں

کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں پر وہ بھی ظلم وستم ڈھائے کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی بھی کوشش کی۔ اس ساری حقیقت کو بیان کرتے ہوئے دیوبندیوں کے مولوی بہار الحق قاسمی، مولوی ظفر علی خاں کے اخبار زمیندار کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ:

"باغی وہابیوں کی حریصانہ نگاہیں حرمین شریفین کی طرف عرصہ سے اٹھ رہی تھیں۔ انہوں نے طائف شریف کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ پر ہلا بول دیا۔ اور آخر وہاں قابض ہو گئے۔ رہ گیا یہ سوال کہ وہابی اتنے طاقتور کہاں سے ہو گئے کہ پہلے طائف میں لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت کر کے وہاں قابض ہوئے اور پھر مکہ معظمہ پر بھی بغیر کسی دقت و دشواری کے مسلط ہو گئے تو اس سوال کا جواب ہر متفطن اور سمجھ دار انسان یہی دے گا۔

نجد کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری کا
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

نجدیوں کے تسلط کے وقت ارباب فراست بھانپ گئے تھے کہ اب صورت حالات روبہ اصلاح ہونے کی بجائے اور زیادہ خطرناک اور پیچیدہ ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ قوم سخت وحشی واقع ہوئی ہے۔ بربریت اور درندگی اس کے خمیر میں داخل اور انصاف پروری و رواداری کی ان کو ہوا تک نہیں لگی ہے۔ ان کے عقائد میں اس درجہ کا غلو، تشدد اور تجاوز پایا جاتا ہے۔ کہ وہ مرکز اسلام پر حکومت وقیادت کرنے کی قطعاً اہلیت نہیں رکھتے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب آنجہانی کے عہد نحوست مہد سے لے کر اس وقت یہ لوگ آستانۂ خلافت سے باغی رہے ہے۔ بلکہ موجودہ نجدی حکومت دشمنان اسلام کی انگشت نمائی اور برانگیخت سے ترکوں کے ساتھ نبرد آزما اور مصروف پیکار رہ چکی ہے۔ اور موجودہ امیر نجد عبدالعزیز بن سعود بھی شریف

کی طرح انگریزوں کا منظورِ نظر، پٹھو اور خاص وظیفہ خوار ہے۔ ان واقعات وحقائق کی بنا پر اربابِ بصیرت نے نجدیوں کے تسلط کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ لیکن افسوس کہ ہندوستانی مسلمانوں میں سے کسی نے سنہری اور روپہلی مصلحتوں کے ماتحت بعض نے نجدیوں کے ہم عقیدہ ہونے کے باعث کسی نے شریف کے مظالم سے تنگ آکر اور کسی نے زبان دراز اور منہ پھٹ لوگوں کی گالیوں کے خوف سے ان تمام حقائق ثابتہ سے آنکھیں بند کر کے نجدیوں کی تعریف وتوصیف کے پُل باندھنے شروع کر دیئے۔

یہ لوگ جہاں نجدیوں نے عقائد کی خوبی بیان کرتے نہیں تھکتے وہاں چیخ چیخ کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ابن سعود نجدی شریف کی طرح انگریز پرست نہیں بلکہ اسلام پرست ہے۔ حالانکہ انہیں میں سے ذمہ دار لوگ کچھ مدت پہلے اپنی تقریروں اور تحریروں میں بالفاظ صریحہ اقرار کر چکے ہیں کہ نجدی حکومت برطانیہ کی وظیفہ خوار۔ مقرب پٹھو اور ترکوں کی سخت دشمن واقع ہوئی ہے۔

میں ذیل میں ذمہ دار حامیانِ نجدیہ ہی کی تقریروں اور تحریروں سے ابن سعود اور موجودہ نجدی حکومت کی غداری، نصاری پرستی اور اسلام کش حکمتِ عملی کے چند واقعات عرض کرتا ہوں۔

"غدار ابنِ سعود کی سیاسی کہانی۔ اخبار زمیندار کی زبانی" کی سرخی دے کر دیوبندیوں کے مولوی بہاؤالحق قاسمی لکھتے ہیں کہ:

"اخبار زمیندار لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۲۲ء کے متعدد پرچوں میں ایک طویل مضمون شائع ہوا تھا۔ جس کے تین عنوان تھے۔ حکومت برطانیہ اور عراق عرب، اسرار کا انکشاف اور حقیقت کی چہرہ کشائی۔ اس مضمون میں برطانیہ کی ان ریشہ دوانیوں کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو اس نے عراق عرب میں ترکوں کے

خلاف اور اپنا اقتدار قائم کرنے کی غرض سے عربوں کو سیم و زر کا لالچ دینے کی صورت میں روا رکھیں۔ اس ذیل میں اس مضمون سے وہ اقتباسات نمبروار نقل کرتا ہوں جن میں ابنِ سعود نجدی اور اُس کی حکومت کی غدارانہ سازشوں اور مسلم کش حکمت عملیوں سے نقاب کشائی کی گئی ہے۔

وہابیوں کا خروج اس لیے اب یہ سوال پیدا ہوا کہ عربوں کو ترکوں کے خلاف کس طرح برانگیختہ کیا جائے سنوسی تو کسی کام کے نہیں تھے۔ کیونکہ وہ اس حکومتِ عرب میں حصہ دار نہیں بن سکتے جس کے ہم حامی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مصر درمیاں میں حائل ہے۔ علاوہ ازیں وہ ہمارے مخالف بھی ہیں۔ ادریسی اور امام یمن بہت کام دے سکتے تھے۔ رشید امیر حائل ترکوں کے ساتھ مل گئے۔ اب صرف دو ایسی ہستیاں رہ گئیں جو ہمارے گورنمنٹ برطانیہ کے شہنشاہی اقتدار کے اثر میں آسکتی تھیں۔ انہیں ہم سرمایہ دے سکتے تھے۔ اور ان سے یہ وعدہ کر سکتے تھے۔ اگر ہماری اعانت کی جائے گی۔ تو ہم بہت سا صلہ وانعام دیں گے۔ یہ معزز ہستیاں حسین شریفِ اعظم اور ابنِ سعود وہابی امیر نجد کی ہستیاں تھیں۔"

(فتنۂ نجدیت کے ڈھول کا پول ۲ تا ۵)

حکومتِ برطانیہ کی کارگزاری ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان "حکومتِ برطانیہ کی کارگزاری، مولوی بہاؤ الحق قاسمی دیوبندی نے اخبار زمیندار کے حوالہ سے یہ سُرخی دے کر لکھا ہے:

"وہابی اور ابنِ سعود تو پہلے ہی ہمارے یا یوں کہیے کہ حکومتِ ہند کے دمساز تھے۔ ۱۸۶۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ اس زمانے میں ایک برطانوی وفد بسرکردگی کرنیل لیوس بیلی ریاض گیا تھا۔ اس وفد نے خاندان ابنِ سعود سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ جس کی پابندی

ہمیشہ ملحوظ رہی ہے۔ اگرچہ کوئی باقاعدہ عہد نامہ مرتب نہیں کیا گیا تھا لیکن اس پر بھی وہابیوں نے مجھے بتایا کہ وہ اس معاہدہ کی تعمیل کو اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔" (فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول ص ۔)

اشرفیوں کا توڑا

دیوبندی مولوی بہاؤ الحق قاسمی نجدیوں کے سربراہ کو روپے اور اشرفیوں کا لالچی قرار دیتے ہوتے زمیندار اخبار کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

"ایک دوسرے حقیقت نگار نے اسی حقیقت سے بحث کرتے ہوئے کہ دو برس سے بھی کم میعاد میں کرنیل لارنس نے وہاں بیس ہزار اشرفیاں تقسیم کردیں۔ یہ کیا تھا کہ اس کا تو تعجب نہیں کہ انہیں وہاں اقتدار حاصل ہوا بلکہ اس کا تعجب ہے کہ اب مطلق اقتدار نہیں رہا۔ اگر بجائے ان کے میں ہوتا تو کبھی عرب میں نظم و نسق نہ کرتا۔ بلکہ میں خود بادشاہ بن بیٹھتا۔ ابن سعود کو اس طرح باطمینان اشرفیوں کا توڑا حوالہ کرکے ٹال دیا۔" (زمیندار صفحہ اول ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء)

ترکوں کی ناکہ بندی

"پھر بھی انہوں (نجدیوں) نے ہمیں جنگ کے آخری دور میں ترکوں کی ناکہ بندی میں معقول مدد دی جو جبل شمار اور بندر کویت کے راستہ اشیائے اسد حاصل کر رہے تھے۔ اور ۱۹۱۸ء میں ابن رشید کے ملک پر چڑھ دوڑے۔

اس سال انہوں نے پرسی کاکس کے پاس بغداد میں ایک سفارت بھیج کر یہ ظاہر کیا کہ ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ یا تو شاہ حسین کو اپنا رویہ بدلنے کے لیے خاص تنبیہ کر دی جاتے۔ ورنہ ہم انتقام گیری پہ مجبور ہو جائیں گے امیر [illegible] کو بغداد میں شاہی تخت پر بٹھانا مزید ظلم تھا۔ ابن سعود نے صاف کہہ دیا کہ میرے گرد دو بھٹیاں سلگا دی گئی ہیں۔ پھر میں کیسے ہاتھ پاؤں توڑ کر خاموش بیٹھ سکتا ہوں۔ مزید برآں ایک تیسری خطرناک ترغیب یعنی

عبد اللہ رہا در لستے پر دن پر قابض ہے۔ سر پرسی کاکس نے اس احتجاج کے جواب میں اسے "شاہِ نجد" کے نام سے مخاطب کیا۔ اس خوشامد، تملق اور ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی رشوت سے جو ماہ بماہ ادا ہوتی رہے گی۔ ابن سعود کو خاموش رکھنے کی اُمید کی جاتی ہے" (زمیندار صفحہ اوّل بابت ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء)

یہ سب کارروائی نقل کرنے کے بعد مولوی بہاؤ الحق قاسمی لکھتے ہیں کہ:

"ابن سعود نجدی اور اُس کی حکومت کی اسلام پرستی اور نصاریٰ ملی کشی کا یہ اجمالی نقشہ ہے۔ جسے وہی اخبار شائع کر چکا ہے۔ جو آج نجدیت نوازی کے علمبرداروں میں چوٹی کا مجاہد سمجھا جاتا ہے۔

صاحبو! آپ نے دیکھ لیا کہ نجدی باغی کس طرح مخالفینِ اسلام سے مل کر ترکوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔

دشمن کے دوست دوست کے دشمن ہیں بے سبب
دیکھو وہابیوں کی یہ عادت عجیب ہے

(فتنۂ نجدیت کے ڈھول کا پول ص۱)

وہابیوں کی صلیبی لڑائیاں: زمیندار کی شہادت

مولوی بہاؤ الحق قاسمی دیوبندی ہی رقمطراز ہیں کہ:

"معزز روزنامہ "سیاست" لاہور کے حوالہ سے "زمیندار" کی رائے جو اس نے ہڑبونگ سے پہلے ظاہر کی تھی درج کرتا ہوں:

جناب مفتی حمایت اللہ صاحب سیکرٹری انجمن معین الاسلام لاہور نے ۸ جون ۱۹۲۰ء کا زمیندار پڑھ کر سنایا۔ جس

میں وہابیوں کو مفتری لکھا گیا ہے۔ اور وہابی کے لفظ کو بغاوت کذب و بہتان کا مترادف ظاہر کیا گیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ ابنِ سعود لکے یزوں کا وظیفہ خوار ہے۔ اور اسلام کی نہیں بلکہ صلیب کی لڑائیاں لڑتا ہے"
(سیاست بابت ۱۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

برطانیہ کا پٹھو ابنِ سعود ، مسٹر محمد علی کا فتوٰے

مشہور لیڈر جناب مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر "ہمدرد" کامریڈ نے (جو آج کل ابنِ سعود کے خاص نعت خوانوں میں داخل ہیں) اس تقریر میں جو آپ نے خلافت کانفرنس کراچی میں فرمائی تھی۔ ابنِ سعود کے متعلق فرمایا کہ:

"اگر کسی وقت شریفِ مکہ امیر فیصل برطانیہ کے برخلاف ہو جائیں تو بنظرِ حفظِ ماتقدم ایک دوسرے پٹھو کو بھی تیار کر لیا ہے۔ اور وہ ابنِ سعود ہے۔ جسے ساٹھ ہزار پونڈ (۹ لاکھ روپیہ) سالانہ دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ بوقتِ ضرورت اس کو شریف کی جگہ بٹھا دیا جائے۔" (تقاریر مسٹر محمد علی صاحب مطبوعہ غنی المطابع دہلی حصہ دوم ص۴۷)
(فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول ص۱۲)

سردار محمد حسنی بی اے کا بیان سردار محمد حسنی بی اے بھی جو کہ سوانح ابنِ سعود کے مؤرخ ہیں۔ عبدالعزیز بن سعود جو کہ وہابیہ نجدیہ کے مجدد ہیں کے متعلق انگریزوں کے وظیفہ خوار ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"عبدالعزیز ابنِ سعود کو بھی پانچ ہزار پونڈ ماہوار کا وظیفہ انگریزوں کی طرف سے ملتا تھا۔"

سردار محمد حسنی نے اس وظیفہ کے جاری رہنے کی مدت بھی لکھی ہے کہ:

'ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۲۱ء تک جاری رہا۔' (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۹ مطبوعہ جالندھر)

مولوی ظفر علی خاں

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار نے بھی ایک رباعی لکھی ہے۔ جس میں ابن سعود کا تعارف اس طرح کرایا ہے:

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں!
پھر کیوں نہ بخشتی ہو زمیندار کا مدیر

(نگارستان ص۲۵۲ از ظفر علی خاں)

قارئین حضرات! سعودی حکومت میں آلِ سعود اور آلِ شیخ دو خاندان مشہور ہیں۔ یہ دونوں باہمی پروگرام طے کرتے ہیں بعد ازاں اس پر عملدرآمد ہوتا ہے سعودی حکومت نے جو مزاراتِ مقدسہ کو مسمار کیا تھا یہ ان کے مجدد اور بڑے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور طریقہ کے مطابق تھا۔ کیونکہ نجدی نے خود اپنے ہاتھ سے مزاراتِ مقدسہ کو ڈھایا اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خود قبروں کو مسمار کرنا

شیخ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے خود بھی قبروں کو مسمار کیا۔ لوگوں کو پیسے کا بھی لالچ دیا چنانچہ وہابیہ کے پروفیسر محمد شریف اشرف خود ہی رقمطراز ہیں کہ،

"شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) حریملاء چھوڑ کر جب عینیہ میں داخل ہوا تو امیر عینیہ عثمان بن معمر نے ان کا بہت زیادہ اکرام کیا۔ اور آپ کے ساتھ پورا تعاون اور مدد کا وعدہ دیا۔ اس صلہ اور رابطہ کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لیے امیر عثمان بن معمر نے اپنے بھائی کی بیٹی جوہرہ

بنت عبداللہ بن معمر سے ان کی شادی کردی۔ شیخ نے پورے زور سے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

شیخ کے ساتھ ستر آدمیوں کی ایک جماعت تھی جس میں امیر عثمان بن معمر بھی تھے۔ انہوں نے چند ہی دنوں میں تمام درختوں، قبوں اور قبروں کا صفایا کر دیا۔

حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبہ گرانا

اس کے بعد شیخ نے ارادہ کیا۔ حضرت زید بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کو گرائیں۔ جو کہ جلیلہ میں تھی۔ امیر عثمان بن معمر سے فرمایا کہ ہمیں اس قبہ کے گرانے کی اجازت دو انہوں نے کہا کہ آپ کو پوری اجازت ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اہل جلیلہ کا ڈر ہے کہ وہ ہم پر نہ ٹوٹ پڑیں۔ اس لیے میں اکیلا اس کو نہیں گرا سکتا جب تک کہ آپ ہمارے ساتھ نہ ہوں۔ امیر عثمان نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ وہ چھ سو آدمیوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اہل جلیلہ ان کو روکنے کے لیے آئے۔ جب امیر عثمان نے ان کو دیکھا کہ وہ روکنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو جنگ کرنے کے لیے تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ جلیلہ والوں نے جب دیکھا کہ یہاں تو لڑائی کی نوبت آگئی ہے۔ تو وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ جب توڑنے کا وقت آیا تو امیر عثمان نے توڑنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ آپ خود توڑیں۔ چنانچہ شیخ نے کدال لے کر اپنے ہاتھ سے اس کو پیوست کر دیا۔ (مجموعۃ التوحید ص ۳۲۳ از پروفیسر محمد شریف اشرف لائل پوری) (رمز الجہاد ص ۱۳۹، ۱۴۰)

عبدالعزیز بن باز کی کتاب "محمد بن عبدالوہاب" میں ہے کہ

فَقَالَ الشَّيْخُ لِلْاَمِيْرِ عُثْمَانَ بْنَ مَعْمَرٍ لَا بُدَّ مِنْ هَدْمِ هٰذِهِ الْقُبَّةِ الَّتِيْ عَلٰى قَبْرِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ اَخُوْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الشُّهَدَاءِ فِيْ قِتَالِ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ فِيْ عَامِ ۱۲ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ قَدْ بُنِيَ عَلٰى قَبْرِهٖ قُبَّةٌ فِيْمَا يَذْكُرُوْنَ فَوَافَقَهٗ عُثْمَانُ كَمَا تَقَدَّمَ وَهُدِمَتِ الْقُبَّةُ۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے امیر عثمان بن معمر کو کہا کہ زید بن خطاب کی قبر پر جو قبہ ہے اُس کو گرانا ضروری ہے۔ زید بن خطاب امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بھائی تھے۔ نیز مسیلمہ کذاب کے ساتھ ۱۲ ہجری میں جنہوں نے جنگ کی تھی اُن میں سے تھے۔ ان کی قبر پر قبہ بنایا گیا تھا۔ جس میں لوگ ذکر کرتے تھے۔ عثمان نے محمد بن عبدالوہاب کا حکم مان لیا اور قبہ کو گرا دیا۔

(محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۲۶-۲۷ مطبوعہ سعودیہ)

هَدَمُوْا مَا فِيْهَا مِنَ الْقِبَابِ الَّتِيْ بُنِيَتْ عَلٰى قَبْرِ خَدِيْجَةَ وَغَيْرِهٖ فَاَزَالُوا الْقِبَابَ كُلَّهَا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر پر جو قبے تھے وہ بھی گرا دیئے پس تمام قبوں کو ضائع کر دیا۔

(محمد بن عبدالوہاب ص ۷۳)

پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی تصدیق

عارفِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ نجدیوں کے ظلم وستم اور شعائرِ اسلامی سے توہین آمیز حرکات کی تصدیق فرماتے ہیں کہ:

" ابنِ سعود کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا۔ جو کہ شجاعت

اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبدالوہاب کا اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دینِ وہابیہ بزورِ شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو تفہیم کے لیے بھیجتا تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا۔ تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اس کو بیخ و بنیاد اکھیڑ کر اس کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحرِ احمر اور بحرِ فارس اور حلب اور دمشق و بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی حتیٰ کہ عبدالعزیز بن سعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود بن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا۔ اور خاص خانۂ کعبہ میں خونریزی کی جس کی شان بقول قرآن ہے۔ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا لیکن اس نے آمن کو غیر امن بنا دیا۔ اور حدودِ حرم میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیے کا پنجہ سے حرم حل ہو گیا۔ اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور سب قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی۔ اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہلِ مکہ کی طرف بطورِ حجت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ از خروارے عبرت کا باعث ہو۔ چنانچہ لکھا: فَمَنِ اعْتَقَدَ اَنَّهٗ اِذَا ذُکِرَ اِسْمُ نَبِیٍّ فَیُطْلِعُ هُوَ عَلَیْهِ صَادَ مُشْرِکًا وَهٰذَا الْاِعْتِقَادُ شِرْکٌ سَوَاءٌ کَانَ مَعَ نَبِیٍّ اَوْ وَلِیٍّ

اَوْ مَلَكٍ اَوْ جِنِّيٍّ اَوْ صَنَمٍ اَوْ وَثَنٍ وَسَوَاءٌ كَانَ يَعْتَقِدُ حُصُوْلَهُ بِذَاتِهٖ اَوْ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ يَصِيْرُ مُشْرِكًا وَمَنِ اعْتَقَدَ النَّبِيَّ وَغَيْرَهٗ وَلِيَّهٗ وَشَفِيْعَهٗ فَهُوَ وَاَبُوْجَهْلٍ فِي الشِّرْكِ سَوَاءٌ اَمَّا السَّابِقُوْنَ فَاللَّاتُ وَالسَّوَاعُ وَالْعُزّٰى وَاَمَّا اللَّاحِقُوْنَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُالْقَادِرِ وَمَنْ لَّمْ يَقُلْ فِي حَاجَتِهٖ يَا اَللّٰهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاِنِ اعْتَقَدَ عَبْدًا غَيْرَ مُتَصَرِّفٍ فِي الْكُلِّ صَارَ مُشْرِكًا وَكَفَاكَ قُدْوَةً فِيْ ذٰلِكَ شَيْخُنَا تَقِيُّ الدِّيْنِ اِبْنُ تَيْمِيَّةَ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ السَّفَرَ اِلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَمَشَاهِدِهٖ وَمَسَاجِدِهٖ وَآثَارِهٖ وَقَبْرِ اَيِّ نَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ وَسَائِرِ الْاَوْثَانِ شِرْكٌ اَكْبَرُ یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اُس پر مطلع ہو جاتا ہے۔ تو وہ مُشرک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ اعتقاد خواہ کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن یا بھوت یا صنم یا بُت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے۔ یا اللہ تعالےٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بُت لات اور سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بُت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے۔ اگرچہ اس کا بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مُشرک ہو جاتا ہے۔

پس مکہ کو غارت کر کے اس نے ۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بے شمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو لولوئے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد سعود نے نکالا تھا۔ پس سعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی بن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں۔ اور روضہ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلایا۔ اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدہا کی طرح نکلا۔ جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا۔ اور اتنے میں بحکم سلطان المعظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا۔ اور اس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی در مختار بھی مصر آتے تھے۔ بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی بیخ کنی کے لیے آپہنچا۔ اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔" (سیف چشتیائی ص ۱۰۲)

علامہ محمد عبدالرحمن سلہٹی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ:

"فتنہ وہابیت کا قلع قمع کرنے کے لیے سلطان محمود خان نے والی مصر محمد علی پاشا کو مقرر کیا۔ وَمِنْ ذَالِكَ السَّنَةَ ثَمَانِ

مَزَّقَتْ جَمْعَهُمْ وَشَتَّتَتْ شَمْلَهُمْ وَتَفَرَّقُوْا فِي الْبِلَادِ۔ وَسُمُّوْا بِاَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلَا يَلِيْقُ لَهُمْ مَا لُقِّبُوْا بِهٖ بَلْ هُمْ اَهْلُ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ۔

اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے سلطان محمود خاں نے والیٔ مصر محمد علی پاشا کو مقرر کیا۔ جب اُنہوں نے یہ دیکھا کر وہابیوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور مختلف شہروں کو چلے گئے ہیں تو انہوں نے اپنے آپ کو اہلحدیث کہلانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ لقب ان کو زیبا نہیں۔ کیونکہ یہ اہلحدیث نہیں بلکہ بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں؛

(سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۱۲)

مقابر کی بے حرمتی پر حسرت موہانی کی وہابیوں سے بیزاری

مولانا حسرت موہانی نے لکھنؤ میں مشاورتی کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں سرزمینِ حجاز میں نجدی وہابیوں کی بربریت اور ظلم و تشدد کو ان کے مذہبی عقائد کی بناء قرار دیتے ہوئے نجدیوں سے بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے :

"حضرات آج کے اجتماع کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ابنِ سعود اور اہلِ نجد کے ہاتھوں سرزمینِ حجاز میں مقابر و مساجد کی تباہی اور بالقصد بے حرمتی کے جو ناشائستہ حرکت اس وقت تک سرزد ہو چکے ہیں۔ ان کی نسبت ہم اپنی انتہائی بیزاری کا ایک قطعی اور آخری اعلان کر دیں۔ اور چونکہ نجدیوں کی اس وحشت اور بربریت کے محرک ان کے مذہبی عقائد ہیں جن پر وہ اس وقت تک سختی کے ساتھ قائم ہیں۔ اور رہیں گے اور جن کے وثوق پر وہ تخریب حرم کو کمال بے باکی سے تطہیر حرم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس لیے آئندہ کے لیے

بھی ان سے کسی بہتر طرزِ عمل کی توقع نہ رکھتے ہوئے صاف کہہ دیں کہ مقاماتِ مقدس پر ان کی حکومت یا اقتدار کو ہم کسی حیثیت سے اور کسی حالت میں منظور یا گوارا نہیں کر سکتے۔

مسلمانانِ ہند کی اکثریت کا عقیدہ کیا ہے۔ حامیانِ ابنِ سعود یعنی زاہدانِ خشک و مخالفینِ تصوف میں سے ہر ایک اس بات کا بصورتِ شکوہ سنجی مقر ہے۔ دیگر مسلمانانِ ہند کی اکثریت نجدیوں کی حجازی کارگزاریوں کے خلاف اور اس لیے ابنِ سعود سے یک قلم بیزار ہے۔'

(خطبۂ صدارت سید الاحرار مولانا حسرت موہانی ۱۹۲۵ء، ص ۸)

مخالفینِ ابنِ سعود میں سے مولانا عبد الباری صاحب فرماتے ہیں کہ:

'جب نجدی مدینے کو حرم سمجھتے ہیں تو پھر اس پر حیرت ہے کہ انہوں نے مدینے پر حملہ کرنے کی کیوں جرأت کی۔ جبکہ مدینہ والوں نے ان پر کسی قسم کا حملہ نہیں کیا۔ وہ نہ حسین کے طرفدار تھے اور نہ ترکوں کے مقابلے میں وہ کبھی حسین کی طرف سے لڑے۔ ابنِ سعود کو لازم تھا کہ صرف جدے سے لڑتے مدینے پر حملہ کی ضرورت نہ تھی'۔ (خطبۂ صدارت سید الاحرار مولانا حسرت موہانی ص ۱۱)

نجدیوں کو مکر و فریب کے گُر ان کے ہندوستانی حامیوں نے سکھاتے ہیں

حسرت موہانی نے ہندوستانی وہابیوں کو بھی نجدیوں کے مکر و فریب میں استاد قرار دیتے ہوئے لکھنؤ میں کہا کہ:

'بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر ابنِ سعود افہام و تفہیم صلح و مصالحت اور رائے عامہ کی قوت سے اپنے تصلب کو چھوڑ دے اور حجاز میں اسلامی مصالح کی حفاظت کا ذمہ

لے۔' (اخبار الجمعیۃ دہلی ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء) تو ہمیں بھی مخالفت سے باز آجانا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے وعدے بوجوہ ذیل قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتے۔

اوّل اس لیے کہ جب تک اہلِ نجد کے عقائد نہ بدلیں جس کی کوئی وجہ یا اُمید نظر نہیں آتی۔ اس وقت تک ان کے ہاتھوں تخریب آثارِ متبرکہ کا خطرہ رفع نہیں ہو سکتا۔ دوم اس لیے کہ اہلِ نجد کے ہندوستانی حامیوں نے ان لوگوں کو مکر و فریب کے ایسے ایسے گُر سمجھا دیئے ہیں۔ جن کے ہوتے ہوتے اُنہیں نقضِ عہد میں ذرا بھی دشواری محسوس نہ ہو گی۔ اور وہ بریّت کے الزام سے مندرجہ ذیل باتوں میں سے کوئی نہ کوئی عذر پیش کر کے اپنے تئیں بری الذمہ سمجھ لیا کریں گے۔

(۱) یہ کام ہمارے غیر ذمہ دار اور متشدد افراد نے کیا ہے۔

(۲) یہ فعل ہم سے عمداً تا سرزد نہیں ہوا۔ بلکہ کشمکشِ جنگ و جدال کا اضطراری نتیجہ ہے۔

(۳) جن آثار کی توہین کا ہم پر الزام ہے۔ ان کی اصلیت ہی مشتبہ ہے۔ پھر ان کی توہین کیسی۔

(۴) فقہاء و اہلِ ظاہر کی رائے میں مزاروں اور قبّوں کا بنانا ناجائز ہے۔ اس لیے ہمارا فعل تائید و توصیف کا مستحق ہے۔ نہ کہ زجر و توبیخ کا۔

(۵) یہ فعل ہم نے نہیں کیا بلکہ حامیانِ شریف نے محض ہمیں بدنام کرنے کے لیے خود کیا ہے۔ اور بعد میں ہمارا نام لگا دیا۔'

(خطبہ صدارت سید الاحرار مولانا حسرت موہانی ص۹)

دیوبندی مولوی بہاؤ الحق قاسمی عبد العزیز بن سعود کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

"عبدالعزیز ابن سعود موجودہ امیر نجد نے مکہ معظمہ پر قابض ہونے کے بعد مخصوص عقائد کے پروپیگنڈا کے سلسلہ میں کتاب "مجموعۃ التوحید" کو شائع کر کے گذشتہ حج کے موقع پر مفت تقسیم کیا۔ اس مجموعہ میں مختلف رسائل ہیں۔ جن کے نام بھی مختلف ہیں۔ مگر صفحات کا نمبر مسلسل ہے۔ یہ کل مجموعہ ۴۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

ایک اور مستقل رسالہ "الھدایۃ السنیۃ" کے نام سے ابن سعود کے حکم سے شائع ہوا ہے۔ وہ بھی میں نے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اس میں بھی خرافات کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن بخوف تطویل نمونہ کے طور پر صرف مجموعہ مذکورہ کی چند عبارتیں معہ ترجمہ ذیل میں نقل کرتا ہوں؛

۱۔ نبی کریم سے توسل ناجائز
۲۔ اسألک بنبیک کہنا بھی مکروہ۔
۳۔ نبی کریم سے طلب شفاعت حرام۔
۴۔ امام رازی و دیگر اُمت کی تکفیر۔
۵۔ مصنف قصیدہ بردہ شریف پر کفر کا فتوٰے۔

ناظرین! دیکھئے امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ستونِ اسلام اور دوسرے بزرگوں کو کس طرح صاف الفاظ میں توحید سے جاہل

لہ اس کتاب کا اُردو ترجمہ پاکستان کے غزنوی خاندان کے اسماعیل غزنوی سے حکومتِ نجد نے کرا کر جس کا نام تحفہ وہابیہ ہے مفت تقسیم کیا۔
لہ فقیر صرف قاسمی صاحب نے جو سُرخیاں نجدی عقائد کی لکھی ہیں وہ درج کر رہا ہے۔ (فقیر قادری)

قرار دے کر نجدیوں نے اپنی خباثت کا ثبوت دیا ہے۔ اور کس طرح قصیدہ بردہ شریف کو شرک کہہ کر اس کے بزرگ مصنف اور اس کے پڑھنے والوں کو جن میں ہزاروں علماء و صلحاء بھی داخل ہیں۔ مشرک بنا کر کفر پروری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اِن عبارات کو پڑھ کر شیخ الاسلام علامہ زینی دحلان محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے کہ نجدی چھٹی صدی کے بعد تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

کانوں سے سنا کرتے تھے جادو بھی ہے اک شئے
آنکھوں سے تیری نرگس فتاں نے دکھا دیا

(فتنۂ نجدیت کے ڈھول کا پول ۱۶۱ تا ۱۶۲ مطبوعہ امرتسر)

مولوی بہاؤ الحق قاسمی تمام مسلمانوں کو نجدیوں کی اسلام دوستی کے متعلق غور و خوض کی دعوت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"اہلِ اسلام خود اندازہ لگالیں کہ ایسی خطرناک جماعت کا مرکز اسلام کے تسلط مقاصد اسلامیہ کے لیے کس حد تک مفید ہو سکتا ہے۔ (فتنۂ نجدیت کے ڈھول کا پول ۱۸)

چنانچہ نجدیوں کو اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہ ہونے کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ وہابیوں نے عبدالعزیز کے قاتل کو زندہ جلا دیا۔ حالانکہ پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کو زندہ جلانے سے منع بھی فرمایا ہے۔

مورخ حسن بی۔اے نے قاتل کو زندہ جلانے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

عبدالعزیز بن سعود کا قتل اور نجدیوں کا قاتل کو زندہ جلانا

۴ نومبر ۱۸۰۳ء کا واقعہ ہے کہ عبدالعزیز ظہر کی نماز میں امامت کر رہا تھا۔ کہ مقتدیوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا۔ اور عبدالعزیز کے سینے میں خنجر گھونپ دیا۔ یہ شخص شیعہ تھا۔ دو برس بیشتر اس کے اہل وعیال کربلائے معلیٰ میں تہہ تیغ کیئے گئے تھے۔ یہ شخص انتقام کی غرض سے درعیہ آیا۔ اور دو برس تک وہابی بنا مناسب موقع کی تاک میں لگا رہا۔ موقعہ غنیمت جان کر وار کر دیا عبدالعزیز صدمہ سے جانبر نہ ہوسکا۔ وہابیوں نے قاتل کو زندہ جلا دیا۔ لیکن وہ انتقام لے چکا تھا۔ اور ظلم وفساد کے بانی کو موت کی گہری نیند سلا چکا تھا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانانِ عالم وہابیوں کو حرکات کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے؛ (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۸، ۴۹)

دشمن کو آگ میں زندہ جلانے کی ممانعت پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث صحیح میں درج ہے۔

دشمن کو آگ میں جلانے کی ممانعت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اِنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُکُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا بِالنَّارِ وَاِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ اَخَذْتُمُوْھَا فَاقْتُلُوْھُمَا۔

میں نے تم کو فلاں اور فلاں کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ (اب ایسا نہ کرنا کیونکہ) آگ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے۔ اگر ان دونوں کو پکڑ لو تو قتل کر دینا۔ (صحیح بخاری شریف ص۴۱۵ ج۱ مطبوعہ قصور ص۱۰ ج۴ مطبوعہ مصر)

سلطان ابن سعود کو علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا خطاب

شاعر مشرق عاشق رسول علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

ارمغانِ حجاز میں عبدالعزیز ابنِ سعود سے یُوں خطاب فرماتے ہیں۔

توہم آں مے بگیر از ساغرِ دوست | کہ باشی تا ابد اندر برِ دوست
سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں | بروبم از مژہ خاکِ درِ دوست

اس تشریح میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی یوں رقمطراز ہیں۔

بنیادی تصور:۔ چونکہ نجدی وہابی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتے اس لیے اقبالؒ نے سچے عاشقِ رسول کی حیثیت سے سلطان ابنِ سعود نجدی کو عشقِ رسول کا پیغام دیا ہے۔ اور نجدیوں کے اس اعتراض کا کہ اہلِ سنت حضور کے روضۂ مبارکہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ جواب دیا ہے کہ اے عبدالعزیز جسے تو اپنی کم فہمی کی بنا پر سجدہ سے تعبیر کرتا ہے۔ یہ سجدہ تو نہیں ہے۔ میں تو اپنے محبوب کے دروازے پر پلکوں سے جھاڑو دے رہا ہوں۔ (شرح ارمغانِ حجاز ص۱۵۱)

اسلام کی حقیقت آگاہی سے متعلق ابنِ سعود علامہ اقبال کے سامنے فقیر ہے

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے ابنِ سعود کی توحید پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

تو سلطانِ حجازی من فقیرم | ولے در کشورِ معنی امیرم
جہانے کو ز تخمِ لا الٰہ است | بیا بنگر بآغوشِ ضمیرم

پروفیسر یوسف سلیم اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے ابنِ سعود تو نجد و حجاز کا حکمران ہے اور میں تیرے سامنے اگرچہ فقیر ہوں لیکن جہاں تک اسلام کی حقیقت سے آگاہی کا سوال ہے۔ تو میرے سامنے فقیر ہے۔ اور میں امیر ہوں۔ وہ جہاں جو توحید الٰہی کے عقیدہ اور اس کے افتقار سے پیدا ہوتا ہے میرے دل میں بخوبی جلوہ گر ہے۔" (شرح ارمغانِ حجاز ص ـــ)

دیوبندیوں کے مولوی بہاؤ الحق قاسمی نے اپنے رسالہ فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول میں۔

کفری ٹکسال کے نئے نئے سِکّے

وہابیوں کے بنائے ہوئے کافروں کی مختصر فہرست کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ:

"نجدی طائفہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا جس قدر شوق رکھتا ہے وہ تمام کافر گروں کی جذباتِ تکفیر سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ ان کے مخترعہ عقائد کی کسوٹی پر نہ صرف بریلوی، نہ صرف دیوبندی نہ صرف فرنگی محلی بلکہ ہمارے ہاں کے غیر مقلدین۔ کارکنانِ خلافت حامیانِ نجدیہ بھی مسلمان ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ خود نجدی طائفہ بھی اپنے عقائد کی بنا پر کافر ہوا جاتا ہے میں ان کے ایسے عقائد کی نہایت مختصر فہرست ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) کافروں سے مدارت کرنے والا کافر (۲) کافروں کے کہنے پر عمل کرنے والا کافر۔ (۳) کافروں کو امراءِ اسلام کے پاس لے جانے والا اور ان کو ہم مجلس بنانے والا کافر (۴) کافروں سے کسی امر میں مشورہ کرنے والا کافر (۵) مسلمانوں کے امور میں سے کسی ایک مثلاً مسئلہ امارت (و خلافت) وغیرہ میں کافروں سے کام لینے والا کافر۔ (۶) کافروں کے پاس بیٹھنے والا اور ان کے ہاں جانے والا کافر (۷) کافروں سے خوش مزاجی کے ساتھ پیش آنے والا کافر (۸) کافروں کا اکرام کرنے والا کافر۔ (۹) کافروں سے امن طلب کرنے والا کافر۔ (۱۰) کافروں

کی خیر خواہی کرنے والا کافر (۱۱) کافروں سے مصاحبت و معاشرت رکھنے والا کافر (۱۲) کافروں کو سردار کہنے والا کافر۔ (۱۳) علم طب جاننے والے کو حکیم، کہنے والا کافر (۱۴) کافروں کے ملک میں ان کے ساتھ رہنے والا کافر۔

یہ مختصر فہرست ہے۔ ان لوگوں کی جو نجدیوں کے نزدیک کافر ہیں۔ یہ فہرست کتاب مذکور (مجموعۃ التوحید) کے صفحہ ۸۶، ۸۷ سے نقل کی گئی ہے۔ بنظر اختصار اصل عربی عبارتیں نہیں لکھی گئیں۔ اصل کتاب دیکھ کر ہر شخص تشفی کر سکتا ہے۔

میں ان کے مذکورہ مسائل پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا خدا نے جس شخص کو تھوڑی سی عقل بھی عطا فرمائی ہے۔ وہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ نجدی خیالات و مذہب پر قائم رہ کر ہم مسلمانوں کو کسی طرح بھی مسلمان نہیں سمجھ سکتے اور واقعات اس کی تائید کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتے ہیں چنانچہ طائف شریف میں ان لوگوں نے سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر شہید کیا۔ جیسا کہ علمائے دیوبند بھی اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔

ہاتھی کے دانت

میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو نجدیوں کا اس قدر تشدد کہ کافروں سے ہر قسم کا مشورہ کرنا۔ ان سے خوش مزاجی کے ساتھ پیش آنا بھی کفر اور دوسری جانب ان کا یہ طرزِ عمل کہ انگریزوں سے رشوت لے کر ترکوں پر حملے کیے۔ ان کی ناکہ بندی کی۔ خلیفۂ اسلام سے بغاوت

و غداری کرتے رہے۔ برطانیہ کے دوست بنے رہے۔ اور حال ہی میں خبر آئی کہ جو "زمیندار" وغیرہ میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ کہ جدہ میں عنقریب ایک کانفرنس منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں نمائندگانِ حجاز و نجد و برطانیہ جمع ہوں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب ہر امر میں کافروں سے مشورہ طلب کرنا کفر ہے تو مسئلہ حجاز ایسے مذہبی معاملہ میں برطانیہ کی شرکت کو منظور کر لینا کہاں کا اسلام ہے؟

اے قاسمی وہ دھوم تھی نجدی کے زُہد کی!
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

(فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول ص ۱۵،۱۴)

طائفہ نجدیہ جہنمی ہے!

دیوبندیوں کے بہاؤالحق قاسمی صاحب نے اپنے پمفلٹ "فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول" میں ایک غور طلب نکتہ، کے ہیڈنگ دے کر نجدیوں کے کفری ٹکسال جدید مذہب کی رُو سے طائفہ نجدیہ کو بھی کافر اور جہنمی قرار دیا ہے۔ اصل مضمون پیش خدمت ہے۔

"نجدی مفتی صاف کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام میں داخل ہو کر اسلام سے محبت کرتا ہو۔ اور اس کا یہ بھی اعتقاد ہو کہ قبے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ اور نہ نقصان لیکن وہ ان کو نہیں گراتا۔ تو فقط اس جرم کے باعث قطعاً ویقیناً کافر ہے۔ اس کے ساتھ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھا جاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس پر جو گنبد خضراء ہے۔ وہ بھی دوسرے بزرگوں کے مزارت کے قبوں کی طرح ایک قبہ ہے۔ اب دو صورتیں

ہیں۔ یا تو (خاک بدہنِ اعداء) اس کو گرا دیا جائے گا۔ اس صورت میں ابنِ سعود کے وعدوں کی مٹی پلید ہو جائے گی۔ اور یا وہ اس کو نہیں گرائے گا۔ لیکن اس صورت میں طائفہ نجدیہ اپنے قول کے مطابق قطعاً کافر اور یقیناً جہنمی ہو گا۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبت لیلا و فرقت لیلا!

ناظرین کرام! وہابیہ نجدیہ کے ظلم و ستم کی داستان آپ نے مستند کتب کے حوالہ جات سے آپ نے پڑھ لی ہے۔ ایسا ظالم اور خونخوار فرقہ اور گروہ جو عشاقِ رسول کا قتلِ عام بھی کرے اور ساتھ ساتھ اپنے آپ کو موحد، مسلمان بلکہ اسلام کا ٹھیکیدار بھی کہلائے مقامِ حیرت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر وہ ایسی مکاری سے کام نہ کریں تو سادہ لوح مسلمان ان کے دامِ فریب میں کیسے پھنسیں۔ مسلمانوں کے قاتل کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (پ۵ ع ۱۰)	جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا۔ اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔

اس حکمِ ربی کے مطابق امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین اور اس کو مجدد اور بزرگ سمجھنے والے جہنمی، لعنتی ہونے کے ساتھ ساتھ غضبِ الٰہی اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

امام الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کئی سو سال پہلے ہی ان لوگوں کے ظلم و ستم، عادات و اطوار اور بدعقیدگی کے متعلق خبریں دی ہیں۔ جو کہ درج کی جاتی ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اُس کے متبعین

(احادیثِ شریفہ کی روشنی میں)

شیخ الاسلام مفتی حرم شریف علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی اور علامہ جمیل آفندی صدقی زہاوی علیہما الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں تحریر فرمایا ہے کہ

قَدْ اَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰؤُلَآءِ الْخَوَارِجِ فِیْ اَحَادِیْثَ کَثِیْرَۃٍ فَکَانَتْ مِنْ اَعْلَامِ نُبُوَّتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ لِاَنَّ فِیْھَا اَخْبَارَ الْغَیْبِ

بے شک نبی غیب دان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے احادیثِ کثیرہ میں ان خوارج کی خبر دے دی ہے۔ یہ علاماتِ نبوت میں سے ہے کہ اُنہیں غیب کی خبریں معلوم ہیں۔ احادیثِ شریفہ میں امام الانبیاء

وَمِنَ الْاَحَادِیْثِ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے۔

یَخْرُجُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ فِیْ بَلَدِ مُسَیْلَمَۃَ رَجُلٌ یُغَیِّرُ دِیْنَ الْاِسْلَامِ۔

آخر زمانہ میں مسیلمہ کذاب کے شہر میں ایک شخص ظاہر ہوگا جو دینِ اسلام کو متغیر کر دے گا۔

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمان درج کیا ہے کہ:

سَیَظْھَرُ مِنْ نَجْدٍ شَیْطَانٌ

نجد سے ایک شیطان ظاہر ہوگا۔

ؔ علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ تمام احادیثِ شریفہ صحیح ہیں جن میں بعض تو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں اور بعض دیگر کتب احادیث میں ہیں۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۴۹)

تَتَزَلْزَلُ جَزِیْرَةُ الْعَرَبِ مِنْ فِتْنَتِہٖ - (الدرر السنیۃ ص۵۳ - الفجر الصادق ص۲)

جس کے فتنے سے جزیرہ عرب میں زلزلہ برپا ہوگا۔

علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک روایت مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ:

سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ بَنِیْ تَمِیْمٍ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْھِمْ اَیْضًا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ قَالَ السَّیِّدُ عَلَوِیُّ الْحَدَّادُ الْمَذْکُوْرُ آنِفًا اِنَّ الَّذِیْ وَرَدَ فِیْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ وَفِیْ ذَمِّ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّوَائِلٍ شَیْءٌ کَثِیْرٌ وَّیَکْفِیْکَ اَنَّ اَغْلَبَ الْخَوَارِجِ وَاَکْثَرَھُمْ وَاَنَّ الطَّاغِیَةَ ابْنَ عَبْدِ الْوَھَّابِ مِنْھُمْ۔

آخر[1] زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہیں۔ اور نہ تمہارے باپوں نے سنی ہیں پس تم اپنے آپ کو ان سے اور ان کو اپنے آپ سے بچاتے رہو۔ کہ وہ تم کو گمراہی اور فتنہ میں نہ ڈال دیں اور بنو تمیم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے بے[2] شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق یہ بھی نازل فرمایا ہے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ سید علوی مذکور فرماتے ہیں کہ بنی حنیفہ اور بنی تمیم اور وائل کی مذمت میں تمہارے لیے یہی بات کافی ہے کہ اکثر خوارج انہیں میں سے ہیں۔ اور سرکش ابن عبدالوہاب انہیں میں سے ہے۔ (الدرر السنیہ ص۵۱ مطبوعہ استنبول)

۱؎ صحیح مسلم شریف ۲؎ سورۃ حجرات پ۲۶

علامہ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

اہل سنت وجماعت کی مشہور ومعروف شخصیت علامہ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف "تحفۃ الناظرین"[1] میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ تم کو ایسے مسائل سناویں گے کہ نہ تم نے سنیں ہوں گے۔ نہ تمہارے باپ دادوں نے سنے پس مصداق اس کے اب غیر مقلد نجدیہ ہیں جو عقیدہ اہل سنت وجماعت سے بے خبر ہیں۔ اور تمام عقائد خوارج وظاہریہ بیان کرتے ہیں اور ایسے مسائل غلط اور بے اصل کہتے ہیں جن کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ یہ قرن شیطان فقہ کو بدعت ضلالت کہتے ہیں"۔ (تحفۃ الناظرین ص۲ مطبوعہ دہلی)

شیخ الاسلام مفتی حرم شریف علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے جو احادیث شریفہ درج فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔

سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الفتنۃ مِنْ ھٰھُنَا الفتنۃ مِنْ ھٰھُنَا وَاَشَارَ اِلَی المشرق و قولہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اختلاف وَفِرْقَۃ قوم یحسنون الْقِیْلَ وَیُسِیْئُوْنَ الْفِعْلَ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ ،	فتنہ ادھر سے نکلے گا۔ فتنہ ادھر سے نکلے گا اور مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور یہ ارشاد مبارک کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں

---

[1] تحفۃ الناظرین ۱۲۹۶ھ یعنی آج سے ایک سے سو بارہ سال پیشتر کی شائع شدہ ہے۔
(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

اِیْمَانُھُمْ تَرَاقِیَھُمْ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ لَا یَرْجِعُوْنَ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّھْمُ اِلٰی فُوْقِہٖ ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ طُوْبٰی لِمَنْ قَتَلَھُمْ اَوْ قَتَلُوْہُ یَدْعُوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَلَیْسُوْا مِنْہُ فِیْ شَیْئٍ مَنْ قَتَلَھُمْ کَانَ اَوْلٰی بِاللّٰہِ مِنْھُمْ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ۔

گے جس طرح کمان سے تیر۔ دین کی طرف نہ لوٹیں گے۔ جب تک تیر چلہ کی طرف لوٹ آئے۔ وہ تمام مخلوق سے برے ہیں جو شخص ان کو قتل کرے یا وہ اسے قتل کریں اسے مژدہ اور بشارت ہو وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے۔ مگر قرآن پاک سے ان کو کچھ تعلق نہ ہو گا۔ جو ان کو قتل کرے وہ اللہ تعالےٰ کا مقرب ہو گا۔ ان کی علامات سے سر منڈوانا ایک علامت ہے۔ (الدرر السنیہ ص۴۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْہِ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّھْمُ اِلٰی فُوْقِہٖ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ۔ (کنز العمال شریف ص۲۴ ج ۶)

مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر وہ دین میں نہ آسکیں گے یہاں تک کہ تیر واپس آسکے گا۔ سر منڈا ہونا ان کی خاص علامت ہو گی۔

شیخ الاسلام علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ نبی غیب دان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ کُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ

مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے۔ جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ جب ایک

حَتّٰی یَکُوْنَ آخِرُھُمْ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ۔

قرن رسنگ ختم ہوجائے گا تو دوسرا قرن آجائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ان کی علامت سر منڈوانا ہے۔ علامہ احمد بن زینی علیہ الرحمۃ یہ روایت نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

تَنْصِیْصٌ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْخَارِجِیْنَ مِنَ الْمَشْرِقِ التَّابِعِیْنَ لِابْنِ عَبْدِ الْوَھَّابِ فِیْمَا ابْتَدَعَہٗ لِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَأْمُرُوْنَ مَنْ اَتْبَعَھُمْ اَنْ یَّحْلِقَ رَأْسَہٗ وَلَا یَتْرُکُوْنَہٗ یُفَارِقَ مَجْلِسَھُمْ اِذَا تَبِعَھُمْ حَتّٰی یَحْلِقُوْا رَأْسَہٗ وَلَمْ یَقَعْ مِثْلُ ذَالِکَ قَطُّ مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْفِرَقِ الضَّالَّۃِ الَّتِیْ مَضَتْ قَبْلَھُمْ فَالْحَدِیْثُ صَرِیْحٌ فِیْھِمْ۔

یہ خوارج میں سے ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کی تصریح ہے جو مشرق سے نکلے اور اپنے متبع کو سر منڈانے کا حکم دیتے تھے۔ جب تک سر نہ منڈا لیتا جگہ سے ہٹنے نہ دیتے۔ اور ایسا کوئی گمراہ فرقہ ان سے پہلے نہیں ہوا۔ پس یہ حدیث شریف ان ہی کے متعلق ہے۔

(الدرر السنیہ صفحہ ۴۹)

مرد تو مرد رہے محمد بن عبدالوہاب نجدی تو عورتوں کو بھی سر منڈانے کا حکم دیتا ہے۔

عورتوں کو سر مُنڈوانے کا حکم

چنانچہ علامہ دحلان مکی اور علامہ جمیل آفندی علیہما الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

"محمد بن عبدالوہاب ان عورتوں کو بھی جو اس کی پیروکار تھیں سر منڈانے کا حکم دیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت اس کے دین میں مجبوراً داخل ہوئی تو اس نے اُس کو سر مونڈنے کا حکم دیا۔ تو اس

عورت نے اس کو جواب دیا کہ تو مردوں کے سر مونڈنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر ڈاڑھی مونڈھنے کا حکم دیتا تو عورتوں کے سر مونڈنے کا حکم ٹھیک تھا۔ کیونکہ عورت کے سر کے بال مردوں کی ڈاڑھی کی طرح ہیں۔ اس وقت وہ خارجی محمد بن عبد الوہاب نجدی مبہوت ہو گیا۔ اور اُسے کچھ جواب نہ دے سکا۔

(الدرر السنیہ صفحہ ۴۹ ۵۰، الفجر الصادق صفحہ ۲۷)

فطرۃً شرارتی ہوں گے

رسولِ معظم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سر منڈوانے والوں کی ایک فطرت بھی ارشاد فرمائی ہے وہ ان کا شرارتی ہونا ہے۔

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ نبئ مختار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ نَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَلَاقِیْمَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَخْرُجُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْہِ ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ۔

میری اُمت سے بعض لوگ ہوں گے جن کی نشانی ہے کہ سر منڈھے ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے مگر اس کا اثر حلق سے نیچے نہیں اُترے گا دین سے وہ نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین کی طرف نہ لوٹ سکیں گے۔ وہ لوگ تمام مخلوق سے زیادہ شرارتی ہوں گے اور وہ فطرۃً شرارتی ہوں گے۔ (کنز العمال شریف صفحہ ۲۳۴ ج ۶)

نجد کے لیے دعا نہ فرمانا: پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ

؎ اسی کتاب کے صفحہ پر آپ نے وہابیوں کا فسادی شرارتی اور انتشار پسند ہونا پڑھ لیا ہے۔ اس حدیث شریف کی ان واقعات سے تصدیق ہوتی ہے کہ واقعی وہ یہی ہیں۔

تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی :

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْ يَمَنِنَا وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ۔

اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اور نجد میں ۔ نبی پاک نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے ۔ اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے تیسری مرتبہ فرمایا وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں ۔ وہیں شیطان کا سینگ نکلے گا[1]

مسیلمہ کذاب اور محمد بن عبدالوہاب نجدی شیطان کے سینگ ہیں !

شیخ الاسلام مفتی حرم مکہ علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

جَآءَ فِيْ رِوَايَةٍ قَرْنَا الشَّيْطَانِ بِصِيْغَةِ التَّثْنِيَةِ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ وَ اِبْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَجَآءَ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ وَبِهَا يَعْنِيْ نَجْدًا اَلدَّاءُ الْعُضَالُ قَالَ بَعْضُ الشُّرَّاحِ وَهُوَ الْهِلَاكُ

ایک روایت میں ہے کہ دو قرن الشیطان (شیطان کے سینگ) نکلیں گے ۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان دونوں سے مراد مسیلمہ کذاب اور محمد بن عبدالوہاب ہیں ۔ بعض ارشادات میں ہے کہ وہاں نجد میں ہلاکت اور تباہی ہے ۔

(الدرر السنیہ ص۵۰)

---

[1] یہ حدیث شریف مشکوٰۃ ۔ اشعۃ اللمعات ۔ مرقاۃ ۔ وغیرہم میں درج ہے ۔

حضورِ پُر نور نورٌ علیٰ نور، نبیِ غیب دان، سیّاحِ لامکاں، حضرتِ محمّد مُصطفےٰ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان خارجیوں کی نشانیاں بھی بتائی ہیں۔ جو کہ کُتبِ احادیثِ شریفہ میں درج ہیں جن میں سے چند احادیثِ شریفہ درج کی جاتی ہیں۔

کفّار کو چھوڑ دیں گے اور مُسلمانوں کو قتل کریں گے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

بَعَثَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فَقَسَمَھَا بَیْنَ اَرْبَعَۃٍ اَلْاَقْرَعِ الْحَارِثِ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ الْمَجَاشِعِیِّ وَعُیَیْنَۃَ بْنِ بَدْرِنِ الْفَزَارِیِّ وَزَیْدِنِ الطَّائِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ کِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا یُعْطِیْ صَنَادِیْدَ اَھْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَآ اَتَاَلَّفُھُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاتِئُ الْجَبِیْنِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰہَ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُ اَیَاْمَنُنِیَ اللّٰہُ عَلٰی

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سرورِ عالم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی طرف کچھ سونا بھیجا۔ آپ نے اقرع بن حارث عیینہ بن بدر فزاری اور زید طائی۔ علقمہ بن علاثہ ان چاروں کی جماعتوں میں تقسیم کردیا۔ تو قریش اور انصار ناراض ہوئے۔ کہنے لگے حضور آپ نے نجدیوں کے سرداروں میں سونا تقسیم کر دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا۔ رسولِ کریم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نجدیوں کے سرداروں کو تالیفِ قلوب کے لیے دیا ہے۔ آپ کے سامنے ایک آدمی گہری آنکھوں والا۔ بلند ابروؤں والا۔

اَھْلِ الْاَرْضِ تَاْمَنُوْنِیْ فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَتْلَهٗ اَحْسِبُهٗ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا اَوْ فِیْ عَقِبِ ھٰذَا قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدْعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ

اونچی پیشانی والا گھنی ڈاڑھی والا منڈے ہوئے سر والا آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالےٰ سے ڈریں۔ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کون اس کے حکم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالےٰ نے زمین والوں پر مجھے امین بنا کر بھیجا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے تو ایک شخص نے اُس کو قتل کرنے کے متعلق عرض کیا۔ راوی کا خیال ہے کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے۔ تو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کو قتل کرنے سے روک دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک اس کی نسل سے یا اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو قرآنِ پاک پڑھیں گے۔ مگر قرآنِ پاک ان کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو (میں اپنے زمانہ میں) پالوں تو ان کو ضرور قتل کروں جس طرح اللہ تعالےٰ نے قومِ عاد کا صفایا کیا ہے۔ (صحیح بخاری شریف ص۲۴۱ ج ۱)

مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، ظفر علی خاں، سلیمان ندوی وغیرہم پر مشتمل وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء نے اپنی جو رپورٹ شائع کی ہے اُس میں واضح الفاظ میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ:

"قومِ نجد کو ایک صدی سے زیادہ یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں۔ اور نجدیوں کی گذشتہ صدی کی تاریخ بھی

یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے ؛

(مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۰۵)

سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسری حدیث شریف میں ان کی علامت لمبی لمبی نمازیں پڑھنا بتائی ہے نیز فرمایا ہے کہ ایمان سے وہ خالی ہوں گے ۔

ایمان سے خالی نمازی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرما رہے تھے :

يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يُرٰى شَيْئًا وَيُنْظَرُ فِي الْقَدْحِ فَلَا يُرٰى شَيْئًا وَيُنْظَرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يُرٰى شَيْئًا وَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ ۔

تم میں ایک قوم نکلے گی ۔ جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو ہیچ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزوں کو ۔ ان کے اعمال کے مقابلہ میں تم اپنے عملوں کو ہیچ سمجھو گے ۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ۔ تیر کے سر کو دیکھا جائے تو شکار کا نشان تک نہ ہو گا ۔ تیر کا زخم دیکھا جاتے گا تو کوئی نشان نہ ملے گا ۔ زخم کا داغ بھی نہ ہو گا ۔ دین کے اُوپر اُوپر سے ہی گزر جائے گا ۔

(صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۰۲۴ ج ۲)

علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ

نے اپنی تصنیف سیف الابرار علی المسلول الفجار میں اس قوم سے مراد

وہابی فرقہ ہی لیا ہے۔ اور واضح الفاظ میں لکھا ہے:

قَدْ اَخْبَرَ بِهٰذِهِ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهٖ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَ اَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ اِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ فِى الْمُوَطَّا هٰذَا كَتَبْتُ بِهٖ فِيْ بَيَانِ هٰذِهِ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

بے شک اس گمراہ فرقہ کے متعلق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ تمہارے اندر ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی کہ وہ تمہاری نمازوں کو اپنی نمازوں سے اور تمہارے روزوں کو اپنے روزوں سے اور تمہارے عملوں کو اپنے عملوں سے حقیر سمجھیں گے آخر تک۔ اس روایت کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی موطا میں نقل کیا ہے۔ یہ تھوڑا سا مضمون میں نے اس فرقہ کے متعلق لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو تا قیامت ذلیل رکھے۔ (سیف الابرار علے المسلول الفجار مطبوعہ استنبول و دہلی)

قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہ اُتریگا

رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ان کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ قرآن پڑھیں گے مگر اُس کا اثر نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:

يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ

آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ بڑے بڑے دانتوں والے۔ عقل سے خالی۔ زبانوں سے قرآن پاک پڑھیں گے۔ مگر قرآن پاک حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ حدیثِ نبوی والے (اہلحدیث) کہلائیں گے۔ دین سے

مِنَ الرَّمِيَّةِ فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا عِنْدَ اللّٰهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ۔ ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ پس جو شخص اُن سے ملے اُس کو چاہیئے کہ ان کو قتل کر دے بے شک ان کو قتل کرنے میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک اجرِ عظیم ہے جو بھی ان کو قتل کرے۔ (کنز العمال شریف ص۲۴ ج ۶)

حدیث والے کہلائیں گے مگر ہوں گے اسلام سے خارج

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نشانی بتائی ہے کہ وہ اہلحدیث کہلائیں گے مگر اسلام سے خارج ہوں گے۔ حضرت علی المرتضےٰ مشکل کشا، شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ میں نے نبیٔ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی جن کے لمبے لمبے دانت ہوں گے۔ بیوقوف خیر البریہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حدیث سے بات کریں گے۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان حلقوں سے نیچے نہ ہو گا۔ پس جہاں تم ان کو ملو۔ قتل کر دو۔ ان کو قتل کرنے کا اتنا ثواب ہے۔ جتنا کہ کسی نے قیامت تک کے کفار کو قتل کر دیا۔

(طبرانی شریف ص۲۱، صحیح بخاری شریف ص۲۵۶ ج ۲، نسائی شریف ص۱۷۲ ج ۲)

لمبے دانتوں والے بیوقوف ہوں گے

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث شریف میں ان کی علامت لمبے لمبے دانت اور بیوقوف ہونا بتائی ہے۔ حضرت علی المرتضےٰ

شیرِ خدا مشکل کُش، مولائے کُل کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

میں نے رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ آخری زمانے میں لمبے لمبے دانتوں والی عقلوں سے خالی (بیوقوف) ایک قوم ظاہر ہو گی۔ ہر بات میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف پڑھیں گے۔ ان کا ایمان ظاہری ہو گا حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ جہاں تم ان کو دیکھو تو قتل کر ڈالو اس لیے ان کو قتل کرنے کا اتنا ثواب ہے جیسا کہ کسی نے قیامت تک کفر کا قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری شریف ص۱۰۲۴ ج۲، مجمع البحار ص۲۴۲ ج۱، مظاہرِ حق ص۲۹۴ ج۳)

فسادی اور اپنے پاس سے احادیث بنانے والے

علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سے علیہ الرحمۃ شارح نسائی شریف أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

فَإِنَّ حَدَاثَةَ السِّنِّ مَحَلٌّ لِلْفَسَادِ عَادَةً۔

بڑے دانتوں والا ہونا عادۃً فطرۃً فسادی کی علامت ہے۔

مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

يَتَكَلَّمُوْنَ بِبَعْضِ الْأَقْوَالِ الَّتِيْ هِيَ مِنْ خِيَارِ أَقْوَالِ النَّاسِ

لوگوں کے بعض اقوال کو حدیثِ رسول بنا کر پیش کریں گے۔

(شرح نسائی ص۱۰۱ ج۲ مطبوعہ مصر)

کفار سے متعلق آیات مسلمانوں پر چسپاں کریں گے

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی صحیح میں بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِیْنَ بَعْدَ اِقَامَۃِ الْحُجَّۃِ عَلَیْھِمْ کا باب باندھ کر کئی احادیث شریفہ درج فرمائی ہیں جن میں یہ بھی ہے:

كَانَ اِبْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما تمام مخلوق الٰہی میں سے خارجیوں کو بُرا جانتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ ان آیات قرآن پاک کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں، مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۰۲۴ ج ۲، مجمع البحار صفحہ ۲۴۲ ج ۱)

قرآن پاک کے معانی میں تحریف کرینگے

صحیح مسلم شریف میں ان کی ایک علامت یہ ہے کہ:

يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ لَيِّنًا رَطْبًا علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

يَلْوُوْنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِهٖ اَيْ يُحَرِّفُوْنَ مَعَانِيَهٗ وَتَاوِيْلَهٗ۔

یہ لوگ قرآن مجید کے معنوں میں تحریف اور تاویل کریں گے۔ (صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۴۲ ج ۱)

وہابیوں کا قرآن مجید کے معنوں میں اور تفسیر میں تحریف اور تاویل کرنا وہابی اکابر[1] کے نزدیک بھی مسلم ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انصاف سمجھنا

خارجیہ نجدیہ کے بانی نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بے انصاف سمجھا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے:

---

[1] قرآن پاک کے معنوں اور تفسیر میں تحریف کا نمونہ اسی کتاب کے حصہ ۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہ)

بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ اِعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهٖ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهٖ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِيْ قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ رِصَافِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَضِيِّهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اِحْدٰى يَدَيْهِ اَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ

میں بارگاہِ نبوی میں حاضر تھا۔ اور نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ عدل و انصاف سے کام لیجئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہلاک ہو۔ جب میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو۔ اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھتا ہے وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اس کے پروں میں دیکھا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا پھر اس کے پھل میں دیکھا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا جب اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ تیر خون اور گوبر سے ہو کر گزرا ہے۔ ان کی

أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ۔

نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا۔ جس کا ایک ہاتھ یا ایک پستان عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا فرمایا کہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگی۔ اور ہلتی ہوگی۔ لوگوں کے تفرقہ کے وقت نکلیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان لوگوں کو قتل کیا۔ اور میں ان کے پاس تھا۔ اس وقت ایک شخص اسی صُورت کا لایا گیا جو نشانیاں نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آیت وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ اسی شخص (ذوالخویصرہ تمیمی) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری شریف ص۱۰۲۴ ج۲ مطبوعہ مصر)

حضرت شریک بن شہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی صحابی سے ملاقات کرنے کی بہت خواہش تھی۔ کہ ان سے ملاقات کر کے خارجیوں کا حال پوچھوں۔ کیا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان خارجیوں کے متعلق کوئی خبر ارشاد فرمائی تھی۔ پس مجھے حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عید کے روز اپنے دوستوں میں ملے۔ تو میں نے ان سے پوچھا کیا رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان خارجیوں کا ذکر آپ نے سُنا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِيْ وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِيْ

میں نے رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے سُنا اور

أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَآءَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَقَالَ وَاللهِ لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّيْ ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَانَ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ۔

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس مال لایا گیا اور انہوں نے اُس کو اپنے داہنی طرف اور بائیں طرف والوں میں تقسیم فرمایا اور اپنے سامنے والوں کو نہ مال دیا۔ تو ایک شخص جوان کے پیچھے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ وہ شخص کالے رنگ والا تھا اور اُس کے بال منڈھے ہوئے تھے اُس پر دو کپڑے سفید تھے پس رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ناراضگی فرمائی اور غصّے سے فرمایا قسم ہے اللہ تعالےٰ کی کہ میرے بعد تم مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا کسی کو نہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی اور یہ (گستاخ اور بے ادب) اُنہیں کی جماعت میں سے ہے۔ وہ قرآنِ پاک پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ دینِ اسلام سے ایسے نکل جاویں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت سر منڈانا ہے۔ وہ ہمیشہ اسلام

لہٰذا جس وقت تم اُن سے ملو تم ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ آدمیوں اور چوپاؤں سے بدترین ہیں۔ یعنی ساری مخلوق سے بدترین ہیں۔
(نسائی شریف ص۱۷۴، ۱۷۵ جلد ۲ مطبوعہ مصر، مشکوٰۃ شریف ص۳۰۸، ۳۰۹)

ناظرین حضرات سے: نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کا آپ نے مطالعہ فرمایا کہ آپ نے کس طرح ان حضرات کی نشان دہی فرمائی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق[1] محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ان علامات کے متعلق حاشیہ میں فرمایا

---

[1] فخر الوہابیہ ابراہیم میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں (تاریخ اہلحدیث ص۳۹۵) وہابیہ نجدیہ کی اہلحدیث کانفرنس دہلی کے خُطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲، ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء)

وہابیوں کے حکیم عبدالرحیم اشرف سے جو کہ المنبر لائل پور کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ رقمطراز ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصل نورانیت کے جلوہ میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سُنت کے خشک سوتوں کو از سرِ نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علماءِ سُوء کو بے نقاب کیا گیا۔ ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا گیا اور واشگاف کیا گیا۔ کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ دیا جاتے لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجت شرعی بنایا جاتے یہ عظیم تجدیدی کارنامے (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ،

این حلیہ دلالت بر شرارت وجہالت وقساوتِ قلب وہمہ خوارج ہمچنیں بودند۔

یہ حُلیہ شرارت وجہالت اور قساوتِ قلبی پر دلالت کرتا ہے اور سارے خارجی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

قارئینِ عظام! آپ نے نجدیوں کے متعلق احادیث شریفہ پڑھیں نیز یہ بھی دیکھا کہ سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات سے کس قدر نفرت کا اظہار فرمایا۔ بلکہ ایک روایت میں تو نبی غیب دان سید مرسلاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے خطرہ کا بھی اظہار فرمایا ہے۔ وہ روایت بھی درج کی جاتی ہے۔

نجدیوں سے خدشہ

امام المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے اپنی صحیح میں بھی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ عامر بن مالک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ رِجَالاً مِنْ اَصْحَابِكَ اِلٰى اَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْتَهُمْ اِلٰى اَمْرِكَ رَجَوْتُ اَنْ يَّسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَخْشٰى اَهْلَ

یا محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اگر آپ نجدیوں کی طرف اپنے چند صحابہ کو بھیجیں کہ وہ آپ کے حکم کی دعوت دیں مجھے اُمید ہے کہ وہ آپ کے حکم کو قبول کرلیں گے۔ تو رسولِ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا

(بقیہ صفحہ ۲۶۳) جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسمِ گرامی یہ ہیں۔ اوّل حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دُنیائے اسلام مجددِ الفِ ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی کے علوم کو عام کیا۔ سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔ (الاعتصام ص ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء)

نَجْدٍ عَلَيْهِمْ۔ کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں نجدیوں سے مجھے خطرہ ہے۔

(صحیح بخاری شریف ص۵۸۶ ج ۲، ابنِ ہشام ص۱۸۴ ج ۳، ابنِ سعد ص۵۱۹ ج ۳)

نبیِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ستر صحابۂ کرام علیہم الرضوان جن کو قراء حضرات کہا جاتا ہے۔ اور ایک قوم نے خود لے جا کر ان کو شہید کر دیا تھا۔ آج اکثر وہابی مولوی اپنی تقریروں میں اس کو موضوعِ بحث بنا کر پیارے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر نبیِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو علمِ غیب ہوتا تو ان صحابۂ کرام کو انہوں نے کیوں بھیجا۔ حالانکہ اگر وہ پوری روایت پر غور کریں تو اسی سے نبیِ معظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ غیب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ روایت میں میرے آقا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے۔

اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْہِمْ اَہْلَ نَجْدٍ۔ مجھے نجدیوں سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے متعلق خطرہ ہے۔

صحابۂ کرام کو شہید کرنے والے نجدی ہی تھے۔ وہ مفصل روایت ملاحظہ فرمائیں؛

نجدیوں نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو بھی شہید کر دیا

سیرت کی نہایت مستند کتاب طبقات ابنِ سعد میں روایت درج ہے کہ

؎ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں کے معتمد علیہ اور مشہور مولوی شبلی نعمانی کتاب طبقات ابنِ سعد اور اس کے مصنف کے متعلق لکھتے ہیں کہ ابنِ سعد مشہور محدث ہیں۔ خود قابلِ سند ہیں خطیب بغدادی نے ان کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کَانَ مِنْ اَہْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْفَہْمِ وَالْعَدَالَۃِ وَصَنَّفَ (باقی اگلے صفحہ پر)

عامر بن مالک سے سرورِ عالم، شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نذرانہ پیش کیا۔ مگر رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے سامنے اسلام پیش فرمایا مگر اُس نے اسلام کو قبول نہ کیا اور نہ ہی بُرا کہا۔ اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لَوْ بَعَثْتَ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِكَ اِلٰى قَوْمِيْ لَرَجَوْتُ اَنْ يُجِيْبُوْا دَعْوَتَكَ وَيَتَّبِعُوْا اَمْرَكَ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْهِمْ اَهْلَ نَجْدٍ فَقَالَ اَنَا لَهُمْ جَارٌ اَنْ يَّعْرِضَ لَهُمْ اَحَدٌ فَبَعَثَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ شَبَبَةً يُسَمَّوْنَ الْقُرَّاءَ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْمُنْذِرَ بْنَ عَمْرِنِ السَّاعِدِيَّ فَلَمَّا نَزَلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ فَلَقِيَهُمُ الْقَوْمُ

اگر آپ میرے ساتھ اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت میری قوم کی طرف بھیج دیں تو مجھے اُمید ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نجدیوں سے صحابہ کرام کے متعلق خطرہ ہے۔ تو عامر بن مالک نے کہا کہ اگر ان پر کسی قسم کی زیادتی ہوئی تو میں ذمہ دار ہوں رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ستر، انصاری صحابہ اس کے ساتھ بھیج دیئے جن کو قرّاء کہا جاتا تھا۔ اور منذر بن عمر ساعدی کو ان پر امیر مقرر فرمایا جب وہ صحابہ بئر معونہ کے مقام پر پہنچے

(بقیہ صفحہ ۲۶۵) كِتَابًا كَبِيْرًا فِيْ طَبَقَاتِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اِلٰى وَقْتِهٖ فَاَجَادَ فِيْهِ (تیسیر النبی ص ۲۹) محدث الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی نے بھی طبقات ابن سعد کے حوالہ جات اپنی کتاب ہدیۃ السائل ص ۲۱۶ پر دیئے ہیں۔ مولوی سلیمان ندوی نے طبقات ابن سعد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر سب سے زیادہ معتبر اور مبسوط کتب میں شمار کیا ہے۔ (خطبات مدراس ص ۹۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

فَاَحَاطُوْا بِهِمْ فَكَاثَرُوْهُمْ فَتَقَاتَلُوْا فَقُتِلَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تو ایک قوم کی بہت زیادہ تعداد نے ان پر گھیرا ڈال لیا۔ اور ان سے لڑائی کی اور تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔

(طبقات ابن سعد ص۵ ج ۲)

ناظرین حضرات! آپ نے نجدیوں کی مکاری اور عیاری کا منظر دیکھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم بارگاہ کا بھی ان کو احساس اور پاس نہیں ہے۔ دراصل نجدی حبیب کردگار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفار نے میٹنگ اور اجلاس بلایا تو اس میں شیطان نے بھی شرکت کی۔ کفار نے اس کو اجنبی سمجھتے ہوئے پوچھا کہ تم کون ہو تو شیطان لعین نے اپنا تعارف شیخ نجدی کے لفظ سے کرایا تھا۔ جس پر کفار نے اس کو خوش آمدید کہا۔

کفار کے اس اجلاس کی مفصل کارروائی محدث کبیر مفسر عظیم علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے البدایہ[1] والنھایہ میں اور عظیم مورخ ابن ہشام نے سیرت[2] ابن ہشام میں درج فرمائی ہے۔ جو کہ پیش خدمت ہے

کفّار کے اجلاس میں شیطان کا اپنے آپ کو شیخ نجد کہلانا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ

---

[1] امام ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنھایہ کے حوالہ جات وہابیوں کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب سراجاً منیرا ص۱۲۰، ۱۲۱ پر دیئے ہیں۔

[2] امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے سیرت ابن ہشام کے متعلق لکھا ہے کہ حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی سوانح عمری ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲، ۱۲ مئی ۱۹۱۹ء)

جب کفارِ مکہ نے اجتماع کیا اور دارالندوہ میں داخل ہونے کے لیے تیار ہوئے تاکہ رسول کریم نے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مشورہ کریں۔ علی الصبح ہی تیاری کرکے آئے۔

وَكَانَ ذَالِكَ الْيَوْمُ يُسَمّٰى يَوْمَ الزَّحْمَةِ فَاعْتَرَضَهُمْ إِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ فِيْ هَيْئَةِ شَيْخٍ جَلِيْلٍ عَلَيْهِ بَتٌّ لَهُ فَوَقَفَ عَلٰى بَابِ الدَّارِ فَلَمَّا رَأَوْهُ وَاقِفًا عَلٰى بَابِهَا قَالُوْا مَنِ الشَّيْخُ قَالَ شَيْخٌ مِنْ نَجْدٍ سَمِعَ بِالَّذِيْ اتَّعَدْتُمْ لَهُ فَحَضَرَ مَعَكُمْ يَسْمَعُ مَا تَقُوْلُوْنَ وَعَسٰى اَنْ لَا يَعْدِمَكُمْ مِنْهُ رَأْيًا وَنُصْحًا قَالُوْا اَجَلْ فَادْخُلْ فَدَخَلَ مَعَهُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اور اُس دِن کو یوم الزحمۃ قرار دیا گیا۔ تو ابلیس لعنۃ اللہ علیہ ایک بڑی چادر اوڑھ کر بڑے بزرگ جیسی شکل بناکر دروازے میں آکھڑا ہوا۔ جب کفارِ مکہ نے اسے دروازے پر کھڑا دیکھا تو انہوں نے کہا یہ بزرگ کون ہے۔ تو ابلیس نے جواب دیا کہ میں شیخ نجد (نجدی بزرگ) ہوں سُنا تھا کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کچھ تیاری کر رہے ہو۔ تو تمہارے ساتھ حاضری دی ہے تاکہ تمہاری تجاویز سنوں۔ شاید تم سے کوئی رائے رہ نہ جائے۔ کفارِ مکہ نے کہا آگے تشریف لائیں۔ تو ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کفارِ مکہ کی مجلس میں شامل ہو گیا۔ (سیرت ابنِ ہشام ص۹۳ ج ۲، تاریخِ طبری ص۹۸ ج ۲ البدایہ والنہایہ ص۱۷۵ ج ۳)

شیخ نجد کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے منصوبہ کی تائید کرنا

اس مجلس میں پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف انہوں نے جو تجاویز پیش کیں۔ مؤرخین نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے جو کہ ابنِ ہشام

میں درج ہے۔

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اِحْبِسُوْهُ فِی الْحَدِیْدِ وَ اَغْلِقُوْا عَلَیْهِ بَابًا۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ محمد کو قید کر کے دروازے کو تالا لگا دو۔

شیطان لعین نے جو کہ شیخ نجدی کی شکل میں وہاں موجود تھا اس رائے کو کارآمد قرار نہ دیا۔ جس کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔

قَالَ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ لَا وَاللّٰهِ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَاْیٍ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَبَسْتُمُوْهُ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَيَخْرُجَنَّ اَمْرُهٗ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ الَّذِیْ اَغْلَقْتُمْ دُوْنَهٗ اِلٰی اَصْحَابِهٖ۔

(سیرت ابن ہشام ص۱۲۴ ج ۲، تاریخ طبری ص۹۸ ج ۲)

شیخ نجدی نے کہا خدا کی قسم تمہاری یہ تجویز درست نہیں۔ خدا کی قسم اگر تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو محمد کا حکم قید کے اندر سے بھی اس کے صحابیوں تک پہنچتا رہے گا۔

اس میٹنگ میں ایک دوسرے کافر نے رائے دی۔

ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ نُخْرِجُهٗ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا مسضیه مِنْ بِلَادِنَا فَاِذَا اُخْرِجَ عَنَّا فَوَاللّٰهِ مَا نُبَالِیْ اَیْنَ ذَهَبَ وَلَاحَیْثُ وَقَعَ اِذَا غَابَ عَنَّا وَ فَرَغْنَا مِنْهُ فَاَصْلَحْنَا اَمْرَنَا وَ اُلْفَتَنَا كَمَا كَانَتْ۔

پھر ان میں سے ایک نے رائے دی کہ ہم سب اس کو اپنے خاندان سے نکال دیں گے۔ اور شہروں سے نکال دیں گے جب وہ ہم سے چلا جائے گا۔ تو خدا کی قسم ہم کو پھر کوئی خطرہ نہیں جہاں چاہے جائے۔ جب ہم سے غائب ہو گیا اور ہم اس سے فارغ ہو گئے تو ہم نے اپنا کام ٹھیک کر لیا اور اپنے مقصد کو پہنچ گئے پھر جو ہو گا سو ہو گا۔

اس رائے سے بھی شیطان نے اختلاف اس طرح کیا۔

قَالَ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ لَا وَاللّٰهِ

شیخ نجدی نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم

مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ اَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِيْثِهٖ وَحَلَاوَةِ مَنْطِقِهٖ وَغَلَبَتَهٗ عَلٰى قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا يَأْتِيْ بِهٖ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ مَا اٰمِنْتُمْ اَنْ يَحِلَّ عَلٰى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَيَغْلِبُ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهٖ وَحَدِيْثِهٖ حَتّٰى يُتَابِعُوْهُ عَلَيْهِ۔

یہ تمہاری رائے صحیح نہیں۔ کیا تم اُس کے حُسنِ کلام اور شیریں کلام کو نہیں جانتے جو وہ لاتا ہے اور اُس کا لوگوں کے دلوں پر چھا جانا نہیں دیکھا۔ جو کچھ وہ پیش کرتا ہے۔ خُدا کی قسم تم نے اگر نکالنے والا یہ پروگرام کیا۔ تو تمہارے تمام عرب قبیلوں پر چھا جائے گا۔ پھر تم امن و امان میں نہیں رہ سکتے یہاں تک کہ تم سبھی کے سب اس کے قول اور حدیث کے تابع ہو جاؤ گے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۹۴، تاریخ طبری ج ۲ ص ۹۹)

بعدازیں سردارِ کفار ابوجہل نے اپنی رائے کا اظہار اس طرح کیا۔

فَقَالَ اَبُوْجَهْلِ بْنُ هِشَامٍ وَاللّٰهِ اِنَّ لِيْ فِيْهِ لَرَأْيًا مَا اَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَيْهِ بَعْدُ وَقَالُوْا مَا هُوَ يَا اَبَا الْحَكَمِ قَالَ اَرٰى اَنْ نَاخُذَ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ شَابًّا فَتًى جَلِيْدًا نَسِيْبًا وَسِيْطًا فِيْنَا ثُمَّ نُعْطِيْ كُلَّ فَتًى مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا ثُمَّ يَعْمِدُوْا اِلَيْهِ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةَ رَجُلٍ فَيَقْتُلُوْهُ فَنَسْتَرِيْحُ مِنْهُ فَاِنَّهُمْ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ تَفَرَّقَ دَمُهٗ فِي الْقَبَائِلِ جَمِيْعًا فَلَمْ يَقْدِرْ

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے متعلق میری ایک رائے ہے۔ جہاں تک تم ابھی نہیں پہنچے سب نے کہا اے ابوالحکم کیا رائے ہے پیش کیجئے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے سے ایک جوان زبردست خاندانی ہم سے بہترین نکلے اور ہر جوان کے ہاتھ میں تیز دھار تلوار ہم دے دیں۔ پھر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک ہی بار گر کے جھپٹ پڑیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیں۔ اس طرح تم اس سے بے غم ہو جاؤ گے۔

بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ عَلٰی حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِیْعًا فَرَضُوْا مِنَّا بِالْعَقْلِ فَعَقَلْنَا۔
اور تمام قبائل میں اس کا خون پھیلا یا جائے۔ بنو عبد مناف کو تمام قوم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں۔ بنو عبد مناف صرف قید کو ہی پسند کریں گے۔ ہم تسلیم کرلیں گے۔

شیطان لعین نے جو اپنے آپ کو شیخ نجد کہلاتا تھا۔ اس رائے کی پُرزور تائید ان الفاظ میں کی۔

قَالَ یَقُوْلُ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ اَلْقَوْلُ مَا قَالَ الرَّجُلُ هٰذَا الرَّأْیُ لَا رَأْیَ غَیْرُهٗ فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ عَلٰی ذَالِكَ وَهُمْ مُجْمِعُوْنَ لَهٗ۔
شیخ نجدی نے کہا اس آدمی نے جو کہا ہے۔ یہ رائے بالکل صحیح ہے۔ باقی سب غلط رائے ہیں۔ اسی رائے پر ان کفار کا اجلاس برخاست ہو گیا۔ اور وہ سبھی صرف اور صرف اسی لیے اکٹھے ہوئے تھے۔ (تاریخ طبری ص۹۹ ج ۲)

علامہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے بھی اپنی کتاب مستطاب میں لکھا ہے۔ حضرت ابنِ اسحاق نے فرمایا ہے کہ،

جَآءَهُمْ اِبْلِیْسُ لَعَنَهُ اللّٰهُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْخٍ نَجْدِیٍّ وَاَنَّ اَبَا جَهْلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ لَمَّا اَشَارَ بِقَتْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ النَّجْدِیُّ هٰذَا هُوَ وَاللّٰهِ الرَّأْیُ وَاَنْشَدَ۔
ابلیس لعنہ اللہ شیخ نجدی کی صورت میں آیا اور ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے جب نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کا قتل مشورہ دیا تو نجدی (شیطان) نے کہا اللہ تعالٰی کی قسم ہے کہ یہی رائے بالکل درست ہے۔ (الصلات البشر ص۱۰)

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے کہ:

"سب سے بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے۔ کہ وہ ایک ملک ہے۔ حجاز و عراق کے بیچ میں شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کر مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لیے اس سبب سے شیطان کو شیخ نجدی کہتے ہیں۔ (سیف الجبار صفحہ ۱۲)

علامہ مصطفیٰ اکرمی علیہ الرحمتہ نے وہابیوں کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

وہابی حضرات جاہل اور احمق عربوں میں سے ہیں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی مشرقی کی اتباع کی۔ جو کہ خود بھی بدعتی گمراہ ہے اور گمراہ کرنیوالا ہے۔ انہوں نے اس وقت اس کی اتباع کی جس وقت اس نے ابتدائی خباثتوں کو پھیلایا۔ اس کے متبع میں اندھی تقلید تھی۔ ان میں نہ صحیح فکر اور نہ ہی سیاسی مروّت تھی۔ حتیٰ کہ انہوں نے اب اپنا سیاسی مقصد اور شیطانی غرض پالی ہے۔ اس کے متبع اس کی دعوتِ وہابیت کے پھیلنے کے وقت پیاسے جانوروں کی طرح تھے جو ہر بولنے والے کے پیچھے لگ جاتا ہے پس محمد بن عبدالوہاب کے نزدیک کے اس کے متبع اس کی اتباع کرنے کی وجہ سے بچوں کی طرح ہو گئے کیونکہ اس کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کم عقل ہیں تو ان کو اپنے مقصد میں اپنا مددگار بنا لیا۔ اور مذہبِ جدیدہ کو ثابت کرنے کا جو اس نے ارادہ کیا تھا اس میں بھی ان کو مددگار بنا لیا۔ حالانکہ واضح طور پر شریعت مطہرہ کی نیز سیدھا اور آسان راستہ ملت حنفیہ کی مخالفت کرنے والا تھا جب اس کی بدعقیدگی کی وجہ سے مخالفت کی گئی تو اس نے صالحین اور بزرگوں کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اپنے معتقدین کو پکارا اور ان کو دین کے نام پر چاپلوسی، ملمع سازی سے دھوکہ دیا۔ اس کا ظاہر اچھا تھا مگر باطن سراسر عذاب تھا پس لوگ اس کی طرف فرداً فرداً اور جماعت کی شکل میں دھوکہ کھا کر فریفتہ ہو گئے۔ (رسالۃ السنیین صفحہ ۳)

غیر مقلدین وہابی حضرات ان احادیث شریفہ میں علامات پڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خارجیوں کی علامات ہیں۔ ہم اہلسنت وجماعت بھی تو یہی کہتے ہیں کہ یہ خارجیوں کی ہی علامات ہیں۔ جو نبی غیب دان، سیدِ مرسلاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے بیان فرمائی ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ خوارج کون ہیں؟

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے متعلق بھی علماءِ عظام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ خارجی تھا۔ ابنِ قیم ابنِ تیمیہ کے عقیدہ پر ہی تھا۔ بعدازیں محمد بن عبدالوہاب نجدی جس

نے ابنِ تیمیہ کے رشن کو ہی ترویج دی تھی۔ اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت محدثین، مفسرین، محققین اور علمائے ربانی نے بھی شیخ نجدی کو خارجی قرار دیا۔ آج کل کے وہابی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کو شیخ الاسلام، مجددِ اعظم اور ولی اللہ قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی یقیناً خارجی ہیں۔ چنانچہ شہر سیالکوٹ کے ایک گروہ کے وہابیوں کی مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی[1] نے اپنی کتاب "احیاء المیت" میں اپنے فرقہ کے وہابیوں کو اپنے فرقہ کے وہابی مولویوں کے متعلق ہی نصیحت کی ہے جو کہ قابلِ توجہ ہے۔ اس نصیحت کی اصل عبارت یہ ہے:

"اہلحدیث جماعت اپنے ناقص اسم، غیر محتاط، نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ ان میں بعض، تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض کانگریسی ہیں۔" (احیاء المیت ص ۳۶)

وہابیوں کا امام اور مجدد ابنِ تیمیہ بھی سرکار علی المرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کشا مولائے کل کائنات رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ امام المحدثین علامہ ابنِ حجر عسقلانی شارح بخاری نے "الدرر الکامنہ" نامی تصنیفِ لطیف میں اس کا خارجی عقیدہ درج کیا ہے:

قَالَ فِی حَقِّ عَلِیٍّ اَخْطَاءَ فِیْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَیْئاً۔

ابنِ تیمیہ نے سرکارِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں کہا کہ حضرت علی نے سترہ فتوے غلط دیئے۔ (الدرر الکامنہ ص ۱۵۴ ج ۱ المطبوعہ حیدرآباد دکن، غیث الغمام ص ۳ مطبوعہ دہلی)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ کا یہ عقیدہ بھی درج فرمایا ہے کہ:

عَلِیٌّ اَسْلَمَ صَبِیّاً وَالصَّبِیُّ لَا یَصِحُّ اِسْلَامُہٗ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بچپن میں اسلام قبول فرمایا تھا۔ اور بچہ کا بچپن میں اسلام قبول

---

[1] مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد حافظ شریف نے اور حکیم صادق سیالکوٹی کی پارٹی کے لوگ مولوی ابراہیم صاحب کی زندگی میں ہی کہتے تھے کہ مولوی ابراہیم کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

کرنا صحیح (معتبر) نہیں ہے۔ (الدرر الکامنہ ص۱۵۳ ج ۱)

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے فتاویٰ میں ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ،

اِنَّ عَلِیًّا اَخْطَاءَ فِیْ اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ مِائَۃِ مَکَانٍ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زائد غلط فتوے دیئے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۸۶ مطبوعہ مصر)

واقعہ کربلا مذہبی نہ تھا بلکہ سیاسی اور حفظ و ناموس کے لیے تھا

سردار الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے ایک کتاب تصنیفِ جدید یعنی واقعہ کربلا، پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ،

"اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ واقعہ کربلا، مذہبی نہ تھا بلکہ یہ جنگ محض سیاسی مصلحت اور حفظ و ناموس کی خاطر لڑی گئی۔ علماء کرام کی تصدیقات بھی کتاب کے آخر میں درج ہیں۔ ہر خوبی سے یہ کتاب قابلِ مطالعہ ہے بلکہ نشر و اشاعت ضروری ہے۔ تین سو نسخے ہم نے تاجروں اور مفت تقسیم کرنے والوں کے لیے مقرر کیے ہیں"۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ یکم فروری ۱۹۴۶ء)

قارئینِ کرام! سردار الوہابیہ امرتسری کے تبصرہ میں خارجیت کا اثر بالکل ظاہر ہے۔ اس کی تبلیغ و تشہیر کا ذوق کس جذبہ سے ہے اور سرکارِ سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت لوگوں کے دلوں سے ختم کرنے اور یزید پلید کی حمایت کی نشر و اشاعت کی اپیل کس انداز سے کی گئی ہے۔

نہ وہ علماء وہابی ہی ہوں گے۔ حالیہ دور میں پاکستان کے ایک خارجی نے ایک کتاب خلافت رشید بن رشید لکھی ہے۔ اس کتاب کی تائید بھی دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مولویوں نے کی ہے۔

یزید سے سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ حکومت اور ریاست کے حصول کے لیے تھا

وہابیوں کے مشہور مولوی ابوالنعیم محمد عبدالعظیم حیدرآبادی کا ایک مضمون امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں شائع کیا ہے۔ جس میں اعلانیہ طور پر خارجیت کا پرچار اور یزیدیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"حضرت امام حسین اور یزید کا مقابلہ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوتے۔" (اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۲۴ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء)

ابو یزید محمد دین بٹ سے سرکار امام عالیمقام شہزادہ گلگوں قبا، راکب دوش مصطفیٰ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں گستاخیاں اور بے باکیاں کرتے ہوئے خلافت رشید ابن رشید میں لکھتا ہے:

"سیدنا حسین حکومت کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہوئے کسی کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور بزرگوں کے سمجھانے کے باوجود بھی بعض اوقات جو دل میں آتا کر گزرتے تھے۔" (خلافت رشید ابن رشید ص۲۰۲)

عظمت حسین کا انکار

حضرت حسین تو آنحضور صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سفر عقبیٰ کے وقت پانچ سال کے معصوم بچے تھے، ان کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے۔ (خلافت رشید بن رشید ص۱۵)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسلام کے خلاف اصول

سیدنا حسین کا بیعت سے انکار کرنا۔ اس لیے تھا کہ آپ اپنے آپ کو امیر سے بہتر سمجھ کر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔

؎ خلافت رشید بن رشید دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مولویوں کی مصدقہ کتاب ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے ان فرقوں کے مولویوں کی تقاریظ موجود ہیں۔

جس کا ثبوت کتاب ہذا میں کافی سے زیادہ پہنچا دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ اصول اسلام کے خلاف ہے۔ کہ کسی ایک نیک ہستی کے ذاتی خیالات اور رائے کو جمہور امت کے خلاف دین کا مقام دے دیا جاتا ہے۔ (خلافت رشید بن رشید ص۱۳۲)

امیر المومنین یزید کی مخالفت کے لیے سیدنا حسین سیدنا معاویہ کی وفات کے منتظر تھے۔ جونہی انہیں سیدنا معاویہ کی رحلت کی خبر ملی تو اپنے دلی مقصد کی برآوری کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ امیر کی اطاعت سے گریز اور اپنی خلافت کی طلب کے نتائج پیدا ہونے تک آپ نے جو کچھ کیا وہی دراصل اس تمام سلسلہ کی روح رواں ہے۔ جسے سمجھ لینے کے بعد قارئین باسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ سیدنا حسین نے خود ہی ایسے حالات پیدا کیے تھے۔ جو بالآخر واقعہ کربلا پر منتج ہوتے۔ (خلافت رشید بن رشید ص۱۸۹)

یزید کی خلافت سیدنا علی المرتضیٰ کی خلافت سے اولیٰ تھی

سیدنا حسین کوفی تفرقہ بازوں کے سہارے سرکردہ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے کوفہ روانہ ہو گئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ تاریخی حالات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی کی خلافت سے بوجہ خانہ جنگی کے بدرجہا اعلیٰ اور اتفاق کی حامل تھی۔ (خلافت رشید بن رشید ص۲۲۰)

خلافت کا جھگڑا

اہل حق قارئین بحقیقت سورج کی طرح روشن ہے کہ سب خلافت حاصل کرنے کا جھگڑا تھا۔ اور خلافت کی آرزو میں کربلا کا حادثہ پیش آیا۔ (خلافت رشید بن رشید ص۲۳۸)

یزید صالح تھا اور دنیائے اسلام میں اس کا کردار بہت بلند تھا

ابو یزید محمد دین بٹ کی اسی کتاب "خلافت رشید بن رشید" کے آخر میں فرقہ وہابیہ کے خارجی مولوی

عبدالحمید خطیب شیخوپورہ یزید کی حمایت میں اپنی یزیدیت اور خارجیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اسلام میں یزید بن معاویہ وہ پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے عربوں کے دل جیت کر بہادر ترین عرب کا خطاب حاصل کیا۔ اس بہادر اور صالح امیر یزید کے بارے میں تو دنیا کو یہاں تک غلط راہ پر ڈال دیا گیا ہے۔ کہ آج اسلام کے سپوت کا نام لینا بھی بڑی جرأت اور صبر آزمائی کا کام ہے۔ میری دانست میں دنیائے اسلام کے اس بہادر ترین عرب امیر یزید کا کردار بہت بلند تھا"

(خلافت رشید بن رشید ص۲۵۴)

یزید مظلوم شخصیت ہے

غیر مقلدین حضرات کے ابو عتیق امین خادم آف کاموں کی یزید پلید کی تعریف اور اس کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہوئے اپنی خارجیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ:

"شیعہ حضرات نے اس کے لیے ایک مظلوم شخصیت جناب امیر المومنین حضرت یزید کو ملزم گردانا اور یہاں تک کہہ دیا کہ شہادت امام حسین حضرت یزید بن معاویہ کے حکم کے مطابق تھی۔ جس کے لیے یہ شخصیت قابل صد احترام آج تک لعن و طعن بنی ہے"

(معارف یزید ص۱۳۲ حصہ دوم)

یزید خلیفہ حق ہے

ابو عتیق محمد امین وہابی نے "معارف یزید" کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سردار جماعت اہلحدیث

لہ غیر مقلد وہابی ابو عتیق محمد امین خادم کی کتاب "معارف یزید" انجمن شبان اہلحدیث (رجسٹرڈ) کاموں کے نے شائع کی ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

نے بھی یزید کو خلیفہ حق تسلیم کیا ہے۔ اخبار اہلحدیث یکم جون ۱۹۱۴ء فتاوی ص۲۰۹۔ (معارف یزید ص حصہ دوم، اہلحدیث امرتسر مئی ۱۱ر جولائی ۱۹۲۹ء)

وہابیہ نجدیہ کے مرکزی مدرسہ رحمانیہ دہلی کے مدرس مولوی عبیداللہ مبارکپوری سرکار امام عالیمقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ اقدس میں توہین آمیز کلمات لکھتے ہیں کہ:

"معتبر تاریخی روایات سے معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہے کہ کربلا کا واقعہ محض اس لیے پیش آیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قطعاً دوراندیشی اور تدبیر سے کام نہیں لیا۔ محض بہی خواہوں کے مشوروں کو ٹھکرا دیا۔ حالات و واقعات سے آنکھیں موند لیں۔ ہمارے نزدیک (یعنی وہابیوں کے نزدیک) حضرت حسین نے بے موقعہ اور بے محل و بلا ضرورت و افتراق اور شقاق و عداوت پیدا ہوگئی اور اُمتِ اسلامی کا شیرازہ بکھر گیا" (خلافتِ رشید ابن رشید ص۲۲۵)

سانحہ کربلا سیاسی تھا

وہابیہ نجدیہ کے مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی بھی کربلا کے اس جانکاہ واقعہ کو سیاسی قرار دیتے ہوئے اپنی خارجیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"یعنی یہ کہ واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی۔ اوّل میں محض سیاست اور آخر میں حفظِ ناموس کی تھی۔ جو لوگ اسے مذہبی بتاتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں اس میں کیا قباحت ہے" (خلافتِ رشید بن رشید ص۲۳۱)

وہابیہ نجدیہ کی معروف شخصیت مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد اور جمعیت وہابیہ کے ناظمِ اعلیٰ مولوی اسماعیل سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ بھی خارجیوں کی لسٹ میں یزید پلید کو امیرالمومنینؓ تسلیم کرتے ہوئے اپنا نام اس طرح

قطب الدین دہلوی مصنف مظاہر حق نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

درج کرتے ہیں کہ:

"امیر المومنین یزید کی تکفیر اور ان پر لعنت کرنے کو کوئی بھی سمجھ دار اور اہلِ عقل ٹھیک نہیں سمجھتا۔" (خلافت رشید بن رشید ص۳۶)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کو اپنے شاگرد کی ذہنیت کا علم تھا تب ہی تو انہوں نے اپنی کتاب "احیاء المیت" میں یزیدی روح اور خارجی ذہنیت کی اصلاح کی سرخی دے کر اسماعیل کی زیرِ نگرانی "الاعتصام" گوجرانوالہ شائع ہونے والے رسالہ اور اخبار اہلحدیث سوہدرہ عبدالمجید سوہدروی کی زیرِ نگرانی شائع ہونے والے رسالہ کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"جریدۂ اہلحدیث سوہدرہ میں تو علی التواتر اور اخبار اہلحدیث گوجرانوالہ میں موسمی انقلاب کے طور پر بعض مضامین ایسے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض ناقص العلم[1] اہلحدیث مناظر اور مقرر ایسی تقریریں بھی کرتے رہتے ہیں جن سے بُرے نتائج نکلنے کا خطرہ ہے۔" (احیاء المیت ص۳۲)

قارئینِ کرام! مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا "یزیدی روح اور خارجی ذہنیت کی اصلاح" کی سرخی دینا یقیناً معنے رکھتا ہے۔ ان کو علم تھا کہ اسماعیل آف گوجرانوالہ اور عبدالمجید سوہدروی جو کہ دونوں ان کے شاگرد ہیں۔ ان میں خارجیت کا اثر ضرور ہے۔ تب ہی تو یہ سرخی دے کر ان کو نصیحت کی ہے۔

سفرِ کربلا حصولِ اقتدار کے لیے تھا

وہابیہ نجدیہ کے ابو عتیق محمد امین آف کامونکے نے سرکارِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفرِ کربلا معلی کو اقتدار کا سفر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "حضرت کا یہ سفر کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نہیں تھا

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ وہابیوں میں ناقص العلم مناظر بھی ہیں۔

بلکہ خلافت کو اپنا حق خیال کرتے ہوتے اقتدار کی خاطر حضرت امام حسین نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ (معارفِ یزید ص۱ ج ۱)

شہادتِ حسین کا استہزاء وہابیہ نجدیہ کے ابوعتیق نے سرکار سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استہزاء اُڑاتے ہوتے لکھا ہے کہ:

"غور کریں کہ وہ کونسا اسلام ہے جو حضرت امام کی شہادت سے زندہ ہوا ہے۔ اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مُردہ ہو جاتا۔"
(معارفِ یزید ص۱۲ ج ۱)

واقعہ کربلا سے اسلام مُردہ ہوا ہے نجدی خارجی نے واقعہ کربلا کو اسلام کو مُردہ کر دینے والا لکھا ہے کہ:

"اگر بنظرِ غور دیکھا جاتے تو صاف روشن ہے کہ واقعہ کربلا نے اسلام زندہ کرنے کی بجائے اسلام کو مُردہ کر دیا ہے۔" (معارفِ یزید ص۱۵ ج ۱)

یزید امامِ حق ہے نجدی نے یزید کو امامِ حق قرار دیتے ہوتے لکھا ہے کہ: "چونکہ آپ (حضرت امام حسین) نے امامِ حق کے خلاف خروج کیا تھا۔"
(معارفِ یزید ص۱۳)

قارئینِ کرام! وہابیہ نجدیہ کے مولویوں نے کس دلیری اور جرأت سے اپنی خارجیت سے اپنی کیا ہے اور سیدنا امام ہمام عالیمقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بُغض، عناد اور کینہ کا ثبوت دیا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے!
خصوصاً وہابیت کی وبا سے

سلف صالحین کی شہادتیں وہابیوں کے خارجی ہونے کے بارے میں اسلاف نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔

چنانچہ زبدۃ المفسرین علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ الباری اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا آیۂ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَقِیْلَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ نَزَلَتْ فِی الْخَوَارِجِ الَّذِیْنَ یُحَرِّفُوْنَ تَاوِیْلَ الْکِتَابِ السُّنَّةَ وَیَسْتَحِلُّوْنَ بِذٰلِكَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمْوَالَهُمْ کَمَا هُوَ مُشَاهِدٌ الْآنَ فِیْ نَظَائِرِهِمْ وَهُمْ فِرْقَةٌ بِاَرْضِ الْحِجَازِ یُقَالُ لَهُمُ الْوَهَابِیَّةُ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْکَاذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسَاهُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ اُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْکَرِیْمَ اَنْ یَّقْطَعَ دَابِرَهُمْ۔

علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ان خارجیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے، جو قرآنِ پاک اور حدیث شریف کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں۔ اور پھر اس تحریف کے ذریعہ مسلمانوں کے خون بہانے اور مال و متاع لوٹ لینے کو جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہی جیسے لوگوں سے اس زمانہ میں بھی مشاہدہ میں آیا ہے۔ یہ لوگ سرزمینِ حجاز میں ایک فرقہ ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ حق پر وہی ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے انہیں بھکا کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھلا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی خسارہ میں رہنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دے۔ (الصاوی علی الجلالین ص مطبوعہ مصر)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی گواہی

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ملتِ اسلامیہ کے باغیوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو بھی ملتِ اسلامیہ کا باغی قرار دیتے ہوئے پُرزور الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

لہ پ ۲۲ س فاطر ع ۱

كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اتباع ابن عَبْدالوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وتغلبوا عَلَى الحَرَمَيْنِ وَكَانُوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هُمُ المسلمون وَ ان من خالف اعتقادهم مشركون وَ استباحُوْا بِذَالِكَ قتل اهل السُّنَّةِ وَعلمائِهم حتى كسر الله شوكتهم وخرب بلادهم وَظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث و ثلاثين وَ مائتين و الف۔

جیسے ہمارے زمانہ میں ابن عبدالوہاب کے متبعین کا وقوع ہوا کہ یہ لوگ نجد سے اُٹھے اور انہوں نے حرمین شریفین (مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ) پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہ لوگ خود کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں جو کوئی ان کے اسی بناء پر ان لوگوں نے مسلمانان اہلسنت اور ان کے علماء کو قتل کرنا جائز قرار دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو ختم کر دیا۔ ان کے شہروں کو برباد کر دیا۔ اور اسلامی افواج کو ان پر فتح دی۔ اور یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ (شامی شریف ص ج مطبوعہ مصر)

علامہ قطب الدین دہلوی صاحب مظاہر حق نے بھی اپنی کتاب میں غیر مقلدین (جو کہ اپنے آپ کو محمدی بھی کہلاتے ہیں) کو خارجی قرار دیا ہے سو ایسا ہی وہ لا مذہب جو برخلاف ساری اُمتِ مرحومہ کے ہو کر کہے کہ میں اور جو میری طرح مذہبوں سے الگ ہو کر اتباع حدیث کا کرے وہ محمدی ہے۔ اور باقی لوگ خاص محمدی نہیں۔ سو ایسے خارجیوں اور رافضیوں سے ترک موافقت لازم ہے (حاشیہ توفیر الحق ص ۶۳، ۶۴)

دوسرے مقام پر یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:

یہ فرقہ خارجی، معتزلی، منکر علماء اور اولیاء کا بے شک اہلسنت وجماعت سے باہر ہے۔ ان کے ساتھ نہ صوفی ہیں۔ نہ فقہاء۔ یہ امام خود پسندی ہیں خراب اور گمراہ۔ یا آنکہ نہ صوفیہ میں جگہ اور نہ فقیہوں میں ٹھکانا اور نہ خلف اور سلف کے

ذکر کرنے میں۔ (حاشیہ توفیر الحق صفحہ ۶۷، ۶۸)

مولوی محمد تھانوی دیوبندی جو کہ دیوبندیوں کے اکابرین میں سے ہیں۔ نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں : کہ

کما سیمرق السہم الخ یریدان دخولہم ای الخوارج فی الاسلام اِنَّ الَّذِیْنَ یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ عَبْدِ الْوَھَّابِ النَّجْدِیْ یَسْلُکُوْنَ مَسَالِکَہٗ فِی الْاُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ وَیَدْعُوْنَ فِیْ بِلَادِنَا بِاِسْمِ الْوَھَّابِیِّیْنَ وَغَیْرِ الْمُقَلِّدِیْنَ وَیَزْعُمُوْنَ اَنَّ تَقْلِیْدَ اَحَدَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ شِرْکٌ وَاِنَّ مَنْ خَالَفَھُمْ ھُمُ الْمُشْرِکُوْنَ وَیَسْتَبِیْحُوْنَ قَتْلَنَا اَھْلَ السُّنَّۃِ وسبی نسائنا وَغَیْرَ ذَالِکَ مِنَ الْعَقَائِدِ الشَّنِیْعَۃِ الَّتِیْ وَصَلَتْ اِلَیْنَا مِنْھُمْ بِوَاسِطَۃِ الثقات وسمعنا ھا بعض منھم ایضا ھم فِرْقَۃٌ مِنَ الْخَوَارِجِ وَقَدْ صَرَّحَ بِہٖ الْعَلَّامَۃُ الشَّامِیْ۔ فِیْ کِتَابِہٖ رد المختار وقد قول صاحب الدر المختار۔

(حاشیہ نسائی شریف صفحہ ۱۳۶ ج ۱، از شیخ محمد تھانوی مطبوعہ مجتبائی)

نبی غیب داں احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خارجیوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور وہ ارشاد کتب احادیث کی مستند کتاب طبرانی شریف میں درج ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الخوارج کلاب النار خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔

(طبرانی شریف صفحہ ۱۱ ج ۲ مطبوعہ مصر حیواۃ الحیوان صفحہ ۶ ج ۱)

اب تو کسی قسم کا شبہ اور شک اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں نہیں ہوگا کہ وہابی نجدی خارجی ہیں۔ ان کے خارجی ہونے کا ثبوت وہابی مولویوں کی عبارتیں اور تحریریں ہی پیش کر رہی ہیں۔

نجدیوں کے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ

نبی پاک کی شفاعت اور وسیلہ کارگر نہیں سردار محمد حسنی بی۔ اے مورخ نے بھی وہابیوں کے مختصر عقائد اس طرح درج کیے ہیں کہ؛

"دیگر مسلمان حیات النبی کا کامل عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام عام انسانوں کی طرح اس دارِ فانی سے رحلت فرما چکے اور اب انہیں اس دنیا اور اس کے مخصوص سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ وہ دنیا کے امورات کے متعلق تصرف واقتدار رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی اُن کی شفاعت اور وسیلہ کارگر ہے عام مسلمان حضور رسولِ مقبول صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام نماز کا جزوِ لاینفک سمجھتے ہیں۔ لیکن قدیم وہابی درود کو نہ نماز کا ضروری جزو سمجھتے ہیں نہ ہی کارآمد و فائدہ مند۔

ایصالِ ثواب کے منکر عام مسلمان ختم و درود میں ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے مزارات و تبرکات سے اکتسابِ فیضانِ روحانی کے معتقد ہیں۔ لیکن وہابی حضرات صریح اور صاف طور پر ان دونوں باتوں کا اعلانیہ انکار کرتے ہیں۔

تصوف اور طریقت کا انکار عام مسلمان سلسلہ ہائے طریقت، فنِ تصوف اور پیروں فقیروں کو بہت محبت واحترام

کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہابی سرے سے اُن کے قائل ہی نہیں۔

مُسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے بدتر سمجھنا

عام مسلمانوں اور وہابیوں میں جُزوی اور غیر اہم اختلافات اور بھی ہیں۔ نجدی وہابی اپنے عقائدِ مخصوصہ میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ اپنے سوا دیگر مسلمانوں کو مشرک اور یہودی اور عیسائیوں سے بدتر سمجھتے ہیں۔
(سوانح حیات سُلطان ابن سعود ص۹۴-۹۵)

یارسول اللہ کہنے والا مُشرک ہے

وہابیوں کی شہرۂ آفاق کتاب تحفہ وہابیہ میں درج ہے کہ:
"اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو کہ جو کوئی یوں کہے یارسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مُشرک ہوگا۔ اور اُس کا خون مُباح ہوگا۔ لہٰذا اس صورت میں غالب اُمتِ محمدیہ کو کافر کہنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے معتبر علماء نے اس بات کو مندوب و جائز قرار دیا ہے بلکہ جو اس کے برخلاف کہے اُنہوں نے اس کی ملامت کی ہے۔ ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔"
(تحفہ وہابیہ ص۶۸-۶۹)

اُمہات المومنین کے مزارات پر حاضری اور توسل سے دُعا کرنے پر ہنگامہ

سردار محمد حسنی بی۔ اے وہابیوں کے تعصب اور عناد کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ: "شیخ سنوسی ترکی سے آئے تھے۔ یہ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور زُہد اور عبادت کی وجہ سے اقصائے عالم میں شہرت رکھتے تھے۔ ان کے مرید لاکھوں کی تعداد میں حجاز اور دُنیا کے مختلف حصوں میں موجود تھے۔ اپنی عادت کے مطابق وہ اُمہات المومنین کے مزارات پر حاضر ہوتے۔ اور شفاعت کے

لیے دُعا کی۔ وہابی سرے سے شفاعت کے قائل ہی نہیں جب انہیں شیخ سنوسی کی دُعائے شفاعت کا علم ہوا تو وہ بہت برافروختہ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ شیخ سنوسی نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ وہابیوں کے اعتراضات سے مشتعل ہو کر شیخ سنوسی نے بھی اُن کی بہت سی باتوں پر لے دے کی۔ فریقین میں اشتعالِ طبع اس قدر بڑھا کر قتل اور نقصِ امن کا احتمال پیدا ہو گیا لیکن ابنِ سعود نے فریقین کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ اس طرح پر یہ فتنہ بھی فرو ہو گیا۔ (سوانح حیات ابنِ سعود ص۱۶۹)

نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے توسل کفر ہے

علامہ احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے:

يَخْطُبُ الْجُمُعَةَ فِي مَسْجِدِ الدِّرْعِيَّةِ وَيَقُوْلُ فِي كُلِّ خُطْبَةٍ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِالنَّبِيِّ فَقَدْ كَفَرَ۔

ابنِ عبدالوہاب مسجد درعیہ میں خطبہ پڑھا کرتا تھا اور کہتا کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے وہ کافر ہے

(الدرر السنیہ ص۳۹ مطبوعہ استنبول)

وہابیہ نجدیہ کے احمد عبدالغفور عطار نے وہابی تحریک اور اُس کے خصائص کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ:

"بلاشبہ قبے اور قبریں بُت پرستی اور خرافات و بدعات کا منبع ہیں۔" (محمد بن عبدالوہاب ص۱۶۵)

"فوت شدہ اولیاء کی تعظیم منع ہے۔" (محمد بن عبدالوہاب ص۲۱۱)

"غیر اللہ کو پکارنا حرام ہے۔" (محمد بن عبدالوہاب ص۵۸)

تَعْظِيْمُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ اَسْبَابِ الْهَلَاكِ۔ نیک بندوں کی تعظیم کرنا تباہی و ہلاکت کے اسباب اور ذریعوں میں سے ہے۔

(التجرید شرح کتاب التوحید ص۱۳۶)

اَلتَّعْظِيْمُ نَوْعٌ مِنَ الْعِبَادَةِ۔ تعظیم کرنا عبادت کی قسم سے ہے۔

(الجدید شرح کتاب التوحید صفحہ ۱۳۲ از محمد بن عبد العزیز)

تَحْرِیْمُ زِیَارَۃِ قَبْرِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) عَلٰی وَجْہٍ مَخْصُوْصٍ فِیْ زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ وَکَذَالِکَ زِیَارَۃُ کُلِّ قَبْرٍ۔

نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبرِ پاک کی زیارت مخصوص زمانے اور مخصوص طریقے پر حرام ہے۔ اور اسی طرح تمام قبروں کی زیارت بھی حرام ہے۔

(الجدید شرح کتاب التوحید صفحہ ۱۴۰)

اِنَّ زِیَارَۃَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّوَسُّلَ بِہٖ وَ بِالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَزِیَارَۃَ قُبُوْرِھِمْ شِرْکٌ۔

نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبرِ پاک کی زیارت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اور انبیاء اولیاء اور صالحین کا وسیلہ اور ان کی قبرِ مبارکہ کی زیارت شرک ہے۔

(فتنۃ الوہابیہ صفحہ ۹۶)

اِنَّ نِدَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ تَوَسُّلٍ بِہٖ شِرْکٌ۔

بے شک نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کے وقت ندا کرنا (پکارنا) شرک ہے۔

(فتنۃ الوہابیہ صفحہ ۹۶)

نِدَاءُ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ عِنْدَ التَّوَسُّلِ بِھِمْ شِرْکٌ۔

نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علاوہ انبیاء اولیاء اور صالحین کو بھی توسل کے وقت پکارنا شرک ہے۔ (فتنۃ الوہابیہ صفحہ ۹۶)

کتاب دلائل الخیرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلو سے پُر ہے۔

(حاشیہ کتاب محمد بن عبد الوہاب صفحہ ۱۰۶ از احمد عبد الغفور عطار)

"علماء اولیاء اور صالحین کی ذات سے توسل کو جائز سمجھنے سے بلاشبہ بدعات کا دروازہ کھلتا ہے۔" (حاشیہ محمد بن عبد الوہاب صفحہ ۱۰۸)

"تعویذ اور دھاگا گنڈے وغیرہ پہننا شرک ہے۔"

(الجدید شرح کتاب التوحید صفحہ ۴۵ از محمد بن عبد العزیز القرعاوی)

"قرآنِ پاک کی آیات سے لکھا ہوا تعویذ بھی حرام ہے"
(الجدید شرح کتاب التوحید ص۹۵)

تَحْرِيْمُ قَصْدِ قَبْرِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِاَجْلِ الدُّعَاءِ وَكَذَا كُلُّ قَبْرٍ۔ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک کی زیارت دعا کے لیے قصداً کرنا حرام ہے۔ اور اسی طرح تمام قبروں کے لیے ہے۔ (الجدید ص۱۴۲ مطبوعہ ریاض)

مَنْ شَدَّ الرِّحَالَ بِقَصْدِ الْقَبْرِ فَقَدْ خَالَفَ اَمْرَ النَّبِيِّ۔
جس نے نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبر پاک کی زیارت کے لیے سفر کیا پس اس نے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔
(الجدید شرح کتاب التوحید ص۱۴۲)

اِنَّهٗ مَوْضِعُ قَدَمِي الرَّحْمٰنِ۔ کرسی رحمان کے قدموں کی جگہ ہے۔
(الجدید شرح کتاب التوحید ص۱۱)

ناظرینِ کرام! نجدیوں کی کتابوں سے ہی نجدیوں کے نظریاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ کو بالاختصار درج کیا گیا ہے۔ تفصیلاً عقائد آئندہ صفحات پر عقائد کے بیان میں درج کیے جا رہے ہیں۔
اب نجدیوں کے سردار محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق دیوبندی اکابر کی رائیں پیش کی جاتی ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق اکابر دیوبند کی رائیں!

انور شاہ کشمیری دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مقدمہ فیض الباری شرح صحیح البخاری میں رقمطراز ہیں کہ:

فَاِنَّهٗ کَانَ رَجُلًا بَلِیْدًا قَلِیْلُ الْعِلْمِ فَکَانَ یُسَارِعُ اِلَی الْحُکْمِ بِالْکُفْرِ۔

وہ کم فہم اور کم علم آدمی تھا پس اسی وجہ سے وہ فوراً کفر کا فتوے لگا دیتا تھا۔
(مقدمہ فیض الباری)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے دستِ راست اور شاگرد بھی تھے اپنی کتاب التلبیسات میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین (وہابیوں) کو خارجی قرار دے کر لکھتے ہیں کہ:

"وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں۔ اور اہلسنت و علماء اہلسنت کا قتل اُن کے نزدیک مباح ہے۔"
(التلبیسات ص۱۳ مطبوعہ دیوبند الہند ص۱۹۱۸ء)

مولوی حسین احمد کانگرسی جو کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک نہایت ہی معتدر شخصیت ہیں رقمطراز ہیں کہ:

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی میں نجد

عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لیے اُس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ اور ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اُس نے تکالیفِ شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے باکی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیفِ شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اُس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الحاصل وہ (محمد بن عبد الوہاب) ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ (الشہاب الثاقب ص۴۲ مطبوعہ دیوبند)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک اور کافر ہیں۔ اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۴۳)

مولوی محمد تھانوی دیوبندی

دیوبندی اکابر میں سے مولوی محمد تھانوی غیر مقلدین وہابیوں کے متعلق نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ عَبْدِ الْوَھَّابِ النَّجْدِیْ یَسْلُکُوْنَ مَسَالِکَہٗ فِی الْاُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ وَیُدْعَوْنَ فِیْ بِلَادِنَا بِاسْمِ الْوَھَابِیِّیْنَ وَغَیْرِ الْمُقَلِّدِیْنَ وَیَزْعُمُوْنَ اَنَّ تَقْلِیْدَ اَحَدِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ رِضْوَانُ	بے شک وہ لوگ جو عبد الوہاب نجدی کے دین پر ہیں۔ اصول اور فروع میں اُسی کے طریقے پر چلتے ہیں ان کو ہمارے علاقوں میں وہابیوں اور غیر مقلدین کے نام سے پکارا جاتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ آئمہ اربعہ علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے

اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ شِرْكٌ وَاِنَّ مَنْ خَالَفَهُمْ هُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَيَسْتَبِيْحُوْنَ قَتْلَنَا اَهْلَ السُّنَّةِ وَسَبْيَ نِسَائِنَا وَغَيْرَ ذَالِكَ مِنَ الْعَقَائِدِ الشَّنِيْعَةِ الَّتِيْ وَصَلَتْ اِلَيْنَا مِنْهُمْ بِوَاسِطَةِ الثِّقَاتِ وَسَمِعْنَا هَا بَعْضٌ مِنْهُمْ اَيْضًا هُمْ فِرْقَةٌ مِنَ الْخَوَارِجِ وَقَدْ صَرَّحَ بِهِ الْعَلَّامَةُ الشَّامِيْ فِيْ كِتَابِهِ

جو ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں اور وہ ہم اہلسنت وجماعت کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کر لینا ان عقائد کے علاوہ ان کے دیگر بُرے عقائد جو ہم تک ثقہ لوگوں کے ذریعہ پہنچے ہیں۔ اور بعض عقائد ان سے ہم نے خود سُنے ہیں وہ ایک خارجی فرقہ ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ (حاشیہ نسائی شریف صفحہ ۳۶ ج ا مطبوعہ مجتبائی دہلی)

مولوی عبید اللہ سندھی جو کہ دیوبندیوں کی شہرۂ آفاق شخصیت ہیں نے بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کی تحریک وہابیت کے متعلق کافی لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک التوسل فی الدعا[1] کو جائز کہنے والا اور شرک اصغر کا مرتکب کافر اور مشرک ہے۔ انہوں نے چند بے اساس امور کی بنا پر تمام دُنیا کو کافر قرار دیا ہے۔ بلا کسی دلیل وحجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کرنے کی اجازت دی۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۲۲۹-۲۲۰)

مولوی بہاؤ الحق قاسمی جو کہ دیوبندیوں کے پُرانے مولوی ہیں اور اس وقت بقید حیات ہیں۔ لکھتے ہیں کہ،

---

[1] توسل فی الدعا کی تشریح خود عبید اللہ سندھی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توسل فی الدعا سے مراد یہ ہے مثلاً خدا تعالیٰ سے استدعا کی جاتے بحرمت فلاں یا بحق فلاں کہہ کر۔ تو اس توسل کو ابن عبدالوہاب نہایت شدت سے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۱۶۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

ہندوستان کے بعض علماء نے جب مشہور کیا کہ دیوبندی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم عقیدہ اور اس کے پیرو ہیں۔ تو مدینہ طیبہ کے ایک عالم نے مولانا خلیل احمد صاحب دیوبندی سہارنپوری سے چند سوالات کا جواب طلب کیا۔ مولانا موصوف نے ان سوالات کا مفصل جواب لکھا۔ ان تمام جوابات کی تصدیق دیوبندی خیال کے ۲۴ ہندوستانی اکابر علماء نے کی بلکہ ان تمام کے ساتھ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، دمشق اور جامع ازہر مصر کے ۴۴ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی جلیل القدر علمائے کرام نے بھی اتفاق فرمایا۔ اور آخر مولانا خلیل احمد صاحب ان تمام سوالات و جوابات اور مواہیر و تصدیقات کو کتابی صورت میں شائع کر دیا جس کا نام ہے التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمهند ان سوالات و جوابات میں سے ایک سوال و جواب کی عبارت ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

سوال: محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی۔ تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے۔ جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان اور مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔
آگے فرماتے ہیں کہ ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے

کو حنبلی بتاتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علماء اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے ان کی شوکت توڑ دی۔ دیکھئے مولانا خلیل احمد صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کا وہی حکم ہے جو خارجیوں کا۔ اس کے ساتھ آپ علامہ شامی کا یہ قول بھی نقل کر رہے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیرو اہلسنت کو مشرک سمجھ کر قتل کرنا بھی جائز سمجھتے تھے۔ اس کتاب کے جملہ مضامین کی تائید میں علمائے دیوبند کے علاوہ مکہ معظمہ، مدینہ شریف، دمشق اور جامع ازہر کے علمائے کرام کی تصدیقات و تقریظات بھی مندرج ہیں حنفی مذہب کے ایک سربرآوردہ فقیہہ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی آنجہانی اور اس کے متبعین کی مذمت بیان فرماتے ہیں۔ دوسری طرف حضرات شافعیہ کے مقتدر مفتی شیخ الاسلام مولانا سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے نجدیوں کی تردید میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ (نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۷)

محمد بن ناصر حازمی

وہابیوں کے ممدوح محمد بن ناصر حازمی نے بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق جو لکھا ہے کہ وہ مولوی عبداللہ سید سندھی نے بھی ان کی کتاب ابجد العلوم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) یہ اعلان کیا کرتے تھے۔ کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کی۔ یا کسی نبی۔ بادشاہ اور عالم کو اس میں وسیلہ بنایا تو وہ مشرک ہے۔ خواہ وہ دل سے چاہے یا اس کا انکار کرے۔ اور وہ اس کا عقیدہ رکھتا ہو یا اس کو نہ مانتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب مسلمانوں کو تکفیر کا

نشانہ بنا دیا۔ چنانچہ جو مسلمان اولیاء سے دُعا کرتے ہیں۔ ان کو موصوف نے کافر قرار دیا۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے۔ شیخ موصوف نے ان شک کرنے والوں کو بھی کافر ثابت کیا۔ آپ اُن لوگوں سے جو آپ کے مخالف تھے جہاد کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اور جس طرح بھی بس چلے ان کو قتل کرنا روا جانتے تھے۔ اور ان کے مال و دولت کو لوٹنے کی اجازت دیتے تھے۔ موصوف نے اس طرح دُنیا جہاں کے مسلمانوں کو زمرۂ کفار میں داخل کر دیا۔

دراصل موصوف نے کسی ایسے اُستاد سے علم حاصل نہ کیا تھا۔ جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا اور نفع مند عوام کی طرف ان کی رہنمائی کرتا۔ اور دین کے معاملات میں ان میں تفقہ اور سمجھ پیدا کرتا۔ طلبِ علم کے سلسلہ میں موصوف نے صرف اتنا کیا کہ شیخ ابنِ تیمیہ اور ان کے شاگرد ابنِ قیم کی بعض کتابیں پڑھ لیں۔

شیخ سید محمد امین جو ابن عابدین کے نام سے مشہور ہیں شرح الرد المختار میں باغیوں کے ذکر میں لکھتے ہیں ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب[1] کے ماننے والے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں یہ لوگ نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے۔ یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے پیرو کہتے ہیں۔ لیکن ان کا حال یہ ہے کہ اپنے سوا باقی

---

[1] محمد بن عبدالوہاب نجدی جو کہ وہابیوں کے شیخ الاسلام مجدد اور مجتہد ہیں۔ ان کی علمی قابلیت کا حال اسی گواہی سے عیاں ہو جاتا ہے۔ جب وہابیوں کے شیخ الاسلام کی علمی قابلیت یہ ہے تو ان کے دیگر اکابر نواب صدیق حسن۔ محمد حسین بٹالوی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ میاں نذیر حسین۔ عبدالعزیز رحیم آبادی۔ عبداللہ غازی پوری۔ عبداللہ غزنوی۔ عبدالجبار غزنوی۔ ابراہیم میر سیالکوٹی۔ عبدالمنان وزیر آبادی۔ حافظ عبداللہ روپڑی وغیرہم کی علمی قابلیت کا اندازہ خود بخود ہو جاتا ہے

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

سب مسلمانوں کو جو اُن کے اعتقادات کے مخالف ہوں کافر سمجھتے ہیں۔ اور ان کا خون بہانا جائز جانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اہلسنت اور ان کے علماء کو قتل کرنے میں دریغ نہ کیا۔ ۱۲۲۳ھ میں اللہ تعالےٰ نے ان کی طاقت کو توڑا اور ان پر مسلمانوں کے لشکر کو فتح دی۔

(ابجد العلوم صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰ بحوالہ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک)

ناظرین! دیوبندی حضرات کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ ان کی پالیسی ہمیشہ دو رُخی رہی ہے۔ شاید انہوں نے سوچا ہو گا کہ دو رخی پالیسی سے سادہ لوح مسلمان ہمارے دامِ فریب میں بہت جلد پھنسیں گے۔ اس پالیسی کے تحت انہوں نے اب اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت بھی کہلانا شروع کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی بھی بن بیٹھے ہیں نیز پیری، مریدی کا ڈھونگ بھی رچایا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح مسلمان ہمارے دامِ فریب میں آجائیں۔

اکثر و بیشتر مقامات پر اپنے آپ کو حنفی اور اہلسنت وجماعت کہلا کر اور جھوٹی قسمیں اٹھا اٹھا کر امامت و خطابت پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ شروع شروع میں ختم گیارہویں شریف بھی پڑھتے ہیں۔ دسواں، چالیسواں اور عرس کے کھانے بھی کھاتے ہیں۔ محفل میلاد شریف بھی سنتے ہیں۔ یارسول اللہ بھی کہتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاؤں کچھ مضبوط ہو گئے ہیں۔ تو پھر یہ تبلیغ شروع ہو جاتی ہے کہ ختم گیارہویں شریف، دسواں، چالیسواں اگر نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ روپے اپنے کام میں لاؤ یا کسی رفاہِ عامہ کے کام میں لگا دو۔ یعنی کسی طرح سے لوگ گیارہویں، میلاد شریف وغیرہ نہ کریں۔ جب دیکھتے ہیں کہ اب قدم اچھی طرح مضبوط ہو گئے ہیں تو پھر صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ گیارہویں حرام ہے۔ میلاد شریف

ف حالانکہ ان کے بزرگ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے نقشبندی، سہروردی، چشتی، قادری کہلانے کو بدعت قرار دیا ہے۔

بدعت ہے یا رسول اللہ کہنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ اپنے وہابی عقائد کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں۔ اور مسجدوں میں دنگہ فساد اور اختلاف برپا کر دیتے ہیں۔ اور یا لوپیس المدد والمدد کے وظیفہ کو اپنا اور دو بنا لیتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق بھی دیوبندیوں کی دو رخی پالیسی ہے جیسا کہ دیوبندی اکابر کی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مندرجہ بالا رائے پڑھنے اور دیوبندیوں کے قطب رشید احمد گنگوہی کا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق یہ فتوے پڑھنے سے عیاں ہوتا ہے۔

سوال سولھواں:۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے انہیں فساد آگیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صے ج ا مطبوعہ دہلی)

گنگوہی صاحب کے شاگرد رشید خلیل انبیٹھوی نے ہی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے متبعین وہابیوں کو خارجی قرار دیا ہے۔

ہر مسلک حق اہلسنت وجماعت اس لیے دیوبندیوں کو بھی وہابی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کے قطب الارشاد رشید گنگوہی نے وہابیوں کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔ نیز یہ بھی فتوے دیا ہے کہ:

"مجتہدین کو بُرا کہنا اور تقلید کو شرک بتانا۔ مسلمان مقلدوں کو مُشرک جاننا۔ نفسانیت سے عمل کرنا بُرا ہے۔ اور حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالےٰ اچھا ہے۔ سب حدیث پر ہی عامل ہیں۔ مقلد ہو یا غیر مقلد

(فتاویٰ رشیدیہ مشرح امطبوعہ دہلی)

ہم تو ان حضرات کو یہی عرض کریں گے ۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ناظرینِ کرام! جن کے عقائد کو دیوبندیوں کے قطب گنگوہی عمدہ کہہ رہے ہیں۔ اُس محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اس وہابی تحریک کے ملی اور دینی ہر دو لحاظ سے جو خطرناک عزائم تھے ان کا تذکرہ دیوبندیوں کے ہی مولوی بہاؤالحق قاسمی نے اپنی کتاب "نجد کی تحریک پر ایک نظر میں" جو تحریر کیا ہے۔ وہ من وعن پیش کیا جاتا ہے۔ قاسمی صاحب نے عزائم کے جو نتائج اور ثمرات ظہور پذیر ہوئے وہ ہی درج کر دیئے ہیں۔ اس لیے اُنہوں نے اس کا ہیڈنگ نجدی تحریک کے ثمرات رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

نجدی تحریک کے ثمرات!

پہلا ثمرہ

کافر سازی اور مُشرک گری عبدالعزیز بن سعود موجودہ امیرِ نجد نے مکہ معظمہ پر قابض ہو کر اپنے عقاید کی اشاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جو کتاب شائع کرا کر مفت تقسیم کی وہ "مجموعۃ التوحید" ہے۔ اس کے متعدد مقامات میں اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی اور خدا جانے کیا کیا بنایا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک عبارت مع ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

"ان اعداء اللہ لھم اعتراضات کثیرۃ اعلٰی دین الرسل یصدون بھا الناس منھا قولھم نحن لا نشرك باللہ بل نشھد انہ لا یخلق ولا ینفع ولا یضرّ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہ و ان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم لا یملك لنفسہ نفعا و لا ضرًّا عن عبد القادر او غیرہ ولکن انا مذنب والصالحون لھم جاہ عند اللہ و اطلب من اللہ بھم" فجادبہ بما تقدم وھو ان الذین قاتلھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرون بما ذکرت ومقرون ان اوثانھم لا تدبر شیئًا وانما ارادوا الجاہ والشفاعۃ۔" (مجموعۃ التوحید ص۱۱۸ مطبوعہ اُم القریٰ مکہ معظمہ ۱۳۴۳ھ بحکم ابنِ سعود)

(ترجمہ) "دشمنانِ خدا کے بہت سے اعتراضات ہیں جن سے

وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ "ہم خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا پیدا کرنے، نفع اور نقصان پہونچانے والا کوئی نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں اور کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں چہ جائیکہ (حضرت شیخ) عبدالقادر (جیلانی)ؒ وغیرہ کے لیے یہ وصف ثابت ہو لیکن چونکہ میں گنہگار ہوں اور اللہ کے نزدیک صلحار کا بڑا مرتبہ ہے۔ اس لیے میں ان کی طفیل سے خدا سے حاجات طلب کرتا ہوں"۔ پس تو اس اعتراض کا جواب یہ دے جو گزر چکا .... کہ اے معترض جس کا تو نے ذکر کیا اُس کا وہ لوگ (مشرک) بھی اقرار کرتے تھے جن کے ساتھ رسول اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تھا وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے بُت کسی چیز کے مدبر نہیں ہیں اور وہ (تیری طرح) جاہ اور شفاعت ہی کا ارادہ رکھتے تھے"۔

اس عبارت میں اُس مسلمان کو مشرکین عرب سے شمار کیا گیا ہے۔ جو پکار پکار کر توحید کا اقرار کر رہا ہے۔ اس کو فقط اس بنا پر "گردن زدنی" قرار دیا گیا کہ وہ کیوں خدا سے صلحار کا واسطہ دے کر حاجات طلب کرتا ہے؟ کہو! نجدیوں کی حمایت کرنے والو! اب بھی وہابیوں کی کافر سازی اور مشرک گری میں کچھ شک ہے؟

دُوسرا ثمرہ

ابن سعود مذکور کے حکم سے ایک اور کتاب چھپ کر مفت تقسیم ہوئی ہے	کُتب درود شریف کا تلف کیا جانا

---

۱ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُن کر درود شریف نہ پڑھنے والا بہت بڑا بخیل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ یہ تو نام مبارک سُن کر درود شریف نہ پڑھنے والے پر فتوے ہے۔ اور جو قصداً درود شریف کی کُتب کو تلف کرتے اس پر جو فتوے ہوگا اس کا آپ خود اندازہ لگالیں۔ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

جس کا نام ہے "الهدية السنية" اس میں لکھا ہے :-

"ولا نامر باتلاف شیئ من المؤلفات اصلا الا ما اشتمل علی ما یوقع الناس فی الشرک کروض الریاحین وما یحصل بسببه خلل فی العقائد کعلم المنطق فانه قد حرمه جمع من العلماء علی انا لا نفحص عن مثل ذالک وکالدلائل"

(الهدية السنية ص۴۶-۴۷ مطبوعه المنار مصر سنه ۱۳۴۲ھ)

(خلاصۂ مطلب) "ہم کسی کتاب کے تلف کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتے۔ مگر ہاں ہم اُس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں۔ جس میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں یا ان کے سبب سے عقاید میں خلل آتا ہو جیسے روضُ الریاحین کتب منطق اور "دلائل الخیرات" (یعنی ان کو تلف کرا دیا جاتا ہے)

دیکھئے! دلائل شریف کو تلف کرنے کا صاف اعتراف ہے اس بہانہ سے کہ اس میں (معاذ اللہ) مشرکانہ کلمات ہیں۔ حالانکہ یہ وہ پاکیزہ اور بابرکت کتاب ہے کہ جس میں اول سے آخر تک کلمات درود شریف کے علاوہ توحید، عشقِ الٰہی اور محبت سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ولولہ انگیز درس موجود ہے۔ اسی وجہ سے ہزاروں علماء، صلحاء اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اس مقدس کتاب کو حرزِ جان بناتے رہے ہے۔" مولوی ثناء اللہ صاحب علمائے دیوبند سے حُسنِ ظن کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کے معمولات سے ہے۔ (کتاب "سفرنامۂ شیخ الہند ص۹" "والتصدیقات ص۱۱") کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نجدیوں کی شرک بازی" کے طوفانِ بے تمیزی سے علماءِ دیوبند کو بچانے کی کوشش فرمائیں گے؟ (دیدہ باید)

تیسرا ثمرہ

گستاخی اور بے ادبی | مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ نجدیوں کی گستاخی

مشہور ہے۔ نعت خوانانِ نجدیہ اگرچہ اس سے انکاری ہیں مگر تابکے؟

کتاب "حیاتِ طیبہ" میں (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے دفتر میں فروخت ہوتی ہے) اگرچہ نجدیوں کی خوب تعریف کی گئی ہے مگر بعض مقامات پر حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ :-

"۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آگیا۔ مدینہ لے کر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اُس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبیٔ اکرم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبرِ مقدس پر پڑی تھی۔" (صفحہ ۲۰۹)

چوتھا ثمرہ

اسلامی سلطنتوں کی مخالفت اور اُن کی تباہی و بربادی

وہابی فرقہ جب سے عالمِ وجود میں آیا ہے۔ اسلامی بادشاہوں سے برابر لڑتا رہا۔ اس فرقہ نے ترکی سلطنت کو مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی۔ بنظرِ اختصار چند ثبوت عرض کرتا ہوں۔

(۱) کتابِ مذکور (حیاتِ طیبہ) میں لکھا ہے کہ :-

"عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد اپنے باپ سے زیادہ پُرجوش نکلا۔ اُس نے اور بھی فتوحات کو وسعت دی اور ترکی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔" صفحہ ۲۰۵

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے :-

"سعد نے بیس ہزار فوج سے سلیمان پاشا سے مختلف جنگوں میں پے در پے فتوحات حاصل کیں اور اس کی فوج کے آگے ترکوں کی ملکی اسپرٹ کی دال نہ گلی۔"

(۲) یہ تو خود تُرکی سلطنت کے ساتھ نجدیوں کا سلوک رہا۔ ترکوں کے نہایت گہرے دوست ابنِ رشید امیرِ حائل مرحوم اور ان کے خاندان پر نجدی ظالموں نے انگریزوں کی طرفداری میں جو مظالم توڑے اس کی مختصر کہانی جناب ظفر علی خاں صاحب، ایڈیٹر "زمیندار" کی زبانی سُناتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب موصوف نے اپنے اخبار میں ایک مضمون[1] لکھا تھا جس کا عنوان ہے "ہمارے قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا" جس کو مندرجہ ذیل سطور سے شروع کیا گیا تھا:۔

"وسطِ عرب میں حائل ایک زبردست امارت ہے جس کے فرمانروا امیر ابنِ رشید کے قتل کی افسوسناک خبر پچھلے دنوں بعض انگریزی اخباروں میں چھپی تھی۔ "لندن ٹائمز" اپنی ۱۰ رمئی کی اشاعت میں امیرِ مغفور کے واقعۂ قتل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔ "دورانِ جنگ میں ابنِ رشید ترکوں کا حلیف تھا۔ اور ابنِ سعود جو وہابیہ کے امیر ہیں دولِ متحدہ کی طرفداری میں اس سے برسرِ پیکار تھے ابنِ رشید کا خاندان کئی نسلوں سے قاتل کے خنجر کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اور اب شاید بجز ایک طفلِ شیر خوار کے ابنِ رشید کی نسل بالکل ہی مِٹ گئی ہے۔" (زمیندار ۱۲ر جون ۱۹۲۰ء)

(۳) آج مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے "یارانِ طریقت" نہایت بلند آہنگی سے یہ دعوے کر رہے ہیں کہ دورانِ جنگِ عظیم میں نجدیوں نے تُرکوں کی ہرگز مخالفت نہیں کی۔ حالانکہ آپ اس سے پہلے نجدیوں کی مخالفت کا اقرار کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے ایک مضمون مندرجہ "زمیندار" کا حسبِ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے ایڈیٹر "زمیندار" کے مذکورۂ بالا مضمون کے اُس حصہ

---

[1] یہ مضمون ذرا طویل ہے عدمِ گنجائش کے باعث پورا نقل نہیں ہو سکتا ایڈیٹر صاحب نے اسی مضمون میں لکھا تھا کہ وہابی صلیب کی لڑائیاں لڑتے ہیں اور یہ کہ وہابیت، کذب، بغاوت اور تمرّد و سرکشی کے مترادف ہے ۱۲ منہ

کی تردید میں لکھا تھا جہاں اڈیٹر صاحب نے ہندوستانی غیر مقلدوں کو وہابی کہا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ: "اس خلافِ واقعہ الزام لگانے میں اُن کی دو غرضیں تھیں۔ ایک مذہبی کہ یہ لوگ (اہلحدیث) باوجود دعویٰ ترکِ تقلید کے عبدالوہاب نجدی کے مقلد ہیں۔ دوسرے پولٹیکل غرض تھی کہ گورنمنٹ کے ذہن نشین کریں کہ جس طرح نجدی لوگ اپنی اعلیٰ حکومت ترکی کے مخالف ہیں۔ یہ لوگ بھی گورنمنٹ کے مخالف ہیں۔ اس لیے اعیانِ اہلحدیث نے اس الزام کو دور کرنے میں مقدور بھر کوشش کی۔ جس میں وہ بحمداللہ کامیاب ہو گئے۔"

(زمیندار ۵ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۰ء)

آج ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ جنگِ عظیم میں نجدیوں نے ترکوں کی مخالفت کرکے ان کو نقصان پہنچایا تھا تو ہمارا گلا دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم آپ کے پہلے اقوال کی تائید کر رہے ہیں ؎

گُل و گلچیں کا گلہ بلبلِ خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

پانچواں ثمرہ

جزیرۃ العرب پر نصاریٰ کا قبضہ و اقتدار

کہا جاتا ہے کہ ابن سعود نے حجاز میں داخل ہو کر اس کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کر دیا ہے حالانکہ یہ واقعات کے خلاف ہے اگر اس کے جنگ وجدل کا داعی یہی جذبہ ہوتا تو عقبہ و معان پر انگریزوں کے قبضہ کو کبھی گوارا نہ کرتا۔ شریف حسین غدار ہونے کے باوجود اس قبضہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر چکا ہے (سیاست ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء) لیکن ابن سعود نے کیا کیا؟ اس کو روشنی میں لانے کے لیے معزز روزنامہ سیاست لاہور کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں:۔

"ابنِ سعود کے اخبار "اُم القریٰ" نے عقبہ اور معان پر انگریزی تصرف سے قبل ابنِ سعود سے مل کر دریافت کیا کہ عقبہ اور معان کی طرف جو فوج جانے والی تھی وہ کیوں روک دی گئی ہے؟ ابنِ سعود نے کہا "ہمیں علم ہے کہ چند روز میں شریفی فوجیں عقبہ اور معان سے نکل جائیں گی" مولانا محمد علی اگر چاہیں تو "اُم القریٰ" کی یہ تحریر ان کی خدمت میں بھیجی جا سکتی ہے۔ ذرا ابنِ سعود کے الفاظ پر غور کیجئے۔ کیا یہ الفاظ معنی خیز نہیں؟ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابنِ سعود کو علم تھا کہ انگریز عقبہ اور معان پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ غرضیکہ عقبہ اور معان پر قبضہ ہوا اور ابنِ سعود کی مرضی سے ہوا۔ اور اس کی وجہ سے اس کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا موقع ملا اور اگر ابنِ سعود اس ناپاک سازش میں انگریزوں کے ساتھ شامل نہ ہوتا تو انگریز مجبور ہوتے کہ عقبہ اور معان کو نجدی افواج سے بچانے کے لیے شریف کی مدد کریں ورنہ فلسطین کا امن مخدوش ہو جاتا"۔

(سیاست ص۲ بابتہ ۸؍اکتوبر ۲۵ء)

اس مضمون کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابنِ سعود نے اس وقت تک اس قبضہ کے خلاف کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ اگر اس کا یہی مطمح نظر ہوتا کہ حجاز غیر مسلم اثر سے پاک ہو جائے تو سب سے پہلے مدینہ شریف پر چڑھائی کرنے کی بجائے عقبہ اور معان پر انگریزوں سے لڑتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ انگریز بل[1] کے اس ناجائز قبضہ کے خلاف اس کی پیشانی پر ابھی تک بل بھی نہیں پڑا۔ پھر یہ

---

[1] بلکہ ابنِ سعود نے اس قبضہ کو حل مشکل سے تعبیر کر کے مسرت و شادمانی کیا ہے دیکھو ابنِ سعود کا خط بنام مسٹر ایمری وزیر مستعمرات لندن مطبوعہ اخبار فتح العرب دمشق بحوالہ سیاست لاہور ص۲ بابتہ ۱۹؍نومبر ۲۵ء ص۱۲ منہ

کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ابنِ سعود حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کر رہا ہے ؎
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا رفیق
قائل نہیں ہے بھائی! کسی شیخ نوشاب کا

چھٹا ثمرہ

نصاریٰ کی ابدی غلامی شریف حسین اور امیر علی کے قبضۂ حجاز کو اس لیے گوارا نہیں کیا جاتا کہ وہ انگریزوں کے پٹھو اور زیر اقتدار ہیں۔ مگر ابنِ سعود اور اس کی حکومت انگریزوں کے اس قدر بے بس غلام ہیں کہ شریفی خاندان کی غلامی کو نسبتاً "آزادی" سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ معاہدہ اس کا ناقابل تردید ثبوت ہے جو ۱۹۱۵ء میں انگریزوں اور نجدیوں کے مابین ہوا اور جس کی تصدیق ۱۹۲۰ء میں ہوئی تھی۔ وہ معاہدہ یہ ہے:

ابنِ سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

دفعہ اوّل حکومتِ برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احسا، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہو گی۔ یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے ان کے صحیح وارث ہوں گے۔ لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب و تقرر کے لیے یہ شرط ہو گی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے

ممالک پر حکومتِ برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر یا اس کو ابنِ سعود سے مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی تو حکومتِ برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابنِ سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض و مقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم ابنِ سعود اس معاہدے پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ:-

(۱) وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ او معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔

(۲) ممالکِ مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابنِ سعود فوراً حکومتِ برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ چہارم ابنِ سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالکِ مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومتِ برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، مستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالکِ مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا لائسنس دے ابنِ سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم ابنِ سعود عہد کرتا ہے کہ مقاماتِ مقدسہ کے لیے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ابنِ سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں، ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ ششم ابنِ سعود اپنے پیشرو سلاطینِ نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات رؤسا و شیوخ، عرب عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت

میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

دفعہ ہفتم اس کے علاوہ حکومتِ برطانیہ اور ابنِ سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کرنے کے لیے ایک اور مفصل عہدنامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ
۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

مہرو دستخط عبدالعزیز السعود

دستخط بی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس

دستخط چیمسفورڈ نائب ملک معظم و وائسرائے ہند

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔ دستخط اے۔ ایچ گرانٹ سیکرٹری حکومتِ ہند شعبہ خارجیہ و سیاسیات۔"

"نجدی تحریک ایک نظر" صفحہ ۷ تا ۱۰، مرتبہ مولوی بہاؤ القاسمی دیوبندی، مطبوعہ آفتاب پریس امرتسر تاریخ اشاعت ۲ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ)

ہندوستان میں وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات کا اثر ہندوستان میں بھی ہوا۔ اس کے مسبب اور نجدیت کو لانے والے اور فروغ دینے والے سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی قتیل تھے جس کی شہادت وہابیہ کے مشہور مورخ مرزا حیرت دہلوی اس طرح دیتے ہیں کہ:

"اگرچہ وہابیوں کی جنگی اور ملکی قوت چکنا چور ہو گئی اور سعد (نواسہ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے خاندان کی حکمرانی کی حدود نجد میں محدود ہو کر رہ گئی۔ مگر پھر بھی جو اصول مذہبی محمد بن عبدالوہاب نے بنائے

تھے۔ اب تک مساجد میں نہایت مذہبی جوش سے بیان کیے جاتے ہیں۔ ان جوشیلے واعظوں کی گونجیں حدودِ نجد میں مقید نہ رہیں بلکہ انہوں نے ہندوستان کے ایک بزرگ کی بے آرام رُوح میں مذہبی ولولے کی نئی رُوح پھونک دی۔ جب یہ بزرگ مکہ شریف کے حج کو آیا۔ تو اس نے وہابیوں کے بڑے فاضل سے وہابی مذہب کی تعلیم حاصل کی اور محمد بن عبدالوہاب کے اسلامی اصول کو خوب مانجھا۔ سید احمد رائے بریلی کے قزاق اور راہزن نے ۱۸۲۲ء میں حج بیت اللہ کر کے چاہا کہ شمالی ہندوستان کو یک لخت اپنے اسلامی اصول منوا دوں پیغمبر اسلام کے براہِ راست سلسلہ اولاد میں ہونے سے برخلاف بانیانِ نجد کے اس نے اپنے میں امیر المومنین بننے کی ضروری صفات ملاحظہ کیں مسلمانانِ ہند نے اسے سچا خلیفہ یا مہدی تسلیم کر لیا۔ انگریزی حکام کی لاعلمی میں وہ ہمارے صوبوں میں گشت لگاتا رہا اور بے شمار لوگوں کو اپنا معتقد بنایا۔ اس نے اپنے کارندے پٹنہ میں مقرر کیے اور پھر دہلی کی طرف رُخ کیا۔ یہاں خوش قسمتی سے ایک فاضل اجل محمد اسماعیل نامی اس کا مرید ہو گیا اور آخر میں اپنے پیر کا ایسا والہ و شیدا ہوا کہ اس نے نئے خلیفہ کے اصول مذہبی کی ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام صراطِ المستقیم ہے۔"

تاہم اس مذہب کا اثر ہندوستان اور نجد میں باقی ہے۔ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ بہت دھوم دھام سے ہندوستان میں وہابی مذہب کی کتابیں طبع ہوتی ہیں اور انہیں اشاعت کیا جاتا ہے مثلاً تقویت الایمان اور صراط المستقیم کتابیں جنہوں نے ہندوستانی مسلمانوں پر اپنا زبردست اثر ڈال رکھا ہے۔

(حیاتِ طیبہ ص۲۸۳ تا ۲۹۱ مطبوعہ لاہور)

احمد عبدالغفور عطار نجدی سے تصدیق محمد بن عبدالوہاب کتاب کے مصنف احمد عبدالغفور عطار نے بھی سید احمد آف رائے بریلی کو محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کا مبلغ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"(محمد بن عبدالوہاب کے) ان وارثین میں سے خاص طور پر سید احمد بریلی ہندوستان کے بطلِ عظیم مصلح اور امامِ برحق ہیں"
(محمد بن عبدالوہاب ص ۱۲۳ از احمد عبدالغفور عطار)

محمد عبدہٗ الفلاح سے تصدیق کتاب محمد بن عبدالوہاب کے محشی وہابیہ نجدیہ کے ابوالقاسم محمد عبدہٗ الفلاح نے بھی لکھا ہے کہ:

"ہندوستان میں یہ اسلامی اور اصلاحی تحریک بھی وہابی تحریک کے نام سے مشہور ہوئی اس وقت ہندوستان میں بھی مشرکانہ رسوم کا زور تھا۔ اور شعارِ اسلامی مٹ رہے تھے۔ سید احمد بریلوی اور حضرت الامام شاہ (اسماعیل) نے تجدیدِ اسلام کی تحریک شروع کی۔ اور سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے صوبہ سرحد کو منتخب کیا۔ مسلمانوں کو دعوت جہاد دی۔ اسی کوشش میں بالاکوٹ کے مقام پر جامِ شہادت نوش کیا۔ انہی بزرگ کی مساعی سے سنت کا احیاء ہوا۔ دیہات اور چھوٹے قصبات میں جمعہ کا اجراء ہوا۔ نکاح بیوگان کی سنت جاری ہوئی"۔ (حاشیہ محمد بن عبدالوہاب ص ۱۲۳ مطبوعہ لائل پور)

ناظرین کرام! وہابیوں نے اپنے نام کو بدلنے کی بھی کوشش کی کیونکہ وہابی لیبل جو تھا بدنام ہو چکا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھا۔ اس نام کو بدلنے کے لیے انگریز کے زمانہ میں باقاعدہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے درخواست دی۔[1]

---

[1] اس درخواست کا تذکرہ اور انگریز سے اس کی منظوری اس کتاب کے صد پر درج کیا جا چکا ہے۔ (فقیر قادری)

اس حقیقت کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا کہ موجودہ دور میں اہلحدیث کہلانے والے وہی حضرات ہیں جن کو وہابی کہا جاتا تھا۔

اہلحدیث دراصل وہابی ہیں

اس حقیقت کو سردار محمد حسنی صاحب بی۔ اے اپنی کتاب سوانح حیات سلطان ابنِ سعود کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

"انیسویں صدی کے ابتدا میں ہندوستان میں وہابیت کی تحریک جاری ہوئی تھی۔ آج تک ہندوستان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دراصل وہابی ہیں۔ مگر انہیں اور نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اہلحدیث"
(سوانح حیات سلطان ابنِ سعود ص۲۶۱)

اس حقیقت کے ثبوت کے لیے سنٹرل وفد خلافت کی رپورٹ میں درج شدہ مندرجہ ذیل واقعہ بھی کافی ہے:

وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء کی رپورٹ میں مجلس العلماء جو کہ ۱۳ مئی ۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی تھی کی کارروائی میں لکھا ہے کہ (مولانا) محمد علی صاحب نے اُٹھ کر کہا کہ ہم کتاب و سنت کے نام پر آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ ملوکیت چھوڑ کر جمہوریت اختیار کیجئے اور قیصر و کسریٰ کی سنت کی بجائے صدیق و فاروق کی سنت اختیار کیجئے۔ مولوی عبدالحلیم صاحب (جمعیت العلماء) نے اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ رواداری کی ضرورت ظاہر کی اور شکایت کی بعض اہل نجد دوسرے مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات پر کافر و مشرک کہہ بیٹھتے ہیں۔ مولانا کفایت اللہ صاحب (جمعیت العلماء) نے اس کی تائید میں تقریر کی۔ اس پر سلطان اور ابنِ بلیہد قاضی القضاۃ نے مشتعل ہو کر اس کا جواب دیا۔ اور افسوس ہے کہ ہندوستان کے اہلحدیث اصحاب نے شور و شغب برپا کیا۔ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفدِ خلافت ۱۹۲۶ء ص۸۱-۸۲)

ہندوستانی وہابی کیوں نہ شور و شغب کرتے کیونکہ یہ حضرات انہی کے پروردہ تھے۔ اور ہم مسلک تھے کسی نے اسی لیے تو کہا ہے؛

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

مولوی اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں تحریکِ وہابیت کی جب اشاعت شروع کی تو نجدیوں سے جو کہ روحانی طور پر اس کے آباؤ اجداد ہیں سے امداد طلب کی جس کا تذکرہ خود ممدوح الوہابیہ عبید اللہ سندھی کے بھتیجے نے ان الفاظ میں کیا ہے؛

نجدیوں کا اسماعیل دہلوی کو پیغام کہ ہم دُعا کرتے ہیں

مولوی عبید اللہ سندھی کے بھتیجے نے کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

"مولانا شہید نے نجدیوں کے پاس اپنا آدمی بھیجا تھا۔ مگر وہ چونکہ حجاز میں آ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے نامہ بر کو واپس کر دیا کہ ہم اس وقت دُعا کے سوا اور کوئی اعانت نہیں کر سکتے۔ یہ واقعہ مکۂ معظمہ میں نجد کے ثقہ عالموں سے معلوم ہوا۔"

(حاشیہ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۲۶)

عبید اللہ سندھی سے تصدیق

مولوی عبید اللہ سندھی نے بھی شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۲۴ پر اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ ہندوستان میں یمنی (قاضی شوکانی) اور نجدی تحریک نے معاملہ بگاڑا ہے؛

داؤد غزنوی کانگریسی تحریکِ وہابیت کی تصویر تھے

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی داؤد غزنوی کانگریسی جو کہ ان کی جمعیت کے امیر بھی تھے کو ان کی سوانح حیات میں تحریک وہابیت کی ایک تصویر قرار دیا ہے ملاحظہ ہو۔

"اصلاً وہ اس وہابی تحریک کی گمشدہ تصویروں میں سے ایک تصویر تھے"
(داؤد غزنوی ص۲۹)

قارئین حضرات! تحریکِ وہابیت کو ہندوستان میں پھیلانے والے سید احمد آف رائے بریلی اور مولوی اسماعیل دہلوی قتیل ہیں۔ وہابی حضرات نے ان کو جو رفعت و منزلت سے نوازا ہے۔ اُس کے متعلق بھی چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

سیّد احمد بریلوی کو اکابرِ وہابیہ مہدی سمجھتے تھے

ہندوستان میں وہابی تحریک کے مبلغ اوّل سید احمد آف رائے بریلی کو اکابرِ وہابیہ مہدی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ مولوی عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں کہ:

"مولانا نذیر حسین دہلوی اور مولانا عبد اللہ غزنوی سے بھی مولانا ولایت علی کی پارٹی سے خاص تعلق رکھتے تھے۔

مولانا ولایت علی کی پارٹی کا مرکزی فکر یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ امیر شہید غیر معین عرصہ کے لیے غائب ہو گئے ہیں۔ ان کے انتظار میں جہاد کی تیاری کرتے رہنا چاہیے وہ ضرور آئیں گے۔ اور انہیں کی امامت میں کام کرنے سے ہمیں نجات مل سکتی ہے۔ بظاہر یہ فکر نہایت غیر معقول معلوم ہوتا ہے۔ مگر بڑے بڑے عالموں اور صوفیوں کا جو اس تحریک کی شمولیت کے سلسلہ میں نام لیا جاتا ہے۔ مولانا ولایت علی کی تحریک کے متعلق ہمارا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ وہ مولانا اسماعیل شہید کی اس خاص جماعت کو جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اسی لیے مولانا نذیر حسین اور نواب صدیق حسن جیسے عالم بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں"

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۳۲-۱۳۳)

محمد نور الحق محشی شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک نے بھی لکھا ہے:

"نواب صدیق حسن خاں تقصار جیود الاحرار میں لکھتے ہیں۔ عظیم آباد

(پٹنہ) اور بنگالہ کی ایک بڑی جماعت سید احمد . . . . بریلوی کے بارے میں یہ بھی گمان رکھتی ہے ۔ کہ وہ مہدی تھے ۔ چنانچہ (سید احمد) . . . . بریلوی کے بعض مریدوں نے چالیس حدیثیں جمع کی ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ کہ آپ ہی مہدی تھے ۔ یہ لوگ سید احمد . . . . کے غائب ہونے کے قائل ہیں ۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سرحد پار کے پہاڑوں میں شہید نہیں ہوئے ۔ اسی بنا پر ان کے واپس آنے کے منتظر ہیں ۔ (حاشیہ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۳۲، ۱۳۳)

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت

مولوی اسماعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد کی امام الانبیاء سے کمال مشابہت کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں ۔

"ازبسکہ نفسِ عالی حضرت ایشاں برکمال مشابہت رسالتمآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات دربدو فطرت مخلوق شدہ"

"آپ (سید احمد بریلوی) کی ذات والاصفات ابتداء فطرت سے جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی ۔" (صراطِ مستقیم فارسی ص۱۶۶ مطبوعہ دہلی)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اپنے پیرو مرشد سید احمد بریلوی کو سلوکِ نبوت حاصل ہونے کے بھی قائل تھے ۔ جس کا اظہار اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں اس طرح درج ہے ۔

"حصولِ بیعت کے یمن اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ کو نہایت عجیب عجیب معاملات ظاہر ہوئے کہ انہیں وقائع عجیبہ کے سبب طریقِ نبوت کے کمالات جو ابتدائے فطرت میں مجملاً مندرج تھے ۔ ان کی اب تفصیل اور شرح کی نوبت پہنچی ۔ اور مقاماتِ طریقِ ولایت بھی اچھی وجہ پر جلوہ گر ہوئے ۔ ان سب معاملات

سے اول اور بہتر یہ ہے۔ کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عدد چھوہارے اپنے ہاتھ مبارک سے لے کر حضرت سید صاحب کے منہ رکھتے تھے۔ اور بعد ازاں کہ آپ بیدار ہوتے۔ اُس رویائے حقہ کا اثر ظاہر باہر اپنے نفس میں پاتے تھے۔ اور اس خواب کی بدولت ابتدائے سلوک نبوت حاصل ہو گیا۔'

(صراطِ مستقیم اُردو ص۱۸۹ فارسی ص۱۶۴)

سرکار فاطمۃ الزہرا کا ننگے سید احمد کو کپڑے پہنانا

ذبو الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل اپنے پیر و مُرشد کی شان اور رفعت بیان کرتے ہوئے اور سرکار سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومہ دارین والیٔ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین اور گستاخی کرتے ہوتے لکھا ہے کہ:

'ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے ہاتھ مُبارک سے غسل دیا۔ اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست و شو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست وشو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے ہاتھ مُبارک سے پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالات طریقِ نبوت نہایت جلوہ گر ہوتے۔' (صراطِ مستقیم اُردو ص۱۸۹)

سید احمد کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا تجویز ہوا

شیخ العلماء مقدام الفضلاء شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے:

"سید احمد کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا ۔ اور سکہ مہر کا یہ ٹھہرا اِسْمُہٗ اَحمد اور جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی اس کا اظہار شروع کیا۔"

(سیف الجبار صفحہ ۹۵)

سید احمد بریلوی کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی سے قتیل کا نمبر آتا ہے اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت پھیلانے کے لیے تقویۃ الایمان کتاب لکھی ۔ اسماعیل دہلوی چونکہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان سے تھا۔ بایں وجہ اس کتاب کی کافی شہرت ہوئی ۔ اسماعیل دہلوی ولی اللّٰہی خاندان سے تھا۔ مگر اس کے عقائد میں فرق آگیا تھا جس کی تصدیق ممدوح الوہابیہ والدیابنہ اشرف علی تھانوی کے یہ الفاظ کرتے ہیں:

"مولوی اسماعیل شہید تھے چونکہ محقق تھے ۔ چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلکِ پیرانِ خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔"

(امداد المشتاق صفحہ ۹۷)

دیوبندی اور غیر مقلد

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مابین یہ ایک عجیب قسم کا نزاع ہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ اسماعیل دہلوی مقلد تھا ۔ اور غیر مقلد کہتے ہیں کہ غیر مقلد تھا ۔ دونوں ہی اس کو اُس کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں ۔ دیوبندی باوجودیکہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسماعیل دھلوی اپنے خاندانی اکابر شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز علیہما الرحمۃ کے عقائد کے مخالف عقائد رکھتا تھا ۔ اس کے علاوہ دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کو دونوں فریق سراہتے ہیں ۔ حالانکہ مولوی اشرف علی تھانوی اس کتاب کے انداز سے متعلق رقمطراز ہیں کہ :

"بعض الفاظ شدید ہیں ۔ جن کے سمجھنے کے عوام متحمل نہیں ایسے الفاظ سے عوام کے کانوں کو بچانا بہتر ہے۔" (اہلحدیث امرتسر ۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء)

عامر عثمانی کا بیان

دیوبندی مکتبِ فکر کے ترجمان "ماہنامہ تجلی دیوبند" کے ایڈیٹر مولوی عامر عثمانی لکھتے ہیں کہ: "میں نے دیکھا کہ شاہ اسماعیل شہید...... نے تقویۃ الایمان میں فصل فی الاجتناب عن الاشراک کے ذیل میں لکھا ہے "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء وصحابہ تو ایک طرف رہے تمام انبیاء و رسل اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیسا خطرناک اندازِ بیان ہے۔ کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں۔ (تجلی فروری، مارچ ۵۶ء)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

"اگر شاہ صاحب (اسماعیل دہلوی قتیل) کے تمام فرمودات پر بے لاگ عملِ جراحی کیا جا سکے تو متروران میں قابلِ نظر اجزاء نکلیں گے۔ ہوسکتا ہے اور شاید ہوا بھی ہے کہ حمایتِ حق کے جذبہ وجوش میں وہ کہیں کہیں نقطۂ اعتدال سے آگے نکل گئے ہیں۔"

(ماہنامہ تجلی جون ۵۹ء)

دیوبندی وہابیوں کے علاوہ غیر مقلد وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے بھی تقویۃ الایمان کے متعلق اپنی رائے دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی وحید الزمان کی عبارات

وہابیہ نجدیہ کے مشہور عالم مترجم صحاح ستہ مولوی وحید الزمان

لہ غیر مقلدین وہابیہ کے ابو یحییٰ نوشہروی وحید الزمان کے متعلق لکھتے ہیں کہ حیدرآباد (دکن) میں وحید العصر جناب وحید الزمان اور ان کے برادرِ حقیقی مولانا بدیع الزماں کی خدمات قرآن وحدیث ہیں۔ جناب نواب صاحب نے نقیباً تمام کتب صحاح کا اردو میں ترجمہ کر دیا۔ تفسیر وحیدی لکھی اور بہت سی کتابیں۔ یہ ہر دو حضرات اسی سلسلہ سے بواسطہ میاں صاحب...... نذیر حسین...... دہلوی وابستہ تھے۔ (تراجم علمائے حدیث ہند ص۱۶۱)

لکھتے ہیں کہ "ہمارے اصحاب میں سے مولوی اسماعیل دہلوی نے بہت خطا کی ہے کہ شرک کی تمام اقسام کو (خواہ شرک اکبر ہوں یا شرک اصغر) سب کو ناقابلِ مغفرت شرک قرار دیا ہے اور شرک فی العادت کو بھی شرکِ اکبر میں شمار کیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۳۱ سطر ۳ تا ۵ مطبوعہ دہلی)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ: شَدَّدَ بَعْضُ اِخْوَانِنَا مِنَ الْمُتَاخِرِیْنَ فِیْ اَمْرِ الشِّرْکِ وَضَیَّقَ دَائِرَۃَ الْاِسْلَامِ وَجَعَلَ الْاُمُوْرَ الْمَکْرُوْھَۃَ اَوِ الْمُحَرَّمَۃَ شِرْکًا فَاِنْ کَانَ غَرْضُہٗ مِنْ ھٰذَا الشِّرْکِ الْعَمَلِیَّ اَعْنِیْ الشِّرْکَ الْاَصْغَرَ اَوْ سَدَّ الذَّرَائِعِ فَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَہٗ وَیَعْفُوْ عَنْہُ وَ اِلَّا فَھُوَ غَالٍ وَمُشَدِّدٌ فِی الدِّیْنِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَالتَّشْدِیْدُ فِی الدِّیْنِ سِیْمَاءُ الْخَوَارِجِ الْمَارِقِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ

ہمارے بعض متاخرین (حاشیہ پر مولوی وحید الزمان نے محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کا نام لکھا ہے) نے شرک کے معاملہ میں بڑا تشدد اختیار کر رکھا ہے اور اسلام کے دائرہ کو بہت تنگ کر دیا ہے کہ امورِ مکروہہ یا محرمہ کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ اگر اس تشدد سے ان کی شرکِ اصغر یا اس کا سدِ باب مقصود ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ وگرنہ وہ دین میں سخت غالی اور متشدد فی الدین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کہ دین میں غلو مت کرو اور دین میں تشدد ان خارجیوں کی علامت ہے جو دین سے خارج اور عہد شکن ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص۲۶ سطر ۷ تا ۱۲ مطبوعہ دہلی)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل سے تائید

خود تقویۃ الایمان کے مصنف اسماعیل دہلوی قتیل نے بھی اس کتاب کے مضامین اور اس کے شائع ہونے پر خدشات کا جو اظہار کیا وہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب "ارواحِ ثلاثہ" میں اس طرح کیا ہے:

"مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اس کو اُردو میں لکھا۔ اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی) و مملوک علی صاحب بھی تھے۔ اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی۔ اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے۔ شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے۔ اور وہاں سے واپسی کے بعد عزمِ جہاد ہے۔ اس لیے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھاتے گا نہیں[1]۔ اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش[2]

---

[1] اسماعیل دہلوی نے یہ بات کہ اس بار کو دوسرا اُٹھاتے گا نہیں اس لیے کہی کہ اُس کو علم تھا کہ اس طرح بارگاہِ نبوت میں گستاخیاں اور بیباکیاں کسی دوسرے سے سرزد نہیں ہوں گی۔ اور قرآنِ پاک کی تفسیر میں اس طرح تحریف کرنے کی کسی دوسرے کو جرأت نہیں ہو گی۔

[2] شورش کا خدشہ اس لیے تھا کہ اسی کتاب میں صحابہ، تابعین، آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے عقائد درج کیے گئے ہیں۔ ایسے عقائد کی ہندوستان میں کسی نے تشہیر اور ترویج (باقی اگلے صفحہ پر)

ہو گی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیئے۔ مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم کرنی چاہیئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں علوی و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسی طرح شائع ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہو گئی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۹۲۔۹۱ مطبوعہ کراچی، ص ۲۰۔ ۹۱ مطبوعہ سہارنپور)

تصانیف اسماعیل دہلوی سے ہل چل

مولوی ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویت الایمان اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہل چل پڑ گئی۔ ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد میں کیا۔ تمام علماء ہند سے فتوے مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا۔

اس معاملے میں مولانا فضل امام خیر آبادی اور دیگر علماء ان کے (مولانا منور الدین) شریک و معاون تھے۔ چنانچہ ایک تصنیف خاص مسئلہ امتناع نظیر خاتم النبیین پر

(بقیہ صفحہ ۳۱۸) نہیں کی تھی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف اتبعوا السواد الاعظم کی شرح میں فرمایا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ جس جانب میں اکثر علماء ہوں۔ اس کی پیروی کرو۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو سو دوزخی ہے۔ (فقیر قادری)

ہے جس میں بڑے ہی شرح و بسط سے معقولات کی بنا پر بحث کی ہے۔
ایک کتاب مجموعی طور پر تقویت الایمان، جلاء العینین اور یک روزی کے رد میں ہے۔ اس میں تقویت الایمان کے تیس ۳۰ مسئلے ما بہ النزاع منتخب کیے ہیں اور پھر تیس بابوں میں ان کا رد کیا ہے۔ ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا رد خود ان کے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے کیا جاتے۔ چنانچہ اس میں ہر مسئلے کے رد میں شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے اقوال سے اپنے نزدیک رد کیا ہے۔
(آزاد کی کہانی ص ۱۸)

اسماعیل دہلوی سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ناراضگی

اسی بدعقیدگی، اور مذہب کے معاملہ میں بے قیدی کی بنا پر ابوالوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی سے قتیل سے بزرگ ناراض تھے۔ چنانچہ فخر الجہابذہ، شیخ العلماء علامہ شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"مولوی اسماعیل کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی۔ بزرگ اُن کے اس سبب سے اُن سے ناراض تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کرا دیا۔ مگر مولوی اسماعیل کو کچھ نہ دیا۔ جب شاہ صاحب نے انتقال کیا۔ کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسماعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے۔ تین چشمے فساد کے دین میں اُن کی ذات سے جاری ہوتے۔"
(سیف الجبار ص ۴۸-۴۹)

تقویۃ الایمان کی بنا پر اسماعیل دہلوی کی تکفیر پر علماء حق کا فتویٰ

علامہ شاہ فضل رسول

بدایونی علیہ الرحمہ نے: اسماعیل دہلوی کے تیسرے فساد کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ:

"کتاب التوحید نجدیہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کسی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی۔ ہاتھ لگی۔ اس مذہب کو پسند کیا۔ اور تقویۃ الایمان تصنیف کی۔ گویا اسی کتاب التوحید کی شرح ہے۔ اس دین کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس بلا میں پھنسے توہین و تحقیر انبیاء و اولیاء کی۔ اور تکفیر تمام امت سلف و خلف کی خوب جاری ہوئی۔ دیندار اہل علم جہاں تھے۔ اُن کے فیض صحبت سے جو بچا سو بچا ورنہ اول وہلہ میں اکثروں کو اس طرف میل آگیا بسبب شہرت اُن کے خاندان کے اور ناواقفی کے فن و سیرت و حدیث سے۔ جب نوبت دہلی پہنچی۔ ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور مرید لکھنے والے صحبت یافتہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم میں اُن سے زائد لوگ موجود تھے۔ مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی سے دست و گریباں ہوئے۔ اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں یہ نیا دین کیسا نکال لائے۔ کہ اُس کی رُو سے تمہارے اُستادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور قبل اس سفر کے تم بھی اُسی طریقہ پر تھے۔ اور ویسا ہی وعظ کہتے تھے۔ اور فتویٰ لکھتے تھے۔ جس کو اب شرک کہتے ہو۔ یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو گمراہ کرنا بہت بُرا ہے۔ ہر چند نصیحت کی۔ کچھ سودمند نہ ہوئی۔ ناچار ہو کر سب نے انکار و ابطال کیا۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب، مولوی رفیع الدین کے صاحبزادوں نے فتوی اور رسالے ان کے رد میں لکھے۔ نوبت تکفیر تک پہنچائی۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی جزاہ اللہ خیراً کے علم و فضل میں مولوی اسمٰعیل وغیرہ کو

اُن سے کچھ نسبت نہیں۔ علومِ عقلیہ ونقلیہ اپنے والد ماجد سے جو یگانۂ عصر تھے حاصل کیے۔ ہر طرح مولوی اسماعیل کے روبرو انکا ردّ و ابطال کیا۔ اور تکفیر کی۔ نوبت تحریر کی آئی بمسئلہ شفاعت میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذبوحی کچھ جواب میں کی۔ آخر کو عاجز و ساکت ہو گئے۔ اور تحقیق الفتوٰی فی ردّ اہلِ الطغوٰی کمال شرح و بسط سے مولوی فضل حق صاحب نے لکھا۔ اجمال اُس کا یہ ہے کہ مستفتی نے عبارت تقویۃ الایمان کی جو شفاعت میں ہے۔ سب نقل کر کے سوال کیا کہ یہ کلام حق ہے یا باطل۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف پر شامل ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اُس کے قائل کا کیا حکم ہے۔ تفصیل جواب کی چار مقام میں مولوی فضل حق صاحب نے بیان کی۔ پہلا مقام شفاعت کی حقیقت اور اُس کے اقسام کے بیان میں۔ دوسرا مقام کلمہ لاطائل کے بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مولوی اسماعیل کی زبان سے سرزد ہوا۔ تیسرا مقام ثابت کرنے میں اس کے کہ وہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفافِ شان پر دلالت کرتا ہے۔ چوتھا مقام اُس کے حکم میں۔ اور چاروں مقاموں کو آیات و احادیث اور اقوالِ ائمہ دین سے جیسا چاہیئے مفصل اور شرح بیان کر کے آخر میں لکھا۔

چوں ہر چہار مقام پیرایۂ انجام و اختتام یافت حالا خلاصہ فتوٰی وجواب استفتاء باید شنید کہ مستفتی در استفتاء سہ سوال کردیکے آنکہ ایں کلام حق است یا باطل۔ دوم آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاصِ شان واجب التوقیر حضرت سید الاولین و الآخرین افضل الانبیاء والمرسلین اشتمال دارد یا نہ۔ سوم اینکہ بر تقدیر اشتمال و دلالت آں شفاعت بر استخفاف و انتقاص شان آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم حال وحکم مرتکب آں شرعاً چیست واو از روئے دین و ملت کیست جواب سوالِ اوّل ایں است کہ کلام قائل مذکور از سرتا پا کذب و زور و فریب و غریب است چہ او نفی بودن شفاعت برائے نجاتِ گنہگاراں ونفی شفاعتِ وجاہت وشفاعتِ محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت سائر انبیاء وملائکہ و اصفیاء میکند ایں اعتقاد او خلافِ کتابِ مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع المسلمین است کما ثبت فی المقام الاوّل مفصلاً و قد بان بطلان بعض کلماتہ فی المقام الثانی مجملاً۔ جواب سوالِ دوم اینست کہ کلام قائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست وحکم او شرعاً قتل وتکفیر است و ہر کہ در کفر او شک آرد یا تردد دارد یا ایں استخفاف را سہل انگارد کافر و بیدین و نامسلمان ولعین است الدرر کفر و بیدی کمتر است از کسیکہ ایں کلام ضلالت نظام را صواب و مستحسن پندارد و اعتقاد ایں کلام را از عقائد ضروریۂ دین شمارد و آنکس در کفر با قائل ہمسر بلکہ در استخفاف از و بالاتر است چہ او استخفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیاء و اولیاء و ملائکہ را مستحسن داشت وآں را از ضروریات دین پنداشت وہچناں کسیکہ ظاہراً و باطناً پاسداری ایں قائل وراایں چنیں مسائل روا دارد و برائے حفظ حرمت او در اہلِ علم تاویلات دور از کار بروئے کار آرد چہ او نیز مرتکب استخفاف شان حضرت سید المرسلین شد کہ پاسداری بیدینی را برا احترام آں سید الانام علیہ التحیۃ والسلام رجحان داد و بخوفِ ملامت بلکہ بمقتضائے بدبختی وشامت درپئے اثبات آنچہ بر استخفاف دلالت دارد افتاد و ایں ہمہ کفر و زندقہ است والحاد اعاذنا اللہ من ذالک

بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد واز اثبات ایں مطالب
درمقام رابع فراغ دست داد فقطع دابر القوم الذین
ظلموا والحمد للہ رب العالمین الحاصل سواد ظلمت کفر
شکست وبیاض نور ایمان باشراق پیوست فمن شاء فلیؤ
من ومن شاء فلیکفر والسلام علی من اتبع الہدیٰ
مہریں ودستخط اکثر علماء کی اس پر ثبت ہوئیں۔ (سیف الجبار ص۸۵تا۸۸)

جامع مسجد دہلی میں مناظرہ

حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ نے جامع مسجد دہلی میں مجلس مناظرہ کی کارروائی بھی بیان فرمائی ہے۔ جو کہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دلچسپی سے بھی خالی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"اور مجلس جامع مسجد کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے ایک استفتاء مرتب ہوا بمہر و دستخط مولوی رشید الدین خاں صاحب و مولوی فضل حق صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی موسیٰ صاحب و مولوی محمد شریف صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و آخون شیر محمد صاحب کہ صبح کے وقت منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو کہ مولوی عبد الحی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی محمد شریف وغیرہم علماء وطلبہ خاص وعام حوض پر مجتمع ہوتے۔ جب مولوی عبد الحی وعظ کہہ چکے عبید اللہ طالب علم نے استفتاء پیش کیا کہ اپنی مہر اس پر کر دیجئے۔ مولوی عبد الحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ میں تجھ نہیں جانتا اس نے کہا یہی لکھ دیجیے۔ اور اصرار کیا۔ مولوی عبد الحی نے انکار کیا۔ اور ملال ظاہر کرنے لگے۔ مفتی محمد شجاع الدین علی خاں صاحب

نے کہا اس کا تصفیہ ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام حیدر شاہزادے طالب علم کی تکرار سے رنجیدہ ہوتے اور مولوی عبدالحی وغیرہ کو مجمع علماء میں واسطے مناظرہ کے لیے۔ مجمع بے شمار خاص و عام امیر و فقیر کا ہو گیا۔ کوتوال بھی بندوبست کے واسطے آ گیا۔ پھر مولوی عبدالحی نے فاضلوں سے پوچھا کہ تم کیوں آتے ہو۔ کسی نے کہا کہ آپ کے بلانے کے موافق کہ ہر روز کہا کرتے تھے کہ جس کو تاب مناظرہ کی ہو ہمارے سامنے آئے۔ سنکر چپ ہو گئے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا کے آتے ہیں کہ حق ظاہر ہو جائے۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ تم ہمارے استادوں کو برا کہتے ہو۔ بولے کہ میں نہیں کہتا۔ مولوی موسےٰ نے کہا کہ یہ ایسے مسئلے نئے بتاتے ہیں کہ ان سے برائی استادوں کی ثابت ہوتی ہے۔ پوچھا وہ کیا ہیں۔ کہا کہ مثلاً قبر کے بوسے کو شرک کہتے ہیں۔ اور ہمارے اکابر اس کے مباشر ہوتے تھے۔ مولوی عبدالحی نے انکار کیا۔ کسی نے کہا لکھ دو تا کہ تمہارے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کی۔ مولوی عبدالحی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھ دیا۔ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب کے ہاتھ میں فتوےٰ دیا گیا۔ اور قریب مولوی عبدالحی کے آ بیٹھے۔ مولوی عبدالحی نے گلہ شکوہ ان سے شروع کیا کہ خانصاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی۔ تم بھلا مجھے ذلیل کرتے ہو۔ خانصاحب نے فرمایا کہ ہم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کے واسطے آئے ہیں۔ لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ تم مسئلے خلاف سلف کے کہتے ہو۔ اس سبب سے تم سے خلق کو وحشت ہے۔ ایسے مجمع میں مفتریوں کی تکذیب ہو جائے گی۔ مولوی عبدالحی شکوے ہی کی پریشان باتیں کرتے رہے۔ خانصاحب نے فرمایا کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ

عبدالعزیز کی راہ راہ جہنم کی ہے۔ اُسی وقت گواہی سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ لوگ بُرا کہنے لگے۔ مولوی عبدالحی نے بھی تبرا کیا بآوازِ بلند اور مولوی رشید الدین خانصاحب سے کہا کہ مولانا عبدالعزیز کی محبت اور اعتقادِ علم و بزرگی میں میں مثل تمہارے ہوں۔ طحاوی اور کرخی کے برابر جانتا ہوں۔ پھر استفسار شروع ہوا۔ ہر مسئلے کا جواب دیا۔ کہ چنداں مخالف جمہور کے نہ تھا۔ مولوی اسمٰعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ کیا اُٹھ جانے کا۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ ذرا تشریف رکھئے کہ جناب کے دستخط اس تحریر پر ضروری ہیں۔ مولوی اسماعیل نے کہا کہ میں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ میرے واسطے محتسب لا۔ اسے مردود میرے ساتھ سختی کرتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا۔ عرض کرتا ہوں پھر مولوی اسمٰعیل نے کہا میرے رسالہ کا جواب لکھ۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا رسالہ آپ کا میری بغل میں ہے۔ اگر فرمایئے اسی مجمع میں جواب عرض کروں۔ غصہ کھا کر کچھ نہ کہا۔ پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ نئے عقیدے اپنے دل کے بنائے ہوئے کسی سے نہ فرمایئے اور نہیں تو ابھی بحث کر لیجئے۔ مولوی اسمٰعیل اُٹھ بھاگے اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خاں صاحب، مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کیے وہ جواب دیتے تھے۔ ایسے کہ قدمار کے خلاف نہ تھے۔ تیرہویں سوال میں کسی بدعت کی بحث تھی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک بدعتِ حسنہ بھی گو اصلِ ہر بدعت کی بد ہے۔ مگر سبب نیکی کا اس میں ہو تو حسنہ ہو جاتی والّا فلا۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں ہے بموجب حدیث۔ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً الحدیث کے اور حدیث مَنْ

اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ اور حدیث مَنْ ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ کر ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک بھی ہوتا ہے۔ بد بھی۔ اور خدا اور رسول کی مرضی کے موافق بھی۔ مخالف بھی۔ گمراہ بھی۔ غیر گمراہ بھی۔ اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت واجب و مندوب و مباح بعضے حرام و مکروہ۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے کہا جس بدعت کی وجہ حسن و قبح کی ظاہر نہ ہو وہ کیا ہے۔ مولوی عبدالحی نے کہا سیئہ۔ انہوں نے کہا اس تقدیر پر بدعت و مباح کیا فرق ہے۔ مولوی عبدالحی ساکت ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ احکام خمسہ میں سے ایک حکم کم ہو گیا۔ پھر مولوی عبدالحی نے کہا کہ ہر بدعت کو برا اس واسطے کہتا ہوں کُلُّ بِدْعَۃ کا کلیہ ظاہر پر رہے اور مخصوص نہ ہو جائے۔ خانصاحب نے کہا کہ تخصیص سے کیا قباحت لازم آتی ہے۔ اور عمومات میں تخصیص مشہور ہے۔ کہ مولوی محمد شریف نے پڑھا۔ مَا مِنْ عام الا وقد خص منہ البعض خاں صاحب نے کہا کہ تینوں حدیثیں مذکورہ بالا تخصیص کو چاہتی ہیں۔ پس تخصیص ضرور ہوئی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی قبح بعض علماء کا مذہب ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ یہ قول حضرت مجدد صاحب کا ہے۔ مگر تمہارے مذہب سے نہایت دور کہ ان کے مذہب میں جس کی اصل شرع میں پائی جاتے وہ سنت ہے۔ بدعت وہی ہے کہ جس کی اصل نہ پائی جائے۔ پھر مولوی عبدالحی نے غوطہ میں جا کر کہے یہ قول نووی کا ہے فتح المبین میں لکھا ہے۔ اسی وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی سے کی پیشکش کی گئی۔ عبارت اس مقام کی باوازِ بلند مع ترجمہ پڑھی گئی پھر تو مولوی عبدالحی صاحب اچھی طرح

سے قائلؔ معقول ہو گئے۔ پھر اذان میں بعد دفن کے کلام ہوا۔ بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کسی کو منع نہیں کرتا۔ پھر کلام ہوا سوم کے فاتحہ میں بعد قیل وقال کے کہا کہ اگر اُس دن میں ثواب زیادہ جانتا ہے۔ تو ممنوع اور اگر ثواب زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کے کرتا ہے تو منع نہیں ہے۔ تمام ہوا خلاصہ نقل مجلس کا۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک مسئلہ میں ادنیٰ ادنیٰ آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف وجوانب میں بھی یہ تقریریں اور تحریریں جابجا پھیل پڑیں سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسماعیل سے کا طریقہ مخالف ہے۔ تمام سلف صالحین کے اور اپنے خاندان کے بھی مخالف ہے اور سبب اعتبار کا وہی نسبت خاندان کی تھی جب اُس کے بھی مخالف ٹھہرے تو کچھ اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی۔ اور ہر ایک جگہ جو اہلِ علم تھے متوجہ ہوتے۔ ان کی بدینی کے اظہار اور اُس کے رد لکھنے پر ان ہی سببوں سے آگ اُن کے فتنے کی ٹھنڈی ہو گئی اور نئے دین والے بھی زبان دبا کر بات کرنے لگے۔ اور توجہ بات بنانے میں ہوئی اور تقیہ جاری ہوا۔ ہزاروں ہزار آدمی اُس طریقہ سے تائب ہوتے

لہ یہ مولوی عبدالحی صاحب کی سلامت طبع کی علامت ہے۔ کہ حق واضح ہونے پر تسلیم سے گریز نہ کیا۔ وگرنہ وہابیہ کے مناظرین کی عام عادت ہے کہ شکست کھانے کے بعد بھی اپنی فتح کا اشتہار شائع کر دیتے ہیں۔ حال ہی میں موضع دھونگ ضلع گوجرانوالہ میں شیرِ اہلسنت علامہ محمد عنایت اللہ صاحب قادری خطیب اعظم سانگلہ ہل کا وہابیہ کے مشہور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی سے چار گھنٹے مسئلہ ندا یارسول اللہ پر مناظرہ ہوا۔ فقیر اُس مناظرہ میں اہلسنت کی طرف سے معاون تھا۔ مسلمہ منصف مناظرہ نے فیصلہ میں اہلسنت وجماعت کے مناظر کی فتح کا اعلان بھی کیا۔ مگر وہابیوں نے حسبِ روایاتِ سابقہ اپنی فتح کا اشتہار شائع کر دیا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پروری کا پاس دین پر غالب ہوا۔ یا جن کو وہ پیشہ واسطہ ہوا۔ دُنیا پیدا کرنے کا اُس طریق پر قائم رہے۔ مگر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ۔ اہلِ علم کی مجلسوں میں تقیہ سے گزارا کرتے۔" (سیف الجبار ص۸۵ تا ۹۱)

ابوالوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کی تکفیر

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمتہ اپنی دوسری تصنیف لطیف "فوز المبین بشفاعۃ الشافعین" میں لکھتے ہیں کہ:

"مولوی اسماعیل کے مذہب پر تمام اولین اور آخرین کے واسطے شفاعت نہیں ہوسکتی۔ فائدہ شفاعت کے بیان میں جو مولوی اسماعیل نے لکھا ان کے روبرو اُس کا رد ہوا۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی جزاہ اللہ خیراً نے تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ کمال شرح وبسط سے لکھا۔ اور مولوی اسماعیل کی تکفیر ثابت کی اور علماء دہلی کی اُس پر مہریں ہوئیں۔ اور کچھ جواب اس کا نہ ہوسکا جس کا جی چاہے بتفصیل وہاں دیکھ لے۔ یہاں اس قدر ثابت کرنا مقصود تھا کہ مولوی اسماعیل کا بیان کتاب وسنت اور مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے۔" (فوز المبین بشفاعۃ الشافعین ص۱۹)

اسماعیل دہلوی کے ماخذ خوارج اور معتزلہ بدمذہب ہیں

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمتہ نے واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"اصل ماخذ مولوی اسماعیل کا خوارج ومعتزلہ وغیرھما بدمذہب ہیں۔" (فوز المبین بشفاعۃ الشافعین ص۲)

لہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمتہ کی یہ تصنیف ۱۲۳۱ھ میں شائع ہوئی تھی۔ (فقیر قادری غفرلہ)

ہندوؤں اور سکھوں سے تعلقات

اب وہابیہ نجدیہ کے ناخواندہ (جاہل) امیرالمومنین سید احمد اور نام نہاد مجدد اسماعیل دہلوی قتیل کے سکھوں اور ہندوؤں سے تعلقات بھی ملاحظہ فرما لیں۔ سید احمد نے رنجیت سنگھ کی افواج کے جنرل بدھ سنگھ کو خط لکھا تو اس میں بہت القاب لکھے۔ اور ان الفاظ سے خط کی ابتداء کی۔

"از امیرالمومنین سید احمد بر ضمیر ا بہجت تخمیر۔ سپہ سالار جنود و عساکر مالک خزائن[1] و دفاتر۔ جامع ریاست و سیاست۔ حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ۔ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ"

(حیات طیبہ ص۳۰۳، تواریخ عجیبہ ص۲۵ مطبوعہ دہلی)

وہابیہ نجدیہ کے میرزا حیرت دہلوی نے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اور اسماعیل دہلوی کے منشی کا نام ہیرا لال لکھا ہے۔ (حیات طیبہ ص۔)

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی فوج کے توپچی بھی ایک سکھ تھا

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جن حضرات کی فوج (ARMY) کے توپچی اور منشی ہندو اور سکھ ہوں۔ اور عظمت و رفعت والے القاب سے خط و کتابت ہو۔ کیا ایسے حضرات کا جہاد ہندوؤں اور سکھوں سے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ان کا جہاد عشاق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہی تھا۔

---

[1] سید احمد کے نزدیک ایک سکھ مالک خزائن و دفاتر ہے۔ مگر اس کے چیلے اور چیلوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور سید الاولیاء علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

نعوذ باللہ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

نیز جس قوم کے ساتھ جہاد کیا جائے کیا وہ مخالف فریق کے مُردوں کو نہایت تعظیم و تکریم سے دفن کرتی ہے۔ اور ان کی قبریں بناتی ہیں؟ قطعاً نہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کے مورخ مرزا حیرت دہلوی رقمطراز ہیں کہ:

"راجہ شیر سنگھ نے اُسی لاش (اسماعیل دہلوی کی لاش) پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانوں اور نیز ملکیوں سے اُس پر نمازِ جنازہ پڑھوا کر بڑے اعزاز اور اکرام سے اس کو دفن کرادیا۔

(تواریخ عجیبہ ص ۱۱۹ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں کے مولوی عبیداللہ سندھی بھی رقمطراز ہیں کہ:

"واقعہ بالاکوٹ میں بقیۃ السیف مجاہدین کو امیر شہید (سید احمد) کا جنازہ نہ ملا۔ بات یہ ہوئی کہ سکھوں نے امیر شہید کا سر کاٹنے کے بعد مقامی مسلمانوں کی معرفت فوجی اعزاز کے ساتھ آپ کو دفن کردیا۔" (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۲۹)

اس کتاب کے حاشیہ پر محشی نے مزید لکھا ہے کہ:

"سکھوں کا رسالہ جنازہ کے ساتھ تھا۔ شیر سنگھ نے اپنا خاص دوشالہ جنازہ پر ڈالنے کے لیے بھیجا۔ (حاشیہ کتاب مذکور ص ۱۳۰)

جعفر تھانیسری نے سید احمد بریلوی کی لاش کے بارے میں سکھوں کا طرزِ عمل بھی ان الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ:

"چنانچہ اُنھوں نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے۔ اُسی بے سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُس کو دفن کرایا۔ اسی بنیاد پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ میں موجود ہے"

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ:

(سید احمد کو) سنگھ نے بتعظیم و اکرام عام مزار تیار کیا۔
(امداد المشتاق ص۶۱)

غیر مقلدین کے مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد و اسماعیل دہلوی) کی نعشوں کو شناخت کرا کر نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کرا دیا۔"
(حیات طیبہ ص۵۳۵، تواریخ عجیبہ ص۱۷۹)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا وہابیہ اپنے تاریخی کوائف سے اظہر من الشمس ہے کہ اسماعیل دہلوی قتیل اور سید احمد کا یہ نام نہاد جہاد سکھوں اور ہندوؤں سے نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک ڈھونگ تھا۔ اور مسلمانوں کے قتل عام کرنے کا ذریعہ اور انگریزوں کو مضبوط کرنے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

اپنے مجدد دین سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دور کے وہابیوں نے بھی ہندوؤں اور سکھوں سے تعلقات استوار رکھے۔ اپنے اکابر کی روش کو ہی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہوں نے ہندوؤں اور سکھوں کی جماعت کانگریس کی پُر زور حمایت کرتے ہوئے پاکستان کی مخالفت کی اور اس میں شامل ہوتے۔

نہرو کی جوتی پر دس ہزار جناح قربان کیے جا سکتے ہیں

دیوبندی احراری لیڈروں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ (چمنستان ص۱۶۵ از ظفر علی خاں)

دیوبندی مولوی کے نزدیک نہرو ایمان کا شعلہ منور ہے

دیوبندیوں کے مولوی اقبال سہیل نے نہرو کی شان میں جو لکھا ہے۔ اس کا ایک شعر دیوبندیوں کے ماہر القادری نے

اپنے ماہنامہ فاران میں درج کیا ہے۔

اخلاق کی صُورت مجسّم ایمان کا شعلہ منور

فاران کراچی ص۵۳ نومبر ۱۹۵۳ء)

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اِسی لیے عطاء اللہ بخاری اور احرار کے متعلق لکھا ہے کہ:

نہرو جو کہ دولہا تو دُلہن مجلسِ احرار
ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عرُوسی
ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائیِ اسلام کا احرار سے ہے

(چمنستان ص۱۵۹)

احراری پاکستان کو ہندوؤں کے حوالے کرنے میں کوشاں رہتے ہیں

احراری خود زندگی بھر تقسیمِ ہند کی مخالفت اور کانگرس کی حمایت کرکے پورے کا پورا پاکستان ہندوؤں کے حوالے کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۹)

مولوی ظفر علی خاں نے اسی لیے احرار کے متعلق لکھا تھا۔

حرف پنجاب میں ناموسِ نبی پر آیا!
قائم اِس ظلم کی بنیاد ان اشرار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان ص۴)

دیوبندیوں کے نزدیک گاندھی شہید ہے

دیوبندیوں کے مولوی اقبال سہیل نے گاندھی کی شان میں بھی شعر لکھے ہیں جس میں اُس کو بقائے دوام اور منصب شہدا کا مالک گردانا ہے چنانچہ

لکھتا ہے۔

تیری شان کون گھٹا سکے! اُسے خود خدا نے بڑھا دیا
کہ تجھے بقائے دوام دی تجھے منصب شہدا ر دیا

(ماہنامہ فاران کراچی صہ۵۳ نومبر ۱۹۵۳ء)

دیوبندیوں کی نظر میں گاندھی کی بے مثال عظمت

دیوبندیوں کے مولوی منظور نعمانی نے لکھا ہے کہ:

"اس میں شبہ نہیں کہ گاندھی جی کی ہستی اس زمانہ میں ممتاز ترین ہستی تھی اور بلاشبہ وہ بعض ایسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے جو اس زمانہ میں خصوصاً بڑے لوگوں میں بالکل عنقا ہیں۔

پھر گاندھی جی کی ان خصوصیات کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ:

اُنہوں نے اس کا ایک زندہ ثبوت فراہم کیا کہ ایک پکا مذہبی اور خدا پرست شخص بھی کامیاب ترین سیاسی لیڈر ہو سکتا ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔"

خلاصۂ کلام یہ کہ گاندھی جی عہدِ حاضر کے سیاسی لیڈروں میں یقیناً بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔ اور بعض بہت اعلےٰ اخلاقی اوصاف کے حامل اور روحانیت پسند درویش صفت انسان تھے۔ اور ان کی زندگی سے مادیت کے اس دور میں اخلاق اور روحانیت کے شعبوں میں بڑی تقویت حاصل ہوئی اور ان حیثیتوں سے ان کی شخصیت دُنیا کے لیے قابلِ تقلید اور مستحقِ احترام ہے۔"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ صہ۴۲، ۴۳، ۴۴ ماہ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ)

مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنی جماعت کے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے محبوب مولوی ابوالقاسم بنارسی کو گاندھی اور نہرو کی آواز کا لاؤڈ سپیکر قرار

دیا ہے۔

(پیغام ہدایت ص۸۲)

داؤد غزنوی ہندوؤں سے مایوس نہیں

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے اپنے فرقہ کے مولوی داؤد غزنوی کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولوی داؤد صاحب اپنی قوم (وہابیہ) سے سخت مایوس ہیں لیکن ہندو قوم کانگریس سے مایوس نہیں۔ صبح و شام ان کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور اپنی جماعت کا کوئی کام نہیں کرتے۔ اور درس تک بھی نہیں۔ حالانکہ بورڈ لگا رکھا ہے کہ یہاں روزانہ درس ہوتا ہے جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔"

(الجسر البلیغ ص۱۲۸ ج۱)

وہابیوں کا مسلمانوں پر ظلم و ستم

دیوبندی حضرات کے مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے اپنی کتاب "تذکرۃ الرشید" میں سید احمد بریلوی کے نام نہاد جہاد کا تذکرہ جن الفاظ سے کیا ہے۔ اُس سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ جہاد مسلمانوں سے ہی تھا چنانچہ لکھا ہے کہ:

"سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّی یار محمد خان حاکمِ یاغستان سے کیا تھا۔"

(تذکرۃ الرشید ص۲۷۰ ج۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکمِ یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس بھیجا۔ وہ تن تنہا یار محمد خاں کے پاس پہنچا اور پیغام سُنایا۔ اُس نے جواب دیا سید سے کہہ دے وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے۔ اُس کے لیے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جا دیں

گئے۔' (ارواحِ ثلاثہ ص۱۰۸ مطبوعہ سہارنپور)

تاریخ ہزارہ میں درج ہے کہ:

"سید شہید نے پائندہ خاں کے ملک کو فتح کرنے کا عزم کیا۔ مدد خاں اور سر بلند خاں کی رہنمائی میں کوہستان کے راستہ سے آئے۔ پائندہ خاں اپنی فوج سوار و پیادہ کے ساتھ انب میں تیار کھڑا تھا۔"
(تاریخ ہزارہ ص۳۳۲)

وہابیوں کے مؤرخ مرزا حیرت دہلوی واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

" مولانا اسماعیل دہلوی کی پہلی نظریں (دُرّانی مسلمانوں) کی توپوں پر لگ رہی تھیں۔ آپ سب سے پہلے ان ہی (دُرّانی مسلمانوں) پر جا پڑے۔

گولہ انداز نے مہتابی کو روشن کر کے چاہا کہ پہلے مولانا شہید کو اڑا دوں کہ مولانا نے تلوار کا پھرتی سے وار کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ دوسرا توپچی بھی یوں ہی مارا گیا۔ مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں دُرّانیوں کی طرف پھیر کر فائر کرنے شروع کیے۔ ایک وفادار ہندو (راجہ رام) جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا۔ گولہ اندازی پر مقرر ہوا۔ اس نے اس پھرتی سے گولہ باری کی کہ دُرّانیوں (مسلمانوں) کے پاؤں اُکھڑ گئے ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے۔ تکبیروں کی آوازیں خوب زور شور سے بلند ہو رہی تھیں۔ بھلا اب دُرّانی کیوں کر میدانِ جنگ میں ٹھہر سکتے تھے اپنا کُل سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب وہ فرار ہو رہے تھے سید صاحب ان پر آ پڑے تھے۔ جتنے دُرّانی (مسلمان) مارے گئے تھے۔ ان کی ٹھیک ٹھیک تعداد معلوم نہیں۔ ہاں جن مُردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے۔ وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے۔ مولانا شہید کی فوج کا ایک آدمی بھی زخمی نہ ہوا تھا۔ (حیاتِ طیبہ ص۳۲۹، ۳۳۰)

زبردستی نکاح کرنا میرزا حیرت دہلوی نے سید احمد آف رائے بریلی کا اپنے طرفداروں کا زبردستی نکاح کرنے کا تذکرہ اس طرح درج کرتے ہیں کہ:

"سید صاحب نے صدہا نمازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا کہ وہ شرع محمدی کے موافق عمل درآمد کریں۔ مگر ان (سید احمد، اسماعیل دہلوی) کی سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ اور بعض اوقات بیوہ خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان (وہابیوں) سے نکاح کر لیں۔ اکثر بیوائیں جو بعض حالات میں نکاحِ ثانی کرنا پسند نہ کرتیں زبردستی مسجد میں لے جاکر اُن کا نکاح پڑھا جاتا۔ (حیاتِ طیبہ ص۲۵۵)

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاحِ ثانی ہو۔ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے ہیں اس کے سوا ان کا کچھ چارہ نہ تھا۔ (حیاتِ طیبہ ص۲۵۵-۲۵۶)

"پشاور شہر کے قاضی سید مظہر علی وہابی نے اسماعیل دہلوی کے فتوے کے مطابق اعلان کر دیا کہ تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں (بیوہ) ہیں۔ سب کا نکاح ہو جانا ضروری ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں رانڈ رہ گئی تو اس گھر کو آگ لگا دی جائیگی۔ (حیاتِ طیبہ ص۲۵۸)

ایک یورپین مورخ ہنٹر اپنی کتاب (THE INDIAN MUSLIMS) دی انڈین مسلمز میں لکھتا ہے کہ:

"چونکہ آپ (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کے ساتھی غریب الوطن تھے۔ اور اب ان کو جوڑوں کی بھی خواہش تھی تو آپ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جتنی کنواری لڑکیاں ہیں وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کے لیے حاضر کی جائیں" (حیاتِ طیبہ ص۲۶۴)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے ہر صاحبِ شعور اندازہ کر سکتا ہے کہ قوم وہابیہ نے کیسے کیسے ظلم و ستم مسلمانوں پر کیے ہیں۔ اسی قوم کے متعلق ہی نبی غیب دان، محبوبِ ربِ دوجہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشان دہی فرمائی ہے۔

یقتلون اھل الاسلام و	مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں
یدعون اھل الاوثان	کو چھوڑ دیں گے۔

(صحیح مسلم شریف ص۳۴۱)

مسلمانوں پر ان کے ظلم و ستم کی جب انتہا ہو گئی اور عوام پر جب ان کی بدعقیدگی بھی آشکارا ہو گئی تو مسلمان ان کے خلاف ہو گئے اور ان کے مشن کو قبول نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد دونوں کے ہاتھوں ہی مارے گئے۔

اسماعیل دہلوی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب انوار آفتابِ صداقت میں تاریخ ہزارہ کے حوالہ سے درج کیا ہے کہ:

"جرگہ یوسف زئی پٹھان جو کہ سکھوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے۔ ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں کا نکاح خود کر لیا۔

اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی۔ اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں

پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ اِدھر پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر پٹھان غالب ہوتے ہوئے نظر آئے۔ تو ایک روز خود مولوی اسماعیل پٹھانوں سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چلائی کہ سب سے اول اسماعیل ہی کا خاتمہ کر دیا اور وہیں ختم ہو گیا۔

(انوارِ آفتابِ صداقت صفحہ ۵۱۹)

صحیفہ اہلِ حدیث کی گواہی غیر مقلدین حضرات کے پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی نے بھی اِس حقیقت کا اِنکشاف کیا ہے کہ اسماعیل دہلوی کو ہندوؤں سکھوں نے نہیں مارا بلکہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ صحیفہ کی اصل عبارت یہ ہے۔

"قربان جاؤں اس شہید اکبر پر کہ عَلمِ توحید بلند کرتا ہوا دہلی سے کشمیر اور ملتان تک لڑتا چلا گیا۔ سکھوں سے بارہ جنگیں اس فاتحانہ شان سے کیں کہ خالصیت کا جنازہ نکل گیا۔ اور باطل کے پرخچے ہو کر فضائی آسمانی میں اُڑنے لگے۔ اور آخر کار کشمیر کے ایک منافق کی ریشہ دوانیوں سے نعرۂ تکبیر بلند کرتا ہوا بالاکوٹ کی سرزمین میں شہیدِ اعظم ہو کر ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ (صحیفہ اہلحدیث یکم ذی الحج ۱۳۷۰ھ صفحہ ۹)

قارئینِ کرام! صحیفہ اہلحدیث والوں نے جس کے ہاتھ سے مولوی اسماعیل دہلوی مارا گیا اُس کو منافق لکھا ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کو منافق نہیں کہا جاتا بلکہ منافق اس کو کہتے ہیں۔ جو بظاہر مسلمان ہو۔ باقی رہا مسلمان کو منافق و کافر اور مشرک لکھنا تو یہ ان غیر مقلدین وہابی حضرات کا عام شیوہ ہے وہ تو یارسول اللہ کہنے والے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور ماننے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی کے قائل اہلسنت وجماعت کو کافر و مشرک گردانتے ہیں۔

مندرجہ بالا مستند حوالہ جات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ وہابیہ کے مجدد اسماعیل دہلوی قتیل مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے، ہندوؤں سکھوں کے ہاتھوں نہیں۔

وہابیوں کے نام نہاد مجدد دین اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی اس قتل و غارت کو جہاد کے نام سے یاد کرنا بھی غلطی ہے۔ دراصل یہ ساری تحریک اکابر وہابیہ نے انگریز کو مضبوط کرنے کے لیے چلائی تھی جب سکھوں اور ہندوؤں نے انگریزوں سے صلح کر لی اور انگریزی حکومت کی حمایت کر دی تو انگریزی حکومت نے ایک خط وہابیہ کی اس تحریک کے سپاہی مولوی ولایت علی اور مولوی عنایت علی کے نام لکھا جس کا تذکرہ بھی اسی تحریک کے سپاہی جعفر تھانیسری نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

"اس وقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ کی حمایت میں ہے۔ اس وقت اس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اب اس کے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو۔" (تواریخ عجیبہ ص ۱۹۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! اب مستند کتب کے حوالہ جات سے اس حقیقت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے۔

دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار رہے۔

اسماعیل دہلوی کا فتوے

وہابیہ نجدیہ کے مرزا حیرت دہلوی نے اپنی کتاب حیاتِ طیبہ[1] میں لکھا ہے کہ:

کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں اور دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

---

[1] حیاتِ طیبہ مولانا اسماعیل... کی مکمل سوانحعمری مع مختصر سوانح امیر المسلمین سید احمد رائے بریلوی مولانا صاحب کے حسب و نسب اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں درج ہیں۔ توحید و سنت کی اشاعت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہے۔ آخر میں سکھوں کے ساتھ مذہبی جہاد اور لڑائیوں کا حال اور ان کی کیفیت درج ہے۔ مردہ قلوب کو حرکت میں لانا چاہتے ہو تو مطالعہ فرمائیں۔

(مصنفہ مرزا حیرت دہلوی) (اہلحدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ء)

(حیاتِ طیبہ ص۲۹۶ مطبوعہ دہلی و تاریخ عجیبہ ص۷۲ مطبوعہ دہلی)

ہم سرکارِ انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں۔ (تاریخ عجیبہ ص۹۱ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری)

مولوی عبدالرحیم صادق پوری کا بیان

مولوی عبدالرحیم صادق پوری نے بھی سید احمد کا انگریزوں کی حمایت میں سرگرم رہنے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

"اتباع سید احمد کی یہ روش رہی کہ وہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے خلاف آمادۂ جہاد کرتے۔ اور دوسری طرف حکومتِ برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو انگریزوں کے مقابلہ سے روکتے تھے"

(مقالاتِ سرسید ص۲۵)

مولوی اسماعیل اور سید احمد کے خصوصی مرید جعفر تھانیسری لکھتے ہیں کہ:

"آپ (سید احمد بریلوی) کے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکارِ انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" (تواریخ عجیبہ ص۳۳)

مرزا حیرت دہلوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"مولوی اسماعیل صاحب نے اعلان دے رکھا تھا کہ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔"

(حیاتِ طیبہ ص۲۰۱)

سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کو جو وہابیہ جہاد کے

نام سے بیان کرتے ہیں یہ بھی ایک ڈھونگ ہے۔ یہ اسلام اور شریعت اسلامیہ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ انگریز کا راستہ صاف کرنے اور اس کے پاؤں کو مضبوط کرنے کے لیے تھا۔ کیونکہ جب سکھوں نے انگریزوں سے صلح کر لی تو پھر اسماعیل دہلوی قتیل اور سید احمد نے اپنا نام نہاد جہاد ان کے خلاف بند کر دیا۔ اور اس کے بند کرنے کے لیے انگریز نے ہی ان کی جماعت مجاہدین کے امیر کو خط لکھا۔ اس خط کا مضمون جماعت مجاہدین کے ایک فرد جعفر تھانیسری نے اپنی کتاب حیات سید احمد شہید میں ان الفاظ سے لکھتے ہیں کہ:

"جب گلاب سنگھ اور سرکار انگریزی کا آپس میں معاہدہ ہو گیا۔ تو اس وقت سرکار انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب لکھا کہ اب گلاب سنگھ سرکار انگریزی کی حمایت میں ہے۔ اس وقت اس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اب اس کے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو"

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

جعفر تھانیسری لکھتے ہیں کہ:

"اس کے بعد مجاہدین نے لڑائی بند کر دی ہتھیار سرکار کے پاس جمع کرا دیئے اور قیمت وصول کر لی۔ انگریزوں نے مجاہدین کا شاندار استقبال کیا اور ان کی دعوتیں بھی کیں" (حیات سید احمد)

قارئین حضرات! اب مندرجہ بالا جماعت مجاہدین کے ایک مجاہد کی تحریر سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہابیوں کا یہ سب کچھ انگریزوں کے ایماء پر اور ان کے پاؤں مضبوط کرنے اور حمایت کے سلسلہ میں ہی تھا۔ جماعت مجاہدین کا انگریزوں کے پاس ہتھیار جمع کرانا بھی اس پر بین شہادت ہے۔ نیز انگریزوں کا مجاہدین کا شاندار استقبال کرنا پھر ان کی دعوتیں کرنا سے صاف عیاں ہے کہ یہ

سب ڈھونگ تھا اور ڈھونگ بھی انگریز کی وفاداری کے لیے تھا، ان حقائق کے ہوتے ہوئے اگر وہابی یہ کہیں کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ تو محض کذب بیانی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی لکھتے ہیں کہ؛

"سید احمد بریلوی کا کوئی ہمعصر مؤرخ اس بات کا اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا کہ وہ (سید احمد) انگریزوں کا بھی دشمن تھا۔ اور ان کے خلاف جہاد کرنا یا جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ ان ہمعصر مؤرخوں کے واضح بیانات کی موجودگی میں اب ۱۰۷ برس کے بعد یہ کہنا کہ "نہیں حضرت شہید انگریزوں کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے" ایک ایسا دعوےٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں رکھتا"

(حاشیہ مقالات سرسید حصہ نہم ۲۶۹)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے انگریزوں کے خلاف فتوے کیوں نہ دیا تھا۔ اس کی صرف اور صرف وجہ یہ تھی کہ وہ انگریزوں کا پٹھو اور وفادار تھا۔ ان کو انگریزوں سے مدد ملتی تھی۔ جس کا ثبوت درج کیا جاتا ہے۔

سید احمد اور اسماعیل دہلوی کو انگریزوں سے مدد ملتی تھی

سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی نام نہاد تحریکِ جہاد کے ایک سرگرم رکن جعفر تھانیسری کی عبارت اہل سنت وجماعت کے اس موقف کی (ان کا جہاد انگریزوں سے نہیں تھا۔ اور یہ انگریزوں کے پٹھو اور وفادار تھے) بہت زیادہ تائید کرتی ہے وہ عبارت یہ ہے؛

اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید

؎ جیسا کہ مولوی غلام رسول مہر نے حقائق کو ٹھکراتے ہوئے کہا ہے۔

صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکارِ انگریزی اُس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی۔ تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی"
(تواریخ عجیبہ ص۱۸۲ مطبوعہ دہلی)

حسین احمد مدنی کی گواہی

ممدوح الوہابیہ مولوی حسین احمد مدنی نے بھی سید احمد کو انگریزوں سے مدد ملنے کا تذکرہ ان الفاظ میں اپنی خود نوشت سوانح حیات میں کیا ہے۔

"جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی"
(نقش حیات ص۱۲۱ ج ۲)

مرزا حیرت دہلوی کی گواہی

غیر مقلدین کے مؤرخ اور سید احمد کے مرید خاص مرزا حیرت دہلوی بھی انگریزوں سے مدد ملنے کی گواہی اس طرح دیتے ہیں کہ:

"جب مجاہدین سرحد میں مصروفِ جہاد تھے تو انگریزوں کو اس کا مکمل طور پر علم تھا۔ اور انہوں نے اسی لیے اس تحریک میں مزاحمت نہ کی۔ انگریزی سلطنت سے چندہ جمع ہو کر مجاہدین کو برابر پہنچتا رہا اور انگریزوں نے اس میں دست اندازی نہ کی۔ بلکہ ایک بار جب سات ہزار روپے کی ہنڈی ایک ہندو ساہوکار کی وجہ سے نہ پہنچی۔ تو عدالت انگریزی میں مولانا محمد اسحاق نے مقدمہ دائر کر دیا۔ اور حکومتِ انگریزی نے جماعتِ مجاہدین کے مذکورہ فرد کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اور ہنڈی سید صاحب کو وصول ہو گئی"
(حیاتِ طیبہ ص ـــ)

حج پر جاتے وقت سید احمد بریلوی کو انگریز نے کھانا پیش کیا!

جعفر تھانیسری نے سید احمد بریلوی کے حج پر جاتے وقت راستہ میں ایک انگریز کا سارے قافلے کو کھانا کھلانے کا واقعہ درج کیا ہے کہ:

"ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اُس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب (سید احمد بریلوی) کہاں ہیں۔ جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا۔ اور بعد سلام و مزاج پُرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اس طرف تعینات کر رکھے تھے آج اُنہوں نے مجھ کو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کُل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں۔ براہِ بندہ نوازی اس کو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لے کر قافلے میں تقسیم کر دو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا۔ اور پھر رُخصت لے کر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا۔"

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۶۲،۶۱ ، سیرت سید احمد صفحہ ۱۹۰ ج ۱،

گُل محمد صاحب فیضی نے اپنی تصنیف "آزادی کی ان کہی کہانی" میں لکھتے ہیں کہ:

"مخزن احمدی اور سیرت سید احمد شہید میں انگریز دوستی کے کئی واقعات ملتے ہیں مثلاً

(۱) سید احمد بریلوی کے انگریزوں سے بڑے خوشگوار تعلقات تھے اور انگریزی فوج کے محکمہ توپ خانہ کا داروغہ سید صاحب کا بڑا مخلص تھا۔ جس کا نام محمد سیرت تھا۔

(۲) انگریز سید صاحب کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں اپنے ہاں وعظ اور تبلیغ کی دعوت دیتے تھے۔ ایک وعظ میں دس دس ہزار کا مجمع تھا۔

(۳) انگریزوں نے سید صاحب کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی عورتوں کو سید صاحب کا مرید کرایا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس وقت تک بہت ہی کم انگریز عورتیں ہندوستان آئی تھیں۔ یہ دیسی عورتیں تھیں جو انگریزوں کے یہاں پیشہ ور عورتوں کی حیثیت میں رہتی تھیں۔ ہنڈرو فرنگی کی بیوی کا بیعت ہونا ناقابلِ تردید واقعہ ہے۔ بیعت کے بعد اس عورت نے سید صاحب کو مال وزر بطور نذرانہ بھی دیا۔" (آزادی کی ان کہی کہانی ص۴۲)

قارئینِ عظام! یہ انگریز دشمنی ہے یا کہ انگریز دوستی ہے؟ انگریز کا پکایا ہوا کھانا وہابیوں کے امیر المومنین سید احمد قبول کر رہے ہیں۔ وہابی تو انگریزوں کے وظیفہ خوار ہیں۔

اب تو وہابیوں کے اس ڈرامہ کی قلعی ان ہی کی کتابوں سے اچھی طرح کھل گئی اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ وہابی حضرات کے امیر المومنین سید احمد اور نام نہاد شہید اسماعیل دہلوی انگریزوں کے پٹھو تھے۔ اور انگریزوں کے وفادار اور نیاز مند تھے اگر کچھ غیرتِ ایمانی اور حمیت ہو گی تو اب وہابی کبھی بھی یہ نہیں کہیں گے کہ ہم نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا بلکہ یہ کہیں گے ہم تو ان کے وفادار اور پٹھو تھے۔ انگریز تو ہم کو کھانا کھلاتا تھا۔

سید احمد بریلوی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوےٰ اور برٹش حکومت کی مخالفت اس لیے نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس حکومت کو اپنی حکومت سمجھتے تھے جیسا کہ جعفر تھانیسری نے سید صاحب کی پیشین گوئی کہ "ملک پنجاب میرے ہاتھوں فتح ہو گا اور اس سے قبل مجھے موت نہ آئے گی" کی جو تاویل تواریخ عجیبہ

میں کی ہے سے واضح ہے۔ تاویل کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جب پنجاب انگریزوں کے ہاتھوں فتح ہوا تھا تو اس وقت سید احمد بریلوی اس دُنیا سے کوچ کر گئے تھے۔ اور آپ کی پیشین گوئی یہ تھی کہ ملک پنجاب میرے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ اور اس سے قبل مجھے موت نہ آئے گی لہٰذا وہابیوں نے جو تاویل کی وہ درج ہے:

"تو ضرور ہوا کہ اس وقوعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنتِ پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی جس کو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں۔ اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی۔ جو ظہور میں آئی"۔ (تواریخ عجیبہ ص۱۸۱)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا مستند مؤرخین کی کتب کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابی اکابر نے انگریزوں کی حکومت کو مضبوط کرنے کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا۔ بلکہ انگریزوں کی حکومت کو وہ اپنی حکومت ہی سمجھتے تھے۔

انگریز حکومت میں عیسائیت کی تبلیغ

اب جب انگریز کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کی معاونت ان کو حاصل ہوگئی تو انگریز حکومت میں عربی اور دینی تعلیم کی قدر و قیمت لوگوں کے ذہن سے ختم کرنے کی کوشش شروع ہوگئی۔ جس کا تذکرہ "مقالاتِ سرسید" میں بایں الفاظ ہے:

"قدر عربی کی بہت کم ہوگئی اور فقہ اور حدیث کی تعلیم یکسر جاتی رہی فارسی بھی چنداں قابلِ لحاظ نہ رہی۔ تعلیم کی صورت اور کتابوں کے رواج نے بالکلیہ تغیر پکڑا۔ اُردو اور انگریزی کا رواج بہت زیادہ ہوا۔ جس کے سبب سے وہی شبہ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان کے مذہبی علوم کا معدوم کرنا منظور ہے۔ قائم ہوگیا۔"

یہ سب خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے دارالامارت کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری معزز نوکروں کے پاس چٹھیات بھیجیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہوگئی۔ ریلوے سڑک سے سب جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی ایک چاہیئے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی ایک مذہب ہو جاؤ۔'

(مقالاتِ سرسید ص۵۲ حصہ نہم)

میاں نذیر حسین دہلوی!

مولوی اسماعیل دہلوی کے بعد دہلی کے ایک اور وہابیہ نجدیہ کے محدث اور بزرگ میاں نذیر حسین صاحب بھی انگریزوں کے پٹھو تھے اور انگریز حکومت کے وفادار تھے۔ جس کا ثبوت غیر مقلدین ہی کی لکھی ہوئی ان کی سوانح حیات 'الحیات بعد

ؒ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ الحیات بعد الممات سوانح عمری جناب شمس العلماء نذیر حسین صاحب دہلوی جس میں مجملہ حالات از ولادت تا وفات نہایت معتبر ذرائع سے موزوں طریق پر قلمبند کیے گئے ہیں۔

(اہلحدیث امرتسر ۲۰، اپریل ۱۹۳۲ء ص۲ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء)

مولوی عبید اللہ سندھی وہابیوں کے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ 'مولانا نذیر حسین' مولانا ولایت علی کے مدرسہ صادق پور پٹنہ کے ابتدائی طالب ہیں۔ بہار سے جب دہلی پہنچے تو مولانا محمد اسحاق اور ان کے اصحاب کی صحبت میں بیٹھے اور علمی کمیں کی۔ خروج دہلی ۱۸۴۶ء تک مولانا اسحاق کے مسلک کے پابند رہے۔ اس کے بعد گو یہ ضرورت نجدی تحریک اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف میلان ظاہر کرتے رہے۔ مولانا اسماعیل شہید کی مذکورہ جماعت کے احیاء کے سوا اور کوئی مقصد نہیں رکھتے تھے۔ بہرحال اسے انگریزی حکومت کے اثرات کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۲۴) (باقی اگلے صفحہ پر)

الممات' سے پیش کیا جاتا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی کی انگریزوں سے وفاداری

'یہ بتا دینا ضروری ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریز سے جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیے نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ہلڑ تھا بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو رہے تھے کرتے تو کیا کرتے۔
(الحیات بعد الممات ص۱۲۵)

میم کی خدمت

وہابیوں کے قاضی مظفر حسین اپنے میاں نذیر حسین دہلوی کا میم کی خدمت کا تذکرہ ان الفاظ میں درج کرتے ہیں کہ:

'عین حالت غدر میں جبکہ ایک بچہ[1] انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے پناہ دی۔ علاج کیا۔ کھانا دیتے رہے اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرہ برابر خبر ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں دیر نہ لگتی مگر ساڑھے تین مہینہ تک کسی کو بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں۔ تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست اور توانا تھی۔ انگریز کے کیمپ میں پہنچا دیا۔ جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور سارٹیفکیٹس ملیں۔ (الحیات بعد الممات ص۱۲۷)

(بقیہ صفحہ ۳۵۱) میاں صاحب کو زبدۃ المحدثین شمس العلماء اور ختم المحدثین اور مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر)

[1] بچوں کو تو سمجھ آگئی کہ انگریز ہمارا دشمن ہے اسلام کا دشمن ہے۔ مگر وہاں کے محدث میاں نذیر حسین دہلوی کو سمجھ نہ آئی۔

قارئین کرام! یہ انگریز سے وفاداری نہیں تو اور کیا ہے۔ غلامی کے صلہ میں انگریز کے وظیفہ خوار غیر مقلدین وہابیوں کے امام سردار اور استاذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نکلے جن کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشاق محفلِ میلاد شریف منانے والے اہلسنت وجماعت اور تقلید کرنے والے جن میں محدثین، مفسرین اور اولیاء کاملین بھی داخل ہیں مشرک و بدعتی ہیں۔ نیز ایسے مولویوں کی محفلِ وعظ میں شریک ہونا اور وہاں پر ان کا وعظ سننا منع ہے۔[1]

میاں نذیر حسین کو میم کی خدمت کے سلسلہ میں سرٹیفکیٹ ملنا!

محمد ایوب قادری نے اپنی کتاب "جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء" میں لکھا ہے کہ میم کو چھپائے رکھنے اور اس کی خدمت کرنے کے صلہ میں میاں نذیر حسین کو ایک سرٹیفکیٹ ملا تھا۔ وہ سرٹیفکیٹ محمد ایوب صاحب قادری نے درج کیا ہے جو کہ ہم بھی درج کرتے ہیں؛

دہلی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء

ڈبلیو۔ جی۔ واٹر فیلڈ۔ قائم مقام کمشنر دہلی

مولوی نذیر حسین نے اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین نے اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالتِ مجروحی میں انہوں نے ان کا علاج کیا ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا۔ اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ ۲۱۴)

میم کی جان بچانے کے سلسلہ میں ملازمت کا خواب؛ محمد ایوب قادری سے

---

[1] بدعتی مولویوں کے وعظ جو اندر جو باتیں خلافِ قرآن و حدیث ہوں ان کو سامعین خیال میں نہ لادیں اور باتوں کو خیال میں لادیں۔ صحیح نہیں کیونکہ ہر شخص کو اس کی تمیز نہیں اس کی مجلسِ وعظ میں شریک نہ ہو۔ الحاصل بدعتی

لکھتے ہیں کہ:

"مسز لیسنس کی جان بچانے میں شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد بھی شامل تھے۔
اور بقول افتخار عالم مارہروی اس انگریز خاتون کو وہی اٹھا کر لائے تھے
اور جنگ آزادی کے بعد جب ڈپٹی نذیر احمد دہلی کے ڈپٹی انسپکٹر مقرر
ہوئے تو میاں نذیر حسین کے صاحبزادے مولوی شریف حسین نے
اس کو اپنے باپ کا حق سمجھا۔ مولوی افتخار عالم مارہروی کا بیان ہے۔
مولوی شریف حسین نے دعویٰ کیا کہ مولوی نذیر احمد صاحب کو جو نوکری
مل گئی ہے وہ میرے باپ مولوی نذیر حسین صاحب کا حق ہے۔"
(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۱۱۴)

قارئین کرام! یہ انگریز سے وفاداری نہیں تو اور کیا ہے۔ غلامی کے صلہ میں انگریز کے وظیفہ خوار پٹھو غیر مقلدین حضرات کی مقتدر شخصیتوں مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی، مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی عبدالجبار غزنوی اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی وغیرہم کے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی ہی نکلے۔

نذیر حسین دہلوی کی وفاداری کی حکومت برطانیہ سے تائید

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے حج کا ۱۳۰۰ھ میں ارادہ کر لیا۔ کمشنر دہلی سے ملاقات کر کے حج پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تو کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء کو دی جس کا ترجمہ پڑھیئے:

سفارشی چٹھی

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں۔ جنہوں نے نازک وقت میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے۔ وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے مکہ جاتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جس

وعظ سننا نہیں چاہیئے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۴۳ ج ۱ مطبوعہ دہلی)...

کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے۔ وہ ان کو مدد دے گا۔ کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط جے۔ ڈی۔ ٹریملیٹ بنگال سروس کمشنر دہلی وسپرنٹنڈنٹ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

(الحیات بعد المماۃ)

ناظرین کرام! یہ وہابیوں کے محدث نذیر حسین دہلوی کی سوانح عمری سے، اقتباسات پیش کیے گئے ہیں۔ انصاف پسند غیور مسلمان میاں صاحب کے حج پر جانے کا واقعہ پڑھ کر فوراً یہ کہے گا۔

سو چوہا کھا کے بلی حج کو چلی!

انگریز نوازی کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو غیر مقلدین وہابی حضرات شمس العلماء بھی لکھتے ہیں۔ یہ خطاب انگریزوں نے میاں صاحب کو ان کی انگریزوں سے وفاداری اور ان کی نیاز مندی کے سلسلہ میں ہی دیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز سہ شنبہ کو ملا۔"

(الحیات بعد المماۃ ص۱۸۰)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل اور میاں نذیر حسین دہلوی کے بعد اب وہابیہ کی تیسری معتمد شخصیت جو ان کے ہاں مفسر، محدث بھی کہلاتے جاتے ہیں۔ اور نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ان کی انگریز دوستی۔

ف اللہ تعالٰی کے عظیم المرتبت انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین علیہم الرضوان سے مدد مانگنا ان وہابیوں کے نزدیک شرک ہے۔ مگر اعداء دین اور اولیاء الشیطن سے مدد مانگنا جائز۔ حسبے (العیاذ باللہ) اس بڑے مذہب پہ لعنت کیجیے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

برٹش نوازی اور حکومت برطانیہ سے وفاداری ملاحظہ فرمائیں :

نواب صدیق[1] حسن بھوپالوی کی انگریز نوازی

نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق مولوی عبید اللہ سندھی **سیاست کی وجہ سے مذہب تبدیل کرنا**

نے لکھا ہے کہ :

" مولانا ولایت علی کی جماعت کے دوسرے ممتاز عالم نواب صدیق حسن خاں ہیں۔ اپنی کتاب الحطہ کی تصنیف تک حزب ولی اللہ کے معارف کی ترجمانی کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد ان کی سیاسی مصلحت نے ان کو امام شوکانی کے اتباع پر مجبور کر دیا۔"

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۳۴)

نواب صدیق[2] بھوپالوی خود اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

---

[1] مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق لکھا ہے کہ اُس میں خود نمائی اور خود ستائی تھی چنانچہ ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ اس خاکسار (بٹالوی) نے رسالہ سبیکۃ الذہب لا بریز فی کتاب اللہ العزیز (جو مولوی بدیع الزمان صاحب برادر مولوی وحید الزماں صاحب کی تالیف کے قلمی نسخہ پر (جو چھپنے کے واسطے شیخ محی الدین کتب فروش لاہور کے پاس پہنچا۔ اور میری نظر سے گزرا) نواب صاحب کی قلم سے لکھے ہوئے الفاظ محشی زائد بچشم خود دیکھے جو نواب صاحب کی تعریف میں اُسی کتاب کے صفحہ ۶ میں درج ہیں الامام العلامۃ الحبر الفہامۃ البرکۃ الشاملۃ لمن ھو فی الھند والقہامہ اور اُسی دن سے خاکسار (بٹالوی) نواب صاحب کے تقویٰ اور اخلاص کا معتقد نہیں رہا۔ (اشاعۃ السنۃ ص۱۵۱ نمبر ۶ جلد ۲۱)

[2] وہابیہ کے مولوی اسماعیل سلفی کانگرسی آف گوجرانوالہ نے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق لکھا ہے کہ : دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ۔ زہد و تقوے کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

"میں تیس سال کامل سے متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال کا ہوں۔ اور ہمیشہ معزز و مکرم رہا۔ رئیسہ معظمہ (بھوپال) نے زوجیت سے مجھے عزت و افتخار بخشا۔ اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ حسب مرضی سرکارِ انگلشیہ ظہور میں آیا۔ اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب "معتمد المہامی" سے سرفرازی ہوئی۔ حکامِ عالی منزلت یعنی کارپردازانِ دولتِ انگلشیہ کو تجربہ اس ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری عموماً اور اس بے صولت دولت (صدیق حسن خاں بھوپالوی) کا خصوصاً ہو چکا ہے۔" (ترجمان وہابیہ ص۱۹، ۲۸، ۲۹)

قارئین حضرات! نواب صدیق حسن بھوپالوی کی مندرجہ بالا تحریر میں وہابیوں کے بزرگ نے اپنی بے غیرتی اور حیا سوز کارنامہ کا تذکرہ کس طرح فخریہ طور پر کیا ہے۔ اب نواب سے انگریزی کی حمایت میں جو فتوے دیا۔ وہ پیش کیا جاتا ہے:

انگریزوں سے مسلمانوں کا جہاد جہاد نہ تھا

نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنے فتوے میں انگریزوں کے ساتھ مسلمانوں نے جو جہاد کیا اُس کو جہاد قرار نہیں دیا۔ بلکہ فساد قرار دیا ہے۔ وہ فتوے ملاحظہ فرمائیں:

"زمانہ غدر میں جو لوگ سرکارِ انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔ ہم (نواب صدیق حسن بھوپالوی) نے اپنی کتاب ہدیۃ السائل میں اولاً اور کتاب روض خصیب میں ثانیاً

(بقیہ صفحہ ۳۵۴) اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے۔ بہت سے اکابر قدماء سے بھی ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔ (حیات النبی ص۴۷۶) مولوی اشرف سندھو نے لکھا ہے کہ نواب صدیق حسن خان اہلحدیث مسلک کے علمبردار ہیں۔ اور وسیع النظر محقق ہیں (تاریخ التقلید ص۱۴۹) نواب صدیق حسن بھوپالوی کو مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

اور بڑا گناہ ہونا عہد شکنی کا اور جائز نہ ہونا جہاد کا ہندوستان میں کتاب عوائد العوائد میں ثالثاً اور حال وہابیوں کا قرار تیخ علمار علیسوی سے کتاب تاج مکلل میں رابعاً لکھا ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ بغاوت جو ہندوستان میں یہ زمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے۔ جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن کا اُٹھانا چاہتے ہیں"

(ترجمان وہابیہ ص۳۵)

ناظرین کرام! نواب صدیق حسن بھوپالوی کے بعد وہابیہ کے غزنوی خاندان کے روح رواں عبداللہ غزنوی سے کا بھی حال پڑھ لیجئے:

مولوی عبداللہ غزنوی اور صدیق پشاوری

انگریزوں کی میم کی خدمت کے صلہ میں انعام

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی سے جو کہ مولوی عبدالجبار غزنوی سے کے والد اور داؤد غزنوی سے کانگرسی کے دادا جان تھے۔ وہ بھی انگریز کے پٹھو اور وفادار تھے۔ اور وفاداری کے سلسلہ میں انعام یافتہ تھے۔ محمد ایوب سے قادری سے نے میم مسز لیسنس کی جان بچانے اور اس کی خدمت کرنے کے سلسلہ میں مولوی عبداللہ غزنوی سے کا نام بھی میاں نذیر حسین سے دہلوی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ تحریر یہ ہے:

لہ مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق بٹالوی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ اہلحدیث پنجاب و ہندوستان کے بہت لوگوں کے امام تھے۔ ہمارے مرشد واقعی عمل بالسنۃ اور زہد میں امام تھے۔ (اشاعۃ السنۃ ۱۸۹۹ء ۱۰۰ نمبر ۳ جلد ۲۲) مولوی عبداللہ غزنوی کو مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر)

"مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین نے اور ان کے شاگرداں مولوی محمد صدیق پشاوری اور مولوی عبداللہ غزنوی نے ایک میم کو زخمی پاکر امن دیا۔ اور اپنے گھر میں لے جاکر اس کے زخموں کا علاج کر کے جب موقع پایا سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا۔ جس پر ان کو سرکار کی طرف سے انعام و اکرام بھی ہوا۔" (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۱۴)

محمد حسین[1] بٹالوی کی انگریز نوازی

وہابیہ نجدیہ کے سید احمد بریلوی، مولوی اسماعیل دہلوی قتیل، میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالوی، عبداللہ غزنوی، صدیق حسن پشاوری کے بعد اب وہابیوں کی عظیم المرتبت شخصیت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی انگریز نوازی کا کردار ملاحظہ فرمائیں:

سرکارِ انگریزی کی اطاعت واجب ہے

ممدوح الوہابیہ مسعود عالم ندوی نے غیر مقلدین وہابی حضرات کی برٹش حکومت کی حمایت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:

"آگے چل کر جب مجاہدین کی دار و گیر شروع ہوئی۔ اور آمین بالجہر کہنے والے پر وہابی کا شبہ کیا گیا۔ اور وہابی کے معنے سرکاری زبان

---

[1] مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو اپنے فرقہ وہابیہ کا مجتہد لکھا ہے (اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۲ اگست ۱۹۳۶ء) بٹالوی کو جماعت اہلحدیث کے بہت بڑے بزرگ لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۴، ۵ فروری ۱۹۴۳ء) امرتسری نے بٹالوی کو اپنے فرقہ کے آنریبل اور لاٹ مولوی لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۶، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء) فاضلِ حدیث اور محدث لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۳، ۴ یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء)

میں باغی کے ہو گئے۔ تو ہندوستان کی جماعت اہلحدیث موجودہ شکل میں نمایاں ہو گئی۔ اور ان کے سرگروہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سرکارِ انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا۔ اور یہ کہ وقت کے بعض مشہور حنفی علماء کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے۔

مولوی محمد حسین نے صاحب اور ان ہی جیسے بعض علماء اہلحدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہلحدیث کا عام رجحان فروعی مسائل تک محدود ہو کر رہ گیا۔" (ہندوستان میں پہلی تحریکِ اسلامی ص۲۹)

برٹش حکومت کی موافقت

غیر مقلدین حضرات کے ہی ندیم کوموی وہابی اکابر سے انگریزوں کی حمایت کا اقرار کرتے ہوتے رقمطراز ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے کہ (مولوی محمد حسین بٹالوی) کے قلم سے برٹش حکومت کی موافقت میں کچھ مضامین ان کے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوتے۔" (الاعتصام لاہور ص۵ کالم ۲، ۱۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی لڑنے والے سب باغی ہیں!

نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کی کتاب ترجمان الوہابیہ میں درج ہے کہ: ۱۸۷۵ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور نے بجواب وسوال ومسئلہ اور اس فتوے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانانِ ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیئے یا نہیں۔ یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے از رُوئے شریعتِ اسلام عموماً خلاف وممنوع ہے۔ اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اُس بادشاہ کے کہ جس نے آزادگی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے ہیں۔ اور

مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں۔ اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اسی دعوے اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطرافِ ہند کے پاس اپنے فتوے جوابی کو بھیج دیا۔ اور اچھی طرح سے مشتہر کیا۔ اور کل علماءِ ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخطی کرا لیا۔ کہ عموماً مسلمانانِ ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلافِ مسئلہ سنت و ایمان موحدین ہے اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کی کی ہے۔ اور اپنے اپنے دستخط اور مہر کر کے مولوی محمد حسین کو اس فتوے میں بہت سچا اور پکا کہا۔ سب نے اپنی اپنی رضا سے اسلامی و ایمانی سے اس فتوے کو قبول کیا ہے۔ اور جانا اور مانا ہے۔ کہ بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلافِ ایمان و اسلام کے ہے۔ پھر مولوی محمد حسین نے اس بات کی استدعا کی تھی۔ کہ وہابیانِ ملک ہزارہ کے نزدیک ایک عالم ایلچی بذریعہ مسلمانانِ ہند کے بھیجا جاوے اور وہ مع اس فتوے کے جا کر اس نا سمجھ گروہ کو مطلع کر دے کہ جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کے ممنوع ہے اور نیز ان کو آگاہ کر دے۔ کہ ان کی نافہمی کے خونریزی و قتال و جہاد پر سخت گناہ ثابت ہے۔ اور سب کا گناہ ان کے سر پر وار دشرعی ہے اور چونکہ از روئے شریعتِ اسلام برٹش گورنمنٹ ہند سے جہاد کرنا خلافِ طریقۂ اسلام و شریعت حقہ کے ہے۔ اس لیے ان کو خیر خواہی گورنمنٹ ہند میں برابر مستعد رہنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ دعوے ارسال رسل مولوی محمد حسین نے کا سرہنری ولیس لفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا۔ بجواب درخواست مذکور لفٹیننٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین نے کا شکریہ خیر خواہی ادا کیا۔"

(ترجمان الوہابیہ صفحہ ۶۱ - ۶۲)

بٹالوی کا اصل فتوے

اب وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین نے صاحب بٹالوی سے کا وہ اصل فتوے جس میں انگریزوں کی

صریحاً حمایت کرتے ہوئے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کی ممانعت کا فتوےٰ دیا۔ ہے پیش کیا جاتا ہے :

" ہم لوگوں کو رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کو جو گورنمنٹ کے عہد و امن میں ہیں اور ان کی طرف سے شعارِ دین کے ادا کرنے میں خود مختار و آزاد ہیں اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے "

(اشاعۃ السنۃ ص۲۴ ضمیمہ ۶ ج ۲)

غیر مقلدین وہابیوں کے سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے فتوےٰ کو بھی بٹالوی نے درج کیا ہے۔ کہ سید احمد صاحب، مولوی اسماعیل صاحب نے انگریزوں سے جہاد کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور مولوی اسماعیل صاحب نے کلکتہ میں برملا مجلسِ وعظ میں کہا کہ ہم کو انگریزوں سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے "

(اشاعۃ السنۃ ص۵ ضمیمہ ۶ ج ۲)

وہابیوں کے محدث بٹالوی نے صرف فتوےٰ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انگریزوں کی حمایت کرتے ہوئے ان سے جہاد کی ممانعت پر " الاقتصاد فی مسائل الجہاد " نامی کتاب لکھ دی۔

اور مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں :

" مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ الاقتصاد فی المسائل الجہاد ۱۲۹۲ھ میں لکھا۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اُس کے ترجمے ہوئے۔ یہ رسالہ سرچارلس ایچی سن اور سرجیمس لائل گورنروں پنجاب کے نام معنون کیا گیا۔ مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔ " (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۲ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۲۱۲)

اس سلسلے میں خود مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں :

"اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالے میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی۔ وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا۔ اس گروہ کے عوام و خواص نے اس کو پسند کیا۔ اور اس سے اپنی آراء کا توافق ظاہر کیا اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مؤلف (محمد حسین بٹالوی) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا۔ جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا۔" (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ ۶۴)

انگریزوں کی حمایت میں بٹالوی کا کتاب لکھنا

مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ :

"اس کتاب پر (مولوی محمد حسین بٹالوی) انعام سے بھی سرفراز ہوئے۔ جماعت اہلحدیث کو فرقے کی شکل دینے میں ان کا خاص حصہ ہے۔ اور یہ وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خو بو پیدا کی۔ نہ صرف یہ ہوا بلکہ دوسرے معاصر علماء کو سرکار کی مخالفت کے طعنے بھی دیئے۔"

مسعود عالم ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ :

"معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔ اس رسالے کا پہلا حصہ پیش نظر ہے پوری کتاب تحریف و تدریس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ ۶۵،
ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۲۱۲، صفحہ ۲۹)

وہابی کی بجائے اہلحدیث کہلانے کیلیے بٹالوی کا انگریزوں کی خوشامد کر کے منظوری لینا!

انگریز بٹالوی کے شکر گزار تھے۔ بٹالوی کو جاگیر بھی دی اور انعام سے بھی سرفراز کیا۔ بٹالوی نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے لیے وہابی کی بجائے اہلحدیث کا نام مروج و مشتہر کیا۔ انہوں نے باقاعدہ حکومت برطانیہ کی وفاداری کا اعلان کیا۔ بٹالوی نے سرکاری تحریرات میں وہابی کی بجائے اہلحدیث لکھے جانے کے احکام جاری کرائے۔

محمد ایوب قادری لکھتے ہیں کہ:

"انہوں نے ارکانِ جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی۔ کہ آئندہ وہابی کی بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے"

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء از ایوب قادری)

قارئین کرام! اس درخواست کا جواب اور منظوری اصل انگریزی مضمون کی درج کرنا از حد مفید ہوگا۔ پڑھیئے اور وہابیوں کی کارستانیوں کا اندازہ لگائیے! درخواست کی منظوری انگریزی میں خود وہابیوں کے اخبار اہلحدیث امرتسر نے درج کی ہے:

No: 137

FROM

W. M. Young Esque,
Sectretary to the Government
of the Punjab.

To,

Moulvi Abu Said Mohammad Hussain
Editor of the 'Ashaat-ul-Sunnah'
Lahore.

D/Lahore 19th January 1887.

Sir,

In reply to your letter No, 195 of the 12th May last, asking that the use of the expression Wahabi in reference to member of the community which you claim to represent may be prohibited in Government orders.

I am directed to forward the enclosed copy of a letter No 1758 dated the 3rd from the officiating secretary to the Government of India, in the Home Department, ? the discontinuance of the use of the term Wahabi in official correspondence.

2. I return the books recieved with your

No : 137

FROM

W.M. young Esque,
Sectretary to the Government
of the Punjab.

To,

Moulvi Abu Said Mohammad Hussain
Editor of the 'Ashaat-ul-Sunnah'
Lahore.

D/Lahore 19th January 1887.

Sir,

In reply to your letter No, 195 of the 12th May last, asking that the use of the expression Wahabi in reference to member of the community which you claim to represent may be prohibited in Government orders.

I am directed to forward the enclosal copy of a letter No 1758 dated the 3rd from the officiating secretary to the Government of India, in the Home Department, the disconti-nuance of the use of the term Wahabi in official correspondence.

2. I return the books recieved with your

letter No. 547/ of the 21st September last, together with the original signed notice which you have been good enough to submit in your subsequent letters for the perusal of Government.

I have the to

be Sir

your most obedt Servant

So/

for the secretary to the

Government of the Punjab.

Copy of a letter No 1758 dated the 3rd December 1886 from the officiating secretary to the Government of the India Home department to the secretary Government of the Punjab.

ترجمہ: صاحب ڈبلیو-ایم ینگ بہادر سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ بذریعہ چٹھی نمبری ۱۴۷ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء بنام مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ لاہور بجواب چٹھی نمبری ۱۹۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۸۶ء تحریر کرتے ہیں کہ حسب درخواست آپ کی کہ لفظ وہابی اس جماعت کے لیے سرکاری کاغذات میں استعمال نہ کیا جائے۔

۲۔ کتابیں جو آپ نے چٹھی نمبری ۵۴۷ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۶ء مع اصلی دستخط شدہ نوٹس جو آپ نے اپنے سابقہ خط کے ساتھ گورنمنٹ کے ملاحظہ کے لیے بھیجی تھیں واپس کی جاتی ہیں۔

چیٹھی نمبری ۱۷۵۸ مورخہ ۳ر دسمبر ۱۸۸۶ء از صاحب قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ ہند موم ڈیپارٹمنٹ بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بجواب آپ کی چیٹھی نمبر ۱۷۵۸ مورخہ ۱۸ر جون ۱۸۸۶ء آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر جناب سی آئی ایچی سن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط و کتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۸ ۲۶ر جون ۱۹۰۸ء)

نواب صدیق حسن کی تصدیق

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی کی کتاب ترجمان وہابیہ کے آخر میں اس درخواست کا اور انگریزوں سے اس کی منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے۔

"فرقہ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی روبکاری میں استدعا پیش کی کہ موحدین جو لفظ بدنام وہابی سے پکارے جاتے اور اطلاق اس لفظ کا عامۃ موحدین پر کیا جاتا ہے۔ سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بدنام وہابی سے نہ مخاطب کیے جاویں۔ چنانچہ لفٹیننٹ گورنر بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃ نہ ہو اور خصوص جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں۔ ایسے فرقہ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہوں" (ترجمان وہابیہ ص۶۲)

عبدالمجید سوہدروی کی تصدیق

غیر مقلدین حضرات کی مقتدر شخصیت مولوی عبدالمجید سوہدروی جو کہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد اور دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی صاحب لاہوری سے تلمذ کے داماد بھی تھے۔ نیز ایک عرصہ تک سوہدرہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ سے اخبار اہلحدیث اور مسلمان شائع کرتے رہے ہیں جمعیت وہابیہ کے ذمہ دار عہدیدار بھی رہ چکے ہیں سنئے

بھی اپنی کتاب سیرت ثنائی میں بھی اس منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"(بٹالوی نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔
لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ
ہوا۔ اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔" (سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

ناظرین حضرات! مندرجہ بالا وہابی اکابر کی اپنی ہی تحریروں سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابیوں کو اہلحدیث انگریزوں نے بنایا ہے۔ اور وہ بھی انگریز نوازی کے صلہ میں ان کو یہ نام بخشیش دیا گیا ہے۔ مجتہد الوہابیہ نے انگریز نوازی اور ان کی خوشامد اور کاسہ لیسی میں اسی لئے حد کر دی تھی۔

انگریز کے نیاز مند ہونے کی خود بٹالوی سے تصدیق

(بحوالہ محمد ایوب قادری وہابی تحریک)

مولوی بٹالوی صاحب کے رسالہ اشاعۃ السنۃ کے حوالہ سے ان کی انگریز نیاز مندی، خوشامد اور کاسہ لیسی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس گروہ اہلحدیث کے خیر خواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے
پر ایک بڑی اور روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ
کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے
بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کے
ذریعے سے جس کے نمبر ۱۰ جلد نمبر ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے
اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ
چکا ہے۔ گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی
اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ کسی سے
اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔"

اسی طرح ملکہ وکٹوریہ کی جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ اہلحدیث کی طرف سے پیش کیا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔

یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اس سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

اسی طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبکدوشی پر جماعت اہلحدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا جس پر سب سے پہلے شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد ابوسعید محمد حسین وکیل اہلحدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑ مولوی حافظ عبد اللہ غازی پوری مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس کے دستخط ہیں۔

انگریزوں کی والینٹری کی درخواست

فخر الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے دادا استاذ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا انگریزوں کے پٹھو اور وفادار ہونے کے بارے میں واضح الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ:

"جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی خدمات بذریعہ اشاعۃ السنۃ اور رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر کر کے مسلمانوں کو رغبت دلائی ہے کہ موجودہ جنگ میں گورنمنٹ کے دشمنوں سے لڑیں۔ اور لکھا ہے۔ گو میں ۸۰ برس کا بوڑھا ہوں۔ اور میں نے تلوار بندوق کبھی نہیں اٹھائی۔ تاہم گورنمنٹ مجھ کو بطور والینٹر (خدمات کے لیے) بھرتی کرے۔ تو میں حاضر ہوں۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ کالم ۱، ۲ ۲ر اکتوبر ۱۹۱۴ء)

مندرجہ بالا درخواست میں پورا پورا انگریزوں کا پٹھو ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب

تو وہابیوں کو کوئی شک وشبہ نہ رہنا چاہیئے کیونکہ درخواست دینے والے آپ کے بزرگ اور مجتہد محمد حسین بٹالوی سے ہیں۔ اور اس درخواست کا تذکرہ کرنے والا آپ کا سردار ثناء اللہ امرتسری ہے۔ اور جس اخبار میں یہ درج ہے۔ وہ آپ ہی کا شہرۂ آفاق اور گوہر بار اخبار اہلحدیث امرتسر ہے۔

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

اسماعیل کانگریسی کی گواہی

غیر مقلدین وہابیہ کے مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ نے خود بھی اقرار کیا ہے کہ:

"مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی سے انگریزی حکومت سے تعاون کے حق میں تھے اور بظاہر انگریزی نظام کے ثناخواں۔"

(تحریکِ آزادیٔ فکر ص۱۰۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ،

"ان بے چاروں کو یہ ہوش نہیں رہا کہ وہ اپنے کو سرکار کی زد سے بچانے کی فکر میں کیا کر رہے ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں کو کس پستی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب اور ان ہی جیسے بعض علماءِ اہلحدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہلحدیث کا عام رجحان فروعی مسئلوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی میں میاں نذیر حسین دہلوی (جو کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری، ابراہیم میر سیالکوٹی وغیرہم کے استاد تھے) مدد ومعاون بلکہ سرپرست وسرخیل رہے۔"

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۶ تا ص۶۸)

قارئینِ کرام! مستند حوالہ جات سے آپ نے وہابیوں کی سیاسیات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے اکابر کے کارنامے مسلمانوں کے لیے کتنے شرمناک اور خطرناک

ہیں۔ اور یہ لوگ کس قدر انگریزوں کے غلام اور شیدائی تھے۔ آج اگر یہ حضرات کہیں کہ جنگ آزادی میں ہمارے اکابر نے مسلمانوں کی بہی خواہی اور بہتری کے لیے بہت کام کیے اور انگریز کی مخالفت میں پیش پیش تھے کس قدر جھوٹ اور کذب ہے۔

ناظرین! مندرجہ بالا تحریرات کی روشنی میں آپ نے وہابیہ نجدیہ کے مجتہد اور محدث بٹالوی کی انگریز نوازی کا آپ نے اندازہ لگا لیا کہ انگریز کی انتہائی وفاداری کی وجہ ہی سے جملہ مجاہدین اسلام جنہوں نے انگریز کی مخالفت کی اور اس کے خلاف جہاد کیا وہابیوں کے مجدد نے ان کو باغی قرار دے کر ان کی سزا قتل بیان کی ہے نیز ان کو سخت گنہگار قرار دیا ہے۔

بٹالوی نے خود اپنی تحریر میں اس فتویٰ کو تمام وہابیوں کا فتوےٰ قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر وہابیوں میں اور بے غیرتی کیا ہو گی عوام کیوں نہ کہیں۔

اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے!

اب آپ کو وہابیوں کے سردار اور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سیاست سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں وہابیوں کے روپڑی خاندان کے سرغنہ اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کے پیارے چچا جان اور معزز خسر حافظ عبداللہ صاحب روپڑی سے کا بیان پیش کر دینا بہت مناسب ہے۔

ثناء اللہ امرتسری نے انگریزوں کی حمایت کا فتویٰ دیا

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ میں اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق لکھا ہے کہ:

'مولوی ثناء اللہ امرتسری نے انگریزوں کی خوشامد میں یہ فتوےٰ صادر کیا ہے کہ ترکوں سے لڑائی جائز ہے۔ اسی فتوےٰ کی بناء پر پندرہ لاکھ (انگریزی) ہندوستانی فوج میں سے نو لاکھ مسلمانوں نے

عربوں اور ترکوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کیا۔

(تنظیم اہلحدیث روپڑ بحوالہ اخبار محمدی دہلی ص۱۲ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازشیں کرنا اسلام کے خلاف ہے

وہابیوں کی آل انڈیا

اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تقریر کی روئداد میں لکھا ہے:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کی) اثنائِ تقریر میں آنریبل مسٹر جسٹس گریوز جج ہائیکورٹ کلکتہ اور مسٹر او۔ ایف۔ جنکسن آئی۔ سی۔ ایس سیکرٹری بورڈ آف اگزامینرس کلکتہ تشریف لائے۔ اُس وقت مولوی صاحب مضمون کے اس حصہ کو بیان فرما رہے تھے کہ:

جس کو سلطنت ملتی ہے۔ خدا ہی کے حکم سے ملتی ہے۔ اور جس سے چھینی جاتی ہے۔ اُس کے حکم سے چھینی جاتی ہے۔ چونکہ بفرمان قرآن شریف سلطنت کا ملنا خدا کے حکم سے ہے۔ اس لیے سلطنت کے برخلاف پوشیدہ سازشیں کرنے کو اسلام روکتا ہے۔"

(روئداد اہلحدیث کانفرنس ص۸)

انگریزی حکومت اور اس کے حکام کا شکریہ ادا کرنا

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے کلکتہ کے جلسہ میں

انگریزی حکومت کا شکریہ ادا کیا جس کو روئداد میں ان الفاظ میں درج کیا ہے:

"اس کے بعد آپ (مولوی ثناء اللہ امرتسری) نے سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا اور ازاں گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے حکام کا پھر اعیانِ جلسہ کا پھر دعائے قبولیت مانگی۔"

(روئداد اہلحدیث کانفرنس ص۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بعد موجودہ دور کے حافظ عبدالقادر روپڑی کے

چچا جان اور سسر حافظ عبداللہ روپڑی کی بھی انگریز نوازی ملاحظہ فرمالیں۔

عبداللہ روپڑی اور عبدالستار دہلوی انگریزوں کے غلام تھے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے انگریزوں کی حمایت میں فتوے دینے کا راز فاش وہابیوں کے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے کیا ہے۔ اب حافظ عبداللہ صاحب روپڑی سے اور مولوی عبدالستار دہلوی سے کے انگریزوں کے غلام ہونے کے متعلق وہابیہ کے مشہور اخبار "محمدی" دہلی نے مولوی عبداللہ صاحب روپڑی سے ایک سوال کی سرخی جما کر فاش کیا ہے کہ:

"انگریزوں کی حکومت کے غلطے بلکہ غلاموں کے غلام اور وہ چلے ہیں حاکم شرعی بننے کو" (اخبار محمدی دہلی ۱۵ یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء)

ہندوستان میں حکومت برطانیہ کی بدولت امن و امان ہوا

وہابیوں کی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے چھٹے سالانہ جلسہ کی کارروائی کی روداد میں مولوی عبدالمنور صاحب (وہابی) نائب صدر استقبالیہ کمیٹی نے جو استقبالیہ پڑھا۔ اس میں واضح الفاظ میں گورنمنٹ انگریزی کو ہندوستان میں امن و امان کا سبب ان الفاظ میں قرار دیا ہے۔

"ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی بدولت جب امن و امان ہوا۔" (روداد اہلحدیث کانفرنس صفحہ ۲۴)

غیر مقلدین کے مولوی بسم اللہ خان اپنے رسالہ "اعلان دافع بہتان" میں رقمطراز ہیں۔ کہ:

"ہم اس سرکار (انگلشیہ) کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ کیونکہ اپنے شعائر مذہبی آزادی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور کسی طرح ہمارے دین و مذہب میں خلل نہیں۔" (اعلان دافع بہتان صفحہ ۹)

گورنمنٹ انگریزی وہابیوں کے لیے نعمت ہے

وہابیوں کے مولوی عبدالمنور نے کانفرنس کے خطبہ استقبالیہ میں کہا کہ:

"ہم اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا فرضِ منصبی جانتے ہیں جس کی قانون آزادی سے ہم کو مذہبی آزادی نصیب ہوئی لیکن ہم نے اِس نعمت کی کوئی قدر نہ کی۔ جوں ہی ہم اس قسم کی مخالفتوں سے فارغ ہوئے تو آپس کی مخالفت میں پھنس گئے۔ ایک دوسرے کی تکفیر، تفسیق، تبدیع وغیرہ ہمارا شغل ہو رہا ہے جس سے جماعتِ اہلحدیث ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔" (روئدادِ اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۴)

انگریزی حکومت وہابیوں کی حکومت ہے

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی روئداد میں وہابیوں نے برٹش گورنمنٹ کو اپنی گورنمنٹ ان الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"الہ آباد ہماری برٹش گورنمنٹ کے صوبہ اودھ کا جلیا دارالخلافہ ہے"

(روئداد اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۴۹)

ناظرین حضرات! مندرجہ بالا تحریرات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابی ٹولہ انگریزوں کا پٹھو اور وفادار تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کا کوئی خیال نہیں کیا بلکہ انگریزوں کی طرف داری کی۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں افتراق و انتشار انہیں کی طرف سے شروع ہوتا ہے۔

مدیر ایشیاء کی گواہی

غیر مقلدین کے ندیم کوموی سے لکھتے ہیں کہ: تذکار شہید پر تبصرہ کرتے ہوئے مدیر ایشیا آج وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے ممدوح ہیں) رقمطراز ہیں کہ: انگریزوں کے ہمہ گیر غلبہ کے زمانہ میں وہابیت کے نام سے اس تحریک اسلامی کو بدنام کرنے کے لیے جو پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس سے وہ طبقہ بھی متاثر ہو گیا جو اس ملک میں اہلحدیث کہلاتا تھا۔

اس کے اندر اتنی جرأت نہ رہی کہ وہ شاہ صاحب کو اپنا ہیرو بنا کر پیش کر سکے۔ بلکہ بڑے بڑے اکابر اہلحدیث بھی اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ وہ انگریزوں کو اپنی خیر سگالی اور وفاداری کا یقین دلائیں۔ (الاعتصام لاہور ص۶ کالم ۱۲۱ ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

دیوبندی حضرات کی آماجگاہ اور مرکزی دارالعلوم دیوبند انگریزی حکومت کا موافق اور اس کا ممد و معاون تھا۔

مدرسہ دیوبند انگریزی حکومت کے خلاف نہیں بلکہ موافق سرکار ہے

دیوبندی "مولوی احسن نانوتوی" کے سوانح نگار نے دیوبندیوں کے مرکزی مدرسہ " دیوبند " کے متعلق حکومت برطانیہ کے لفٹیننٹ گورنر کے ایک معتمد انگریز پامر نامی کا تاثر اس طرح درج کیا ہے کہ :

" اس مدرسہ (دیوبند) نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ رجنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔ وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۱۷ مطبوعہ کراچی)

ناظرین! جو مرکزی مدرسہ انگریزوں کا پٹھو ہو تو وہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے بھی یقیناً انگریزوں کے پٹھو اور نمک خوار ہوں گے۔ یہ دیوبندیوں کے ماتھے پر ایک ایسا بدنما داغ ہے جو قیامت تک نہیں اتر سکتا۔

علماء اہلسنت وجماعت کا مطالبہ

مسلکِ اہلسنت وجماعت (بریلوی) کے علماء اکثر و بیشتر مرتبہ حکامِ بالا کو اس حقیقت سے باخبر کرتے رہتے ہیں کہ ہندوستان سے دیوبندی مولویوں کا آنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ مختلف بہانوں سے پاکستان آتے ہیں۔ دراصل ان کا آنا پاکستان میں تخریبی کارروائی کرانا مقصود ہے۔ دیوبندیوں نے پاکستان بننے کی سر توڑ مخالفت کی تھی۔ اور پاکستان کے قیام کا نعرہ بلند کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی بہانگِ دہل نہ صرف مخالفت ہی کی بلکہ اس پر طرح طرح کے فتوے لگاتے۔ نظریۂ پاکستان کا استہزاء اڑایا اور طنزیں کیں۔ بلکہ جب پاکستان بن بھی گیا تب بھی اس کو بازاری عورت، پلیدستان، خاکستان، سانپ اور گناہ جیسے نازیبا الفاظ سے یاد کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ ایسے حضرات ملک وملت کے کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ حکومت کو ان پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے اور دوسرے ممالک سے ان کی آمدورفت بند کرنی چاہیئے۔

دیوبندی وہابی مولویوں کا پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کرنا

روزنامہ کوہستان لاہور نے اپنی ۲ر نومبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

"بھارت سے ہر سال حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ احراری مولوی یا کانگریسی مولوی کو بھیجا جاتا ہے۔ جو پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں پراپیگنڈا کرتا ہے۔" (کوہستان ۲ر نومبر ۱۹۵۶ء)

احرار علامہ اقبالؒ کے نظریہ کے مخالف تھے

مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم انگریز کے خلاف آواز اٹھاتے رہے اور یہ

دیوبندی مولوی انگریز سے وظیفہ حاصل کرتے رہے ہے۔ اسی لیے خود دیوبندیوں احراریوں نے یہ حقیقت رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں تسلیم کی ہے کہ:

" احرار اور علامہ اقبال کے نظریوں کے درمیان کھلا ہوا تصادم موجود تھا۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۷۵)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے حسین احمد مدنی کے متعلق اشعار

علامہ اقبال نے جب دیوبندی مولویوں کے سردار مولوی حسین احمد مدنی کے نظریات کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کے خلاف پایا تو لکھا:

عجم ہنوز نہ داند رموزِ دیں ورنہ ۔۔۔ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است ۔۔۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ۔۔۔ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اسی لیے دیوبندی مولوی عامر عثمانی نے دیوبند سے ہی شائع ہونے والے اپنے ماہنامہ "تجلی" میں دیوبند مدرسہ کے متعلق ایک نظم شائع کی ہے جس کا عنوان ہے:

دیوبند سے

کیا گردشِ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ دیوبند تیرا حالِ زبوں دیکھ رہا ہوں
سمٹا ہوا ساحل ہے کہ ٹھیری ہوئی موجیں ۔۔۔ کیوں تیرے سمندر میں سکوں دیکھ رہا ہوں
اُٹھے تری آغوش سے کتنے ہی مجاہد ۔۔۔ اغیار کا اب صیدِ زبوں دیکھ رہا ہوں
اللہ رے یہ مسندِ افتاء کی اہانت ۔۔۔ اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگیٔ فکر و نظرِ اہلِ حرم کی! | ناپختہ مگر جوششِ جنوں دیکھ رہا ہوں
جو داعیٔ اسلام تھے وہ دیش بھگت ہیں | نیرنگیٔ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
اسلاف کے دل بھی تڑپے فتووں سے ہیں مجروح | تکفیر کا یہ شوقِ فزوں دیکھ رہا ہوں
غیروں سے ہے اُلفت تو اپنوں سے ہے اُلجھاؤ | بدلا ہوا اندازِ جنوں دیکھ رہا ہوں
یہ منصبِ افتا ارے فتووں کی یہ اندھیر | فنکاریٔ شیطان کا فسوں دیکھ رہا ہوں
پنہاں اسی تخریب میں تعمیر کے انوار | چھٹ جائیں گے بادل یہ شگون دیکھ رہا ہوں
حق گوئی و بیباکی اسلاف کی سوگند | تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں
کس برق نگاہی کا یہ اعجاز ہے افسرؔ | اب شعلہ فشاں سوزِ دروں دیکھ رہا ہوں

(ماہنامہ تجلی دیوبند ص۵۳ مئی ۱۹۵۷ء)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی انگریزوں سے ماہانہ مدد ملتی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے خود اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

اشرف علی تھانوی کو انگریز کی طرف سے چھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ

"حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ..... ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو ۶۰۰ روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔"
(مکالمۃ الصدرین ص۹)

غیر مقلد دیوبندی وہابیوں کی تبلیغی جماعت کے بانی کو بھی انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔ اس کا ذکر بھی دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمان صاحب نے کیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی کو انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا!

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب . . . . کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔" (مکالمۃ الصدرین صث)

جمعیت علماء اسلام انگریزوں کی مالی امداد اور ایماء پر بنائی گئی تھی

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن کی تقریر کا خلاصہ دیوبندی حضرات کے دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور کے شائع کردہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں ان الفاظ میں درج ہے:

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔" (مکالمۃ الصدرین صث)

دیوبندی وہابی مولویوں نے جو انگریزی حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون قرار دیا۔ یہ اسی امداد کا ہی کرشمہ تھا۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی احسن نانوتوی کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

لہ آج کل جمعیت علماء اسلام کے صدر مفتی محمود صاحب ہیں۔ خود ہی ان حضرات کی غیرت و حمیت کا اندازہ لگالیں۔

انگریزوں کی حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے

"۲۲ مئی کو نمازِ جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۵۰)

انگریزوں کی حمایت میں اس تقریر کا جو اثر لوگوں پر ہوا اُس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگادی۔ اور تمام مُسلمان مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۵۱)

حالی سے انگریزوں کی تعریف

الطاف حسین حالی نے بھی انگریزوں کی تعریف میں اشعار لکھے ہیں چنانچہ "کلیاتِ نظمِ حالی" میں حالی نے "مژدہ قدوم حضور شاہزادہ ویلز در ہندوستان" کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ:

مژدہ ہو اہلِ مشرق دن پھرے تمہارے — مشرق سے سوئے مشرق آیا ہے مہرِ تاباں
گلہ کی اپنے لینے آیا خبر کہاں سے — ہے ایسے گلہ بان پر گلہ کی جان قربان
ہندوستان بھی تجھ سے کچھ آج کل نہیں کم — اے معدنِ بزرگی اے خاکِ انگلستان
تیرے نصیب کا تو کیا پوچھنا ہے لیکن — ہندی بھی اِن دنوں ہیں قسمت پہ اپنی نازاں
مہمان ہے آج ان کا اُس شاہ کا ولی عہد — ہوتے زمیں کے سلطان جھکتے ہوتے ہیں مہمان

(کلیاتِ نظمِ حالی ص۱۳)

اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے

جن حضرات کی رگ رگ میں انگریز کی وفاداری اور نیاز مندی سمائی ہو۔ اور جو کبیر السن ہونے کے باوجود انگریزوں کی خدمت اور ان کے مشن کو کامیاب اور کامران کرنے کے لیے والینٹری طور پر اپنے آپ کو پیش کرنے کا جذبہ رکھیں وہ حضرات پاکستان کے کیسے خیر خواہ اور محب ہوں گے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے۔ اور کانگریس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت وجماعت کی کوششوں سے جب پاکستان معرضِ وجود میں آگیا اور وہابی مولویوں کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا تو پھر انہوں نے عوام میں اپنا منہ دکھانے کے لیے اپنے آپ کو پاکستان کا بھی خواہ اور خیر خواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی! اور وہابیوں نے اُن حضرات کو اپنی جمعیت کا امیر اور ناظمِ اعلیٰ مقرر کردیا جیسا کہ مولوی داؤد غزنوی اور مولوی اسماعیل سلفی یہ دونوں حضرات کانگریسی تھے۔ اول الذکر مرکزی جمعیت کے امیر اور آخر الذکر جمعیت کے ناظمِ اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

پاکستان کی مخالفت میں وہابی علماء اور عوام کا کردار

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے ۲۷ مئی ۱۹۴۹ء کو لاہور میں جمعیت وہابیہ مغربی پاکستان کے اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے واضح طور پر اس حقیقت کی قلعی ان الفاظ میں کھولی ہے:

(۱) بہت سے اہلحدیث علماء اور عوام و امراء کانگریس کا ساتھ دیتے تھے اور تقسیم نہیں چاہتے تھے۔

(۲) بعض اہلحدیث علماء اور بہت سے عوام احراری تھے۔ وہ کانگریس

کے ساتھی تھے یا نہ لیکن بہرحال مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔

(۳) اسی طرح بہت سے اہلحدیث خاکسار تھے۔ یہ بھی کانگریس کے موافق ہوں یا نہ ہوں لیکن مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔

(۴) بہت سے متوسط درجے کے اہلحدیث عوام اور بعض علماء اور انگریزی دان وکلاء مودودی تھے۔ جو اپنا نام اسلامی جماعت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ کانگریس کے خلاف آواز اٹھاتے تھے لیکن انہوں نے عملی طور پر مسلمانوں کی عام جماعت مسلم لیگ کو بھی ووٹ نہ دیا۔

(احتفال الجمہور ص۱۲)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کانگریس اور مسلم لیگ میں سے کس میں شرکت کی جاتے کا سوال ہوا تو مولوی صاحب نے اس کے جواب میں واضح الفاظ میں مسلم لیگ کی حمایت نہ کی تھی۔ وہ سوال وجواب دونوں درج ہیں۔

س:۔ آج کل ہندوستان میں دو پارٹیاں (جماعتیں) کانگریس و مسلم لیگ کا ہر چہار طرف شور وغوغا ہے۔ اور دونوں پارٹیوں میں ہمارے چوٹی کے علمائے کرام و رہنمائے ملت (ہندوستان کے پالٹیکس میں جو بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں) شامل ہیں۔ اور کام کر رہے ہیں دونوں جماعتیں اپنی اپنی جماعت میں شامل کرنے کو مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ جواب طلب یہ کہ موجودہ انقلاب کے دور میں اپنے مذہب اسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو عموماً اور جماعت اہلحدیث کو خصوصاً کس کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آیا کانگریس میں یا مسلم لیگ میں۔

ج۔ عام ملکی حالات میں جس قدر مذہب اجازت دے اس جماعت

کے ساتھ ہو جاؤ۔ جو مفادِ عامہ کے لحاظ سے اچھا کام کرے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ء)

اخبار اہلحدیث امرتسر میں اہلحدیث کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کی کارروائی شائع ہوئی ہے جس میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"کانگریس کے گرم ممبر اپنا مافی الضمیر کھلے لفظوں میں ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہم پورن سوراجیہ (مکمل آزادی اندرونی اور بیرونی) حاصل کریں گے۔ گول میز کانفرنس لندن میں ایسی تقریریں بکثرت ہوتی رہیں۔ ہماری غرض اس نوٹ لکھنے سے یہ ہے کہ کانگریس نے اپنا مافی الضمیر بتانے میں کوئی بخل یا فریب سے کام نہیں لیا۔ اور نہ اس دعوائے میں اس نے تبدیلی کی کہ میں کل ہندوستانیوں کی قائم مقام ہوں۔

آج کل جبکہ کانگریس اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ اور اپنے مقصد میں قریباً کامیاب ہو چکی ہے۔ اب اس کی مخالفت کرنا ہمارے (وہابیوں) کے خیال میں چنداں مفید نہیں ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر ص۱۵ ۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

ناظرین! مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بعد وہابیہ کے مولوی عبدالقادر قصوری کا بھی کردار پڑھ لیں۔

مولوی عبدالقادر قصوری[1]

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبدالقادر قصوری بھی کانگریسی تھے۔ جس کا تذکرہ وہابیہ کے مولوی احسان الٰہی ظہیر کے اپنے ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں "مولانا عبدالقادر قصوری" کے ہیڈنگ سے ابوسلمان شاہجہان پوری کے شائع کردہ مضمون میں اس طرح ہے :-

"(مولوی عبدالقادر قصوری) پنجاب خلافت کمیٹی کے صدر تھے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے بھی وہ مدت تک صدر رہے تھے۔ اور جب تک وہ اپنی صحت کی بنا پر کنارہ کش نہیں ہوتے۔ آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔

(ترجمان الحدیث ص۵۵ مئی۔ جون ۱۹۷۲ء)

وہابیوں کے ممدوح مولوی غلام رسول مہر نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق لکھا ہے کہ :

"مولوی عبدالقادر قصوری..... نے سالہا سال تک کانگریس کی خدمت کی۔ اور پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ بلاخوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں کانگریس کو ان سے زیادہ مخلص، صاحب ایثار اور بے غرض رہنما آج تک نہیں ملا۔"

(ترجمان الحدیث ص۵۸ مئی۔ جون ۱۹۷۲ء)

---

[1] مولوی عبدالقادر قصوری وہابیہ نجدیہ کی موجودہ جمعیت کے امیر مولوی معین الدین لکھوی کے والد ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

غلام رسول مہر مزید لکھتے ہیں کہ :-

"انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت سی خدمات[1] انجام دیں۔ اگرچہ نہرو رپورٹ کے وقت ان کا مسلک ہمارے نزدیک صحیح نہیں رہا تھا"

(ترجمان الحدیث ص۵۵ مئی، جون ۱۹۷۳ء)

ابو سلمان شاہجہان پوری نے اپنے مضمون میں مولوی عبدالقادر قصوری کی سیاسی معاملات یعنی کانگریس کی حمایت اور معاونت کو وہابیہ کے اکابر کا ہی اندازِ فکر قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ملک کے سیاسی معاملات میں ان کا اندازِ فکر وہی تھا جو جماعت اہلحدیث کے دوسرے اکابر کا تھا" (ترجمان الحدیث ص۵۵ مئی، جون ۱۹۷۳ء)

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے ممدوح شورش کاشمیری نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق کہا ہے۔

"انجمن پنجاب میں مولانا آزاد[2] کا نائب سمجھا جاتا تھا"

(ترجمان الحدیث ص۶۱ مئی، جون ۱۹۷۳ء)

دیوبندیوں کے مولوی سلیمان ندوی نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ :-

"خلافت، حجاز اور کانگریس میں بیش از بیش حصہ لیا"۔

(ترجمان الحدیث ص۶۲ مئی، جون ۱۹۷۳ء)

---

[1] غلام رسول مہر تو کانگریس کی حمایت کرنے والے مولوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت سی خدمات سرانجام دیں مگر وہابیہ کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ کانگریسی علماء دس کروڑ مسلمانوں کی تباہی کا بوجھ اٹھا رہے ہیں (پیغام ہدایت ص۱۰۰)

[2] یہ ہر ایک ذی علم پر واضح ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد کٹر کانگریسی تھے۔ لہٰذا پنجاب میں ان کے نائب قصوری بھی کٹر کانگریسی تھے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

مولوی داؤد غزنوی کانگریسی

وہابیہ نجدیہ کے مشہور خاندان غزنوی کے ایک فرد تھے۔ جو کہ مولوی عبد الجبار غزنوی کے بیٹے تھے۔ غزنوی صاحب اپنے دادا عبد اللہ غزنوی کی طرح تحریکِ پاکستان کے مخالف انگریزوں کے حامی تھے۔ احرار اور کانگریس کے ہمنوا تھے۔ اور انہی لیڈروں میں ان کا شمار ہے۔ ان جماعتوں کا تحریکِ پاکستان کے سلسلہ میں جو کردار رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ تب بھی ایک مؤرخ کی تحریر سے اس کو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ مؤرخ عاشق حسین بٹالوی سے لکھتے ہیں کہ :

غزنوی تحریکِ پاکستان کے مخالف تھے

جو قوم داؤد غزنوی کو بھی تحریکِ پاکستان کا مجاہد کہتی ہے۔ اسے تاریخ لکھنے یا لکھوانے کا کوئی حق نہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ مرے ہوؤں کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیئے تو جناب تاریخ تو مرے ہوؤں کے اعمال و کردار ہی کے ذکر سے بھری ہوئی ہے۔ اگر ہم نے مرے ہوؤں کے ذکر سے زبان بند کر لی۔ تو تاریخ نویسی کیسے ہو گی۔ کاش آج حمید نظامی ہوتے تو آپ کو بتاتے کہ داؤد غزنوی کا رول کیا تھا ؎

کِسی تبکدے میں کروں بیاں تو کہے صنم بھی ہری ہری

دیانت و امانت اور کریکٹر کے اعتبار سے داؤد غزنوی تو خضر حیات ٹوانہ کے جوتے سیدھے کرنے کے اہل نہ تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء)

داؤد غزنوی ہندو قوم سے مایوس نہیں

وہابی مولوی عنایت اللہ اثری وزیر آبادی حال مقیم گجرات اپنی جماعت کے معتدر شخصیت داؤد غزنوی کی ہندو نوازی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ :

"مولوی داؤد صاحب اپنی قوم (وہابیہ) سے سخت مایوس ہیں لیکن ہندو قوم کانگریس سے مایوس نہیں۔ صبح و شام ان کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اپنی جماعت

کا کوئی کام نہیں اور درس تک بھی نہیں۔ حالانکہ بورڈ لگا رکھا ہے کہ یہاں روزانہ درس ہوتا ہے۔ جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔ (الجنبر یا البلیغ ص۱۲۵ ج ۱)

مولوی اسماعیل کانگریسی!

ناظرین! وہابیہ کی مرکزی جمعیت کے امیر کے بعد ان کی مرکزی جمعیت کے ناظمِ اعلیٰ جو کہ بعد میں مرکزی جمعیت کے امیر بھی تھے جن کا نام اسماعیل سلفی تھا۔ ان کا ذلت آمیز کارنامہ ہندوؤں اور سکھوں کو خوش کرنے کے لیے جو سر انجام دیا۔ قیامت تک کے وہابی اپنے چہرے سے اس بدنما داغ کو مٹا نہیں سکیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں!

اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ کا مُردہ سبھاش چندر کی صدارت میں تقریر کرنا

غیر مقلدین وہابیہ کی انجمن مفاد المسلمین سیالکوٹ کے صدر نے اپنے شائع شدہ پمفلٹ "حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں" میں مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کو کٹر کانگریسی لکھ کر ان کے ایک شرمناک کارنامے کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

"مولوی محمد اسماعیل صاحب وہ کانگریسی ہیں جو مردہ سبھاش چندر بوس کے فوٹو کی صدارت میں تقریر کر چکے ہیں۔ ایسے موحد ہیں جو بُت کی صدارت میں تقریر کریں۔ (حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں ص۵)

کانگریس اور انگریزوں کی حکومت

کانگریس دراصل انگریزوں کی حکومت کو مضبوط کرنے کا ایک پلیٹ فارم تھا۔

کانگریس کے نمائندے انگریزی حکومت کے پُرزے تھے۔ یہ کسی اہلسنت وجماعت کے ذی علم بزرگ کا فیصلہ نہیں بلکہ وہابی معمر اور مقتدر شخصیت کا فیصلہ ہے۔ اور وہ شخصیت شہر سیالکوٹ کے مولوی ابراہیم صاحب میر ہیں۔ چنانچہ میر صاحب لکھتے ہیں:

"جو جماعت (کانگریس) اس وقت یہ دعوٰی کرے کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس کی شب وروز کی تگ و دو اسمبلیوں کے مقابلہ میں اپنے آدمی بھرتی کرنے میں صرف کرتی ہو۔ جہاں پر انگریزی قانون کو جاری کیا جائے گا۔ وہ جماعت پبلک کو دھوکا دیتا ہے۔ اور لوگوں کی عقل کی آنکھ میں خاک ڈالنا چاہتی ہے۔ معمولی سوچ کا مقام ہے کہ یہ لوگ حکومتِ انگریزی کی مشین کے پُرزے بنیں گے یا اُس مشین کے توڑنے والے ہیمر (ہتھوڑے)؟

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ لوگ حکومتِ انگریزی کی مشین کے پُرزے بنیں گے تو اب اُن کا یہ دعوٰی کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں صریحًا دھوکا ہے۔ جس سے وہ عوام میں جوش پھیلا کر اپنے شکم پرور مطالب پورے کرنا چاہتے ہیں۔" (پیغامِ ہدایت ص۲۹)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے فرقہ کے کانگریسی مولوی ابوالقاسم بنارسی کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے کانگریس کا اصل مقصد بیان کرتے ہیں کہ:

"اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اپنی قوم کے بہترین دماغوں کو انگریزی سیاست کے ماتحت غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا ہے۔"

(پیغامِ ہدایت ص۸۰-۷۷)

مولوی ابوالقاسم بنارسی کانگریسی

یہ بھی وہابیہ نجدیہ کی ممتاز شخصیتوں میں سے ہیں۔ امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ان کے بہت مداح ہیں۔ یہ بھی کانگریس کی ترویج و تشہیر اور اس کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پیش پیش تھے۔ ہندوؤں، سکھوں اور کانگریسی اخباروں نے ان کے بیانات کو بہت عمدہ انداز میں شائع کیا۔ بنارسی صاحب نے پاکستان کے بنانے کی جس شد و مد سے مخالفت کی ہے وہ بنارسی کے ہمعصر اور ہم مسلک مولوی ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی کے بیان سے پیش کر دینا وہابیوں کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے جو کہ یہ ہے:

پاکستان کا نعرہ ڈھونگ ہے

مولوی ابوالقاسم صاحب نے کہا کہ پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے۔ نیز یہ کہا کہ یہ وہ لفظ ہے جو اب تک شرمندۂ معنٰی نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا کہ پاکستان پیش کرنے والوں نے اب تک پاکستان کی صحیح تعریف نہیں کی۔ پھر یہ کہا کہ ہندوستان میں پاکستان کا تحقق ممکن نہیں۔" (پیغام ہدایت ص۸)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"مولوی ابوالقاسم صاحب کی یہ عبارت ہندوؤں، سکھوں اور کانگریسی اخباروں کی صدائے بازگشت ہے۔ جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی کہہ دیا۔" (پیغام ہدایت ص۹)

بنارسی گاندھی اور نہرو کی آواز کے لاؤڈ سپیکر ہیں

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے فرقہ کے مولوی ابوالقاسم بنارسی کو گاندھی اور نہرو کی آواز کا لاؤڈ سپیکر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ آواز گاندھی جی اور پنڈت نہرو صاحب کی ہے۔ مولوی ابوالقاسم صاحب ان کی آواز کے لاؤڈ سپیکر ہیں۔ اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ مسٹر گاندھی جی پکارتے ہیں کہ پاکستان کی تعریف معلوم نہیں۔ پنڈت نہرو صاحب بھی واویلا مچاتے ہیں۔ کہ تعریف معلوم نہیں۔ آریہ اور کانگریسی اخبار لاہور وغیرہ مقامات کے بھی یہی شور اٹھاتے ہیں کہ ابھی تک اس کی تعریف پیش نہیں ہوسکی۔ سکھ الگ چلا رہے ہیں کہ ہم پاکستان نہیں بننے دیں گے۔" (پیغام ہدایت ص۸۲)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے بنارسی صاحب کے متعلق بھی واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"مولوی ابوالقاسم صاحب گورکھشا والے پرانے کانگریسی ہیں۔"

(پیغام ہدایت ص۸۲)

کانگریس میں وہابی مولویوں کا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا وہابیہ کی تحریروں سے واضح ہے۔ اب ان کانگریسی مولویوں پر وہابیوں کی شہرہ آفاق شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابراہیم میر کا فتوے

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے اپنے رسالہ "پیغام ہدایت" میں نمایاں حروف میں یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ:

"کانگریسی علماء دس کروڑ مسلمانوں کی تباہی کا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔" (پیغام ہدایت ص۱۰۸)

وہابیوں کو مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کی نصیحت

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اپنے فرقہ کے لوگوں کو اپنے

مولویوں کے دھوکہ سے باخبر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے اپنے کانگریسی مولویوں سے بھی آگاہ کرتے ہیں کہ :

"اہلحدیث جماعت اپنے ناقص العلم۔ غیر محتاط۔ نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھاتے، کیونکہ ان میں بعض تو پُرلے خارجی اور بے علم محض ہیں۔ اور بعض کانگریسی ہیں۔" (احیاء المیت ص۱۲)

پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

عارفِ کامل اعلحضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آف گولڑہ شریف سے کسی نے کانگریس میں شامل ہونے کے متعلق فتویٰ پوچھا۔ اُس کا جواب جو آپ نے تحریر فرمایا وہ فتاویٰ مہریہ میں درج ہے۔ ناظرین کے لیے وہ سوال اور جواب دونوں درج ذیل ہیں۔

سوال :۔ کیا مسلمان کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیئے یا نہ ؟

جواب : مکرمی شاہ صاحب۔ وفق اللہ تعالیٰ الجانبین لما یحب ویرضیٰ تسیم۔ استدعاء دعاء۔ میری رائے میں یہ شمولیت اسلام کے برخلاف اور ناجائز ہے۔ العبد دعاگوئی و دعاجوئی از گولڑہ بقلم خود۔

ناظرینِ کرام ! کانگریس کی بنیاد مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی پر نہ تھی۔ بلکہ اُس کا مقصد انگریز کو مضبوط کرنا تھا۔ جیسا کہ چوہدری حبیب احمد صاحب نے اپنی کتاب "تحریکِ پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" میں مسٹر ستیہ پال کی کتاب کے حوالہ سے شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اُس کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں :

کانگریس کے قیام کا مقصد کیا تھا

مسٹر ستیہ پال جو کہ کانگریس کے ساٹھ سال کے مؤلف کے الفاظ سُنیئے :۔

"مسٹر ہیوم نے کانگریس کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان کی بہتری کے لیے نہیں بلکہ برٹش راج کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے مسٹر ہیوم کا کوئی کتنا

ہی شکریہ کیوں نہ ادا کرے۔ کہ انہوں نے ایک ایسی تنظیم کی بنا ڈالی۔ جو اپنی کوششوں سے شاہ بلوط کے درخت کی طرح پروان چڑھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر ہندوستانی اس بات کو ملحوظ رکھے۔ کہ اس کی پشت پر بیرونی حکومت کے جوئے سے آزاد کرانے کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ یہ کہ برٹش حکومت کی جڑیں ہندوستان میں اور مضبوط و مستحکم ہوں۔ تاجِ برطانیہ سے وفاداری کانگریس کا مذہبی فریضہ تھا۔ تعلیم یافتہ برٹش طرزِ حکومت کا دلدادہ تھا۔' (کانگریس کے ساٹھ سال ص۱۱۱)

کانگریس کا دوسرا اجلاس

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں دادا بھائی نوروجی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کا اجتماع جس کا ہر فرد برٹش حکومت کی نعمتوں سے واقف ہے۔ کسی ایسے مقصد کے لیے منعقد ہو سکتا ہے۔ جو حکومت کے خلاف ہو؟ اس حکومت کے جس نے ہم کو یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔ ہم کو صاف طور سے اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ ہم سر سے پیر تک وفادار ہیں۔'
(کانگریس کے ساٹھ سال مؤلفہ ستیہ پال ص۱۲۔ بحوالہ تحریکِ پاکستان اور نیشنلسٹ علماء مصنفہ چودھری حبیب احمد ص۲۵۹، ۲۶۰)

کانگریس کے انگریز صدر

کانگریس کا بانی ہی انگریز نہ تھا بلکہ اس کے متعدد اجلاسوں کی صدارت انگریز کرتے تھے۔ ۱۸۸۸ء میں الہ آباد کے اجلاس کی صدارت مسٹر جارج دیول نے کی۔ سر ولیم ویڈر برن انڈین سول سروس کے آدمی تھے۔ ۱۸۸۷ء میں انہوں نے پنشن لی۔ اور ۱۸۸۹ء میں انہوں نے بمبئی کے اجلاس کی صدارت کی جس میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبر اور انگلستان کے مشہور خطیب چارلس بریڈ نے شرکت کی پھر ۱۸۹۴ء میں پارلیمنٹ کے ایک دوسرے ممبر ویبا نے کانگریس کے اجلاس کی صدارت کی مسلم لیگ کے قیام سے صرف دو سال قبل یعنی ۱۹۰۴ء میں بمبئی کے اجلاس کی صدارت سر ہنری کاٹن

نے کی۔ جو انڈین سول سروس کا آدمی اور آسام کا چیف کمشنر رہ چکا ہے۔"

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۲۶۱،۲۶ از چوہدری حبیب احمد)

برطانیہ کی کانگریس نوازی

مسلم لیگ کے قیام کے وقت انگریز اور کانگریسی لیڈروں میں اس قدر باہمی موانست تھی کہ جو ہندوستانی کانگریس کے اجلاس کی صدارت کرتا یا اس کے اندر کوئی اہمیت حاصل کرتا وہ فوراً یا تو ہائی کورٹ کا جج بنا دیا جاتا یا وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر نامزد ہو جاتا۔ چنانچہ سر ایس براہمانیہ ایر، وی کرشنا سوامی ایار، سر سنکرن میر، مسٹر راما سام کانگریس کے عہدے حاصل کر کے حکومت کی کلیدی آسامیاں حاصل کرتے رہے۔ سر ایم کرشنا میر کانگریس میں نمودار ہوئے۔ اور لاء ممبر بنا دیئے گئے۔ اس طرح مسٹر چنداورکار این۔ ایم۔ سمراتھ اور مسٹر جی۔ این باسو اور سر جمنا لال سیتو کانگریس کے پلیٹ فارم ہی سے عہدوں تک پہنچے۔ مسٹر ایس۔ آر داس نے ۱۹۰۵ء میں کانگریس میں ایک زوردار تقریر کی۔ اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن نامزد کر دیئے گئے۔ مسٹر ایس سنہا کو صرف کانگریس کے اہم لیڈر ہونے کی بنا پر بہار کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا گیا۔ سر فیروز شاہ مہتا کو لارڈ کرزن ۱۹۰۵ء میں سر کا خطاب دیا۔ جو کانگریس کے بہت بڑے لیڈر تھے۔ اور سری نواس ساستری کو محض کانگریس کا لیڈر ہونے کی وجہ سے لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد کیا۔

برطانیہ کی کانگریس نوازی کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۰۸ء میں جب کانگریس کونشن کا اجلاس مدارس میں ہوا تو اس وقت کے گورنر سر آرتھر لالی نے اپنے خیمے کانگریس کے اجلاس کے لیے عطا فرمائے۔ ان تمام واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ مسٹر ستیہ رامیہ پتا بھائی نے اپنی کتاب ہسٹری آف دی کانگریس (History of the Congress) میں درج کیا ہے۔"

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۲۶۲،۲۶۱ مطبوعہ البیان چوک انار کلی لاہور)

مسلم لیگ اور دیوبندی، مودودی

مُسلم لیگ میں شرکت اکابر دیوبند کے مسلک اور تعلیمات کے خلاف ہے دیوبندیوں کے اکابر نے بھی مسلم لیگ کی مخالفت کی۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی کے متعلق مولوی عبدالاحد سورتی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"محمد ظفر احمد تھانوی اور مولوی شبیر علی تھانوی کا مسلم لیگ میں شرکت کرنا ہمارے اکابر (دیوبندی اکابر) خصوصاً حضرت تھانوی کے مسلک اور تعلیمات کے برخلاف ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے حضرت (تھانوی) کے مشہور خلفاء مولانا سید سلیمان صاحب مولانا خیر محمد صاحب، مولانا محمد عبدالجبار صاحب مولانا محمد طیب صاحب مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ وغیرہم کی (مسلم لیگ میں) عدم شمولیت اس کی روشن دلیل ہے"
(اشرف الافادات ص۱۸)

مسلم لیگ کی مخالفت کرنا دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا ہے کہ موجودہ لیگ خالص اسلامی جماعت اور مذہبی و شرعی تنظیم سوادِ اعظم تسلیم نہیں کی جاسکتی۔"
(اشرف الافادات ص۸)

مسلم لیگ بددین جماعت ہے دیوبندیوں کے مولوی عبدالجبار نے مسلم لیگ کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی کے نظریہ کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ کہ :

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت حکیم الامت (اشرف علی) مسلم لیگ جیسی بد دین جماعت کی حمایت کریں۔"

(اشرف الافادات ص۱۸ مطبوعہ دہلی)

لیگ کی تائید اور شرکت کسی طرح گوارا نہیں

"فی الواقع حضرت مولانا . . . . . موجودہ لیگ کی شرکت اور تائید کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔" (اشرف الافادات ص۱۹)

علماء تھانہ بھون نے مسلم لیگ کی مذمت کی

جب دعوت الحق بمبئی کی جانب سے شرکت لیگ اور اس کی حمایت کی استدعاء اور درخواست کی گئی تو علماء تھانہ بھون (دیوبندی) نے بالاتفاق لیگ کی مذمت فرمائی" (اشرف الافادات ص۲۰)

مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سؤر ہیں

دیوبندیوں کے مولوی عطاء اللہ بخاری نے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں۔"

(چمنستان ص۱۶۵ مصنفہ مولوی ظفر علی خاں)

احرار اور مسلم لیگ کی مخالفت

(احرار) اور مسلم لیگ کے درمیان کامل مغائرت تھی۔ اور مسلم لیگ کے پاکستان کو انہوں نے کبھی قبول نہ کیا تھا جس زمانے میں مسلم لیگ قائد اعظم رح کے زیر قیادت پاکستان کے لیے جدوجہد کر رہی تھی۔ احرار برابر مسلم لیگ کی ممتاز شخصیتوں کو مغلظات سنا رہے تھے۔ اور ان پر غیر اسلامی زندگی بسر کرنے کے الزام عائد کر رہے تھے۔ ان کے نزدیک لیگ اسلام کی طرف سے محض بے پرواہی نہ تھی بلکہ دشمنِ اسلام تھی۔ ان کے نزدیک "قائد اعظم" "کافرِ اعظم" تھے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۳)

مودودی صاحب مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت

مودودی صاحب بھی پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ انہوں نے پاکستان بنانے کا مطالبہ کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا بلکہ کھلے بندوں مخالفت کی ہے جیسا کہ ان کی تحریریں شاہد ہیں:

مودودی نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا

مودودی صاحب نے خود بھی اپنی تحریروں میں اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ:

"مسلم لیگ کی حمایت میں اگر کبھی کوئی لفظ میں نے لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے۔"

ایک دوسرے شمارہ میں مولوی صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ ہم تقسیم ملک کی جنگ سے غیر متعلق رہے۔" (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۱ء)

مودودی صاحب نے اپنی کتاب سیاسی کشمکش حصہ سوم میں لکھا ہے کہ:

"افسوس کہ لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنے و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔" (سیاسی کشمکش ص ۳۷ ج ۳)

مودودی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد میں ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو۔" (سیاسی کشمکش ص ۹۳ ج ۳)

قیام پاکستان کا مطالبہ وقت ضائع کرنیکی حماقت ہے: مودودی صاحب

مزید گُل افشانی کرتے ہیں کہ :

• اس نام نہاد مسلم حکومت کے انتظار میں اپنا وقت ضائع کرنے یا اس کے قیام میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں۔
(سیاسی کشمکش ص۱۷۱ ج ۳)

مودودی کا تحریکِ پاکستان کی مخالفت کرنا

زیڈ۔ اے سلہری نے لکھا ہے کہ :

"اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ عوام میں عام تاثر یہ تھا کہ علمائے کرام نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی ہے۔ جمعیت العلمائے ہند[1] نے تو ضرور زور شور سے مخالفت کی تھی۔ اس لیے عوام کی نظروں میں علماء کا وقار مجروح ہوا تھا۔ اور اس مسندِ عزت پر فائز نہ رہے تھے جو ان کے لیے مخصوص تھی۔ پھر خود جماعتِ اسلامی کا کردار جو نظامِ اسلام کی سب سے بڑی نقیب تھی۔ محلِ نظر تھا۔ جمعیت کے متعلق تو یہ کہا جاتا تھا۔ کہ وہ سرے سے دو قومی نظریے کی ہی مخالف ہے۔ اور اس لیے تحریکِ پاکستان کی مخالفت اس کے طرزِ فکر کا لاحقہ تھا لیکن مولانا مودودی تو دو قومی نظریے کے مبلغ رہے تھے۔ ان کی طرف سے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی کیا تک تھی۔ چونکہ پاکستان کا ظہور تازہ تازہ تھا۔ اور ابھی ماضی پوری طرح فراموش نہ ہوا تھا۔ جب جماعتِ اسلامی نے ملک بنتے ہی نظامِ اسلام کا نعرہ لگایا تو اسے خالص سیاسی حربے کی نوعیت دی گئی اور خلوص سے عاری سمجھا گیا ورنہ کہا گیا اگر جماعت کو نظامِ اسلام کے قیام کا اتنا خیال تھا تو اس نے تحریکِ پاکستان میں کیوں نہ حصہ لیا۔" (نوائے وقت ص۷، ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء)

---

[1] دیوبندیوں کے نورالحق قریشی نے مفتی محمود صاحب کو ۱۹۲۳ء میں جمعیت علماء ہند کا کرنسلر لکھا ہے (فقیر قادری)

زیڈ۔ اے سلہری ہی لکھتے ہیں کہ:

"اپنی جگہ مجھے ہمیشہ اس بات کا قلق رہا ہے کہ مولانا مودودی نے تحریکِ پاکستان میں شرکت نہیں کی۔" (نوائے وقت ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء)

بانیانِ پاکستان کی نیت پر حملہ

زیڈ۔ اے سلہری نے مودودی صاحب کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:

"محترمی مولانا مودودی نے بانیانِ پاکستان کے بارے میں شکایت کی ہے۔ لیکن مولانا نے شکایت سے تجاوز کر کے بانیانِ پاکستان کی نیت پر بھی حملہ کیا ہے کہ ان کا مقصد ہی نہ تھا کہ نظامِ اسلام قائم ہو۔ اور اس طرح انہوں نے قوم کو دھوکہ دیا۔ ہفت روزہ طاہر کی رپورٹ میں انگریزی لفظ فراڈ (FRAUD) درج ہوا۔ اس بیان سے پوری تحریکِ پاکستان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، اور اس کے مویدین اور مخالفین کا کردار کھُل کر سامنے آ جاتا ہے۔" (نوائے وقت ۱۹۷۶ء)

قارئینِ حضرات! مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں آپ نے نام نہاد مفکرِ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ کا پاکستان کے متعلق کردار ملاحظہ فرمایا۔ آج سب سے زیادہ پاکستان کے محب بنے بیٹھے ہیں۔ اور جماعتِ اسلامی اس حقیقت (کہ مودودی صاحب نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی تھی) کا صریحاً انکار کرتے ہیں ؎

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ!
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

"قائدِ اعظم کافرِ اعظم ہے!"

احرار کے ہر لیڈر نے اپنی ہر اہم تقریر میں مسلم لیگ پر تنقید کی۔ اس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی۔ یہاں تک کہ قائدِ اعظم کو بھی نہ چھوڑا۔ انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر

مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے۔ جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔

ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائدِ اعظم ہے کہ ہے کافرِ اعظم

رئیس احمد جعفری نے بھی "حیاتِ محمد علی" نامی کتاب میں دیوبندی احراری مولویوں کا قائدِ اعظم محمد علی جناح کو کافرِ اعظم کہنا درج کیا ہے۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں دیوبندیوں کی جماعت احرار کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:

"ان کے نزدیک لیگ اسلام کی طرف سے محض بے پرواہی نہ تھی بلکہ دشمنِ اسلام تھی۔ ان کے نزدیک قائدِ اعظم کافرِ اعظم تھے"
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

قارئین کرام! دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں نے قیامِ پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی سرتوڑ مخالفت کی۔ اور استہزا اُڑایا۔ اسٹیجوں پر نظریۂ پاکستان کو طنزیں کیں۔ اور پاکستان کے متعلق نہایت ہی رذیل قسم کے الفاظ استعمال کیے۔ جو کہ کتابوں میں موجود ہیں۔ چند ایک حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں۔

احرار پاکستان کے مخالف تھے | دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا۔ کہ:

"احرار پاکستان کے مخالف تھے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

پاکستان کی پ بھی کوئی نہیں بنا سکتا | مولوی عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے پسرور ضلع سیالکوٹ میں

لہ دیوبندیوں کے لیڈر عطاء اللہ بخاری تو خود علمِ غیب کا دعوے کرتے ہوتے یہ کہیں کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بنا سکے مگر امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ ان کو کل کی اور دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں۔ ع
ارے تجھ کو کھاتے تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :

" اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

پاکستان ایک بازاری عورت ہے

دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری نے لاہور میں اپنی ایک تقریر میں کہا کہ :

" پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے ۔"
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۵)

احراریوں کے صدر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ :

" احرار کا نظریہ بھی وہی تھا جو کانگریس کا نظریہ تھا ۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۹)

پاکستان پلیدستان ہے[1]

دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ہی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لیے "پلیدستان" کا لفظ استعمال کیا ۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۵)

پاکستان نہیں بلکہ خاکستان

احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء میں علی پور کی احرار کانفرنس میں اپنی تقریر میں ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا ہے کہ :

---

[1] دیوبندی تو پاکستان کو پلیدستان اور خاکستان کے لفظوں سے یاد کریں مگر اہلسنت و جماعت کے مقرر شہیر عمی الفاضل علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی مدفیوضہ نے متحدہ ہندوستان کے بمبئی، دہلی اور کلکتہ جیسے شہروں کے عظیم اجتماعات میں شعر پڑھا ۔

؎ پاک اللہ پاک احمد پاک جسم و جان ہو !
کیوں نہ رہنے کے لیے بھی ملک پاکستان ہو

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

"مسلم لیگ کے لیڈر" بے عملوں کی ٹولی" ہیں جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں۔ اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں۔ اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

پاکستان ایک سانپ ہے

"ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں۔ سچ ہے پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے۔ جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔" (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۴۸۸)

نعرۂ پاکستان ایک سٹنٹ ہے

احراری مولوی مظہر علی اظہر نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر میں ایک بیان دیا کہ:

"مسلم لیگ کا نعرۂ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے۔ اور میں نہ مسٹر جناح کو قائد اعظم مانتا ہوں نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ تسلیم کرتا ہوں"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

غیر مقلدین کے مولوی ابو القاسم بنارسی نے بھی یہی کہا ہے کہ:

"پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے نیز یہ کہا کہ یہ وہ لفظ ہے جو اب تک شرمندۂ معنی نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا کہ پاکستان پیش کرنے والوں نے اب تک پاکستان کی صحیح تعریف نہیں کی۔ پھر یہ کہا کہ ہندوستان میں پاکستان کا تحقق ممکن نہیں"۔ (پیغام ہدایت ص ۸ مصنفہ مولوی ابراہیم میرا)

پاکستان کی تجویز کو ناپسند کرنا

اگرچہ احراری کانگریس سے الگ ہو گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تقسیم ملک تک برابر کانگریس سے سازباز کرتے ہی رہے۔ مجلس احرار کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں پاکستان کی تجویز کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور بعد میں بعض احرار

لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو مولانا داؤد غزنوی نے اخباروں میں ایک بیان شائع کرایا جس میں احرار کے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ وہ اپنے آپ کو کانگریس میں جذب کر دیں گے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۱۰)

مسلمانوں کیلئے نظریۂ پاکستان سراسر مضر ہے

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کے سامنے کہا کہ:

"پاکستان کی صورت میں جو نقصانات ان کے نزدیک تھے وہ ذرا البسط کے ساتھ بیان کیے اور دکھلایا کہ مسلمانوں کے لیے نظریۂ پاکستان سراسر مضر ہے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۶)

تصورِ پاکستان پر طنز اور توہین

چودھری افضل حق احراری لیڈر نے مسلم لیگ کے تصورِ پاکستان کے خلاف بہت سی طنزیہ اور توہین آمیز باتیں کہیں جو "خطباتِ احرار" کے صفحات ۴۱، ۸۲، ۸۳، ۹۹ پر درج ہیں۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۴)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے غیر مقلد، احراری، دیوبندی اور مودودی حضرات کی انگریز نوازی، پاکستان دشمنی، نظریۂ پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت بالکل عیاں ہے۔ جن لوگوں نے قیامِ پاکستان اور مسلم لیگ کی سرتوڑ مخالفت کی ہو۔ اور مخالفت کے باوجود جب پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ اب ان حضرات کو پاکستان میں رہتے ہوتے بھی اس کا پھلنا پھولنا۔ ترقی کی منازل طے کرتے دیکھنا کبھی بھی گوارا نہیں کیونکہ اس کا قیام تو ان کی خواہشات کے بالکل اُلٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان کے ان سے تعلقات منقطع نہیں ہوتے بلکہ ترقی پذیر ہوتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ کے مُربی سعودی حضرات کا کانگریسوں

کے لیڈر نہرو کو مدعو کرنا اور اُس کو عجیب و غریب القاب سے یاد کرنا۔ جب سعودی فرمانروا ہندوستان آیا تو اُس کا گاندھی کی سمادھی (قبر) پر پھول چڑھانا اس حقیقت کی روزِ روشن کی طرح واضح دلیل ہے۔ ان سب حقائق کو باحوالہ پیش کیا جاتا ہے

نجدی وہابیوں کی مُسلم کش کانگریسی لیڈروں سے والہانہ عقیدت

نہرو کے شاندار استقبال کی تیاریاں پنڈت جواہر لال نہرو جب سعودیہ جانا تھا تو اخبارات میں اس کے استقبال کی تیاریوں کے متعلق خبریں اس طرح شائع ہوئیں کہ:

"سعودی عرب میں پنڈت نہرو کی مدارات کا ایسا اِنتظام کیا جا رہا ہے جو الف لیلا کے جاہ و جلال کی یاد تازہ کر دے گا۔ ہر روز طائف کے باغوں سے گلاب کے تازہ پھول طیارہ کے ذریعے ان محلات میں لائے جائیں گے جہاں نہرو قیام کریں گے۔ وزیرِ اعظم (نہرو) اور ان کی پارٹی کے لیے شاہی توشہ خانوں میں خاص اِنتظامات کیے جا رہے ہیں۔ ہوائی مستقر سے ریاض میں شاہ سعود کے نہایت پُرشکوہ محل تک نہرو کو جلوس کی صورت میں لے جایا جائے گا جس کی پیشوائی شاہ کا محافظ دستہ اور موٹر سائیکلوں پر سوار فوجی کریں گے۔ تمام شاہراہوں کو بھارتی اور سعودی پرچموں سے مزیّن کیا جائے گا۔"

(روزنامہ امروز لاہور ۲۱ راگست ۱۹۵۶ء)

نہرو کے لیے دُعائیں مکہ معظمہ کے ایک روزنامے "البلاد السعودیہ" نے پنڈت جواہر لال نہرو کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے اداریہ "بھارتی نہرو کو عرب میں خوش آمدید" میں لکھا ہے کہ:

"سعودی عرب ایک رہنما (نہرو) کو خوش آمدید کہنے میں فخر محسوس

کرتا ہے۔ مسٹر نہرو ایک ایسی شخصیت ہیں جو ہمیشہ پُر امن اور دانشمندانہ پالیسی کے قائل رہے ہیں۔ آخر میں اس اخبار نے دُعا کی ہے کہ امن کا یہ داعی (نہرو) ہزاروں برس جیئے۔

شاہ سعود کی "مؤتمر اسلامی" کے سیکرٹری "کرنل انور سادات" نے بھی سرکاری روزنامے "الجمہوریۃ" میں پنڈت نہرو کو "ایشیائی فرشتہ" بتایا ہے۔ یہ اخبار لکھتا ہے: "اے ایشیا کے فرشتے (نہرو) تم پر سلامتی ہو۔"

آگے چل کر کرنل سادات لکھتے ہیں کہ:

"مسٹر نہرو کی نرم اور ملائم آواز توپوں کی گرج سے کہیں زیادہ باثر ہے کیونکہ یہ سچائی کی علم بردار ہے۔"

(روزنامہ کوہستان لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء)

"سعودی عرب میں نہرو کا مرحبا نہرو رسول السلام اور جے ہند کے نعروں سے استقبال شاہ سعود نہرو کی پنج شیلا پر ایمان لے آئے سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہرو کے استقبال کے لیے عرب (نجدی) عورتیں بھی موجود تھیں۔ یہ خواتین، ٹرکوں اور کیڈیلاک کاروں میں بیٹھی ہوئی مسٹر نہرو کو نقابوں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہی تھیں۔ ریاض پہنچنے پر شاہ سعود نے نہرو کو گلے سے لگا لیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء)

نجدیوں کے نعرہ نہرو رسول السلام پر ہندو اخبار کا تبصرہ

بھارت کے ہندو اخبار "تیج" دہلی مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کے اداریہ میں "خوش آمدید" "پیغمبر امن" کے عنوان کے تحت دوسری باتوں کے علاوہ حسب ذیل فقرے موجود ہیں۔

(۱) پردھان منتری شری جواہر لال نہرو "پیغمبر اسلام کی دُنیا میں پہنچے تو ان کا استقبال "پیغمبر امن" کے نعروں سے کیا گیا۔

(۲) اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ سلامتی کے ہیں پیغمبر اسلام

کے معنے ابھی امن وسلامتی کے "پیغامبر" کے ہیں۔

(۳) پیغمبر اسلام کے ملک کے باسیوں (نجدیوں) نے پنڈت جی کی عزت افزائی کے لیے وہی لفظ منتخب کیا جس پر اسے ناز ہے۔ جس کی وجہ سے دنیائے اسلام میں عرب دیش کی عزت ہے۔

(۴) (پنڈت جی) کے اس دورہ کا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہ تو وقت بتائے گا۔ مگر اس سے کفر اور کافر کے فلسفہ میں تبدیلی ہو گئی تو یہ دورہ کی بہت بڑی فتح ہو گی۔

(نوائے وقت لاہور یکم اکتوبر ۱۹۵۶ء کالم ایڈیٹر کے نام خطوط)

احتشام الحق تھانوی سے مذمت

دیوبندیوں کے مولوی احتشام الحق تھانوی نے بھی نجدی وہابیوں کی اس ہندو نوازی کی مذمت کی ہے جو کہ روزنامہ جنگ نے درج کی ہے۔

"کراچی: ۲۷ ستمبر (سٹاف رپورٹر) مولانا احتشام الحق تھانوی نے آج رات ایک بیان میں کہا ہے کہ سرزمین حجاز کے دارالخلافہ ریاض میں بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کے استقبال پر "مرحبا نہرو رسول السلام" سے جو ننگِ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے۔ ان سے نہ صرف یہ کہ مسلمانانِ عالم کے دینی و ملی جذباتِ غیرت کو ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا ہے۔ بلکہ متولی حرمین شریفین کی اس موحدانہ دینداری کا پول بھی کھل گیا جس کا سارے عالم اسلام میں ڈنکا پیٹا جاتا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ سرزمینِ توحید اور گہوارۂ اسلام میں ایک صنم پرست بلکہ منکرِ خدا اور اللہ کے باغی کو دعوتِ تکریم دینا اور جوارِ رسول میں بسنے والے موحدین مردوں اور عورتوں سے خیر مقدم و استقبال کرانا پاسبانِ حرم کے لیے کہاں تک زیب دیتا ہے۔ یا اس احساسِ ذمہ داری کو کہاں تک پورا کرتا ہے۔ جو حرمین شریفین کی تولیت پر مسلمانانِ عالم کی طرف سے عائد ہوتی ہے۔ خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی شرمناک

اور غیر اسلامی ہے کہ پنڈت نہرو کے لیے "رسول السلام" جیسے اصطلاحی الفاظ استعمال کیے جائیں۔ سعودی عرب کے سفارت خانہ سے جو وضاحتی بیان دیا گیا ہے کہ نامہ نگار عربی کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہے اور رسول سے قاصد کے معنی مراد ہیں۔ نبی کے معنی مراد نہیں۔ میرے نزدیک یہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اور ممکن ہے کہ نامہ نگار عربی کی ابجد سے حقیقت میں واقف نہ ہو لیکن سعودی عرب کے سفارتی ترجمان سے زیادہ واقفِ اسلام ضرور معلوم ہوتا ہے۔ اور الزام کی تردید کرنے والے ترجمان ممکن ہے کہ عربی کی مہارتِ تامہ رکھتے ہوں مگر اسلام اور تعلیماتِ اسلام کی ابجد سے بھی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں۔ مرحبا رسول السلام کے نعرہ سے ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والے کو یہ غلط فہمی نہیں ہوتی ہے کہ پنڈت نہرو کو نبی یا پیغمبر بنا دیا۔ یا اس لفظ سے نبی کے معنیٰ مراد لیے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہوتے بھی کہ رسول سے قاصد کے ہی معنیٰ مراد لیے گئے ہیں۔ یہ اعتراض ہے کہ لفظِ رسول اسلام اور قرآن کریم کا مخصوص اصطلاح ہے۔ جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائرِ اسلام کی ہے جیسے قرآن، مسجد حرام، مسجدِ اقصےٰ وغیرہ قسم کے بشمار الفاظ اسلامی شعار ہیں جو اپنے لغوی معنٰی سے نکل کر اصطلاحی معنیٰ کے لیے خاص ہو گئے۔

اب ان الفاظ کو لغوی معنٰی میں استعمال کرنے میں حدودِ دین کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کی کھلی ہوئی بے حرمتی اور توہین ہے ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

کیا کسی مسلمان کو یہ اجازت ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا نام "کتاب اللہ" اپنے گھر کا نام "بیت اللہ" اور اپنی مسجد کا نام "مسجد حرام" اپنے باغ کو "جنت" اپنے تالاب کا نام "کوثر" اور تنور کا "جحیم" اور اپنے

پوسٹمین کا نام "رسول" رکھ لے۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے یہ سب نام صحیح ہیں۔ کیا قرآن کریم میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا میں الفاظ کا ادب مسلمانوں کو نہیں سکھایا گیا ہے کیا حدیث کے اندر مسلمانوں کو خبثت نفسی کی ممانعت سے یہی ادب الفاظ نہیں بتلایا گیا ہے۔

سعودی عرب کے سفارتی ترجمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان کی عربی زبان بھی وہ زبان ہے جس میں اصطلاحات قرآن کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اگر اللہ کے باغی کے احترام میں آج ناموس رسول کو یہ کہہ کر بھینٹ چڑھایا گیا کہ رسول کے معنٰے قاصد کے ہیں۔ تو آئندہ تمام شعائر اسلام کی حرمت کبھی باقی نہ رہ سکے گی۔ پھر سلامتی و امن کا استعمال بھی کس قدر حیا سوز اور عزت بخش ہے کہ جس کے ملک میں آئے دن خون مسلم سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہو۔ وہ قاصد امن تو کیا ہوتا اس میں امن و سلامتی کا ادنیٰ اشائبہ بھی موجود نہیں ہے۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خور درندوں کو قاصد امن کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم آخر میں پاسبان حرم سے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ حرمین شریفین مسلمانان عالم کی امانت ہے اور ان پاسبانوں کی طرف سے ناموس رسول کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کی جا سکتی"

(جنگ کراچی)

مہاتما گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھانا	روزنامہ نوائے وقت نے "فیصل" کا گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھانے

کا بھی ذکر کیا ہے کہ:

"ابنِ سعود نجدی کا لڑکا فیصل جب ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچا تو بھارتیوں نے اُس کے استقبال میں بھارت سعودی عرب "زندہ باد" "راجکمار سعودی عرب زندہ باد" کے نعرے لگائے۔ امیر فیصل نے بھارت میں راج گھاٹ پر" مہاتما گاندھی کی سمادھ" پر پھول چڑھانے گئے (نوائے وقت ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء)

دیوبندی حضرات کیلئے لمحۂ فکریہ

انہیں سعودی حضرات نے جبکہ بھارت کے دورہ پر آئے اور گاندھی کی قبر پر پھول چڑھائے اسی دورہ میں دیوبندیوں نے مدرسہ دیوبند میں ابنِ سعود کے بڑے بیٹے کو دعوت دی۔ اور ابنِ سعود کے بیٹے نے مدرسہ دیوبند کو مالی امداد دی۔ نامعلوم اس وقت دیوبندیوں کی غیرت کہاں گئی تھی۔ اخبار میں ہے کہ:

"ابنِ سعود کے بڑے بیٹے اور فیصل کے بڑے بھائی جو کہ نجدی حکومت کے فرمانروا بھی تھے ——— شملہ سے آٹھ میل دور آپ نے ہماچل پردیش کے لوگوں کا پیش کیا ہوا لوک ناچ کا ایک پروگرام دیکھا اور جناب صدر معزز وزراء خواتین اور راجیندر پرشاد کے جواب میں شاہ سعود نے تقریر فرمائی۔ مدرسہ دیوبند کو پچیس ہزار روپیہ دیا۔" (اخبار سیاست کانپور ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء بحوالہ تاریخی حقائق)

جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول

نجدی وہابیوں نے تو گاندھی کیا واشنگٹن کی قبر پر بھی پھول چڑھائے۔ چنانچہ روزنامہ کوہستان نے لکھا ہے کہ:

"سعودی عرب کے وزیر دفاع امیر فہد بن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ آئے ہیں۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی۔ بارش کے باوجود انہوں نے مکان کے

پائین باغ کی بھی سیر کی۔ اور جارج واشنگٹن کی قبر[1] پر پھول چڑھاتے"
(کوہستان ۲ر فروری ۱۹۵۷ء)

قارئین کرام! آپ نے مستند کتب کے حوالہ جات سے اکابر وہابیہ کی انگریز نوازی اور ہندو سے بھائی چارہ ملاحظہ فرما لیا۔ وہابی انگریزوں کے پٹھو کیوں نہ ہوں۔ جبکہ ہندوستان میں ان کے فرقہ کی بنا ہی انہیں کے ایماء پر ڈالی گئی۔ جیسا کہ دیوبندی حضرات کے قاری عبد الخلیل احمد لکھنوی نے غیر مقلد وہابیوں سے استفسار کرتے ہوئے واضح الفاظ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ غیر مقلدین کا وجود ہندوستان میں صرف اور صرف انگریزی کی وجہ سے ہے۔ وہ استفسارات یہ ہیں:

"دنیا کے تختے میں سوائے انگریزی سلطنت کے اور کہیں آپ کا پتہ نہیں چلتا۔ پھر انگریزی سلطنت سے باہر جا کر بندگان خدا کو بچانے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔ مگر تم جانتے ہو اگر تم کسی اسلامی سلطنت میں گئے تو جو قادیانیوں کا حال کابل میں ہوا یا کسی مرتد کی گت اسلامی سلطنت میں ہونی چاہیئے وہی تمہاری ہوئی۔ اس لیے انگریزی سلطنت سے باہر نہیں جاتے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں اور غدر سے پہلے ہندوستان کے کسی شہر میں تمہارا کوئی مذہبی مدرسہ ہے یا تھا۔ تھا تو بتاؤ؟
غدر سے پہلے اور انگریزی سلطنت سے باہر تمہاری کوئی مسجد ہے تو بتاؤ؟" (صاعقۃ التقلید علی الغوی العنید ص۲۳-۲۴)

جب ہندوستان میں وہابیت کا بیج بونے والے انگریز ہوں تو پھر وہابی کیسے ان

---

[1] ان نجدیوں کی رسول دشمنی اس سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ گاندھی کی سمادھی اور واشنگٹن کی قبر پر ان نجدیوں نے پھول چڑھائے مگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کی قبور مبارکہ پر پھول چڑھانے ان کے نزدیک بدعت و حرام ہے۔ (فقیر محمد ضیاء القادری غفرلہ)

کی نیاز مندی اختیار نہ کریں ۔ اور انگریزوں کی حمایت میں فتوے اور کتابیں کیوں نہ شائع کریں ۔ نیز انگریز کے خلاف جہاد کرنے کو ناجائز کیوں نہ کہیں ۔

جو لوگ امام الانبیاء، محبوبِ خدا، شافع روزِ جزا، شبِ اسرا کے دولہا، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نیاز مند اور خیر خواہ نہیں ۔ وہ ملک و ملت کے کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ علماءِ سُو نے ہر دور میں علماءِ حق کے طریق کار اور عقائد کی مخالفت کی ہے ۔ علماءِ سُو نے اسلاف سے رُوگردانی کر کے نئے نئے فتنے اور عقائد پیدا کر دیئے مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ محبوبِ خدا اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کرنے کے لیے عجیب و غریب قسم کے حربے اختیار کیے ۔ جیسا کہ آپ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور پاک و ہند میں غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیہ کے متفقہ مجدد سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے حالات میں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ پڑھ چکے ہیں ۔ ان فتنوں کے پیچھے کسی نہ کسی کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے ۔ سید احمد اور اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں اس فتنہ وہابیت کا بیج بویا تو نجدیوں سے یہ بیج حاصل کیا ۔ اپنے اسلاف سے اُس کو یہ عقائد کہیں نہ ملے ۔ حالانکہ اس کے خاندان سے ہی شاہ ولی اللہ دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی تھے جن کا علمی سکہ تمام علمی دُنیا میں مسلّم ہے ۔ اسماعیل دہلوی نے یہ فیض نجدیوں سے حاصل کیا اور نجدیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کو یہ فیض ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم سے حاصل کیا ۔ اور ابنِ تیمیہ نے یہ فیض ابنِ حزم ظاہری سے ملا ۔ اور جس دور میں انہوں نے مسلمانوں میں یہ فتنے برپا کیے تو علماءِ حق نے فوری طور پر اِن کے تردید کے لیے کمربستہ ہو گئے اور مسلمانوں کا تحفظ فرمایا ۔ لہٰذا مناسب ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی، سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے بعد ان تینوں کے جو مورثِ اعلیٰ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم اور ان کے عقائد کا تذکرہ کر دیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین باخبر رہیں نیز اُن کی تردید میں علماءِ حق نے جو کچھ تحریر فرمایا ان کا درج کرنا بھی بہت فائدہ مند اور نفع بخش ہو گا ۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ

ابنِ تیمیہ وہابیوں کے بہت بڑے امام ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس کی کتابوں سے ہی استفادہ کیا اور انہیں کے عقائدِ باطلہ کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ چنانچہ دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے ممدوح مولوی عبیداللہ سندھی نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے۔

"شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کے ماننے والوں میں سے سرزمینِ نجد میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے۔ دراصل محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کسی ایسے اُستاذ سے عِلم حاصل نہ کیا تھا۔ جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا اور نفع مند علوم کی طرف اُن کی رہنمائی کرتا اور دین کے معاملات میں ان میں تفقہ کی سمجھ پیدا کرتا۔ طلبِ علم کے سلسلہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے صرف اتنا کیا کہ شیخ ابنِ تیمیہ اور ان کے شاگرد کی بعض کتابیں پڑھ لیں اور ان کی تقلید کی"۔ (شاہ ولی اللہ اور اُن کی سیاسی تحریک ص۲۴۳)

علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"سلطان محمود خاں ثانی کے زمانہ میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نامی ظاہر ہوا۔ ابنِ تیمیہ کے مرجانے کے بعد اُس نے اس مٹے ہوئے عقائدِ فاسدہ کو ظاہر کیا۔ اور اہلِ سُنّت کے خلاف اُس نے ایک گروہ بنالیا"۔ (سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۱۱)

ابنِ تیمیہ شیخ الاسلام نہیں بلکہ شیخ البدعۃ والآثام ہے

علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے ہی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سیف الابرار" میں ابنِ تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

ابنِ تَيْمِيَّةَ فَهُوَ كَبِيْرُ الْوَهَّابِيِّيْنَ وَمَا هُوَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ بَلْ هُوَ شَيْخُ الْبِدْعَةِ وَالْآثَامِ وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِجُمْلَةِ عَقَائِدِهِمُ الْفَاسِدَةِ وَفِي الْحَقِيْقَةِ هُوَ الْمُحْدِثُ لِهٰذِهِ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ۔

ابنِ تیمیہ وہابیوں کا سردار ہے۔ وہ شیخ الاسلام نہیں بلکہ شیخ البدعۃ اور شیخ الآثام (تمام برائیوں کی جڑ) ہے۔ اور یہ ہی وہ سب سے پہلا شخص ہے۔ جس نے تمام عقائدِ فاسدہ کو بیان کیا ہے اور حقیقت میں وہی اس گمراہ فرقہ کا بانی ہے۔

(سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۱۱ مطبوعہ دہلی واستنبول)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

مفتی حجاز، شیخ الاسلام، امام المحدثین علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ امام الوہابیہ ابنِ تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

ابن تيمية عبد خذله الله و اضله و اعماه و اصمه و اذله و بذالك صرح الآئمة الذين بينوا فسا د احواله وكذب اقواله ومَنْ اراد ذالك فَعَلَيْهِ بِمُطَالعة كلام الامام المجتهد المتفق على اِمامتِهٖ وَجلالتهٖ و بلوغه مرتبة الاجتها د ابي الحسن السبكي وولده التاج و شيخ الامام العز ابن جماعة واهل عصرهم وغيرهم مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَ الْمَالِكِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ

ابنِ تیمیہ ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ گمراہ کیا۔ اندھا۔ بہرہ اور رسوا کیا ہے۔ آئمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے جنہوں نے اس کے فسادِ احوال اور جھوٹے اقوال کو بیان فرمایا ہے۔ جو شخص ان تصریحات کی تصدیق کرنا چاہے وہ امامِ مجتہد جن کی امامت جلالت، رتبۂ اجتہاد کو پہنچنا مسلم ہے۔ ابوالحسن سبکی اور ان کے فرزند ارجمند علامہ تاج الدین سبکی شیخ امام عز بن جماعۃ ان کے ہمعصر حضرات اور ان کے علاوہ علماء شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ کے

وَلَمْ يقصر اعتراضه عَلٰى المتاخرى الصوفية بل اعتراض عَلٰى مثل عمر بن الخطاب وعَلِيّ بن ابى طالب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَمَا يَاتِيْ وَ الْحَاصِل اَن لا يقام لِكَلَامِهٖ وزن بل يرىٰ فِى كل وعد وحزن و ايتقد فيه انه متبدع ضَال وَ مُضِل جاهل غال عامله اللّٰه بعدله و ارجا نا من مثل طَرِيْقِهٖ وَ عَقِيْدَتِهٖ وَفِعْلِهٖ آمين ۔

کلام کا بھی مطالعہ کرے ۔ ابنِ تیمیہ نے صرف متاخرین صوفیاء کرام پر ہی اعتراض کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُس نے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہما جیسے اکابر صحابہ کرام پر بھی اعتراض کیا ہے ۔ جیسا کہ آتا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ اُس کا کلام کچھ وزن نہیں رکھتا ۔ بلکہ ویرانہ میں پھینکنے کے قابل ہے ۔ اُس کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ وہ بدعتی ۔ گمراہ گمراہ کُن ۔ جاہل ۔ غالی ہے اللہ تعالےٰ اُس کے ساتھ اپنے عدل سے معاملہ فرماتے اور ہمیں اس جیسے عقیدے اور طریقے سے بچائے آمین ۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۹۹ مطبوعہ مصر)

قارئین عظام ! یہ کسی معمولی عالم کی تحریر اور فیصلہ نہیں بلکہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ وہ مسلّمہ عالم ہیں جن کے متعلق فرقہ وہابیہ کی ممتاز شخصیت اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے دستِ راست مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ :

"شیخ ابنِ حجر مکی (علیہ الرحمۃ) مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ۔" (حاشیہ تاریخ اہلحدیث ص۲۹۲)

علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے ممدوح علامہ عبدالحی لکھنوی ابنِ تیمیہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیتے ہیں کہ :

وَصَفْتُ الشَّوْكَانِيْ فِيْ غَيْرِ مَوْضَعٍ مِنْ رَسَائِلِيْ بِكَوْنِهٖ كَثِيْرُ الْعِلْمِ

اور میں نے اپنے رسائل میں کئی جگہ شوکانی کی تعریف کی ہے کہ وہ کثیر العلم

قَلِيْلَ الْحِلْمِ وَبِاَنَّ عِلْمَهٗ اَكْبَرُ مِنْ
عَقْلِهٖ وَفَهْمِهٖ اَنْقَصُ مِنْ نَظْرِهٖ
وَقَدْ بَلَغَ اِلَيَّ اَنَّ بعض افاضل
عصرنا وَهُوَ الَّذِىْ تفرّد
بلقب غير ملتزم الصحة
مِنْ بَيْنِ اَمَاثِلِ دَهْرِنَا اَنْكَرَهٗ
عَلَيَّ اَشَدَّ الانكارِ وكتب
فِىْ بَعْضِ تَحْرِيْرَاتِهٖ مَا يُؤْذِنُ
بِاَنَّ اَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الْحَلِيْمِ
المشهور بِابْنِ تَيْمِيَةَ رَأْس
العقلاءِ الكبارِ مَعَ اَنِّىْ لَسْتُ
مُنْفَرِدًا فِيْمَا وصفته بِهٖ بَلْ
قَدْ نَصَّ عليه جَمْعٌ مِنَ الْاَعْيَانِ
وَشَهِدَتْ بِهٖ مُطَالَعَةُ تَصَانِيْفِهٖ
اَيْضًا بِحَيْثُ لا يحتاج اِلٰى
اِقَامَةِ بُرْهَانٍ ولنذكرها هُنَا
عِبَارَاتِ السَّلَفِ الدَّالَّةِ عَلٰى
اَنَّ عِلْمَ ابْنِ تَيْمِيَّةَ اَكْبَرُ مِنْ
عَقْلِهٖ وَعَلٰى تَشَدُّدِهٖ وَتَجَاوُزِهٖ
عَنْ حَدِّهٖ فِىْ تَقْرِيْرِهٖ وَتَحْرِيْرِهٖ

ہے ۔ کم حوصلہ والا ہے ۔ اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے ۔ اور اس کی سمجھ اس کی نظر سے کم ہے ۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض افاضل جو کہ اس زمانہ کے بےنظیر عالم ہیں ۔ اُنہوں نے قاضی شوکانی کا سخت انکار کیا ہے ۔ اور اپنی تحریر میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ احمد بن عبد الحلیم المشہور ابن تیمیہ جو کہ رأس العقلا رہے میں اس کی تعریف میں کہنے والا اکیلا ہی نہیں اور ایسی تعریف پر دلیل قائم کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم اس کے بارے میں سلف کی کچھ عبارات درج کریں گے جس میں یہ واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ابن تیمیہ کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے ۔ اُس نے اپنی تحریر اور تقریر میں تشدد اور تجاوز سے کام لیا ہے

(غیث الغمام ص۔ مطبوعہ لکھنو)

علامہ عبد الحی لکھنوی امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے متعلق مندرجہ بالا عبارت لکھنے کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ:

وَآمِنُ بِاَنَّ مَا ذَكَرْتُهٗ فِىْ

اور ابن تیمیہ کے بارے میں میں نے

حَقٌ ابنِ تیمیۃَ ھُوَ صِدقُ الصُّرَاحِ وَالحَقُّ الصُّرَاحُ۔ جو کچھ ذکر کیا ہے اس پر تو یقین کرے کہ وہ بالکل سچ اور واضح حق ہے۔

(غیث الغمام ص۵ مطبوعہ لکھنؤ)

علامہ سید غلام مصطفیٰ شاہ علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

دُنیائے علم کی ممتاز شخصیت علامہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف "تحفۃ الناظرین"[ف] میں ابنِ تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ،

"خدا کو مجسم کہتا تھا۔ اور سفرِ زیارت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر و توہین بعض خلفائے راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا۔ اور کتاب صراطِ مستقیم اُس کی اسباب میں موجود ہے۔ آخر علمائے عصر شیخ داؤد سمانی و شیخ کمال الدین سبکی نے اس کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے مجلس منعقد ہوئی۔ قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے اور اس کو قائل کیا۔ اور حکم سلطان تمام بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابنِ تیمیہ خلافِ اجماع ہے۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا۔ سزا یاب ہو گا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ میں گفتگو ہوئی۔ آخر اس مقدمہ میں قید ہوا۔ کہ اہانت اولیاء و مشائخ و علماء کفر ہے۔ اور توسل نبی الرحمۃ متفق علیہ علمائے اُمت ہے۔ اور منکر اس کا گمراہ ہے۔ چنانچہ زمانہ دولتِ ناصریہ میں ابنِ تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ اور جب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قید خانہ دمشق میں قید ہوا اور حکم عام بادشاہی جاری ہوئے کہ جو کوئی عقیدہ ابنِ تیمیہ پر ہو گا اُس کا خون و

ف یہ کتاب ۱۲۸۱ھ میں یعنی آج سے ۱۲۱ سال پہلے کی چھپی ہوئی ہے۔ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

مال حلال ہے۔ اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا۔ (تحفۃ الناظرین ص۴۹)

علامہ ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

علامہ ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب التوسل بالنبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وجہلۃ الوہابین میں ابن تیمیہ کے عقائد درج کر کے ان کا احسن دلائل سے رد فرمایا ہے۔ علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمۃ اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ ابْنَ تَیْمِیَّۃَ جَازِمٌ بِاَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ جِہَۃِ الْعُلُوِّ فَوْقَ الْعَرْشِ حَقِیْقَۃً مُوَلٍّ لِلسَّمَاءِ بِجِہَۃِ الْعُلُوِّ۔

بے شک ابن تیمیہ کا پختہ عقیدہ تھا کہ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ بلندی کے لحاظ سے حقیقی طور پر عرش کے اوپر ہے۔ (التوسل بالنبی ص۱۱ مطبوعہ استنبول)

علامہ ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے عقائد میں ابن عبدالوہاب کو ابن تیمیہ کا مقلد قرار دیا ہے۔ ان عقائد کا تذکرہ بھی علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے:

تَنْحَصِرُ اُمَّہَاتُ عَقَائِدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَہَّابِ وَ مُقَلِّدِیْہِ فِیْ اَرْبَعٍ تَشْبِیْہُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی بِخَلْقِہٖ وَ تَوْحِیْدُ الْاُلُوْہِیَّۃِ الرُّبُوْبِیَّۃِ وَ عَدَمُ تَوْقِیْرِہِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تَکْفِیْرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ ہُوَ مُقَلِّدٌ فِیْہَا کُلِّہَا اَحْمَدَ بْنَ تَیْمِیَّۃَ۔

ہم محمد بن عبدالوہاب اور ان کے مقلدین کے چار بنیادی عقائد بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا۔ ربوبیت اور الوہیت کے لحاظ سے اس کو یکتا ماننا نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر نہ کرنا۔ اور مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔ وہ ابن عبدالوہاب ان تمام عقائد میں ابن تیمیہ

(التوسل بالنبی ص۲۲۱ مطبوعہ استنبول) کا مقلد ہے۔

علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

شیخ الامام الفقیہ المحدث العلامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ اپنی مبارک تصنیف شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں لکھتے ہیں کہ:

اَلْبَابُ الثَّامِنُ فِی التَّوَسُّلِ وَالْاِسْتِعَانَۃِ وَالتَّشَفُّعِ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آٹھواں باب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ پکڑنے۔ ان سے امداد چاہنے اور شفاعت طلب کرنے کے متعلق باب باندھ کر لکھتے ہیں

لَمْ یُنْکِرْ اَحَدٌ ذَالِکَ مِنْ اَھْلِ الْاَدْیَانِ وَلَا سَمِعَ بِہٖ فِیْ زَمَنٍ مِنَ الْاَزْمَانِ حَتّٰی جَآءَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ فَتَکَلَّمَ فِیْ ذَالِکَ بِکَلَامٍ یَلْبِسُ فِیْہِ عَلَی الضُّعَفَاءِ الْاَغْمَالُ وَابْتَدَعَ مَالَمْ یُسْبِقْ اِلَیْہِ فِیْ سَائِرِ الْاَعْصَارِ۔

اہل ادیان میں سے کسی ایک نے کسی زمانے میں بھی ان عقائد کا انکار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا۔ اس نے اس میں ان کا انکار کیا ضعیف الاعتقاد والوں کا عقیدہ مشتبہ ہو گیا اور اس نے ایک ایسا راستہ اختیار کیا جس کو کسی زمانہ میں بھی کسی نے اختیار نہیں کیا۔

(الشفاء السقام ص۱۱۹ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف میں تحریر فرمایا ہے کہ ابن تیمیہ کا سرکار علی المرتضٰی شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق یہ عقیدہ بھی تھا کہ:

عَلِیٌّ اَسْلَمَ صَبِیًّا وَالصَّبِیُّ لَا یَصِحُّ اِسْلَامُہٗ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بچپن میں اسلام قبول فرمایا تھا۔ اور

اور بچہ کا بچپن کا اسلام قبول کرنا صحیح اور معتبر نہیں ہے۔ (الدرر الکامنہ ص۱۵۵ ج ۱)
ممدوح الوہابیہ والدیابنہ عبد الحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ:

"ابن حجر نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنے ساتھیوں پر فخر کیا ہے اور اس نے اپنے آپ کو مجتہد گمان کیا ہے۔ اس وجہ سے وہ چھوٹے اور بڑے علماء، اور پرانے علماء کی تردید کرنے لگا۔ یہاں تک کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہا کہ انہوں نے کئی مسائل میں غلط فتوے دیئے۔ جب یہ شیخ ابراہیم الرقی کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس کے پاس گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے معافی مانگی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی ابن تیمیہ نے کہا کہ انہوں نے سترہ فتوے غلط دیئے۔ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ کی بھی ابن تیمیہ نے مخالفت کی۔ حنبلی ہونے کی وجہ سے وہ متعصبانہ طور پر اشعریوں پر رقیق حملے کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کو گالیاں دیتا تھا۔ ان چیزوں کی بنا پر ایک قوم نے اس پر حملہ بھی کیا۔ قریب تھا کہ وہ اس کو قتل کر دیتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے الدرر الکامنہ میں لکھا ہے کہ ابن مطہر حلی نے اپنی کتاب منہاج الکرامۃ میں ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب الامۃ میں قصداً جاہلانہ ردیہ اختیار کرتے ہوتے بہت سی احادیث شریفہ کو چھوڑ دیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے لسان المیزان میں بھی لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں ابن تیمیہ سے بہت سے جید احادیث کا انکار پایا ہے۔ جن کو کہ مؤلف نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔"

(غیث الغمام برحاشیہ امام الکلام ص۸)

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

علامہ محمد بن عبد الباقی علیہ الرحمۃ نے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کا استقبال کرنے کی بحث میں ابن تیمیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

هٰذَا الرَّجُلُ اِبْتَدَعَ لَهٗ مَذْهَبًا وَ هُوَ عَدَمُ تَعْظِيْمِ الْقُبُوْرِ۔

اس شخص ابن تیمیہ نے اپنا مذہب خود ساختہ بنالیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت قصداً نہیں کرنی چاہیئے۔ ابن تیمیہ کی جو شخص مخالفت کرتا تھا۔ اس کو اپنے پر حملہ کرنے والا سمجھتا تھا۔ جب ابن تیمیہ اپنے مدِ مقابل کا رد نہ کرسکتا تھا۔ تو وہ اس شخص کو فوراً جھوٹا کہہ دیتا تھا۔

قَدْ اَنْصَفَ مَنْ قَالَ فِيْهِ عِلْمُهٗ اَكْبَرُ مِنْ عَقْلِهٖ۔

بے شک کسی نے یہ بالکل صحیح کہا ہے کہ اس کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہے۔

(غیث الغمام بر حاشیہ امام الکلام ص۵)

مؤرخ ابن بطوطہ کا فیصلہ

شہرۂ آفاق مؤرخ ابن بطوطہ نے غرائب الامصار کتاب میں دمشق کے علماء و فضلاء کے ذکر میں لکھا ہے ۔اِنَّ فِيْ عَقْلِهٖ شَيْئًا۔ اس کی عقل میں کوئی چیز (فتور) تھی۔

فَقَالَ فِيْ وَعْظِهٖ اَنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ اِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا كَنُزُوْلِيْ هٰذَا وَ نَزَلَ دَرَجَةً مِنْ دَرَجَةِ الْمِنْبَرِ۔

پس اس نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر اترتا ہے۔ اس طرح جس طرح کہ میں منبر کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر اترا ہوں۔

لوگوں سے اس کو غلط قرار دیا۔ (غیث الغمام ص۵ مطبوعہ لکھنو)

صلاح الدین خلیل صفدی کا فیصلہ

علامہ صلاح الدین صفدی نے شرح لامیۃ العجم المسمی لغیث للادب المنسجم میں

ؔلہ وہابیہ نجدیہ کے مشہور مولوی اشرف سندھو بلو کی والے نے علامہ زرقانی کو محققین میں شمار کیا۔ (تاریخ التقلید ص۵)

ابن تیمیہ کو نصیحت کی ہے:

اِصْمِتْ فَفِي الصَّمْتِ نَجَاةٌ مِنَ الزَّلَلِ۔ چپ رہ کیونکہ چپ رہنے میں پھسلنے سے نجات ہے۔ نیز ایک جماعت نے اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ اس کی عقل کم ہے اور علم زیادہ ہے۔ (غیث الغمام ص۵)

شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

شیخ ابو المفتوح شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ القوی ابن تیمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

فَرَأَيْتُهُ لَا يَرْجِعُ عَمَّا وَقَعَ فِي نَفْسِهِ وَرَأَيْتُهُ كَثِيرَ الْعِلْمِ قَلِيلَ الْعَقْلِ۔

میں نے دیکھا ہے کہ اس کے دل میں جو چیز آجاتی تھی اس سے رجوع نہیں کرتا تھا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اس میں علم کثیر تھا مگر عقل قلیل تھی۔

(غیث الغمام ص۵ مطبوعہ لکھنؤ)

سیف الدین صفدی کا فیصلہ

شیخ سیف الدین صفدی ابن تیمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

عِلْمُهُ مُتَّسِعٌ جِدًّا إِلَى الْغَايَةِ وَعَقْلُهُ نَاقِصٌ يُوَرِّطُهُ فِي الْمَهَالِكِ وَيُوقِعُهُ فِي الْمَضَائِقِ

اس کا علم بہت وسیع تھا۔ اور عقل اس کی ناقص تھی جو اس کو تباہیوں اور تنگیوں میں داخل کر دیتی تھی۔ (غیث الغمام ص۵)

علامہ ذہبی کا فیصلہ

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے جو کچھ کہا ہے۔ ان سب کے ساتھ ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ بہت سے اصولی اور فروعی مسائل میں ہمارا اس کے ساتھ اختلاف ہے۔ بحث میں وہ تیزی اور غصہ اختیار کر جاتا تھا۔ اس کے دور میں بہت سے علماء اس کے ساتھ مباحثہ اور مناظرہ کرنے والے تھے۔ (غیث الغمام ص۵ علامہ لکھنوی، فوائد جامعہ ص۲۴۲)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ

مفتی حرم شریف علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی فتاوی حدیثیہ میں ابن تیمیہ کا سرکار علی المرتضیٰ

رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق عقیدہ باطلہ تحریر فرمایا ہے کہ:

اِنَّ عَلِیًّا اَخْطَاءَ فِیْ اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ مَائَۃِ مَکَانٍ۔ (فتاوٰی حدیثیہ ص۱۱۳ مطبوعہ مصر)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تین سو سے زائد جگہ غلط فتوے دیئے۔

اللہ تعالٰی اور قرآن پاک کے متعلق عقائد باطلہ

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے عقائد اپنی کتاب فتاوٰی حدیثیہ میں اس طرح درج فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّنَا سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ وَالْجَاحِدُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا مَحَلُّ الْحَوَادِثِ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذَالِکَ وَتَقَدَّسَ وَاَنَّہٗ مُرَکَّبٌ تَفْتَقِرُ ذَاتُہٗ اِفْتِقَارَ الْکُلِّ لِلْجُزْءِ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذَالِکَ وَتَقَدَّسَ وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُحْدَثٌ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذَالِکَ وَاَنَّ الْعَالَمَ قَدِیْمٌ بِالنَّوْعِ وَلَمْ یَزَلْ مَعَ اللّٰہِ مَخْلُوْقًا دَائِمًا فَجَعَلَہٗ مُوْجِبًا بِالذَّاتِ لَا فَاعِلًا بِالْاِخْتِیَارِ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذَالِکَ وَقَوْلُہٗ

بے شک ہمارا رب (ان باتوں سے پاک اور بلند ہے جن کے قائل ظالم اور جاہل لوگ ہیں) حوادثات (فانی چیزوں) کا محل ہے (اللہ تعالٰی اس سے پاک اور منزہ ہے) بے شک اللہ تعالٰی مرکب ہے۔ اُس کی ذات اس طرح محتاج ہے جس طرح کُل جزو کا محتاج ہوتا ہے (اللہ تعالٰی ان چیزوں سے پاک ہے) بے شک قرآنِ پاک فانی چیز ہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰی اس سے پاک ہے، جہاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے قدیم ہے مخلوق ہوتے ہوئے دائمی طور پر اللہ تعالٰی کے ساتھ موجود رہا ہے

ؔ دیوبندیوں کے مولوی عبداللہ گنگوہی نے ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی عرب کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ (مقدمہ اکمال الشیم ص۱۶)

بِالْجِسْمِيَّةِ وَالْجِهَةِ وَالْاِنْتِقَالِ وَاَنَّهٗ بِقَدْرِ الْعَرْشِ لَا اَصْغَرَ وَلَا اَكْبَرَ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ هٰذَا الْاِفْتِرَاءِ الشَّنِيْعِ الْقَبِيْحِ وَالْكُفْرِ الْبَرَاحِ الصَّرِيْحِ وَخَذَلَ مُتَّبِعِيْهِ وَشَتَّتَ شَمْلَ مُعْتَقِدِيْهِ وَقَالَ اِنَّ النَّارَ تَفْنٰى وَاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ غَيْرُ مَعْصُوْمِيْنَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جَاهَ لَهٗ وَلَا يُتَوَسَّلُ بِهٖ وَاَنَّ اِنْشَاءَ السَّفَرِ اِلَيْهِ بِسَبَبِ الزِّيَارَةِ مَعْصِيَةٌ لَا تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ وَسَيُحْرَمُ ذٰلِكَ يَوْمَ الْحَاجَةِ مَاسَةً اِلٰى شَفَاعَتِهٖ وَاَنَّ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَمْ تُبَدَّلْ اَلْفَاظُهُمَا وَاِنَّمَا بُدِّلَتْ مَعَانِيْهِمَا ۔

ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کو واجب بالذات تسلیم کیا ہے۔ اور فاعل بالاختیار ہونے کی نفی کر دی ہے (حالانکہ اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے) اور وہ اللہ تعالےٰ کے واسطے جسمیت جہت اور مکان سے منتقل ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو عرش کے برابر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ عرش سے چھوٹا بھی نہیں اور بڑا بھی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس قبیح اور بُرے بہتان سے اور اس کھلے اور واضح کفر سے بلند و بالا ہے۔ اُس نے اپنے پیروکاروں کو ذلیل کیا اور اپنے عقیدتمندوں کی جماعت کو پراگندہ کیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ دوزخ فنا ہو جائے گا۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ اور بے شک رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی عظمت اور بزرگی نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا جائے۔ زیارت کی نیت سے ان کی طرف سفر کرنا گناہ ہے۔ ایسے سفر میں قصر نماز نہ پڑھی جائے۔ اور ایسا کرنے والا شخص قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ بے شک تورات اور انجیل کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تبدیلی صرف اس کے معانی میں ہوئی ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۸۶ مطبوعہ مصر)

نماز کی قضا نہیں حائضہ طواف کعبہ کر سکتی ہے تین طلاقیں ایک طلاق ہے

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے عقائد میں لکھا ہے کہ:

اَنَّ الصَّلٰوۃَ اِذَا تُرِکَتْ عَمَدًا لَا یَجِبُ قَضَاءُھَا وَاَنَّ الْحَائِضَ یُبَاحُ لَھَا الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ وَلَا کَفَّارَۃَ عَلَیْھَا۔ وَاَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ یُرَدُّ اِلٰی وَاحِدَۃٍ وَکَانَ ھُوَ قَبْلَ اِدِّعَائِہٖ ذَالِکَ نَقَلَ اِجْمَاعَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی خِلَافِہٖ۔

بے شک نماز کو جب جان بوجھ کر ترک کر دے تو اس کی قضا لازم نہیں آتی۔ اور بے شک حائضہ عورت کے لیے خانہ کعبہ کا طواف کرنا مباح ہے اور اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آتا اور تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق سمجھا جائے گا۔ حالانکہ وہ اس دعوے سے پہلے تمام مسلمانوں کا اجماع اپنے عقیدہ کے خلاف نقل کرتا تھا۔

جنبی پلید بدن سے نماز پڑھ سکتا ہے

فوائد جامعہ میں ابن تیمیہ کے مزید عقائد لکھے ہیں:

"اور یہ بھی کہ جنبی کو رات میں نوافل تیمم سے پڑھنے چاہئیں۔ اور ان نوافل تیمم سے پڑھنے چاہئیں۔ اور ان نوافل کو فجر کے غسل تک مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ وہ شہر میں ہو۔ اور یہ بھی کہ جس نے امیر کے لیے بچھونا بچھایا اور سفر کے اندر رات میں جنبی ہو گیا۔ اور اس کو یہ ڈر ہے کہ اگر وہ فجر کو غسل کرے گا تو اس کا استاد یا افسر وغیرہ اکو متہم کرے گا تو وہ فجر کی نماز تیمم سے پڑھ لے خواہ وہ غسل پر قادر ہو۔ اور یہ بھی کہ ٹیکس لینا اس سے حلال ہے۔ جس نے زمین کو جاگیر میں دیا ہو۔ اور اگر تاجروں سے ٹیکس لیے جائیں تو زکوٰۃ کے عوض میں ان کی طرف سے کافی ہیں۔ اگرچہ وہ زکوٰۃ کے نام سے نہ لیے ہوں۔ اور نہ ہی زکوٰۃ کے دستور کے مطابق لیے ہوں۔ (فوائد جامعہ صفحہ ۲۴۸)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ امام المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی علیہ الرحمۃ بھی ابن تیمیہ کے متعلق اپنا فیصلہ دیتے ہیں کہ:

وَقَدْ رَأَيْتُ مَا آلَ أَمْرُهُ إِلَيْهِ مِنَ الْحَطِّ عَلَيْهِ الْهَجْوِ وَالتَّضْلِيلِ وَالتَّكْفِيرِ بِحَقٍّ وَبِبَاطِلٍ فَقَدْ كَانَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي هٰذِهِ الصِّنَاعَةِ مُنَوَّرًا مُضِيئًا عَلَى مُحَيَّاهُ سِيْمَا السَّلَفِ ثُمَّ صَارَ مُظْلِمًا مَكْسُوفًا عَلَيْهِ قَتْمَةٌ عِنْدَ خَلَائِقَ مِنَ النَّاسِ وَدَجَّالًا أَفَّاكًا كَافِرًا عِنْدَ أَعْدَائِهِ وَمُبْتَدِعًا فَاضِلًا مُحَقِّقًا بَارِعًا عِنْدَ طَوَائِفَ مِنْ عُقَلَاءِ الْفُضَلَاءِ۔

(شواہد الحق للنبہانی ص۱۸۶ مطبوعہ مصر)

اور بے شک میں نے ابن تیمیہ کا انجام یہ دیکھا کہ اس کو ذلیل کیا گیا۔ اس کی برائی بیان کی گئی۔ اور حق و باطل سے اس کی تضلیل اور تکفیر ہوئی۔ اور وہ اس صناعت کے داخل ہونے سے پہلے اپنی زندگی پر خصوصاً سلف پر منور اور مضئی تھا۔ پھر وہ (باطل اور بدعت مسائل کی بنا پر) لوگوں کے نزدیک اندھیرے والا، گرہن والا، غبار آلود ہو گیا۔ اپنے اعداء اور مخالفین کے نزدیک دجال۔ بہتان تراش کافر ہو گیا۔ عاقلوں اور فاضلوں کے گروہوں کی نظر میں فاضل محقق۔ بارع بدعتی ہو گیا۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ[2] محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف تلبیس ابلیس میں

---

[1] وہابیوں نجدیہ کے مشہور اخبار الاعتصام میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ کو آسمانِ علم کا مہر و ماہ لکھا ہے۔ (الاعتصام ص۱ ۲۲ جون ۱۹۶۶ء) علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بیداری میں بالمشافہ پچھتر ۷۵ مرتبہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص۴۴) مولوی اشرف علی تھانوی نے علامہ سیوطی کی بڑے بڑے علماء کی صف میں شمار کیا ہے۔ (طریقہ مولود)

[2] وہابیہ کے رسالہ الاسلام دہلی نے محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے متعلق لکھا ہے کہ

ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے اُس کے متعلق لکھا ہے کہ :

اِنْفَرَدَ بِھَا وَشَذَّ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ مَنْعِہِ الْاِسْتِغَاثَۃَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَسَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَکَتَعَرُّضِہٖ لِاَکَابِرِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالتَّشْنِیْعِ وَالتَّکْفِیْرِ (شواہد الحق صفحہ ۱۹۵) وَلِذَالِکَ قَلَّلَ اللّٰہُ نَفْعَ بِھَا کَمَا جَرَتْ عَادَتُہٗ تَعَالٰی فِیْمَنْ یَتَعَرَّضُ لِاَوْلِیَآءِہٖ بِالسُّوْءِ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انبیار کرام علیہم السلام اور اولیار کاملین علیہم الرحمۃ کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں سے علیحدہ ہوگیا ہے۔ اور اولیار کبار کو بُرا کہنے اور ان کی تکفیر کرنے کی بنار پر مسلمانوں سے جُدا ہوگیا ہے۔ اور یہ اُس کی عام عادت ہے اور اسی لیے اللہ تعالےٰ نے اُس کی کتابوں سے نفع کم کر دیا کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا طریقہ ہے کہ جو کوئی اولیار کو اذیت پہنچانے کے درپے ہو اُس کا فیضان اللہ تعالےٰ ختم کر دیتا ہے۔

جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ جس نے میرے ولی کو اذیت پہنچائی پس اُس نے مجھ کو اعلانِ جنگ کا چیلنج کیا ہے وَاَیُّ اَذِیَّۃٍ اَعْظَمُ مِنْ تَکْفِیْرِھِمْ اولیار اللہ کو کافر بنانا اور ان کو دائرۂ اسلام

محدث ابن جوزی (علیہ الرحمۃ) چھٹی صدی کے اکابر و اعیان میں ایک عظیم و جلیل محدث اور خطیب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زائد انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامنِ رحمت میں آچکے ہیں۔ (الاسلام دہلی ص)

محدث ابن جوزی کے متعلق ذہبی نے لکھا ہے کہ کَانَ مِنَ الْاَعْیَانِ وَفِی الْحَدِیْثِ مِنَ الْحُفَّاظِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْعُلَمَاءِ صَنَّفَ ھٰذَا الرَّجُلُ۔ محدثِ ابن جوزی علومِ قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے۔ اور فنِ حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے۔ ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علمارِ اُمت میں سے کسی کی ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۴) (فقیر محمد ضیار اللہ القادری غفرلہٗ)

وَإِخْرَاجِهِمْ مِنْ دَائِرَةِ الْإِسْلَامِ بِالْكُلِّيَّةِ۔ (شواہد الحق للنبہانی ص۱۹۵) سے بالکلیہ خارج کر دینا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اذیت ہو سکتی ہے۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

عارف ربانی حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی مصدقہ کتاب عجالہ بر دو رسالہ میں نبہانی نے ابنِ تیمیہ کی جو تردید فرمائی ہے درج ہے:

"علامہ یوسف بن اسماعیل علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمۃ جو کبار اولیاء میں سے تھے کی تکفیر کرتا تھا نیز ابنِ تیمیہ کی کتابوں کے متعلق لکھا ہے کہ:

مَرْصُوْدَةٌ مِنْ بِدْعِهِ مُخَالَفَتَهُ لِأُمَّتِهِ بِحَيَاتٍ قَاتِلَاتٍ فَهِيَ تَمْنَعُ النَّاسَ مِنَ الْإِقْبَالِ عَلَيْهَا وَالْإِنْتِفَاعِ بِهَا۔

اُس کی خانہ ساز بدعات اور جدید عقائد اور اُس کا اُمت کی مخالفت کرنا زہر ہے سانپوں کے ساتھ اُس کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

اُس کی کتابوں کو پڑھنے اور ان سے نفع حاصل کرنے سے یہی چیزیں لوگوں کو باز رکھتی ہیں۔ (عجالہ بر دو رسالہ ص۱۵)

ابنِ تیمیہ حنبلی مذہب سے خارج ہے

امام یوسف نبہانی قدس سرہ الربانی نے شواہد الحق میں فرمایا ہے کہ:

"بعض مسائل کی بنا پر ابنِ تیمیہ حنبلی مذہب سے خارج ہو گیا

---

[1] دیوبندیوں کے مشہور مولوی محمد میاں صدیقی جامعہ مدنیہ لاہور لکھتے ہیں کہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ چودھویں صدی ہجری کے اوائل کی ایک فاضل اور یگانہ روزگار شخصیت ہیں۔ نبی علیہ السلام کی ذاتِ گرامی سے آپ کو جو والہانہ عشق تھا۔ اُس کی حرارت آپ کی تحریروں میں نمایاں ہے۔ یہ اسوۂ رسول سے عشق و محبت کا اعجاز تھا۔ جس نے آپ کے قلم سے ہزاروں صفحات نبی علیہ السلام کی سیرت اور اخلاقِ حسنہ پر تحریر کرائے۔ (شمائل رسول ص۹ مطبوعہ لاہور) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

ہے۔ طلاق کے مسئلہ میں وہ تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیتا ہے اور طلاق کے مسئلہ میں عدد کو لغو قرار دیتا ہے۔ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور کی طرف (قصداً بطور تبرک) سفر کو حرام قرار دیتا تھا۔ انبیاء اور اولیاء سے استغاثہ کرنے کو منع قرار دیتا تھا۔ یہ تینوں مسئلے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مسلک سے نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان مسائل میں آپ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

وَنَصَّ فُقَهَاءُ الْحَنَابِلَةِ عَلٰی اَنَّهٗ لَا يُتَابَعُ فِيْهَا فَمَنِ ادَّعٰی اَنَّهٗ حَنْبَلِيُّ الْمَذْهَبِ فَلَيْسَ لَهُ الْقَوْلُ بِهَا كَمَا قَالَتْ بِهَا هٰذِهِ الْفِرْقَةُ الْمَذْكُوْرَةُ عَنْ جَهْلٍ وَّانْطِمَاسِ بَصِيْرَةٍ۔

فقہا حنابلہ نے ابن تیمیہ پر حکم لگایا ہے کہ ان مسائل میں اس نے امام احمد بن حنبل کی متابعت نہیں کی۔ بے شک جو حنبلی المذہب ہونے کا دعوے کرے پس اس کو کہا جائے گا کہ امام احمد کے یہ عقائد نہیں ہیں جیسا کہ اس فرقہ مذکورہ نے جہالت کی بنا اور بصیرت کے مٹ جانے کی بنا پر یہ عقائد رکھے ہیں۔

(شواہد الحق ص ۱۹۰ مطبوعہ مصر)

ابن تیمیہ حوالے غلط دیتا تھا علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے ہی درج فرمایا ہے کہ:

فَقَدْ ثَبَتَ وَتَحَقَّقَ وَظَهَرَ ظُهُوْرَ الشَّمْسِ فِيْ رَابِعَةِ النَّهَارِ اَنَّ عُلَمَاءَ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ قَدْ

بے شک اس کا ثبوت چودھویں رات کے چاند کی طرح اظہر من الشمس ہے کہ مذاہب اربعہ کے علماء نے ابن تیمیہ کی بدعات کی تردید

لہ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی، علامہ زرقانی، امام سبکی شافعی، حافظ کبیر عبدالرحیم العراقی، شیخ مصطفےٰ بن احمد حنبلی علیہم الرحمۃ وغیرہم علماء نے ابن تیمیہ کا غلط حوالہ جات دینے کے متعلق اتفاق کیا ہے۔ (شواہد الحق للنبہانی) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

اِتَّفَقُوا عَلٰی رَدِّ بِدْعَةِ اِبْنِ تَیْمِیَّةَ وَمِنْهُمْ مَنْ طَعَنُوْا بِصِحَّةِ نَقْلِهٖ كَمَا طَعَنُوْا بِكَمَالِ عَقْلِهٖ فَضْلًا عَنْ شِدَّةِ تَشْنِیْعِهِمْ عَلَیْهِ فِیْ خَطَئِهِ الْفَاحِشِ فِیْ تِلْكَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ شَذَّ بِهَا فِی الدِّیْنِ وَخَالَفَ بِهَا اِجْمَاعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

کرنے پر اتفاق کیا ہے کہ ان علماء میں سے بعض علماء نے اس کے حوالہ جات پر بھی اعتراض کیا ہے (یعنی وہ غلط حوالے دیتا ہے) جیسے کہ اس کی عقل (کم عقل ہونے) پر اعتراض کیا ہے۔ علماء نے اس کے ان مسائل کا جن کی بناء پر وہ دین سے الگ ہو گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے عقائد کی مخالفت کی ہے سختی سے رد فرمایا ہے۔ (شواہد الحق ص۱۹۱)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مستطاب شواہد الحق میں چوتھا باب ان الفاظ سے شروع فرمایا ہے۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ نَقْلِ عِبَارَاتِ عُلَمَاءِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِی الرَّدِّ عَلٰی ابْنِ تَیْمِیَّةَ وَالْكَلَامِ عَلٰی بَعْضِ كُتُبِهٖ وَمُخَالَفَتِهٖ اَهْلَ السُّنَّةِ فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّةِ وَمِنْهَا اِعْتِقَادُ الْجِهَةِ فِیْ جَانِبِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ۔

اس باب میں علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کی تردید جن علماء عظام نے فرمائی ان کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

فَمَنْ عَاصَرَهُ الْاِمَامُ صَدْرُ الدِّیْنِ بْنُ الْوَكِیْلِ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ الْمُرَحِّلِ الشَّافِعِیْ وَقَدْ نَاظَرَهٗ وَمِنْهُمُ الْاِمَامُ اَبُوْحَیَّانَ وَكَانَ صَدِیْقًا لَهٗ فَلَمَّا اطَّلَعَ عَلٰی بِدْعِهٖ رَفَضَهٗ رَفْضًا بَتًّا وَحَذَّرَ النَّاسَ مِنْهُ وَمِنْهُمُ الْاِمَامُ عِزُّ الدِّیْنِ

ابن تیمیہ کے ہمعصروں میں اس کی تردید فرمانے والے بعض حضرات یہ ہیں امام صدر الدین بن الوکیل المعروف ابن المرحل شافعی انہوں نے ابن تیمیہ سے مناظرہ بھی کیا تھا۔ امام ابوحیان یہ پہلے ابن تیمیہ کے دوست تھے جب اس کی بدعات کا ان کو پتہ چلا تو بالکل اس سے دوستی ختم کر دی اور لوگوں

بْنِ جَمَاعَةَ رَدَّ عَلَيْهِ وَ شَنَّعَ عَلَيْهِ كَثِيْرًا وَلَمْ اَطَّلِعْ عَلٰى كُتُبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ وَاِنَّمَا ذَكَرَهُمْ اِبْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهٗ وَمِنْهُمُ الْاِمَامُ كَمَالُ الدِّيْنِ الزَّمْكَلَانِيُّ الشَّافِعِيُّ الْمُتَوَفّٰى سَنَةَ ۷۲۷ھ قَالَ ابْنُ الْوَرْدِيِّ فِيْ تَارِيْخِهٖ كَانَ عَزِيْزَ الْعِلْمِ كَثِيْرَ الْفُنُوْنِ مُسَدَّدَ الْفَتَاوٰی دَقِيْقَ الذِّهْنِ وَ ذَكَرَ لَهٗ فِيْ كَشْفِ الظُّنُوْنِ كِتَابَ الدُّرَّةِ الْمُضِيَّةِ فِي الرَّدِّ عَلَى ابْنِ تَيْمِيَّةَ وَقَدْ نَاظَرَهٗ فِيْ مَسَائِلِهِ الَّتِيْ شَذَّ بِهَا عَنِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَ مِنْ اَشْنَعِهَا مَسْئَلَةُ مَنْعِهٖ شَدَّ الرِّحَالِ اِلٰى قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ وَلَا سِيَّمَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْاِسْتِغَاثَةَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کو ابنِ تیمیہ کے عقائد باطلہ سے ڈرایا۔ عز الدین بن جماعہ نے بھی ابنِ تیمیہ کا رد فرمایا ہے۔ اور اس کو بہت برا بھلا کہا ہے۔ ان تین آئمہ کی کتب پر میں مطلع نہیں ہوا ہاں علامہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے اور اس کے ہمعصر رد کرنے والوں میں سے امام کمال الدین الزمکلانی شافعی متوفی ۷۲۷ھ امام ابن الوردی نے ان کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے عزیز العلم، کثیر الفنون، مسدد الفتاوٰی دقیق الذھن، کشف الظنون میں ان کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ کتاب الدرۃ المضیۃ فی الرد علی ابن تیمیۃ انہوں نے بھی ابن تیمیہ سے اس کے ان مسائل میں مناظرہ کیا جس کی وجہ سے وہ مذاہب اربعہ سے خارج اور منفرد ہوا۔ ان مسائل میں سے بہت شنیع اور غلط مسئلہ یہ ہے کہ اس نے مزارات انبیاء اور صالحین خصوصاً حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارکہ کی طرف جانے سے روکا اور ان سے استغاثہ سے بھی روکا۔ (شواہد الحق للنبہانی ص۱۷۸ مطبوعہ مصر)

علامہ نبہانی کا ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کو ابنِ تیمیہ کی تردید کرنے پر خراجِ تحسین

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے شیخ الاسلام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کو ابنِ تیمیہ کی تردید کرنے پر خراجِ تحسین ان الفاظ میں پیش فرمایا ہے کہ:

"ابنِ تیمیہ کی تردید کرنے والوں میں سے ایک امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔ یہ اکابر علماء اور اولیاء کاملین سے ہیں۔ انہوں نے ابنِ تیمیہ کی سخت تردید فرمائی ہے۔ مُحَامَاۃً عَنِ الدِّیْنِ وَ شَفْقَۃً عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حفاظت دین اور مسلمانوں سے شفقت کی بنا پر تردید فرمائی ہے تاکہ ابنِ تیمیہ کے بُرے عقائد مسلمانوں میں سرایت نہ کر جائیں۔ (شواہد الحق ص۱۹۰ از علامہ نبہانی)

ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے جس انداز سے ابنِ تیمیہ کی تردید فرمائی ہے وہابیوں کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ چنانچہ وہابیوں کے نواب صدیق حسن بھوپالوی نے نعمان آلوسی کو روپیہ دے کر ابنِ حجر کے رد میں کتاب لکھوائی۔

نواب صدیق حسن بھوپالوی کا مالی امداد دے کر ابنِ تیمیہ کی شان میں کتاب لکھانا

جس کا تذکرہ فوائدِ جامعہ میں ہے کہ نعمان آلوسی نے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لیا۔ پر جن کی طرف سے نعمان آلوسی کو مالی امداد حاصل تھی۔ جلاء العینین میں ابنِ حجر مکی پر رد کا ارادہ کیا۔ اور انہوں نے ابنِ تیمیہ کے دامن کو اکثر شواذ سے پاک کرنے میں بڑا زور لگایا ہے۔ مگر انہیں ندامت ہوئی۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ کی کتابوں کی اشاعت نے اُن کی اس درجہ حمایت کو اس طرح رُسوا کر دیا کہ جن باتوں کی انہوں نے تردید کی تھی۔ اُن کی ان کتابوں میں تصریح مل گئی۔ بلکہ عنقریب اُن کی اور کتابیں بھی شائع ہو جائیں گی۔ جیسے التاسیس فی رد اساس التقدیس ہے۔ جس میں حشویہ کی وہ بعض باتیں نظر آئیں گی جن کو ابھی نقل کیا ہے یہ تو اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے خود گراتے ہیں۔ ہم نے یونہی سرسری نظر میں ابنِ تیمیہ کے تفردات کے جو نمونے پیش کیے ہیں۔ وہ کافی ہیں شیخ نعمان نے آلوسی نے اپنی تردید آپ ہی کر لی ہے کیونکہ انہوں نے غالیۃ المواعظ میں جو کچھ لکھا ہے ان کا کلام اس کے مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ مادہ کو ہلاک کرے۔ یہ جس چیز میں

داخل ہوا اُس کو اُس نے بگاڑا ہے۔ انہوں نے تو اپنے والد ماجد کی تفسیر میں بھی دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ اگر کوئی اس کا اس نسخے سے جس کو خود مؤلف نے سلطان عبدالمجید خاں کی خدمت میں پیش کیا۔ جو آج بھی استنبول میں راغب پاشا کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ مقابلہ کرے گا تو اُس کو اس امر کا اطمینان ہو جائے گا۔ ہم تو اللہ سے بس سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔" (فوائد جامعہ ص ۲۵۴-۲۵۵)

رسالہ فوائد جامعہ میں لکھا ہے کہ :

"ابن تیمیہ کے معاصرین میں سے حافظ صلاح الدین خلیل علائی دمشقی المتوفی سنہ ۷۶۱ھ نے اپنے ایک مکتوب میں ابن تیمیہ کے تفردات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ ان کا وہ معلومات افزا مکتوب محدث ناقد شیخ محمد زاہد کوثری نے ذخائر القصر کے حوالہ سے السیف الصیقل میں نقل کیا۔ جو پڑھنے کے لائق ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

حافظ ابن طولون نے ذخائر القصر فی تراجم نبلاء العصر میں شیخ عبدالنافع بن عراق کے تبدیل مسلک کا سبب بیان کرتے ہوئے کہ اُن کے والد نے تو اُن کو حنبلی بنایا تھا۔ مگر اُنہوں نے حنبلی مذہب کو چھوڑ کر شافعی مسلک اختیار کیا۔ لکھا ہے کہ حافظ صلاح الدین علائی نے ان اصولی و فروعی مسائل کا ذکر کیا ہے۔ جن میں ابن تیمیہ نے خلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جن کے اندر موصوف نے اجماع کے خلاف کیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن میں مذہب راجح کے خلاف کیا ہے۔ ان ہی میں سے طلاق یمین یعنی وہ طلاق جو قسم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اُنہوں نے کہا ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے۔ اس کے واقع ہونے کے بعد وہ واقع نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ قسم کھانے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہو جاتا

ہے۔ حالانکہ ان سے پہلے اس مسئلہ میں فقہاء اُمت میں سے کبھی کوئی فقیہہ کفارہ کا قائل نہیں ہوا اور ایک زمانہ دراز تک ان کا ہمیشہ یہی فتوٰے رہا ہے۔ اور مصائب بڑھتے رہے عوام کی ایک بڑی بھاری اکثریت نے ان کی تقلید کرلی۔ اور یہ بلا عام ہوگئی اور یہ بھی کہ طلاق حالتِ حیض میں واقع نہیں ہوتی اور اسیطرح طلاق اُس طہر میں واقع نہیں ہوتی جس میں ہمبستری ہوچکی ہوا اور یہ بھی کہ تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کا اجماع اس کے خلاف نقل کرچکے ہیں نیز یہ بھی کہ جس نے اس کی مخالفت کی اس نے کفر کا کام کیا۔ پھر انہی نے اس کے خلاف فتوٰے دیا۔ اور بڑی خلقت کو اس مسئلہ میں پھنسا دیا۔ اور یہ بھی کہ اگر نماز کو قصداً چھوڑ اجائے تو اس کی قضاء جائز نہیں۔ اور یہ بھی کہ حائضہ طوافِ کعبہ کرے اُس پر کفارہ واجب نہیں طواف اُس کے لیے مباح اور درست ہے۔ اور یہ کہ ٹیکس لینا اُس کے لیے حلال ہے جس نے زمین کو جاگیر میں دیا ہے۔ اور اگر تاجروں سے ٹیکس لے لیے جائیں تو زکوٰۃ کے عوض میں اُن کی طرف کافی ہیں۔ اگرچہ وہ زکوٰۃ کے نام سے نہ لیے ہوں اور نہ زکوٰۃ کے دستور کے مطابق لیے ہوں اور یہ بھی کہ بہنے والی چیزیں چوہیا جیسے جانوروں کے مرنے سے ناپاک نہیں ہوتیں۔ اور یہ کہ جنبی کو نوافل رات میں تیمم سے پڑھنا چاہئیں اور ان نوافل کو فجر کے غسل تک مؤخر نہیں کرنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ شہر میں ہو۔ میں نے اُن لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اس مسئلہ میں ان کی اقتدار کی۔ تو میں نے ان کو اس سے روکا اور میں نے ابنِ تیمیہ سے سُنا جس وقت ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا۔ کہ جس نے امیر کے لیے بچھونا بچھایا اور سفر کے اندر رات میں جنبی ہوگیا اور اس کو یہ ڈر

ہے کہ اگر وہ فجر کو غسل کرے گا تو اس کا استادا سے متہم کرے گا تو انہوں نے اس کا فتوےٰ دیا کہ فجر کی نماز تیمم سے پڑھ لے حالانکہ وہ غسل پر قادر تھا اور ان سے اُمہاتِ اولاد (اُم ولد لونڈیوں) کی بیع و شراء کے جواز کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے اس کو ترجیح دی اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔

اصولِ دین میں ان کے تفردات میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ حوادث کے لیے محل ہے۔ اللہ سُبحانہٗ تعالےٰ حوادث کے لیے محل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات جو وہ کہتا ہے۔ اس سے بہت بالا و برتر ہے۔

اور یہ کہ اللہ تعالےٰ مرکب ہے۔ اس کو (ہاتھ۔ آنکھ۔ چہرہ۔ پنڈلی وغیرہ) کی احتیاج ہے۔ جیسے کل کو جزو کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔ اور یہ کہ قرآن فی ذاتہٖ حادث ہے اور عالم قدیم بالنوع ہے۔ مخلوق ہو کر خدا کے ساتھ اس کا تعلق دائمی ہے۔ چنانچہ اُس نے اس کو موجب بالذات مانا ہے۔ فاعل بالاعتبار نہیں۔ جو کچھ اس نے خواب دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

اور ان ہی میں سے اس کا ذاتِ خداوندی کے لیے جسمیت، جہت اور انتقالِ مکانی کا قائل ہونا ہے۔ اور باری تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے۔

اور اُس نے اپنی بعض تصانیف میں بصراحت لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش کے بقدر ہے وہ نہ اس سے بڑا ہے۔ اور نہ اُس سے چھوٹا ہے۔ حالانکہ ذاتِ باری تعالےٰ اس سے بالاتر ہے۔

اور ابنِ تیمیہ نے ایک رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا علم غیر متناہی امور سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ جیسے کہ جنتیوں کی نعمتیں

ہیں۔ اور یہ کہ وہ غیر متناہی کو محیط نہیں ہے۔ یہ وہ بات ہے جس میں امام (ابنِ جوینی) کے قدم (کتاب البرہان) میں ڈگمگا گئے ہیں۔

اور ان ہی باتوں میں سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاہ نہیں ہے جو کوئی آپ کی ذات سے وسیلہ پکڑے گا۔ وہ خطا کار ہے۔ اور اس موضوع پر کئی ورق کا رسالہ بھی لکھا ہے۔

اور یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنا معصیت ہے۔ اس میں نمازِ قصر نہیں کی جا سکتی اور اس میں بڑا ہی غلو کیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں اُن سے پہلے اس کا کوئی قائل نہیں ہوا۔ اور یہ کہ دوزخیوں کا عذاب منقطع ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہو گا۔ تقی الدین سبکی نے ایک رسالہ میں اس کی تردید لکھی ہے جو کہ شائع ہو چکا ہے۔ (یعنی الشفاء السقام)

اور نیز ان کے تفردات میں سے یہ ہے کہ تورات اور انجیل کے الفاظ میں تبدیلی اور تحریف نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ یہ اسی صورت میں موجود ہیں۔ جن پر وہ نازل ہوتی تھیں اور تحریف ان کی تاویل میں ہوئی ہے۔ اور اس موضوع پر ان کی ایک اور تصنیف بھی ہے۔ جو میں نے نہیں دیکھی ہے۔ اور میں تو اس قسم کی باتوں کے لکھنے پر اللہ تعالےٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ چہ جائیکہ ان کا اعتقاد رکھنا۔"

(فوائد جامعہ ص ۲۴۶ تا ۲۵۱)

ابنِ رجب سے ابنِ تیمیہ کے عقائدِ باطلہ کا تذکرہ!

ابنِ رجب نے ابنِ تیمیہ کے منفرد عقائد کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

موزوں پر مسح کی کوئی مدت نہیں

موزوں پر مسح کرنے کی کوئی مدت نہیں ہے۔

نمازِ جمعہ اور نمازِ عیدین کے لیے تیمم

وقت کے فوت ہونے نمازِ جمعہ کے نکل جانے اور عیدین کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمم کرنا درست ہے۔

حیض کی کوئی مدت نہیں ہے

اور یہ کہ کم سے کم حیض کی کوئی مدت نہیں ہے۔ اور نہ اکثر حیض کی کوئی مدت ہے۔ اور نہ سن ایاس کی کوئی مدت ہے۔

کم یا زیادہ سفر ہر دو کے لیے نمازِ قصر جائز ہے

اور نمازِ قصر چھوٹے اور بڑے سفر میں جائز ہے۔

باکرہ کے لیے استبرا نہیں

اور باکرہ کے لیے استبرا نہیں ہے اگرچہ وہ بوڑھی ہو گئی ہو۔

سجدۂ تلاوت کے لیے وضو شرط نہیں

اور وضو سجدۂ تلاوت کے لیے شرط نہیں ہے اور مسابقت (گھوڑ دوڑ میں شرط) بلا محلل جائز ہوتی ہے۔ (فوائد جامعہ ص۲۵۲)

ابنِ تیمیہ کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار مبارک اور دیگر مسلمانوں کے مزار برابر ہیں

علامہ سبکی علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ کے خط سے اس کا یہ عقیدہ استنباط کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَنِ ادَّعٰی اَنَّ قُبُوْرَ الْاَنْبِیَاءِ وَغَیْرِھِمْ مِنْ اَمْوَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ

جس نے یہ دعوےٰ کیا (ابنِ تیمیہ) کہ انبیاء کرام اور باقی اموات مسلمین کے

سَوَاءٌ فَقَدْ اَتٰی اَمْرًا عَظِیْمًا نَقْطَعُ بِبُطْلَانِهٖ وَ خَطَائِهٖ فِیْهِ وَفِیْهِ حَطٌّ حُطٌّ لِدَرَجَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اِلٰی دَرَجَةِ مَنْ سِوَاءٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَذَالِكَ كُفْرٌ مُتَیَقَّنٌ فَاِنَّ مَنْ حَطَّ رُتْبَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا یَجِبُ لَهٗ فَقَدْ كَفَرَ فَاِنْ قَالَ اِنَّ هٰذَا لَیْسَ بِحَطٍّ وَ لٰكِنَّهٗ مَنْعٌ مِنَ التَّعْظِیْمِ فَوْقَ مَا یَجِبُ لَهٗ قُلْتُ هٰذَا جَهْلٌ وَ سُوْءُ اَدَبٍ وَنَحْنُ نَقْطَعُ بِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِقُّ مِنَ التَّعْظِیْمِ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا الْمِقْدَارِ فِیْ حَیَاتِهٖ وَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَلَا یَرْتَابُ فِیْ ذَالِكَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ شَیْءٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

مزارات برابر ہیں۔ تو وہ امر عظیم لایا۔ ہم اس میں اُس کی خطا، اور بُطلان کو یقینی سمجھتے ہیں اور اس میں نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجہ کو باقی مسلمانوں کے درجہ کی طرف گرانا ہے۔ اور یہ بات یقینی کفر ہے۔ کیونکہ جس نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ثابت اور واجب گرایا تو وہ بے شک کافر ہوا۔ اگر وہ منکر کہے کہ یہ گرانا نہیں بلکہ ثابت سے زیادہ تعظیم کی رکاوٹ ہے۔ تو میں (سبکی) کہتا ہوں کہ یہ جہالت اور بے ادبی ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم ظاہری زندگی میں اور انتقال کے بعد اس قدر تعظیم و تکرام سے زیادہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں۔ اور جس شخص میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ وہ اس بات میں قطعاً شک نہ کرے گا۔

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ص۹۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ کے نظریہ باطل کے بُطلان کا یُوں بھی تذکرہ فرمایا ہے:

وَتَخَیَّلَ ابْنُ تَیْمِیَّةَ اِنَّ مَنْعَ الزِّیَارَةِ وَالسَّفَرِ اِلَیْهَا مِنْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ

اور ابنِ تیمیہ نے یہ خیال کیا کہ سفرِ زیارت سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم

عَلَی التَّوْحِیْدِ وَاَنَّ فِعْلَهَا مِمَّا یُؤَدِّیْ اِلَی الشِّرْكِ وَهٰذَا تَخَیُّلٌ بَاطِلٌ۔

اور زیارت نبی پاک اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم سے منع کرنا توحید کی محافظت کے باب سے ہے۔ اور اس زیارت کا کرنا ان چیزوں میں سے ہے جو شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ حالانکہ ابنِ تیمیہ کا خیال باطل ہے۔

(شفاء السقام ص۱۰۱ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کا امام سبکی کو ابنِ تیمیہ کی تردید پر خراجِ تحسین

علامہ یوسف بنہانی علیہ الرحمۃ نے وہ خراجِ تحسین جو امام سبکی کو علامہ قسطلانی نے ابنِ تیمیہ کا شفاء السقام میں رد کرتے ہوئے پیش کیا درج کرتا ہوں؛

و ردّ علیه الشیخ تقی الدین السبکی فی شفاء السقام فشفی صدور المومنین۔ (شواہد الحق ص۱۰۱)

شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفاء السقام میں ابنِ تیمیہ کا رد کر کے مومنوں کے سینوں کو شفا دی

ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کا فیصلہ

حنفیوں کی مشہور و معروف شخصیت شارح مشکوٰۃ المصابیح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح شفا میں ابنِ تیمیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

قَدْ فَرَّطَ اِبْنُ تَیْمِیَّةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ حَیْثُ حَرَّمَ السَّفَرَ لِزِیَارَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَفْرَطَ غَیْرُهٗ حَیْثُ قَالَ كَوْنُ

حنبلیوں سے ابنِ تیمیہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے سفر کو حرام قرار دے کر زیادتی کی ہے جیسا کہ اس کے علاوہ

۱؎ دیوبندیوں کے مولوی سرفراز گکھڑوی نے ملا علی قاری کو یگانۂ روزگار فقیہہ و محدث لکھا ہے۔ (تبرید النواظر ص۱۰۱)

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

اَلزِّیَارَۃِ قُرْبَۃٌ مَعْلُوْمٌ مِّنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَۃِ وَجَاحِدُہٗ مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالْکُفْرِ وَلَعَلَّ الثَّانِیْ اَقْرَبُ اِلَی الصَّوَابِ لِاَنَّ تَحْرِیْمَ مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ بِالْاِسْتِحْبَابِ یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّہٗ فَوْقَ تَحْرِیْمِ الْمُبَاحِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ

دوسروں نے بھی زیادتی کی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کی زیارت کرنے سے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ دین میں بالکل واضح طور پر معلوم ہے۔ اس کے منکر پر کفر کا حکم لگایا جاتا ہے اور دوسری بات (زیارت کرنے والے کو منع کرنے والے کو کافر قرار دینا) حق کے زیادہ قریب ہے۔ اس لیے کہ جس کے مستحب ہونے میں علمار کا اجماع ہے۔ ایسی چیز کو حرام قرار دینا کفر ہے۔ کیونکہ علماء متفقہ فیصلہ ہے کہ جو چیز متفقہ طور پر مباح ہو اس کو حرام قرار دینا کفر ہے۔ (شواہد الحق ۱۸۵ اعجالہ بر دو رسالہ ۱۸)

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نے ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے:

فَتَوَھَّمَ اَنَّہٗ حَمٰی جَانِبَ التَّوْحِیْدِ بِخُرَافَاتٍ لَا یَنْبَغِیْ ذِکْرُھَا فَاِنَّھَا لَا تَصْدُرُ عَنْ عَاقِلٍ فَضْلًا عَنْ فَاضِلٍ

اس کا یہ خیال تھا کہ وہ ان خرافات کے ساتھ توحید کی جانب کی حمایت کر رہا ہے جن خرافات کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خرافات کسی عاقل سے صادر نہیں ہو سکتے یہ بہت عجیب بات ہے چہ جائیکہ ایک فاضل سے صادر ہوں۔

(نسیم الریاض شرح شفا شریف ۵۱۴، شواہد الحق ۱۸۰، اعجالہ بر دو رسالہ ۱۹)

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا حدیث شریف کے تحت ابن تیمیہ کا رد اس طرح فرمایا ہے۔

اَنَّہٗ لَا حُجَّۃَ فِیْہِ لِمَا قَالَہٗ ابْنُ تَیْمِیَۃَ وَغَیْرُہٗ فَاِنَّ اِجْمَاعَ الْاُمَّۃِ

اس حدیث شریف میں ابن تیمیہ وغیرہ کے قول کی بالکل دلیل نہیں کیونکہ اجماع

عَلٰی خِلَافِہٖ یَقْتَضِیْ تَفْسِیْرَہٗ بِغَیْرِ مَا فَہِمُوْہُ فَاِنَّہٗ نَزْغَۃٌ شَیْطَانِیَۃٌ۔

اُمت کا اس کے خلاف ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کی تفسیر ان کی مفہومہ تفسیر کا غیر ہے۔ ان کا اس حدیث سے غلط مفہوم نکال کر غلط دعوے کی دلیل بنانا شیطانی وسوسہ ہے۔ (شواہد الحق ص۱۸۶)

علامہ ابو حیان کا فیصلہ

لغت کے بہت بڑے ماہر علامہ ابو حیان نے بھی ابنِ تیمیہ کے متعلق لکھا ہے:

ھٰذَا لَا یَسْتَحِقُّ الْخِطَابَ

یہ خطاب کے لائق ہی نہیں ہے۔

(الدرر الکامنہ ص۱۵۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ امام تقی سبکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

کِتَابُ الْعَرْشِ مِنْ اَقْبَحِ الْکُتُبِ وَلَمَّا وَقَفَ عَلَیْہِ الشَّیْخُ اَبُوْحَیَّانَ مَا زَالَ یَلْعَنُہٗ حَتّٰی مَاتَ بَعْدَ اِنْ کَانَ یُعَظِّمُہٗ اِنْتَھٰی کَلَامُہٗ۔

کتاب العرش ابنِ تیمیہ کی قبیح ترین کتابوں میں سے ہے۔ اور جب اس پر شیخ ابو حیان مطلع ہوئے تو مرتے دم تک ہمیشہ ابنِ تیمیہ پر لعنت کرتے رہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ (شواہد الحق ص۲۴۷)

علامہ شیخ محمد نجیت المطیعی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

شیخ العلماء علامہ محمد نجیت المطیعی علیہ الرحمۃ نے بھی ابنِ تیمیہ کے عقائد کو عقائدِ باطلہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"ہم نے ابنِ تیمیہ کے عقائدِ باطلہ کی تردید کرنے کا پورا ارادہ کیا تھا۔ لیکن جب ہم نے علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ کی کتاب شفاء السقام دیکھی تو اس میں ہم نے ابنِ تیمیہ کے عقائدِ باطلہ کی مدلل تردید پائی تو اسی کو کافی سمجھا اور اس کتاب کی نشر و اشاعت کو زیادہ کرنے کی کوشش کی۔"

(تطہیر الفؤاد من دنس الاعتقاد ص۱۳ مطبوعہ ترکی)

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ اللہ الباری کا فیصلہ

زبدۃ المفسرین علامہ صاوی علیہ الرحمۃ اللہ الباری نے بھی ابن تیمیہ کے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ :

قَالَ الْعُلَمَاءُ اَنَّهٗ الضَّالُّ الْمُضِلُّ

علماء نے ابن تیمیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔

(تفسیر صاوی علی الجلالین ص۹۶ ج ۱)

علامہ مجدالدین فیروز آبادی کا فیصلہ

علامہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے بھی ابن تیمیہ اور اس کے ہم خیالوں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے :-

اَمَّا حَدِيْثُ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ فَلَا دَلَالَةَ فِيْهِ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الزِّيَارَةِ بَلْ هُوَ حُجَّةٌ فِيْ ذَالِكَ وَمَنْ جَعَلَهٗ دَلِيْلًا عَلٰى حُرْمَةِ الزِّيَارَةِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْجُرْاَةَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَفِيْهِ بُرْهَانٌ قَاطِعٌ عَلٰى غَبَاوَةِ قَائِلِهٖ وَقُصُوْرِهٖ عَنْ نَيْلِ دَرَجَةِ كَيْفِيَّةِ الْاِسْتِنْبَاطِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَالْحَدِيْثُ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اِسْتِحْبَابِ الزِّيَارَةِ مِنْ وَجْهَيْنِ ۔

(اَلصِّلَاتُ وَالْبُشَرُ فِی الصَّلَاةِ عَلٰی خَیْرِ الْبَشَرِ ص۱۲۷)

لیکن لا تشدوا الرحال والی حدیث شریف میں سے زیارت کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ زیارت کے ثبوت پر دلیل ہے۔ جس نے اس حدیث کو حرمتِ زیارت پر دلیل بنایا ہے۔ اُس شخص نے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت میں بہت بڑی جرأت کی ہے۔ اور اس سے کہنے والا کا کند ذہن قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ استدلال استنباط اور اجتہاد کے درجہ کی کیفیت سے بالکل بے خبر ہے۔ حالانکہ یہی حدیث شریف زیارت کے مستحب ہونے پر دو طریق سے واضح دلیل ہے۔

ابنِ تیمیہ نے اہلبیت اطہار، غوث اور اقطاب کی شان میں توہین اور تحقیر کی ہے

شاہ ولی اللہ کے لختِ جگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں بھی ابنِ تیمیہ علیہ ما علیہ کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

كَلَامُ ابْنِ تَيْمِيَّةَ فِيْ مِنْهَاجِ السُّنَّةِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْكُتُبِ مُوْحِشٌ جِدًّا فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ لَا سِيَّمَا فِيْ تَفْرِيْطِ حَقِّ اَهْلِبَيْتِ وَ فِيْ مَنْعِ زِيَارَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فِيْ اِنْكَارِ الْغَوْثِ وَ الْقُطْبِ وَ الْاَبْدَالِ وَ تَحْقِيْرِ الصُّوْفِيَّةِ وَ اَمْثَالِ ذَالِكَ وَ هٰذِهِ الْمَوَاضِعُ مَنْقُوْلَةٌ مَوْجُوْدَةٌ

منہاج السنہ وغیرہ کتابوں میں ابنِ تیمیہ کا جو کلام پایا جاتا ہے۔ نہایت وحشت ہوتی ہے۔ بالخصوص ان باتوں سے تو انسان متوحش ہو جاتا ہے۔ جو اس نے اہلبیت اطہار پر زیادتی (تنقیص اور توہین) کرتے ہوئے لکھی ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے منع کیا ہے۔ غوث قطب

ل امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کے متعلق مندرجہ ذیل القاب لکھے ہیں۔ ہدایت مآب، قدوہ ارباب صدق وصفا، زبدۂ اصحاب فنا و بقار، سید العلماء، سند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع ہر ذلیل وعزیز، مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و اعزنا و سائر المسلمین بمجدہ وعلائہ (صراط المستقیم فارسی ص۱۶۴) وہابیہ کے مولوی ابویحییٰ امام خان نوشہروی رقمطراز ہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی علمی و روحانی سرگرمیاں محض قال و حال تک ہی محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام رفاہ کا خیال بھی ہر وقت دامن گیر رہے۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص۱۶) فخر الوہابیہ ابراہیم میر سیالکوٹی نے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کو بارگاہِ مصطفےٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا حضوری لکھا ہے (سراجاً منیرا ص۳۳) میر سیالکوٹی نے یہ بھی لکھا ہے کہ استاد الہند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ جن کی دقیقہ شناسی اور نکتہ رسی مسلّم کل ہے (واضح البیان ص۲) مولوی اشرف علی تھانوی نے مولوی محمد تھانوی سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا شاہ عبدالعزیز صاحب کو چھ ہزار حدیث کے متن یاد تھے۔ (افاضات الیومیہ ص۲۷ ج۱)

لِهِنْدِیْ وَقَدْ تَصَدّٰی لِسَدِّ كَلَامِهٖ فِیْ زَمَانِهٖ جَهَابِذَةُ عُلَمَاءِ الشَّامِ وَالْمَغْرِبِ وَالْمِصْرِ ثُمَّ اِنَّ اِبْنَ الْقَیِّمِ تِلْمِیْذُهُ الرَّشِیْدُ قَدْ بَالَغَ فِیْ تَوْجِیْهِ كَلَامِهٖ لٰكِنْ لَمْ یَقْبَلْهُ الْعُلَمَاءُ حَتّٰی اَنَّ الْمَخْدُوْمَ مُعِیْنَ الدِّیْنِ السِّنْدِیْ فِیْ عَصْرِ سَیِّدِی الْوَالِدِ اَطَالَ رِسَالَةً فِیْ رَدِّهٖ وَاِذَا كَانَ كَلَامُهٗ مَرْدُوْدًا عِنْدَ عُلَمَاءِ اَهْلِ السُّنَّةِ فَاَیُّ طَعْنٍ یَلْحَقُهُمْ فِیْ ذَالِكَ فَقَطْ.

اور ابدال کا انکار کیا ہے صوفیاء کرام کی تحقیر اور توہین کے لیے اس نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اسی طرح اس کی بہت سی باتیں ہیں۔ شام، مغرب اور مصر کے علماء کرام نے اس کے دور میں ہی اس کا مبسوط رد لکھ دیا تھا۔ اس کے شاگرد ابن قیم نے اگرچہ ابن تیمیہ کے کلام کی توجیہات اور تاویلات بیان کی ہیں۔ مگر علمائے اہلسنت وجماعت نے ان تاویلات کو قبول نہیں کیا۔ ہمارے مخدوم معین الدین سندی نے بھی ہمارے والد ماجد (شاہ ولی اللہ دہلوی) کے زمانہ میں ابن تیمیہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ علماء اہلسنت وجماعت کے نزدیک ابن تیمیہ کا کلام باطل ہے۔ (فتاوی عزیزی ص ۱۸۱ ج ۲ مطبوعہ دیوبند)

اہلبیت سے عناد کی بناء پر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شاگردی کا انکار کرنا

ابن تیمیہ نے سرکار سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سرکار سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاگرد ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور اس کے انکار کی بنیادی وجہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بغض اور عناد ہے۔ ممدوح الوہابیہ شبلی نعمانی نے بھی ابن تیمیہ کے اس نظریہ فاسدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اس وجہ سے کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے معاصر اور ہمعصر تھے۔ اس لیے ان

کی شاگردی کیونکر اختیار کرتے۔ لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں۔ لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت امام جعفر صادق سے کیا نسبت، حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے۔
(سیرت النعمان ص۲۷ از شبلی نعمانی مطبوعہ دہلی)

علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

اَجْمَعَ عُلَمَاءُ عَصْرِہٖ عَلٰی ضَلَالِہٖ وَحَبْسِہٖ وَنُوْدِیَ مَنْ کَانَ عَلٰی عَقِیْدَۃِ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ حَلَّ مَالُہٗ وَدَمُہٗ۔

اجماع کیا اس کے عصر کے عالموں نے اس کی گمراہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئی اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا اس کا مال اور خون مباح ہے۔ (سیف الجبار ص۱۱)

علامہ عبدالرحمن سلہٹی علیہ الرحمۃ

نے اپنی تصنیف لطیف سیف الابرار میں لکھا ہے کہ:

"شیخ نجدی اور ابن تیمیہ کہ بزرگان دین متین را بد میگویند۔ شیخ نجدی اور ابن تیمیہ بزرگان دین متین کو برا کہتے ہیں۔
(سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۶)

ابن تیمیہ چونکہ خارجی تھا۔ اس لیے اس نے خارجیوں کی مخالفت نہیں کی۔

خارجیوں کی مخالفت نہ کرنا

ابو زہرہ نے اپنی کتاب میں ان فرقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جن سے ابن تیمیہ کا مقابلہ اور مخالفت رہی لکھا ہے کہ:

"اس سلسلہ میں ہم خوارج کا ذکر نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان سے امام ابن تیمیہ کی کوئی آویزش نہیں ہوئی"۔ (حیات ابن تیمیہ ص۲۵۹)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی نصیحت

جملہ اہلسنت وجماعت کو علامہ یوسف نبہانی نے

قدس سرہ النورانی نصیحت فرماتے ہیں کہ:

إِذَا عَلِمْتَ ذَالِكَ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ الشَّافِعِيُّ أَوِ الْحَنَفِيُّ أَوِ الْمَالِكِيُّ أَوِ الْحَنْبَلِيُّ الصَّالِحُ الْمُوَفَّقُ تَعْلَمُ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْكَ الْحَذَرُ التَّامُّ مِنْ كُتُبِ الْإِمَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ وَجَمَاعَتِهِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْعَقَائِدِ لِئَلَّا تَهْوِيَ فِي مَهْوَاةِ الضَّلَالِ وَلَا يَنْفَعُكَ النَّدَمُ بَعْدَ ذَالِكَ بِحَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَإِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِكَلَامِ السَّيِّدِ نُعْمَانَ أَفَنْدِي الْآلُوسِيِّ الْبَغْدَادِيِّ فِي كِتَابِهِ جَلَاءِ الْعَيْنَيْنِ وَتَظُنَّ أَنَّهُ حَنَفِيٌّ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَهُوَ بِهٰذَا الْكِتَابِ قَدْ خَرَجَ عَنْ حَنَفِيَّتِهِ وَسُنِّيَّتِهِ وَصَارَ مِنْ جَمَاعَةِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ نَاصِرًا لِمَذْهَبِهِ مَذْهَبِ الْوَهَّابِيَّةِ۔

اے شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی صالح موفق مسلمان جب تم نے ابنِ تیمیہ کے عقائد و مسائل باطلہ جان لیے اب اس بات کا یقین رکھ کہ تجھے واجب ہے کہ تو ابنِ تیمیہ اور اس کی جماعت کی کتابوں سے مکمل اور پوری طرح پرہیز کرتا کہ تو گمراہی کے گڑھے میں نہ پڑے۔ اور بعد میں بہر حال تجھے ندامت نفع نہ دے گی۔ اور اپنے آپ کو اس سے بھی بچانا شاید تو لقمان افندی آلوسی کے اس کلام پر مغرور ہو جائے جو اس کی کتاب جلاء العینین میں موجود ہے۔ اور تو اُسے حنفی سُنی گمان کرے۔ کیونکہ وہ اس کتاب کی وجہ سے حنفیت اور سنیت سے خارج ہو گیا ہے۔ اور ابنِ تیمیہ کی جماعت اور اس کے وہابی مذہب کا حامی اور مددگار بن چکا ہے۔
(شواہد الحق ص۲۰۵ مطبوعہ مصر)

اعلحضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کی نصیحت

اعلحضرت عارفِ ربانی غوثِ صمدانی پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی گولڑوی علیہ الرحمۃ کی کتاب "عجالہ بر دو رسالہ" میں ابنِ تیمیہ کے متعلق مسلمانوں کو جو نصیحت فرمائی ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:-

"ابنِ تیمیہ متولد ۶۶۱ھ و متوفی ۷۲۸ھ، مدینہ طیبہ کی طرف

جانا بقصدِ زیارت قبر النبی علیہ السلام (جو مومنین کے لیے بکتاب و سُنت واجماع وقیاس اعلیٰ ذریعہ نجات کا ہے) حرام کہا۔ اور اللہ تعالےٰ کو محل حوادث اور باری تعالیٰ کی صفت ذاتی کو حادث وغیرہ بدعات سیئہ پر جرأت کرنے کے باعث آئمہ اربعہ سے علیحدہ ہونے کے علاوہ امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمانِ ذیل مندرجہ فقہ اکبر کا مصداق بنا۔ (وصفاتہٗ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوق فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا کافر باللہ تعالیٰ)

کم علم لوگ ابنِ تیمیہ کی طویلہ تحریرات کو دیکھ کر اپنا مذہب حق نہ چھوڑ دیں۔ علماء کرام نے بڑی تاکیدی ہدایتیں فرمائی ہیں کہ ابنِ تیمیہ کی تالیفات کو کوئی شخص بغیر جید عالم کے ملاحظہ نہ کرے۔ یعنی وہ عالم کہ اس عقائدِ فاسدہ و مضامینِ کاسدہ کی تردید پر قادر ہو۔ ورنہ کم فہم اور کودے لوگ بالکل بدعقیدہ ہوجائیں گے۔ (بحالہ بردو رسالہ صـ۲۰۱)

علامہ عبدالحی لکھنوی کا بیان

سب سے آخر میں ممدوح الوہابیہ والدیابنہ عبدالحی لکھنوی کا ابنِ تیمیہ کے متعلق فیصلہ درج کیا جاتا ہے جو قابلِ دید ہے۔

مَا ذَکَرْتُہٗ فِیْ حَقِّ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ هُوَ صِدْقُ الصَّرَاحُ وَالْحَقُّ الصُّرَاحُ وَلَسْتُ اَنَا مِمَّنْ یُضَلِّلُ ابْنَ تَیْمِیَّۃَ وَیُخْرِجُہٗ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَیَجْعَلُ جُمْلَۃَ تَحْقِیْقَاتِہٖ ضَعِیْفَۃً وَرَدِیَّۃً وَلَا مِمَّنْ یَظُنُّ جُمْلَۃَ اَقْوَالِہٖ

میں نے ابنِ تیمیہ کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے۔ وہ بالکل سچ اور واضح حق ہے۔ میں ان میں سے نہیں ہوں جن کو ابنِ تیمیہ نے گمراہ کیا ہے۔ اور اہلِ سنت و جماعت سے نکال دیا ہے۔ اس نے اپنی ساری تحقیقات کو تنگ اور ردی کردیا ہے۔ اور میں ان لوگوں میں سے

كَالْوَحْيِ النَّازِلِ مِنَ السَّمَاءِ وَيُقَلِّدُ تَقْلِيْدًا جَامِدًا فِيْ كُلِّ مَا تَفُوْهُ بِهٖ وَلَوْ كَانَ مُهْمِلًا عِنْدَ اَصْحَابِ الْاِرْتِقَاءِ۔

نہیں ہوں جو ابنِ تیمیہ کے تمام اقوال کو آسمانوں سے نازل شدہ وحی کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ہر کہو اس کی تقلید جامد کرتے ہیں۔ اگرچہ اُس کا قول اصحابِ ارتقاء کے نزدیک مہمل ہو۔ اور اُس کو بڑا اعقل والا شمار کرتے ہیں۔ اور سب علماء سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔

اگر تو اس کے سارے نظریاتِ فاسدہ پر مطلع ہونا چاہتا ہے تو میری کتاب فرحۃ المدرسین بذکر المؤلفاتِ والمؤلفین کا مطالعہ کر۔ میں نے شرح بسط کے ساتھ اُس میں منہاج السنۃ کے ترجمہ میں اس کے حالات درج کر دیتے ہیں۔"

(غیث الغمام ص۵)

بدعقیدہ حضرات کی تردید کرنا مسلمانوں پر بہت احسان ہے

بدعقیدہ حضرات کی تردید کرنے اور مسلمانوں کو ان کے عقائد سے باخبر رکھنے کو فوائد جامعہ میں مسلمانوں پر بہت بڑا احسان قرار دیا ہے ملاحظہ ہو۔

"ابنِ تیمیہ سے اصول و فروع میں بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مگر علماءِ اُمت کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہر زمانے میں بڑے سے بڑے عالم کی لغزش سے اُمت کو آگاہ کر دیا تاکہ آنے والے لوگ ان کی ان غلطیوں سے آگاہ رہیں۔ اور اُمت گمراہی سے محفوظ رہے۔"

(فوائد جامعہ ص۲۴۶)

ناظرینِ حضرات! وہابیوں کے ممدوح ابوزہرہ مصری نے بھی مجددِ الوہابیہ ابنِ تیمیہ کا مسلک عقائد اور اس کی تصریحات کا تذکرہ اپنی کتاب "حیات ابنِ تیمیہ" میں کیا ہے جس سے امام الوہابیہ کے عقائدِ کفریہ اور نظریاتِ فاسدہ کا علم ہر ذی شعور پر عیاں ہو جاتا ہے۔ اس لیے ابوزہرہ مصری کی عبارات درج کی جاتی ہیں۔

ابنِ تیمیہ کے متعلق ابوزہرہ مصری کی عبارات

ابنِ تیمیہ کے متعلق ابوزہرہ نے اپنی کتاب حیاتِ ابنِ تیمیہ میں لکھا ہے:

خدا تعالیٰ کا مجسم ہونا

ابنِ تیمیہ کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب و سنت میں ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق جو کچھ مذکور ہے۔ مثلاً فوق، تحت، استویٰ علی العرش یا اس کا چہرہ اور ہاتھ خدا کی محبت اور بغض اسے بلا تاویل جوں کا توں مان لیا جاتے۔ ہم اُس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حنابلہ نے چوتھی صدی ہجری میں بعینہٖ انہیں خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اور انہیں سلف کی جانب منسوب کیا تو علماء ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس سے خدا کی تجسیم و تشبیہ لازم آتی ہے۔

ممدوح الوہابیہ ابوزہرہ ابنِ تیمیہ کے اس عقیدۂ تجسیم و تشبیہ باری تعالیٰ سے متعلق رقمطراز ہیں:

"ابنِ تیمیہ کے اصل الفاظ ہم نے پیش کر دیئے اور ہم یہ کہنے پر اپنے تئیں مجبور پاتے ہیں کہ ہماری عقل اللہ تعالیٰ کے آسمان کے اُوپر ہونے اُس کی طرف اشارہ حسیہ کرنے اس کے عرش پر مستوی ماننے اور جسمیت سے تنزیہہ مطلق اور حوادث سے عدم مشابہت کے

؎ ابوزہرہ کے متعلق غیر مقلدین حضرات کے عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی لکھتے ہیں کہ شیخ ابوزہرہ مصر کے مشہور اہلِ قلم وسیع المطالعہ۔ تقیدِ مذہبی سے آزاد فقیہہ اور امام غزالی کی طرز کے متکلمِ اسلام ہیں آپ مصر و شام کے ان علماء سے ہیں جو وہاں کے دشمنانِ حدیث اور تجدد زدہ ملحد فرقہ کی سرگرمیوں کے خلاف مصروفِ جدوعمل ہیں۔ (حیاتِ ابنِ تیمیہ ص۲)

مابین تطبیق دینے سے قاصر ہے۔ حیرت ہے کہ امام صاحب اُن لوگوں پر سخت برہمی کا اظہار فرماتے ہیں جو ان نصوص کی تاویل کرتے ہیں۔ لیکن اس برہمی اور سخت گفتاری اور انکارِ شدید کے باوجود نصوص کی تاویل کرتے ہیں لیکن اس برہمی اور سخت گفتاری اور انکارِ شدید کے باوجود نعیمِ جنت کے سلسلہ میں تمام اسمار واردہ کو مجازی قرار دیتے ہیں۔ (حیاتِ ابنِ تیمیہ ص ۴۱۳، ۴۱۴)

ابنِ تیمیہ کے نظریاتِ فاسدہ

فوائدِ جامعہ میں بھی ابنِ تیمیہ کے عقائدِ باطلہ درج ہیں:

"حافظ صلاح الدین علائی نے ان اصولی وفروعی مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں ابنِ تیمیہ نے خلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جن کے اندر اُس نے اجماع کے خلاف کیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن میں مذاہب راجح کے خلاف کیا ہے۔ ان میں سے طلاق یمین یعنی وہ طلاق قسم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اس سے متعلق ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی جاتی ہے۔ اُس کے واقع ہونے کے بعد وہ واقع نہیں ہوتی بلکہ قسم کھا لینے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اُس سے پہلے اس مسئلہ میں فقہائے اُمت میں سے کبھی کوئی فقیہہ کفارہ کا قائل نہیں ہوا۔" (فوائدِ جامعہ ص ۔۔)

پانچ ماہ اور اٹھارہ دن کی سزا

وہابیہ نجدیہ کے پروفیسر شریف اشرف اس فتوے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"چونکہ یہ فتویٰ آئمہ اربعہ کے ماننے والوں پر گراں تھا۔ اس لیے انہوں نے شیخ (ابنِ تیمیہ) کی مخالفت کی۔

شام کے قاضی نے شیخ (ابنِ تیمیہ) کو بلا کر اس قسم کا فتوے دینے سے منع کر دیا اور سلطان کا حکم بھی آگیا۔ اور شہر میں اس کا اعلان کر دیا گیا۔

شیخ کچھ عرصہ تک خاموش رہے اور پھر یہ خیال کر کے کہ یہ کتمانِ علم ہے دوبارہ فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ (اس فتوے کی بنا پر) پھر آپ کو نائب السلطنت کے حکم سے جیل جانا پڑا پانچ مہینے اور اٹھارہ دن گزارنے پڑے۔" (مجموعۃ التوحید اُردو ص۱۱۲۰)

مذاہبِ اربعہ کی مخالفت

ابوزہرہ ہی رقمطراز ہیں کہ: "ابنِ تیمیہ بعض مسائل میں جملہ مذاہبِ اربعہ کی مخالفت پر مجبور ہو گئے۔ اور دوسرے مذاہب کی حتیٰ کہ شیعہ مذہب تک کی بعض رائیں قبول کر لیں۔" (حیاتِ ابنِ تیمیہ ص۳۲۵)

زیارتِ روضۂ نبوی کا مخالف ہے

ابوزہرہ مصری نے مزید لکھا ہے کہ:

"ابنِ تیمیہ روضۂ نبوی کی زیارت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ ازراہ تبرک روضۂ نبوی کی زیارت جائز نہیں۔ مسئلہ زیرِ نظر میں ابنِ تیمیہ کا موقف جمہور اہلِ اسلام کے خلاف ہے۔ بلکہ ان کے نظریات کے خلاف زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ قبورِ صلحاء اور ان کی منت و زیارت کے مسئلہ میں ہم ان کے شدید مخالف ہیں۔ ابنِ تیمیہ نے جس اساس پر تبرکاً روضۂ نبوی کی زیارت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ وہ صنم پرستی کا خوف ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خوف بے محل ہے۔ اس لیے زیارت منبعِ توحید کے باعثِ تقدیس ہے۔" (المذاہب الاسلامیہ ص۲۸۳)

ابوزہرہ ہی لکھتے ہیں کہ:

"غرض ابنِ تیمیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ صالحین اور انبیاء کی قبروں کی زیارت کو جائز نہیں سمجھتے اور عمومی حکم سے تربتِ نبوی کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے۔ بلکہ اسے عموم میں داخل کرتے ہیں۔ ہم

اس معاملہ میں ابن تیمیہ کے مخالف ہیں کہ وہ حصول برکت کے لیے زیارت قبر رسول اور وہاں دعاء و مناجات کا مخالف ہے ؛

(حیات ابن تیمیہ ۱۵ھ)

ابو زہرہ نے لکھا ہے کہ :

" ابن تیمیہ کی مخالفت اپنی انتہا کو اس وقت پہنچی جبکہ ۷۲۶ھ میں آپ نے یہ اعلان کیا کہ مزارات کی زیارت کرنا۔ اور اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کرنا حرام ہے۔ ابن تیمیہ اس مخالفانہ تحریک کے پہلے رہنما تھے۔ جس کے ذریعے روحانی اور اہل ذوق حضرات کے خلاف اعتراضات اور تکفیر کے تیر برسائے گئے۔ ان کے بعد صوفیاء کے جو مخالف افراد آئے وہ سب ابن تیمیہ کی راہ پر گامزن رہے۔"

(حیات ابن قیم ۵۵۴)

کفر کا فتوے لگانے میں بیباکی ابن تیمیہ کی بے باکی اور مد مقابل سے عناد حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اس کے ثبوت میں ہم ممدوح الوہابیہ ابو زہرہ کی تحریر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ابن تیمیہ کی بیباکی کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ :

" اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ وہ اپنے حریفوں کے ساتھ کس قدر ہمت اور دلیری سے بحث کرتے ہوں گے۔ اور ان پر کس قدر شدت اختیار کرتے ہوں گے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے حریف پر کفر کا الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔" (حیات ابن قیم ۵۵۴)

بدعتی کا فتوے ابو زہرہ نے ابن تیمیہ کی خصلت لکھی ہے کہ " ان کی تیزی طبع بعض دفعہ بات کو دلیل و حجت سے نکال کر طعن کی منزل میں پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح اپنے اکثر مخالفین کو امام صاحب بدعتی قرار دیتے ہیں "

روضۃ الرسول کی زیارت کے لیے سفر کرنا ناجائز ہے کے فتوے پر سزا

وہابیہ کے شریف اشرف لائلپوری نے بھی لکھا ہے کہ:
ابن تیمیہ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے سفر جائز نہیں۔ چنانچہ سلطانِ مصر ناصر نے قضاۃ کو بلایا اور شیخ (ابن تیمیہ) کی عدم موجودگی میں علماء نے فیصلہ کیا کہ شیخ (ابن تیمیہ) نے دین میں تحریف کی ہے۔ شاہی فرمان جاری ہوا اور (ابن تیمیہ) اس آخری مرتبہ پھر جیل بھیج دیئے گئے۔ (مجموعۃ التوحید ص۱۱۲)

عقائدِ باطلہ پر ابنِ تیمیہ کو سزا

وہابیہ نجدیہ کے پروفیسر محمد شریف اشرف آف لائل پور کے ایک مضمون سے تلخیص کرتے ہوئے درج کیا جاتا ہے۔

"قاضی زین الدین بن مخلوف جو کہ مالکیوں کے قاضی تھے۔ شیخ پر یہ الزام[۲] لگایا کہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں اپنے عرش پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حرفوں اور آواز سے بات کرتا ہے۔

اس پر ابنِ تیمیہ کو قاضی نے جیل بھیج دیا اور ابن تیمیہ نے ایک سال پورا جیل میں گزارا۔ قاہرہ کے حاکم نے حنفی۔ مالکی اور شافعی قاضیوں کو بلایا اور کہا کہ ابنِ تیمیہ ان مسائل سے رجوع کرے جن کا عقیدہ رکھتا ہے۔ اور جس کا مجلس میں اظہار کر چکا ہے تو پھر اس کو رہا کر دینا چاہیئے۔ ایک آدمی جیل میں بھیجا گیا۔ تو ابنِ تیمیہ نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے رجوع کرانا چاہتے ہیں تو پھر میں جیل سے باہر آنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

---

[۱] وہابیہ نجدیہ کے مولوی شریف اشرف لائلپوری نے خود اس کا اقرار کیا ہے۔ دیکھیے مجموعۃ التوحید ص۱۱۱

[۲] یہ الزام نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ابنِ تیمیہ کا یہی عقیدہ تھا دیکھیے فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۰، حیاتِ ابنِ تیمیہ ص۲۱۲،

ابنِ تیمیہ اٹھارہ ماہ جیل میں گزار چکا تھا۔ (مجموعۃ التوحید اُردو صفحہ ۱۰۶)

ابنِ تیمیہ پر فتوے

اب وہابیہ نجدیہ کے امام ابنِ تیمیہ سے اس کے عقائدِ باطلہ ہونے کی وجہ سے جو حکم بادشاہِ وقت نے صادر فرمایا جس کو علامہ ابنِ حجر عسقلانی شارح بخاری نے اپنی تصنیف میں تحریر فرمایا ہے درج کرتا ہوں:

"جلال الدین تزوینی نے ابنِ تیمیہ کو قید کر دیا۔ اس کے بعد ابنِ تیمیہ نے توبہ کر لی تو اُسے بری کر دیا گیا۔ پھر ابنِ تیمیہ بدل گیا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ علماء کے اتفاق سے ابنِ تیمیہ کا عقیدہ درست نہیں ہے اس لیے مَنْ اعتقد اعتقاد ابن تیمیۃ حَلَّ مالہ ودمہ یعنی جو ابنِ تیمیہ کے عقیدہ کا ملے اُس کا مال لوٹ لو اور قتل کر دو۔" (الدرر الکامنہ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے بھی ابنِ تیمیہ کی قید کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

ابن تیمیۃ مُقَیَّدًا مَغْلُوْلًا فِیْ بِلَادِ الْاِسْلَامِ۔

ابنِ تیمیہ کو اسلامی ملکوں میں قید کر کے جکڑ کر مارا گیا۔

(سیف الابرار علی المسلول الفجار صفحہ ۱۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کفر کے فتوے کی تصدیق

جو کہ سردار الوہابیہ ہیں۔ انہوں نے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:

"اٹھارہ بڑے بڑے فقہا نے علامہ (ابنِ تیمیہ) کے کفر کا فتوے دیا جن کے سرگروہ قاضی اخنائی مالکی تھے۔ چاروں مذہب یعنی حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی فقہاء سے فتوے لیا گیا۔ سب نے بالاتفاق علامہ کی قید کا فتوے دیا۔"

(اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

جرجی زیدان مؤرخ کا بیان

مشہور مؤرخ جرجی زیدان نے بھی ابنِ تیمیہ کی عقائدِ باطلہ کی بنا پر قید کی سزا کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

فَانْتَقَدُوْا عَلَيْهِ اُمُوْرًا خَالَفَهُمْ فِيْهَا وَنَازَعَهُمْ وَنَازَعُوْهُ وَاَبْلَغُوْا اَمْرَهُمْ اِلَى مَقَامِ السَّلْطَنَتِ بِمِصْرَ وَفَازُوْا بِمَا اَرَادُوْا فَنُقِلَ اِلَى مِصْرَ وَعَقَدَ مَجْلِسًا لِلْمُحَاكَمَتِهٖ سَاعَةً وَصُوْلَهٗ حَضَرَهُ الْقُضَاةُ وَاَكَابِرُ الدَّوْلَةِ فَحَكَمُوْا عَلَيْهِ وَحَبَسُوْهُ فِيْ قَلْعَةِ الْجَبَلِ سَنَةً وَنِصْفُ سَنَةٍ مَعَ اَخَوَيْهِ۔

پس علماء نے اس پر کئی ان مسائل پر تنقید کی جس میں ابنِ تیمیہ نے علماء (جمہور) کی مخالفت کی تھی۔ اور اس نے ان علماء کے ساتھ جھگڑا کیا۔ یہاں تک کہ ان کا معاملہ حکومت تک پہنچ گیا۔ حکومت نے اس کو مصر کی طرف بھیج دیا۔ اور اس کے ساتھ (مسائل پر) بحث کرنے کے لیے ایک مجلس مقرر کی اور ابنِ تیمیہ کے پہنچنے کے لیے وقت بھی مقرر کیا۔ اس مباحثہ میں قاضی اور حکومت کے اکابر حضرات جمع ہوئے۔ پس انہوں نے ابنِ تیمیہ کو قلعہ جبل میں ڈیڑھ سال قید رکھنے کا حکم صادر کر دیا۔

(تاریخ آداب اللغۃ العربیہ ص۲۶۲ ج ۳ مطبوعہ مصر)

ابنِ تیمیہ کے شاگرد کو سزا

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے کہ:

"بادشاہ کے مرنے کے بعد ابنِ تیمیہ کے شاگرد احمد بن محمد نے جامعہ امیر حسن اور جامعہ عمرو بن عاص میں ابنِ تیمیہ کے مسلک کی تقریر کی۔ احمد بن محمد نے منبر پر کھڑے ہو کر نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اور مقربانِ خدا کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے

تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا۔ تو اُس نے عدالت ہی میں احمد بن محمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں چکر لگوایا۔ اور اعلان کر دیا کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے نبیِّ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں تقریر کی۔ پھر اُس کو بھی قید کر دیا گیا۔"

(الدرر الکامنہ صفحہ ۲۰۳٬۲۰۲ ج ۲)

ناظرینِ کرام! دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں کے مجددِ اعظم ابنِ تیمیہ کے متعلق اکابر محدثین اور مفسرین کے فتاویٰ آپ نے ملاحظہ فرماتے۔ اور بدعقیدگی کی بناء پر جو اُس کو سزائیں دی گئیں ان کا بھی مطالعہ فرمالیا ہے۔ اب اس کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ابنِ تیمیہ نے یہ بدعقیدگی کہاں سے حاصل کی۔ اور کس کے مشن کی اشاعت کی ہے۔ دیوبندی غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں کہ ابنِ تیمیہ نے قرآن وحدیث کی اشاعت کی ہے۔ حالانکہ ان کے ممدوح خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ابنِ تیمیہ نے ابنِ حزم ظاہری سے یہ بدعقیدگی حاصل کی ہے جس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

ابنِ تیمیہ نے ابنِ حزم کے مشن کی اشاعت کی

ابوزہرہ نے اپنی کتاب حیاتِ ابنِ حزم میں اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ ابنِ تیمیہ نے ابنِ حزم ظاہری اور خارجی کے عقائد اور نظریات کی ہی تبلیغ و تشہیر کی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ:

"ابنِ تیمیہ ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی کے اوائل میں آئے اور اسی دعوت کا آغاز کیا جسے ابنِ حزم جیسا نابغۂ روزگار اپنے عصر و عہد میں شروع کر چکا تھا"

(حیاتِ ابنِ حزم ص ۲۱۳)

ابنِ حزم ظاہری تھا

ابوزہرہ مصری نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"ابنِ حزم نے ظاہری مسلک و منہاج کو اس لیے اختیار کیا کہ اس سے اجتہاد کا دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے"

(حیاتِ ابنِ حزم ص ۲۰۸)

خوارج اور ظاہریوں کا اشتراک

ابوزہرہ نے مزید لکھا ہے کہ: خوارج اولین لوگ تھے جنہوں نے ظواہر کتاب و سنت سے وابستہ رہنے کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ امر خوارج اور ابنِ حزم کے مابین مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ خوارج کے تذکرہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابنِ حزم نے کتاب و سنت کی تشریح و توضیح میں خالص ظاہری مسلک اختیار کیا ہے یہ حقیقت ہے کہ حضرت علی کے بارے میں لا حکم الا اللہ کہہ کر خوارج

نے ظاہری اندازِ فکر کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ (حیاتِ ابنِ حزم صفحہ ۱۹۰)

ابنِ تیمیہ ابنِ حزم کا شاگرد تھا ابوزہرہ مصری ہی لکھتے ہیں کہ: جب ابنِ تیمیہ کی خصوصی دعوت یہ تھی کہ صالحین کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔ تو خوب جان لینا چاہیئے کہ اس کا اوّلین داعی ابنِ حزم تھا۔

ابنِ حزم پہلا شخص تھا جس نے صوفیاء کو اپنی کڑی تحقیق کا نشانہ بنایا۔ اور ابنِ تیمیہ آیا تو اس نے ابنِ حزم سے بھی سخت تنقید کی۔ بنا بریں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ابنِ تیمیہ ابنِ حزم کی تصانیف کے واسطہ سے اس کا شاگرد تھا۔ (حیاتِ ابنِ حزم صفحہ ۳۱۴، ۳۱۸، ۳۱۹)

مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔ جمہور فقہا کے خلاف نظریاتِ فاسدہ کی بنا ڈالنا۔ اپنے مخالفوں پر بدعت و کفر کے فتوے لگانا ابنِ تیمیہ کا شیوہ اور طریق کار دراصل ابنِ حزم سے سیکھا تھا۔ کیونکہ ابنِ حزم کا بالکل یہی شعار تھا جیسا کہ ابوزہرہ مصری نے بھی لکھا ہے کہ:

"ایک بات جو عام طور سے ابنِ حزم کے متعلق مشہور ہے۔ اس کی طرف بھی اشارہ ناگزیر ہے۔ اور وہ اختلافی مسائل میں اس کی تلخ بیانی ہے۔ بلاشبہ دوسروں کے افکار بیان کرنے میں اس کا لہجہ تند و تیز ہے۔ یا اس کے الفاظ میں سبک سری اور خفت کا مظہر ہے۔ مثلاً جہاں تکفیر کا موقعہ نہیں ہوتا۔ وہ وہاں دوسروں کی تکفیر سے گریز نہیں کرتا۔ جو سبک سر نہیں ہوتا اسے وہ عیب دار و غدار کرتا ہے۔ اور دوسرے فقہا کی نسبت ایسی تعبیرات سے وہ احتراز نہیں کرتا۔" (حیاتِ ابنِ حزم صفحہ ۲۹۶)

ابنِ حزم طہارت کے ایک مسئلہ میں جمہور فقہا کے خلاف ہے۔ وہ جنبی، حیض دار۔ اور نفاس والی عورت کے لیے قرآن کو چھونا اور پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔ بے وضو کے لیے تلاوت قرآن تو بالاولی جائز ہوگی۔ (حیاتِ ابنِ حزم صفحہ ۳۸۰)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی کی شہادت

علامہ ابنِ حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ الباری ابنِ حزم کے متعلق رقمطراز ہیں:

وَمِمَّا يُعَابُ بِهٖ ابْنُ حَزْمٍ وَقُوْعُهٗ فِي الْاَئِمَّةِ الْكِبَارِ بِاَقْبَحِ عِبَارَةٍ وَاَشْنَعِ رَدٍّ وَقَدْ وَقَعَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَبِي الْوَلِيْدِ الْبَاجِيْ مُنَاظَرَاتٌ وَمُنَافَرَاتٌ قَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ الْعَرِيْفِ الصَّالِحُ الزَّاهِدُ لِسَانُ ابْنِ حَزْمٍ وَسَيْفُ الْحَجَّاجِ شَقِيْقَانِ۔

اور وہ باتیں جن کی بنا پر ابن حزم پر تنقید ہوئی وہ اُس کے آئمہ کبار کی شانِ اقدس میں قبیح اور گستاخانہ عبارات لکھنا ہے اور ناشائستہ الفاظ میں ان کی تردید کرنا ہے۔ اس کے اور ابوالولید باجی کے مابین مناظرے اور مباحثے ہوئے ہیں۔ ابنِ عریف صالح کا بیان ہے۔ کہ ابنِ حزم کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار برابر ہیں۔

(لسان المیزان ص۲۰۱ ج۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ فوائد جامعہ ص۲۶۵)

(ابطال [illegible] الاجماع ص[illegible])

علامہ ابنِ کثیر کی شہادت

علامہ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر ابنِ کثیر بھی ابنِ حزم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ ابْنُ حَزْمٍ كَثِيْرَ الْوَقِيْعَةِ فِي الْعُلَمَاءِ بِلِسَانِهٖ وَقَلَمِهٖ وَكَانَ مَعَ هٰذَا اَشَدَّ النَّاسِ تَاوِيْلًا فِيْ بَابِ الْاُصُوْلِ وَآيَاتِ الصِّفَاتِ وَاَحَادِيْثِ الصِّفَاتِ

اور ابنِ حزم کی زبان اور قلم سے علماء کرام کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ نکلے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اصول کے باب میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں آیات اور احادیث میں سب سے زیادہ تاویلیں کرتا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ص۹۲ ج۱۲، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص۲۶۲ مطبوعہ دہلی)

علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی کی شہادت

امامِ ربانی، غوثِ صمدانی

علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی نے بھی اپنی معرکۃ الآراء کتاب مستطاب لطائف المنن شریف میں ابن حزم کے متعلق لکھا ہے:

وَلْيَحْذَرْ كُلَّ الْحَذَرِ مِنْ مُطَالَعَةِ كُتُبِ ابْنِ حَزْمِ الظَّاهِرِيِّ اِلَّا بَعْدَ التَّطَلُّعِ مِنْ عُلُوْمِ الشَّرِيْعَةِ لَاسِيَّمَا مَا فِيْهَا مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِاُصُوْلِ الدِّيْنِ وَفَوَائِدِ الْعَقَائِدِ وَ الْمَعَانِيْ وَ الْحَقَائِقِ لِاَنَّهُ لَمْ تَكُنْ لَهُ يَدٌ فِيْ هٰذِهِ الْعُلُوْمِ وَ اِنَّمَا اَخَذَهَا بِاَفْهَمِهٖ فَلَمْ يُحْسِنْ كَلَامَهُ فِيْهَا۔ (لطائف المنن ج ۱ ص مطبوعہ مصر)

ابن حزم ظاہری کی کتابوں کے مطالعہ سے مکمل طور پر اجتناب اور احتراز کرنا چاہیئے۔ البتہ جب علوم شریعت میں کمال حاصل ہو جائے خصوصاً شریعت کی ان باتوں میں جن کا تعلق اصولِ دین عقائد کے فوائد۔ معانی اور حقائق سے ہے۔ کیونکہ اس نے ان علوم میں پورا عبور حاصل نہ اخذ کیا تھا۔ اسی وجہ سے ان باتوں میں اس نے اچھا کلام نہیں کیا۔

ابو مروان بن حبان کی شہادت

مورخ اندلس ابو مروان بن حبان نے بھی ابن حزم کی کتب کا جلایا جانے کا تذکرہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

فَمَالَ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ عَصْرِهٖ وَ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَضْلِيْلِهٖ وَشَنَّعُوْا عَلَيْهِ وَحَذَّرُوْا اَكَابِرَهُمْ مِنْ قَبِيْلِهٖ وَ نَهَوْا عَوَامَهُمْ عَنِ الْاِقْتِرَابِ مِنْهُ فَطَفِقُوْا يَقْصُوْنَهُ وَهُوَ مُصِرٌّ عَلٰى طَرِيْقَتِهٖ حَتّٰى كَمَلَ لَهٗ مِنْ تَصَانِيْفِهٖ وَقْرُ بَعِيْرٍ لَمْ يَتَجَاوَزْ اَكْثَرُهَا عَتَبَةَ بَابِهٖ

اُس دور کے فقہا اس کے مخالف ہو گئے اور اُس کی ضلالت و گمراہی پر اتفاق کر لیا۔ اور اُس کی بُرائیاں بیان کیں۔ اور اُس کے اکابر نے ان کو اُس کے مقابلہ سے بچا لیا۔ اور عوام کو اُس کے پاس جانے سے روکا۔ اور مسلسل اُس کی مخالفت کرتے رہے۔ اور وہ اپنے طریقہ پہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ

لِنُفُوْرِ الْعُلَمَاءِ فِيْهَا حَتّٰی اُحْرِقَ ۔ اُس کی لکھی ہوئی کتابیں ایک اونٹ کے برابر ہوگئیں اس کی کتابوں سے علماء کرام کو سخت نفرت اور بیزاری تھی۔ بایں وجہ وہ باہر نہ آسکیں اور ان کو جلا دیا۔'

(لسان المیزان ص۲۰۱ ج ۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن' فوائد جامعہ ص۲۶۲)۔

مورخ ابنِ خلدون کی شہادت

مشہور مورخ ابنِ خلدون نے بھی ابنِ حزم اُس کے مذہب اور اُس کی کتابوں کے متعلق لکھا ہے کہ:

'آج ظاہریہ کا مذہب بھی مٹ مٹا گیا۔ کیونکہ اس کے ادام ختم ہو گئے اور جو یہ مذہب اختیار کرتا ہے۔ اس پر جمہور کی طرف سے لعن طعن پڑتی ہے۔ اب یہ مذہب کتابوں میں ہے۔ کہیں اور نہیں۔ بہت سے طلبہ جو ان کے مذہب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کی کتابوں سے ان کی فقہ اور مذہب سیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اور اس سے جمہور کی مخالفت اور ان کے مذہب سے انکار بھی لازم آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس مذہب کی وجہ سے بدعتیوں میں شمار کر لیے جائیں۔ کیونکہ وہ اساتذہ کی چابی کے بغیر کتابوں سے علم نقل کر رہے ہیں۔ ابنِ حزم نے ایسا ہی کیا تھا حالانکہ حفظِ حدیث میں ان کا بہت اونچا مقام ہے۔ یہ ظاہریہ مذہب کی طرف لوٹ گئے اور اس میں ہوشیار اور ماہر ہو گئے مگر اپنے زعم میں ان کے اقوال میں اجتہادی درجہ حاصل کر لیا۔ اور امام داؤد کی مخالفت بھی کی۔ اور بہت سے مسلمان اماموں پر بھی لے دے کی۔ علماء کو ان کا یہ رویہ بُرا معلوم ہوا۔ اور اُنہوں نے اس مذہب کی پُوری تفصیل سے تردید کی اور بُرائی بیان کی۔ اور ان کی کتابوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت بند

کردی بلکہ کبھی کبھی انہیں پھاڑ بھی دیا جاتا۔ (مقدمہ ابن خلدون ص۲۹۸ ج ۲)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کی شہادت

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے ابنِ حزم کے متعلق لکھا ہے کہ:

قَالَ الْاَئِمَّۃُ فِی الْحَطِّ عَلَیْہِ اَنَّ لَہٗ مُجَازِفَاتٌ کَثِیْرَۃٌ وَّ اُمُوْرٌ شَنِیْعَۃٌ نَشَاءَتْ مِنْ غَلْطِہٖ قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّہٗ لَا یُقَامُ لَہٗ وَزْنٌ

آئمہ کرام نے ابنِ حزم کی تذلیل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ابنِ حزم کی بہت سی بے تکی باتیں ہیں اور امور قبیحہ ہیں محققین نے فرمایا ہے کہ ابنِ حزم کا کوئی وزن نہیں

(کف الرعاع ص۱۴۵ برحاشیہ الزواجر)

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ ابنِ حزم اور ابنِ طاہر کے متعلق رقمطراز ہیں کہ،

اِنَّ کُلًّا مِّنْہُمَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ اَمَّا ابْنُ حَزْمٍ فَالْعُلَمَاءُ لَا یُقِیْمُوْنَ لَہٗ وَزْنًا کَمَا نَقَلَہٗ عَنْہُمُ الْمُحَقِّقُوْنَ کَالتَّاجِ السُّبْکِیِّ وَغَیْرِہٖ لِاَنَّہُمْ اَصْحَابُ الظَّاہِرِیَّۃِ مَحْضَۃٌ تَکَادُ عُقُوْلُہُمْ اَنْ تَکُوْنَ مُسِخَتْ وَمَنْ وَّصَلَ اِلٰی اَنَّہٗ یَقُوْلُ اِنْ بَالَ الشَّخْصُ فِی الْمَاءِ تَنَجَّسَ اَوْفِیْ اِنَاءٍ ثُمَّ صَبَّہٗ فِی الْمَاءِ لَمْ

بیشک ابن حزم اور ابن طاہر ہر دو بدعتی اور گمراہ ہیں۔ بہرحال ابنِ حزم تو علماءِ کرام کے نزدیک اس کا کوئی وزن نہیں جیسا کہ تاج السبکی وغیرہ محققین نے ان سے یہ نقل کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ محض ظاہریہ ہیں۔ ان کی عقلیں قریب المسخ ہیں۔ جو یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کہ کہتا ہے اگر کسی شخص نے پانی میں پیشاب کیا تو پانی ناپاک ہو جائے گا

ل ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کے متعلق غیر مقلدین کے قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ کَانَ زَاہِدًا مُتَقَلِّلًا عَلٰی طَرِیْقَۃِ السَّلَفِ آمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ نَاہِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ وَاسْتَمَرَّ عَلٰی ذَالِکَ حَتّٰی مَاتَ وہ زاہد تھے۔ دُنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔ (فوائد جامعہ ص۲۳۲)

يَتَنَجَّسُ كَيْفَ يُقَامُ لَهُ وَزْنٌ وَيُعَدُّ مِنَ الْعُقَلَاءِ فُضَلَاءِ عَنِ الْعُلَمَاءِ

اور اگر برتن میں پیشاب کیا پھر اس پیشاب کو پانی میں ڈال دیا تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔

ایسے قائل مفتی کا کیسے وزن ہوا۔ اور کیسے ایسے شخص کو علماء تو علماء، عاقلوں میں شمار کیا جاتے۔ (کف الرعاع ص۱۳۴)

مورخ جمال الدین بردی کی شہادت

فوائد جامعہ میں ہے کہ مورخ جمال الدین بن تعزی بردی النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ ج ۵ ص۷۵ میں لکھتے ہیں۔

"ابو محمد محدث شے جن کا عرف ابن حزم ہے۔ اور ان کی تصنیفات بھی مشہور ہیں۔ یہ ظاہری مذہب رکھتے تھے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ كُلُّ اَحَدٍ مَا خَلَا اَهْلِ الْحَدِيْثِ فَاِنَّهُمْ اَثْبَتُوْا عَلٰى حِفْظِهِ اِنَّهُ كَانَ صَاحِبَ لِسَانٍ خَبِيْثٍ وَيَقَعُ فِي حَقِّ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ حَتّٰى صَارَ مِثْلًا فَيُقَالُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَيْفِ الْحَجَّاجِ وَلِسَانِ اِبْنِ حَزْمٍ۔

اور بے شک اس کے بارے میں اہل حدیث کے سوا ہر ایک نے کلام کیا ہے۔ کیونکہ اہلحدیث نے اس کے حفظ پر اعتماد کیا ہے۔ وہ بڑا بدزبان بھی تھا۔ نامور علماء کی شان میں اس نے زبانِ طعن دراز کی۔ یہاں تک کہ وہ اس میں ضرب المثل ہو گیا چنانچہ کہا جاتا ہے ہم خدا سے حجاج کی تلوار اور ابنِ حزم کی زبان سے پناہ مانگتے ہیں۔

(فوائد جامعہ ص۲۶۶)

وہابی ابنِ حزم کو اپنا شیخ اور امام تسلیم کرتے ہیں

ایسے عقائدِ باطلہ اور نظریات رکھنے والے کو فرقہ وہابیہ کے مفسر مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی میں ابنِ حزم کو شیخنا، واصحابنا۔ (ہمارے بزرگ اور صاحب) کے معزز القاب سے یاد کیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۴۲)[1]

---

[1] ہدیۃ المہدی قیمت آٹھ روپے اصل عربی کتاب قادری کتب خانہ جامع مسجد تحصیل بازار سیالکوٹ سے مل سکتی ہے۔

ابنِ حزم پر گمراہی کا فتوٰے اور شہر بدر کا حکم

وہابیہ نجدیہ کے میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی حکیم ابو یحیٰی محمد صاحب شاہجہانپوری سے نے بھی ابنِ حزم کو اہلحدیث قرار دیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ :

"ان کے معاصر زمانہ کے ہمرنگ علماء نے بالاتفاق اُن کو گمراہ ٹھہرایا اور لوگوں کو اُن سے ملنے کی ممانعت کروں۔ اور سلاطین کو بھی ان کی طرف سے بھڑکا دیا۔ حتےٰ اکہ تمام سلاطین ممالک نے اپنے ملک سے ان کو نکال دیا۔"

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص۸ ج ۱، تاج مکلل ص۴۹ مطبوعہ بھوپال)

ابنِ تیمیہ کے ساتھ اُس کے شاگرد ابنِ قیم کا بھی حال ملاحظہ فرمائیں علماءِ حق نے اس کے متعلق کیا فتوے ارشاد فرمائے ہیں۔

ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیمؒ!

وہابیہ نجدیہ کے دونوں بزرگ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم (جو کہ اُستاد شاگرد بھی ہیں) کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ ابنِ تیمیہ نے اپنے شاگرد ابنِ قیم کو بھی خراب کر دیا۔ ملاحظہ فرمایئے:

اِنَّ شمس الدین محمد بن القیم مِنْ اَرْشَدِ تلامذۃ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ قَدْ نَالَ مِنْ فَیْضِ صحبت استاذہٖ خِفَّۃَ العقل۔ (غیث الغمام ص۵۵)	شمس الدین محمد بن قیم، ابنِ تیمیہ کے شاگردوں میں سے ایک شاگردِ رشید تھا۔ اُس نے اپنے اُستاد ابنِ تیمیہ کی صحبت سے کم عقلی حاصل کی ہے۔

شیخ احمد مناوی کا فیصلہ

شیخ احمد مناوی علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے۔ اُس کو علامہ نبہانی نے یوں نقل فرمایا ہے:

لِاَنَّھَا مُصَرَّحَۃٌ بِاَنَّ کَوْنَ ابْنِ الْقَیِّمِ وَابْنِ تَیْمِیَّۃَ ھُمَا مِنَ الْمُبْتَدِعَۃِ اَمْرٌ مُسَلَّمٌ	کہ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کا بدعتی ہونا بالکل مسلم چیز ہے۔ (شواہد الحق ص۱۸۹)

ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

بِاَنَّہٗ مِنْ قَبِیْحِ مِنْ ضَلَالِھِمَا وَھُوَ مَبْنِیٌّ عَلٰی مَذْھَبِھِمَا بِالْاِثْبَاتِ وَالْجِسْمِیَّۃِ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُوْا الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔	اِن دونوں کی گمراہی کی قباحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالٰے کی جہت اور جسمیت کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰے ان سے

پاک ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں۔ (شواہد الحق ص۱۸۹)

وہابی ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے مسلک پر چلتے ہیں

علامہ یوسف بن اسماعیل علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

وَصَرَّحَ بِاَنَّمَا قَالَهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَتِلْمِيْذُهُ ابْنُ قَيِّمٍ فِي مَنْعِ ذَالِكَ هُوَ خِلَافُ الصَّحِيْحِ مِنْ مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ۔

اور حنبلی مذہب کے عالم علامہ مصطفیٰ بن احمد حنبلی دمشقی نے اپنی کتاب النقول الشرعیۃ فی رد علی الوہابیہ میں) یہ تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ابنِ تیمیہ اور اس کے شاگرد ابنِ قیم نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل، استغاثہ، زیارت روضہ منورہ اور طلاق کے مسائل میں جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ سب امام احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب حنبلی کے بالکل خلاف ہے۔ (شواہد الحق ص۱۹۰)

وہابیہ نجدیہ کے امام میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی حکیم ابو یحییٰ محمد شاہجہان پوری ابنِ قیم کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"ابنِ قیم کو ایذائیں دی گئیں اور وہ بھی ابنِ تیمیہ کے ساتھ قید کیے گئے اور اونٹ پر بٹھا کر پھرائے گئے دُرّے لگتے جاتے تھے۔ اور رسوا کیے جاتے تھے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص۳ ج۱)

ناظرین حضرات! ابنِ قیم کے بعد وہابیہ کے مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانی کے متعلق بھی وہابیہ کے ممدوح علامہ عبدالحی لکھنوی کا تبصرہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

ابنِ تیمیہ اور قاضی شوکانی

وہابیہ نجدیہ کے امام ابنِ تیمیہ کے علاوہ قاضی شوکانی کے متعلق مولوی عبدالحی

لکھنوی نے لکھا ہے کہ:

وَ اِنْ شِئْتَ الاطلاع علٰی تفصیل حالاتِہٖ السَّیِّئَۃِ وَ مَقَالَاتِہٖ الزَّرِیَّۃِ فَطَالِع رِسَالَتِیْ فَرْحَۃَ الْمُدَرِّسِیْنَ بِذِکْرِ الْمُؤَلَّفَاتِ وَ الْمُؤلفین فَاِنِّیْ قَدْ بَسَطْتُ فِیْ تَرْجمته فِیْہِ عِنْدَ ذِکْرِ منھاج السُّنَّۃ اَنَّ الشَّوْکَانِیْ مِنَ المتاخِرِیْنَ کابن تیمیۃ الحَرَّانِیْ مِنَ المتقدمین فِیْ کَثْرَۃِ الْعِلْمِ وخِفَّۃِ الْعَقْلِ طَابَقَ النَّعْلَ بِالنَّعْلِ بَلْ فَاقَ الشَّوْکَانِیْ عَلَی الحَرَّانِیْ فِیْ الصِّفَۃِ الْاُخْرٰی وَانْحَطَّ مِنْہُ فِی المرتبۃ الاولٰی

اور اگر تم ابنِ تیمیہ اور قاضی شوکانی کے بُرے حالات اور بُری باتیں دیکھنا چاہتے ہو تو میرا رسالہ فرحۃ المدرسین بذکر المولفات والمولفین دیکھو میں نے منہاج السنّۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ قاضی شوکانی متاخرین میں سے عقل اور کثرتِ علم میں ابنِ تیمیہ کے مثل ہے۔ ان دونوں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے کے عین مطابق ہوتا ہے۔ بلکہ شوکانی دوسری صفت کم عقل ہونے میں اس سے بھی بڑھ گیا ہے۔
(غیث الغمام ص۲۵ مطبوعہ لکھنؤ)

مولوی محمد حسن سنبھلی دیوبندی کا فیصلہ

وہابیوں کے مولوی حافظ صلاح الدین یوسف ہفت روزہ الاعتصام میں دیوبندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی سے بانی مدرسہ دیوبند کے شاگرد مولوی محمد حسن سنبھلی کی ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم اور قاضی شوکانی کے بارے میں درج کردہ عبارت نقل کی ہے۔ قارئین کے علم کے اضافے کے لیے وہ عبارت درج کی جاتی ہے۔

وَخُلَفَاءُ ھٰذِہِ الْمِلَّۃِ اَرْبَعَۃٌ اِبْنُ تَیْمِیَّۃَ وَ اِبْنُ الْقَیِّمِ وَالشَّوْکَانِیْ

اس اُمت کے چار امام ہیں۔ ابنِ تیمیہ ابنِ قیم، شوکانی اور چوتھا اُن کا کتا ہے

وَرَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَاِذَا انْضَمَّ اِلَيْهِمْ اِبْنُ حَزْمٍ وَدَاؤُدُ الظَّاهِرِيُّ بِاَنَّ صَارُدُ سِتَّةً وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسِهِمْ كَلْبُهُمْ۔

جب ان سے ابنِ حزم اور داؤد ظاہری کو بھی ملا یا جائے تو یہ چھ ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص۲، ۹ نومبر ۱۹۷۳ء)

قارئینِ کرام! آپ کے سامنے مستند کتب حوالہ جات سے ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم اور قاضی شوکانی کے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ پیش کیے ہیں۔ انہیں عقائدِ باطلہ کی وجہ سے مستند اور مسلمہ محدثین، مفسرین، محققین، مؤرخین، مدققین اور اولیاء کاملین نے جس انداز سے ان کی تردید فرمائی۔ اس کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی انصاف پسند ایسے عقائد رکھنے والے کو پسند نہیں کرے گا اور نہ ہی ایسے مسلک کو صراطِ مستقیم قرار دے گا۔ جب یہ مسلمہ امر ہے۔ تو وہابیوں کے ایک مستند سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار کی کتاب[1] "محمد بن عبدالوہاب" واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

"وہابی ابنِ تیمیہ۔ ابنِ القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں۔ تو اس میں راہِ صواب سے کچھ بُعد نہیں ہے۔ بلکہ اصح یہی ہے۔ کہ وہابی انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں۔ اور شیخ الاسلام[2] نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے۔"

(محمد بن عبدالوہاب ص۱۶۴)

احمد عبدالغفور عطار وہابی کی مندرجہ بالا عبارت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم

---

[1] اس کتاب کا اُردو ترجمہ اور حواشی وہابیوں کے شیخ الحدیث ابوالقاسم محمد عبدالغفار حسن نے کیا ہے اور پاکستان میں ادارۃ العلوم الاثریہ لائلپور نے شائع کیا ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

[2] محمد بن عبدالوہاب نجدی

یہ کہتے میں حق بجانب ہیں کہ وہابیہ کے مذہب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاءِ راشدین، صحابۂ کرام، اہلبیت اطہار، تابعین اور تبع تابعین، مفسرین، محدثین اور محققین کا کوئی مقام نہیں۔ ان کے مذہب میں ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم، محمد بن عبدالوہاب نجدی، قاضی شوکانی وغیرہم کا خاص مقام ہے۔

ویسے وہابیوں کی کتابوں سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ان کے نزدیک جو اپنے مولویوں کا مقام ہے نبیَ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام نہیں دیتے ویسے یوں تو کہتے ہیں کہ نبیَ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بعد سب سے بزرگ و برتر ہیں اور اعلےٰ مقام رکھتے ہیں۔ مگر جب ان کی کتابوں کو دیکھا جائے تو معاملہ بالکل برعکس نکلتا ہے۔ یہی حال مرزا قادیانی کا تھا۔ اس دعوے کے ثبوت کے لیے چند وہابی کتب سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

وہابیوں کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر اپنے مولویوں کا مقام ہے

وہابیوں کے نزدیک حرفِ ندا یارسول اللہ، یانبی اللہ، یاحبیب اللہ کہنا شرک ہے۔ مگر جب وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب مرجائیں اور ان کے مرنے کے بعد ان کو حرفِ ندا سے وہابی پکاریں تو شرک نہ ہو۔ اور پکے موحد ہی رہیں۔

اسے ثناء اللہ اسے شیرِ خدائے لم یزل
قاسمِ علمِ الٰہی پیکرِ علم و عمل
اسے زعیم قوم وخیر اُمتِ خیرُ الاُمم!
کاش آجائے تیرا پھر سے وجودِ محترم
اسے مسافر تیز رفتاری تجھے اچھی نہ تھی
چھوڑ دینی جائے سرداری تجھے اچھی نہ تھی
اسے مناظر ہائے تو باغِ جناں سے کیا گیا!
تیرے غم سے اپنے شیداؤں کا دل برما گیا

(سیرت ثنائی ص ۴۰۸، ۴۰۹)

مولوی محمد جوناگڑھی مدیر اخبار دہلی کو مرنے کے بعد حرفِ ندا "اے" سے پکارا ہے۔

اے فضل هلمّ علیہ ترابا!
اے جمر احاطہ الاحجار

(اخبار محمدی دہلی ص۱۲ یکم جنوری ۱۹۴۲ء)

وہابیہ نجدیہ کے مدرسہ رحمانیہ دہلی کو بھی وہابیوں نے حرفِ ندا سے یوں پکارا

ہے
گلشنِ رحمانیہ اے نوبہار مقتدر
مرحبا کس شان سے عالم میں ہے تو جلوہ گر

تو نے ایسی راحتیں دیں اے مکانِ علم و فن
تیری جانب آگئے خود عاشقانِ علم و فن !

یوں نوازش تو نے کی اے بوستانِ علم و فن
کامراں ہونے لگے سب طالبانِ علم و فن
(اخبار محمدی دہلی ص۱۲ یکم اگست ۱۹۳۸ء)

وہابیوں کے نزدیک حبیب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو چارہ جو سمجھنا شرک ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری کو وہابی چارہ جو کہیں تو مسلمان کے مسلمان رہیں۔ وہابیوں کے نزدیک امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ مگر ثناء اللہ امرتسری کو وہابی قاسم علم الٰہی سمجھیں تو ان پر شرک کا فتویٰ نہ لگے۔

وہابیوں کے نزدیک حبیب کردگار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا والی۔ وسیلہ۔ حاجت روا اور مایۂ بے مائیگاں سمجھنا شرک مگر امرتسری کو مایۂ بے مائیگاں سمجھنا عین توحید ہے:

اے امانِ مسلماں ! اے سرورِ ہندوستاں
اے شفیقِ دشمناں ! اے چارہ جوئے دوستاں
اے زبانِ بے زباں ! اے مایۂ بے مائیگاں !
غازیٔ حسنِ بیاں ! اے شوکتِ تیر و سناں

اے ثناء اللہ! اے شیرِ خدائے لم یزل
قاسمِ علمِ الٰہی پیکرِ علم و عمل
(سیرت ثنائی ص۴۰۵)

دین پرور اے ثناء اللہ، عالی مقام
آپ کو اللہ نے بخشا تھا کارِ رہبری
(سیرت ثنائی ص۴۱۴)

وہابیوں کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو مدد کے لیے پکارنا اور ان کو مددگار سمجھنا شرک و کفر ہے۔ مگر نواب صدیق حسن بھوپالوی (جو وہابیوں کا محدث اور مفسر ہے) اپنے فرقہ کے قاضی شوکانی کو مدد کے لیے پکارے اور مددگار سمجھے تو دلی کامل ہی رہے۔

زمرۂ رلئے در افتاد بارباب سُنن!
شیخِ سنت مدد اے قاضیٔ شوکانی مددے
(نفخ الطیب ص۵)[1]

وہابیوں کے نزدیک رسولِ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری مثل بشر ہیں۔ مگر ان کے نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

اے گُلِ گلزارِ وحدت تیرا ثانی کون تھا!
کر دیا جس نے الگ دُودھ اور پانی کون تھا
(سیرت ثنائی ص۴۰۶)

وہابیوں کے نزدیک خدا اگر چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے مگر اپنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

اے ثناء اللہ تیرے بعد اب کوئی نہیں

---

[1] نفخ الطیب مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالوی قیمت ۵ پیسے قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ سے مل سکتی ہے۔

کون ہے وہ آنکھ تیرے غم میں جو روئی نہیں

(سیرتِ ثنائی ص۴۹۲)

وہابیوں کے نزدیک احمدِ مختار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم انتقال کے بعد پھر دنیا میں تشریف نہیں لا سکتے مگر اپنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مرنے کے بعد پھر دنیا میں آنے کے متعلق اس طرح عرض گزار ہیں:

پھر رہے ہیں منکرینِ حق کیے سر بلند!
لے کے آجا اپنی تیغِ زبان سیفِ قلم

(سیرتِ ثنائی ص۴۰۹)

اب نہیں ہرگز لڑیں گے تیرے پروانے کبھی!
آتو جا یکبار روشن پھر ہوا ہے شمعِ حرم

(سیرتِ ثنائی ص۴۱۱)

وہابیوں کا عقیدہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے کہ محمد و علی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مگر اپنی جماعت کے مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ (داؤد غزنوی ص۱۵)

وہابیوں کا رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ مگر اپنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق عقیدہ ہے۔

آج ہر فردِ بشر غم میں ہے ان کے مغموم
اُٹھ گئی آہ جماعت سے مجسمِ برکت!

(سیرتِ ثنائی ص۴۱۱)

وہابیوں کے نزدیک نبیِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کاملین علیہم الرضوان کا عرسِ پاک کرنا بدعت اور ناجائز ہے۔ مگر ان کے اپنے مولوی امام عبدالوہاب دہلوی کا ہر سال عرس منایا جاتا ہے

جیسا کہ اخبار محمدی والوں نے شائع کیا ہے:

"دہلی میں ہر سال عبدالوہاب صاحب آنجہانی بانی فرقہ امامیہ کا عرس ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اس سال بھی اس کے فرزند نے باپ کی یاد تازہ کرنے کے لیے بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کو عرس رچایا۔"

(اخبار محمدی دہلی ۱۵ یکم اپریل ۱۹۳۹ء)

وہابیوں کے نزدیک نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب اور کل کی خبر نہیں ہے۔ مگر وہابیوں کے مولویوں کو کل کی خبر بھی ہے۔ اور وہ خود علم کے خزانے بھی ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مرنے کے بعد ایک وہابی مولوی ابوالخیر عبدالصمد صاحب اختر جودھپوری سے امرتسری کے جنت میں سدھارنے کی خبر دے رہے ہیں۔

تھے وہ اسلام کے مشہور مناظر واللہ
آہ دنیا سے کیا کوچ سدھارے جنت!

(سیرت ثنائی ص ۱۴۴)

اے فقیہہ وقت۔ اے گنجینۂ علم و عمل
آپ کو بخشا تھا حق نے اوجِ ماہ و مشتری

(سیرت ثنائی ص ۱۴۴)

وہ عالم تھا۔ مجاہد تھا۔ محدث تھا زمانے کا!
وہ ہر میداں کا غازی مجدد تھا زمانے کا!
وہ بحرِ علم تھا جس وقت طغیانی میں آتا تھا
مناظر بالمقابل کا کلیجہ کانپ جاتا تھا
مناظر تھا۔ مجاہد تھا۔ وہ سب علموں میں اعلم تھا
غرض وہ قوم اپنی میں سپہ سالارِ اعظم تھا

(سیرت ثنائی ص ۱۴۵)

ثَنَاءُ اللّٰہِ اَضْحٰی بَحْرُ عِلْمٍ
یُجِیْبُ السَّائِلِیْنَ بِلَا قُنُوْطٍ
اَحَاطَ بِکُلِّ عِلْمٍ فِیْہِ نَفْعٌ
فَقُلْ مَا شِئْتَ فِی الْبَحْرِ الْمُحِیْطِ

"ثناء اللہ علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ جو پوچھنے والوں کو بغیر کسی جھجک و تامل کے جواب دے دیتا ہے۔ اس ہر ایسے علم کو جو نافع ہے احاطہ کر رکھا ہے۔ اس لیے اپنے بحر علوم سے جو چاہتا ہے۔ کہتا چلا جا"
(سیرت ثنائی ص۴۰۱)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں مگر امرتسری کے متعلق عقیدہ ہے کہ ثناء اللہ اپنے اختیار سے اس دنیا سے گئے ہیں۔

اور جینا تھا تجھے اے خضر راہ مستقیم
یوں نہ ہونا تھا تجھے بیتاب جنات نعیم
(سیرت ثنائی ص۴۰۷)

وہابیوں کے نزدیک السلام علیک یا رسول اللہ کہنا شرک و کفر ہے۔ مگر امرتسری پر حرف ندا سے سلام بھیجنا جائز ہے۔

السلام اے ابن بدروں و فلاطون کے عدیل
نور بھر دے قبر میں تیری خداوند جلیل
السلام اے ضیغم اسلام فاتح[1] قادیان!
(سیرت ثنائی ص۴۱۳)

---

[1] ثناء اللہ امرتسری کو فاتح قادیان کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ بلکہ معاون قادیان کہنا درست ہے۔ تفصیل سے اس کا ثبوت دیکھنے کے لیے فقیر کی کتاب "وہابیت اور مرزائیت" کا مطالعہ فرمائیں۔ قیمت : ۳ روپے (فقیر ضیاء اللہ قادری غفرلہٗ)

اہلِ سُنّت و جماعت حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کریں تو وہابیوں کے مولوی یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول کو خدا تک بڑھا دیتے ہیں مگر اپنے مولوی امرتسری کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

ہو بیاں مجھ سے بھلا کب آپ کے اوصاف کا
ہو سکے خورشید اور ذرّوں میں کیونکر ہمسری

(سیرت ثنائی ص۴۱۲)

وہابیوں کے نزدیک سرورِ کائنات علیہ افضل التحیات والصلوٰۃ والتسلیمات ہماری مثل ہیں مگر امرتسری کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

ہو سکے خورشید اور ذرّوں میں کیونکر ہمسری

(سیرت ثنائی ص۴۱۲)

وہابیوں کے نزدیک یہ کہنا شرک ہے کہ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دم قدم سے کائنات میں بہار ہے۔ مگر اپنے مولوی امرتسری کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

باغبانِ گلشنِ توحید و سنت آپ تھے
اے مسیحا آپ کے دم سے یہ کھیتی تھی ہری

(سیرت ثنائی ص۴۱۲)

وہابیوں کے نزدیک سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم عاجز ہیں مگر ان کے نزدیک امرتسری کا مقام یہ ہے:

دین پرور اے ثناء اللہ عالی مقام
آپ کو اللہ نے بخشا تھا کارِ رہبری!

(سیرت ثنائی ص۴۱۲)

[illegible]

وہابیوں کے نزدیک شہِ ہر دوسرا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم معصوم نہیں مگر ثناء اللہ امرتسری ان کے نزدیک پاکباز، پاک طینت اور شیخ الاذکیا رہے۔

آپ شیخ الاذکیا حجۃ الاسلام تھے۔ آپ کے حق میں تھا زیبا تر لباسِ سروری

کبھی اُس نے نظر ڈالی نہ تھی اسبابِ زینت پر
خدا رحمت کرے اس پاک باز و پاک طینت پر

(سیرت ثنائی ص۴۱۴-۴۱۶)

وہابیوں کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قولِ مبارک قرآن کی تفسیر میں حجت[1] نہیں۔ مگر ثناء اللہ امرتسری کو اسلام میں حجت قرار دے رہے ہیں

آپ شیخ الاذکیا، حجۃ الاسلام تھے
آپ کے حق میں تھا زیبا تر لباسِ سروری

(سیرت ثنائی ص۴۱۴)

وہابیوں کے نزدیک شافع روزِ جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ پُر انوار پر ارادہ کر کے جانا شرک ہے۔ مگر وہابیوں کے امام عبداللہ[2] غزنوی نے اپنے دادا کی قبر کو مرجع خلائق لکھا ہے۔ (داؤد غزنوی ص۲۲۲)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ نگاہِ نبی سے یا زیارت سے کچھ نہیں ہوتا مگر اپنے مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ:

"بعض لوگ محض آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے اور بعض صرف آپ کی زیارت سے صاحبِ حال ہو گئے۔ اور ان پر روحانی کیفیات طاری ہو گئیں۔" (داؤد غزنوی ص۲۲۴)

وہابیوں کا اپنے مجددِ[3] اعظم محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

"آپ کا دروازہ ضرورتمندوں کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا۔"

(محمد بن عبدالوہاب ص۔ مصنفہ احمد عبدالغفور عطار)

---

[1] یعنی حدیثِ نبوی

[2] مولوی داؤد غزنوی کے دادا ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

[3] پروفیسر محمد شریف اشرف لائل پوری نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو مجدد اعظم لکھا ہے۔ (مجموعۃ التوحید ص)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ولی کے تبرکات سے کچھ فائدہ اور نفع نہیں ہوتا مگر اپنے مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق لکھا ہے کہ،

"حضرت کے لباس سے بھی استفادہ کرنے والوں کو فیض حاصل ہوا۔ ایک طالب علم محض پوستین اٹھانے سے وجد میں آگیا۔ اسی وجہ سے وہ طالب علم مرید پوستین کے نام سے مشہور ہوا۔"

(داؤد غزنوی ص ۲۲۴)

وہابیوں کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم میلاد منانا اور تعینِ یوم بدعت ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری کا دن منانے کے لیے تمام وہابیوں سے اپیل کی جارہی ہے کہ:

"جس دن حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری زخمی ہوئے (۱۹ شعبان) ہمیشہ کے لیے یوم التبلیغ منایا جائے۔ اور اس دن سب اہلحدیث دن بھر سب کام چھوڑ کر مذہب اہلحدیث کی طرف اغیار کو کھلے کھلے لفظوں میں صاف صاف دعوت دیں۔" (شمع توحید ص ۲۳ مطبوعہ امرتسر)

سرکار سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تک کلمہ شریف کی دوسری جزو میں نبی یا رسول کا ذاتی نام، صفاتی نام آیا ہے مگر وہابیوں نے اپنے مولوی عبدالجبار غزنوی کا نام بھی دوسری جزو کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دیکھیے اصل عبارت۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے۔ جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے۔ وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قومی کام میں ملک کا م کریں۔ بقول ڈپٹی محمد شریف صاحب امرتسری جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ عبدالجبار امام اللہ۔ اس سے ملنا جائز نہیں۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۱ کالم ۳، ۵ اپریل ۱۹۱۲ء)

کلمہ شریف میں نبیؐ پاک صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے کسی قسم کی زیادتی نہ فرمائی مگر وہابی اتنے دلیراور بہادر نکلے ہیں کہ کلمہ میں نامعلوم کیا کیا ایزاد کیا اس کا تذکرہ خود مولوی ابوالقاسم بنارسی کانگریسی نے ان الفاظ میں کیا ہے :

" اصل یہ ہے کہ اہلحدیث کے دور کو ایک مدت گزر گئی اسی استدادِ زمانہ کی وجہ سے ان کے آزاد خیالات میں انقلاب اور ہمت میں پستی آگئی۔ حتیٰ کہ اپنے پرانے ورد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بھی بھولنے لگے۔ اور اس کے ساتھ نہ معلوم کیا کیا ایزاد کیے "

(اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۹ جولائی ۱۹۱۵ء)

وہابی سرورِ کائنات مفخرِ موجودات محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی مثل بشر سمجھتے ہیں۔ مگر سید احمد بریلوی کے متعلق ان کے امام اسمٰعیل دہلوی نے کتاب "صراطِ مستقیم"

" بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل عرض کرتا ہے کہ اس کمترین پر خدا تعالیٰ کی بےشمار نعمتیں ہیں۔ اور سب سے بڑی نعمت ہادیٔ زمانہ مرشدِ یگانہ حضرت سید احمد صاحب کی محفلِ ہدایت منزل میں حاضر ہونا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیر تک زندہ رکھنے سے فائدے دے "

(صراطِ مستقیم ص۳)

وہابی نبیؐ پاک صاحب لولاک صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کل کی خبر رکھتے ہیں یا آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے کا علم رکھتے ہیں" کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ مگر اپنے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ آئندہ ہونے والے معاملات کی خبر رکھتے ہیں جیسا کہ کتاب محمد بن عبدالوہاب کے مصنف احمد عبدالغفور عطار اور اس کے مترجم وہابیوں کے شیخ الحدیث ابوالقاسم محمد عبدہٗ الفلاح نے لکھا ہے۔

انی ارجوا ان انت قمت	اگر تم لا الٰہ اِلّا اللہ کی امداد کے لیے
بنصر لا اِلٰہ الّا اللہ آن	آمادہ ہو جاؤ تو میں اُمید کرتا ہوں۔
یظھرك اللہ تعالیٰ و تملك	کہ اللہ تعالیٰ تمہیں غالب کرے گا۔
نجدًا و اعرابھا۔	اور نجد اور اُس کے اعراب کے تم مالک بن جاؤ گے۔

(محمد بن عبدالوہاب ص۵۲)

وہابیہ نجدیہ کے نزدیک حبیب ربّ العالمین، سیّد المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نفع اور فیض سے زمین والے فیضاب ہیں۔ یہ عقیدہ رکھنا وہابیوں کے نزدیک حبیب ربِ العالمین، سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کے نفع اور فیض سے زمین والے فیضاب ہیں، شرک ہے مگر ان کا اپنے مولوی میاں نذیر حسین کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ:

وہ کون سیّدنا مولوی نذیر حسین!
کہ جس کے فیض سے مستفیض اہلِ زمین

(معیار الحق ص۲۵۴)

وہابی نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجمعِ علوم نہیں سمجھتے نیز نبیِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امتناعِ نظر کے قائل نہیں ہیں۔ مگر اپنے فرقہ کے بزرگ میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق ان کا ان ہر دو مسئلہ میں عقیدہ یہ ہے کہ:

عجیب ذات ہے کیا مجمعِ علوم و فنون
کہ جس کا آج نہیں ہند میں نظیر و قریں

(معیار الحق ص۲۵۴ مطبوعہ دہلی)

بلکہ وہابیوں کے نزدیک تو میاں نذیر حسین دہلوی کی کتاب "معیار الحق" بھی بے مثل یکتا ہے۔

باستیصال تقلید معین! دریں عالم بود بے مثل یکتا!

(معیار الحق ص۲۵۶ مطبوعہ دہلی)

وہابیوں کے نزدیک محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور ماننا شرک ہے۔
مگر اپنے فرقہ کے مولوی میاں نذیر حسین دہلوی کی کتاب معیار الحق کے حروف کو نور
مانتے ہوئے لکھتے ہیں:

ز طور معینش بر دل تجلی! ز نور حرف او ہر دیدہ بینا
بنور او منور چشم حق بین ز طبعش خوش دل ہر اہل تقوے
(معیار الحق ص ۲۵۶)

وہابیہ کے امام میاں نذیر حسین دہلوی کے فتاویٰ میں ایک مولوی نور الحسن
صاحب کی مہر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

"ز نور الحسن جہاں شد منور" (فتاویٰ نذیریہ ص ۹۷ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

مولوی نور الحسن کے نور سے جہاں منور ہو گیا۔ مولوی کے نور سے جہاں منور ہو گیا
پر عقیدہ ہے مگر امام المرسلین کے نور سے جہاں منور ہو گیا کہنا ان کے نزدیک شرک ہے۔
دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:
"یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر
میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی
کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔" (تقویۃ الایمان ص ۳۱)

لیکن اپنے پیر و مرشد سید احمد کے متعلق اس کا عقیدہ یہ ہے کہ:
"روزے حضرت جل و علا دست راست ایشاں را بدست قدرت
خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش
روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنین داداَم و چیزہائے
دیگر ہم خواہم داد تا کہ شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے
بیعت نمود حضرت دراں زماں علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بناءً علیہ
آں شخص را ہم قبول نفرمودند آں شخص بیش از بیش الحاح کرد حضرت
ایشاں باں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہرچہ

مناسب وقت خواہد شد۔ بہاں لعجل خواہد آمد باز حضرت ایشاں بنابر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند و عرض نمودند کہ بندۂ از بندگانِ تو استدعا می کند کہ بیعت بمن نماید و تو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کسے را می گیرد پاس دست گیری ہمیشہ می کند و اوصاف ترا با خلاق مخلوقات ہیچ نسبتے نیست پس دراں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد گو لکھو کھا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔"

(صراطِ مستقیم فارسی ص۱۶۴ مطبوعہ دہلی)

ایک دِن حضرت حق جل وعلیٰ نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دستِ قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امورِ قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے۔ اور چیزیں بھی عطا کریں گے تا آنکہ ایک شخص نے آپ کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی اور چونکہ آپ ان ایام میں علی العموم بیعت نہیں لیا کرتے تھے۔ اس لیے اس شخص کی درخواست کو قبول نہ کیا۔ جب اس شخص نے نہایت الحاح اور اصرار کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیئے۔ بعد ازاں جو کچھ مناسب وقت ہو گا۔ اُس پر عمل کیا جائے گا۔ پھر آپ اجازت اور استفسار کے لیے جناب حق میں متوجہ ہوئے۔ اور عرض کیا کہ بندگانِ درگاہ سے ایک بندہ اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہاں میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ ہمیشہ دستگیری کی پاس کرتا ہے۔ اور حضرت حق کے اوصاف کو اخلاق مخلوقات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے۔ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ اگرچہ لکھو کھا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔" (صراطِ مستقیم فارسی ص۱۶۴ مطبوعہ دہلی)

وہابیوں کا عقیدہ نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ ہے کہ کسی

کو نفع نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اپنے سیدنا احمد کے متعلق عقیدہ ہے جو ممدوح الوہابیۃ والدیابنہ مولوی ابو الحسن ندوی نے لکھا ہے۔

" آپ کا پورا پورا سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا۔ کہ جہاں سے گزرتا ہے سرسبزی و شادابی بہار و برکت چھوڑ جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کا متفقہ بیان ہے کہ جہاں آپ تھوڑی دیر ٹھہر گئے وہاں مساجد میں رونق، اللہ رسول کا چرچا۔ ایمانوں میں تازگی۔ اتباعِ سنت کا شوق۔ اسلام کا جوش پیدا ہو گیا۔ اور کہیں کہیں شرک و بدعت اور رقص کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور جو بستیاں اور مقامات آپ کے قدوم سے محروم رہے وہ ان نعمتوں سے محروم رہے۔ سالہا سال تک یہ اثر اور فرق رہا۔"

(سیرت سید احمد شہید ص۱۹۱ ج ۱)

مولانا ذوالفقار علی صاحب فرماتے تھے کہ سید صاحب اس نواح (دیوبند و سہارن پور) کے اکثر قصبہ جات میں تشریف لے گئے۔ وہاں اب تک خیر و برکت ہے۔ اور دو ایک گاؤں اور قصبے ایسے ہیں۔ جہاں نہیں گئے۔ وہاں اب تک وہی نحوست اور شامت باقی ہے۔ چنانچہ بنگلور نہیں گئے۔ وہاں کے لوگوں میں وہی جہالت و قساوت ہے۔ اور ایک مختصر گاؤں ہے۔ جہاں مسلمانوں کے دو چار گھر ہیں۔ اتفاقاً سید صاحب کسی ضرورت سے وہاں بھی گئے ہیں۔ وہاں بھی خیر و برکت پائی جاتی جاتی ہے۔ گویا کہ ایک نورِ مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے اُدھر اُدھر وہ پھیل گیا ہے

(سیرت سید احمد شہید ص۱۹۲ ج ۱)

ابو الحسن ندوی رقمطراز ہیں کہ:

" میاں محمد حسین نواحِ سہارن پور کے ایک بزرگ اور سید صاحب کے مرید نے والد ۔ ۔ ۔ ۔ سے فرمایا جہاں جہاں حضرت (سید احمد) کے قدم گئے۔ وہاں وہاں برکت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ایک جگہ تشریف لے گئے اس قصبے میں نومسلموں کا محلہ پہلے ملتا تھا۔ انہوں نے

حضرت کو روک لیا۔ قاضی کے محلّے تک نہ جانے دیا۔ اب خدا کی قدرت دیکھئے نو مسلموں کا محلہ نہایت سرسبز ہے۔ اور وہ لوگ بہت خوشحال ہیں اور قاضیوں کا محلہ ویران پڑا ہے۔" (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۱۴۱-۱۴۲ ج ۱)

وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی الٰہی بخش کاندھلوی نے سید احمد بریلوی اور اور اس کے ساتھیوں کے متعلق ایک قصیدہ تہنیت لکھا۔ چند اشعار اس کے لکھے جاتے ہیں۔ پڑھیں اور اس حقیقت کو آپ جھٹلا نہیں سکیں گے کہ وہابیہ کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ عظمت و رفعت نہیں ہے جو کہ وہ اپنے اکابر میں مانتے ہیں:

ہے گا اس نور پر گنبد چرخ اخضر	جس کے لمعان سے ہے گنبد فرشتوں کی نظر
جس طرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے	عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہ جاتا ششدر
کر کے میں غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا	تھی وہ خورشید سے بھی نور میں زیادہ انور
شرق سے غرب تلک نور سے مالا مال	عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر
اس کے انوار سے روشن ہے زمین تا افلاک	ان کی ہمت سے ہوئی دین کو سوزینت و فر
سید احمد وعالی حسب و فخر زمان	رہبر راہ شریعت خلف پیغمبر
ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی	ہوتی اس عصر میں عصمت بھی اسی کے اندر
علم کو اس کے مگر علم لدنی کہیئے	جو کہ آتا ہے اسے ہے وہ کسے مستحضر
خاک پا سے تری اکسیر کو کیا نسبت؟	آدمی کو تو فرشتہ کرے اور مس کو زر
تیری صحبت نے ملائک کی کر خاصیت	گر کہ ظاہر میں نظر آتے ہیں ہم شکل بشر
فخر ابنائے زماں قبلۂ ارباب صفا	کعبۂ اہل یقیں۔ وادرس ہر مضطر
فیض سے تیرے ہوا دم میں وحید دوراں	جس نے دروازے پہ تیرے کیا آکر بستر

(سیرت سید احمد شہید صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۲ ج ۱)

مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق دیوبندی وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۱۳ ج ۱)

وہابیوں کے نزدیک نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ماننا شرک ہے۔ مگر فتاویٰ اشرفیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو وسیلتنا فی الدارین لکھا ہے۔"
(فتاویٰ اشرفیہ ص ج ۱ مطبوعہ)

دیوبندی وہابی نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے اور لباسِ بشری میں تشریف فرما ہونے کا استہزاء اُڑاتے ہیں۔ اور نورانیت کا انکار کرتے ہیں مگر اپنے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق ان کا یہ نظریہ ہے کہ:

" مولانا خلیل احمد صاحب تو نور ہی نور ہیں۔ ان میں نور کے سوا کچھ نہیں۔"
(تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۹)

اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

کیا وصف کروں اس کا ممتاز
انساں کی شکل میں فرشتہ دیکھا!
(تذکرۃ الخلیل ص تذکرۃ الرشید ص)

وہابیوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا شرک ہے مگر اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ:

" مولوی محمود حسن صاحب نگینوی فرماتے ہیں کہ میری خوش دامن صاحبہ جو اپنے والد کے ہمراہ مکہ معظمہ میں بارہ سال تک مقیم رہیں۔ نہایت پارسا اور عابدہ و زاہدہ تھیں۔ سینکڑوں احادیث بھی ان کو حفظ تھیں۔

انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا حضرت (گنگوہی) کے بہت شاگرد و مرید ہیں۔ مگر کسی نے حضرت کو نہیں پہچانا۔ جن ایام میں میرا قیام مکہ معظمہ میں تھا۔ روزانہ میں نے صبح کی نماز حضرت (گنگوہی) کو حرم شریف میں پڑھتے دیکھا۔ اور لوگوں سے سنا بھی۔ کہ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ گنگوہ سے تشریف لایا

کرتے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید ص۲۱۲ ج ۲)

وہابیوں کا محبوب خدا علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں۔ مگر رشید احمد گنگوہی نے اپنے متعلق خود ہی یہ کہا ہے کہ:

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔" (تذکرۃ الرشید ص۱۷ ج ۲)

وہابی امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سرعام یہ کہتے پھرتے ہیں کہ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول نہیں فرمایا۔ مگر اپنے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

"مولوی خلیل احمد مستجاب الدعوات ہیں۔ اور ان کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔" (تذکرۃ الخلیل ص۳۵۵)

وہابی مولوی اکثر علماء مسلک حق اہلسنت وجماعت کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ مگر دیوبندی وہابی حضرات کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی شان بیان کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ ہاں اپنے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق یہ لکھنے کی توفیق ہو گئی ہے کہ:

"حضرت کے کمالات بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ ان کا ادراک مجھ جیسے ناکارہ کی تو کیا حقیقت ہے۔ بڑوں کو بھی مشکل تھا۔" (تذکرۃ الخلیل ص۳۵)

رشید احمد گنگوہی کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ:

ے نوائے وقت ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء

گر بگویم تا قیامت نعت او

ہیچ آں را مقطع و غایت مجو!

(تذکرۃ الخلیل ص۵۹)

دیوبندی وہابی خلیل احمد انبیٹھوی نے شہنشاہِ ہر دوسرا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق عقیدہ یہ لکھا ہے کہ:

"نفسِ بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔"[1]

مگر مولوی رشید احمد گنگوہی کو زمانہ بھر میں بے مثل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

قطب عالم، غوثِ دوراں بے مثال!

گنجِ عرفاں نورِ ایقاں خوش خصال!

(تذکرۃ الخلیل ص۵۸)

خلیل احمد انبیٹھوی کا اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ:

"میں تو اِس دربار (رشیدی) کے کتوں کے برابر بھی نہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص۶۱)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ امام المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کی فریاد رسی نہیں کر سکتے مگر رشید احمد گنگوہی کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

"قطبِ عالم، غوثِ دوراں بے مثال

گنجِ عرفاں نور ایقاں خوش خصال

(تذکرۃ الخلیل ص۵۸)

وہابی حضرات رحمتِ کائنات کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ رسول کے چاہنے

---

[1] براہینِ قاطعہ ص۳ مطبوعہ دیوبند [2] زمانہ کے فریاد رس۔

سے کچھ نہیں ہوتا۔[1] مگر رشید احمد گنگوہی کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

ہادیٔ گم گشتگانِ راہِ حق!
بخشتے بر خلق از ربّ الفلق!

(تذکرۃ الخلیل ص۵)

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقولہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ:

"بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے۔ میرے اتباع پر۔" (تذکرۃ الرشید ص۱۷ ج۲)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ و انبیاء بھی ویسے ہی خدا کے بندے ہیں۔ جیسے کہ تم خود ہو۔ اور وہ بھی اُس کی رحمت کے طالب اور اُس کے عذاب سے اُسی طرح لرزاں و ترساں ہیں۔ جس طرح تم خود ہو۔ (کتاب الوسیلہ ص۴۲)

مگر اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ:

"حضرتِ والا کے متوسلین کے حسنِ خاتمہ کے بکثرت واقعات ہیں جن سے مقبولیت و برکات کا سلسلہ ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ خود حضرتِ والا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ حضرت حاجی (یعنی تھانوی صاحب کے پیر) کے سلسلے کی یہ برکت ہے کہ جو بلا واسطہ یا بالواسطہ حضرت سے بیعت ہوا اس کا بفضلہٖ تعالےٰ خاتمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض متوسلین گو مرید ہونے کے بعد دُنیا دار ہی رہے مگر ان کا خاتمہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ اولیاء اللہ کا سا ہوا۔"

(اشرف السوانح ص۸۶ ج۲)

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ (جو کوئی کسی کے متعلق یہ سمجھے کہ) جو بات میرے

---

[1] تقویۃ الایمان ص۲۲

منہ سے نکلتی ہے وہ سب سُن لیتا ہے۔ اور جو خیال و وہم اس کے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتوں سب شرک ہیں۔ (تقویۃ الایمان صنا)

لیکن اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ

"اس امر کی تصدیق بارہا لوگوں سے سُننے میں آئی اور خود بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جو بات دل میں لے کر آئے یا جو اشکال قلب میں پیدا ہوا قبل اظہار ہی اس کا جواب حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے ہو گیا یا باطنی پریشانی کی حالت میں حاضر ہوتے تو خطاب خاص یا خطاب عام میں کوئی بات ایسی فرما دی جس سے تسلی ہو گئی۔ (اشرف السوانح ص۵۹ ج ۳)

وہابیوں کے عقیدہ ہے کہ قبر کو بُت بنانا شرک کی ابتدا ہے۔ اس لیے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سُنائی دیتی ہیں صورتیں دکھائی دیتی ہیں کوئی عجیب و غریب تصرف نظر آتا ہے۔ جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں۔ مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہو گئی۔ مردہ باہر نکل آیا۔ باتیں کیں۔ معانقہ کیا اس طرح کی چیزیں نبیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آسکتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں۔ جو آدمی کے بھیس میں ظاہر ہو کر مکر و فریب کا کرشمہ دکھاتا ہوا کہتا ہے کہ میں فلاں نبی۔ فلاں شیخ ہوں۔"

(کتاب الوسیلہ ص۱۵ مصنفہ ابن تیمیہ)

مگر اپنے کانگریسی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے متعلق یہ عقیدہ لکھا ہے کہ:

"مولوی ابراہیم صاحب کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

حضرت والا صاحب کھڑے ہیں تو ادب نہیں کرتا۔ حضرت مدنی ہنس رہے ہیں۔ اور بُلا رہے ہیں۔ شاہ وصی اللہ صاحب آتے ہیں۔ مجھ کو اُٹھا دو۔" (دار العلوم بابت مارچ ۱۹۲۷ء ص۳۲)

وہابیوں کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، امام عالیمقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام کی نذر ماننا حرام ہے! مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری کے لڑکے عطاء اللہ کی طبیعت ناساز ہو جاتے تو اُس کی صحت کے شکریہ پر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا اپنی کتابیں تقسیم کرنے کی نذر ماننا جائز ہے۔[1]

وہابیوں کے نزدیک قبلہ و کعبہ کہنا یا لکھنا ناجائز ہے۔[2] مگر اپنے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کو قبلہ و کعبہ لکھا ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲، ۲۷ نومبر ۱۹۰۸ء)

مولوی رشید احمد گنگوہی کو ہی دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد شیخ الہند محمود الحسن نے مرثیہ میں لکھا ہے کہ:

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا!
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی[3]

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی کاموں میں کوئی دخل نہیں۔[4]

مگر رشید احمد گنگوہی کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ:

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ (مرثیہ ص۱)

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے نزدیک انبیاء بھی لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔[5] مگر اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ:

---

[1] اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص۶ کالم ۲، ۳ر اکتوبر ۱۹۱۳ء۔ [2] فتاوٰی رشیدیہ کامل مطبوعہ کراچی [3] مرثیہ ص۹، ۱۰ [4] اخبار اہلحدیث امرتسر ص۴ ۸ جنوری ۱۹۴۳ء [5] کتاب التوحید مترجم ص۲۹

"درسیات کے پڑھنے اور پڑھانے اور مجاہدہ اور ریاضت ان سب سے بڑی نعمت یہ ہے۔ کہ ایسے حضرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ان حضرات کو دیکھنے سے یہ سمجھ میں آگیا کہ اسلام کیا چیز ہے[۱]۔"

وہابیوں کا نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ پاک پر زیارت کی نیت سے جانا حرام اور شرک ہے۔ مگر گنگوہ وغیرہ دیوبندی اکابر کے مزارات کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز[۲] ہے۔

مودودی وہابیوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول احادیث قیاسیات[۳] بھی ہیں۔ مگر مودودی صاحب کا اپنے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ:

"ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ تول تول کر کہا ہے[۴]۔"

ناظرینِ کرام! وہابیہ نجدیہ کے اکابر کی علمی قابلیت، ان کا کردار، تفرقہ بازی، انتشار پسندی، توہین بزرگانِ دین، آپس میں فتوے بازی، رذیل حرکات، ملک وملت سے غداری، کانگریس نوازی، انگریز کی وفاداری اور مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کی مخالفت، مسلمانوں کا اکابرِ وہابیہ کے ہاتھوں قتلِ عام اور ظلم وتشدد کی روئیداد کا آپ نے مستند کتب کے حوالہ جات سے مطالعہ کیا۔ نیز وہابیت کی تاریخ بھی آشکارا ہو گئی۔

اب فرقہ وہابیہ نجدیہ خارجیہ کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ جو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے کا مقام اور ان نام نہاد موحدین کی کونسی توحید ہے اس کا بیان ان کے اکابر کی مستند کتب کے حوالہ جات سے پیش کیا جاتا ہے۔

---

[۱] افاضات الیومیہ ص۶۳ ج۷ [۲] رسائل ومسائل ص۵۵ ج۱ [۳] رسائل ومسائل ص۳۰۶ ج۱۔

اللہ تعالے اجل جلالہٗ کے متعلق وہابیوں کے عقائد!

اللہ سب سے بڑا نہیں ہے

وہابیوں کے امام اور مجدد ابن تیمیہ کا عقیدہ شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہ کہتا ہے۔

عقیدہ: اِنَّہٗ بِقَدْرِ الْعَرْشِ لَا اَصْغَرَ وَلَا اَکْبَرَ۔

اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے۔ نہ اُس سے چھوٹا ہے۔ اور نہ اُس سے بڑا ہے

(فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱۶ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ سے اظہر من الشمس ہے کہ اس کے نزدیک اللہ اکبر کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ اکبر کا معنٰی اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اللہ عرش سے نہ بڑا ہے۔ اور نہ چھوٹا ہے۔ بلکہ عرش کے برابر ہے۔ جب برابر ہے۔ تو پھر وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالے سب سے بڑا نہیں ہے۔

اللہ تعالے عرش کے اُوپر موجود ہے

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد ابن قیم کا عقیدہ ہے:

عقیدہ: وَزَعَمْتُ اَنَّ اللّٰہَ فَوْقَ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ حَقًّا فَوْقَہُ الْقَدَمَانِ۔

اور میرا عقیدہ ہے کہ بے شک اللہ تعالےٰ عرشِ معلیٰ اور کرسی کے اُوپر موجود ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے دونوں قدم کرسی پر رکھے ہیں۔

(قصیدہ نونیہ از ابنِ قیم ص۱۳۱)

اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چرچر کرتی ہے

امام الوہابیہ وحید الزمان نے وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ماتحت لکھا ہے کہ:

عقیدہ: جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے۔ تو چار اُنگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اُس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔ (قرآنِ پاک مترجم مولوی وحید الزمان)

عرشِ معلیٰ چرچر کرتا ہے!

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے بھی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں اللہ تعالےٰ کی عظمت سے عرش کا چرچر کرنا لکھا ہے۔

"اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ سارے آسمان اور زمین کو عرش اُس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اُس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اُس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے۔ سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اُس کی بڑائی کا بیان کر سکے۔"

(تقویۃ الایمان ص مطبوعہ دہلی)

اللہ تعالےٰ کی ذات کو سجدہ کرنے کی ممانعت

عقیدہ : سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مُردہ کو۔ نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھاں کو۔ کیونکہ جو زندہ ہے۔ سو ایک دن مرنے والا ہے " (تقویۃ الایمان ص۱۱۹)

اسماعیل دہلوی قتیل کی اس عبارت کا یہ جملہ کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے، غور طلب ہے، اسماعیل دہلوی کے قانون کے مطابق اس میں خدا تعالےٰ کو سجدہ کرنے سے ممانعت ہے۔ کیونکہ ہمارا خدا تعالےٰ تو زندہ ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ وہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ اسماعیل دہلوی یہ درس دے رہے ہیں کہ زندہ کو سجدہ نہ کیجئے۔ اور ساتھ ہی آخر میں یہ مفروضہ درج کر دیا کہ کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے۔

حالانکہ خدا تعالےٰ الحی القیوم زندہ بھی ہے اور نہ مرنے والا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔

مولوی وحید الزمان ہی آیۃ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کا ترجمہ کرتے ہیں کہ :

عقیدہ : وہ بڑے رحم والا تخت پر چڑھا۔ (تبویب القرآن ص۲۷)

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔ پھر تخت پر جا بیٹھا۔

(تبویب القرآن ص۵)

مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے اپنی کتاب ہدیۃ المھدی (جس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے مشتمل بر عقائد اہلحدیث) میں بھی اللہ تعالےٰ کے متعلق لکھا ہے۔

عقیدہ : اللہ تعالےٰ جب آسمانِ دُنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو عرش مُعلّیٰ اُس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (ہدیۃ المھدی ص۹ ج ۱)

وہابیوں کے مولوی محمد یونس دہلوی اور مولوی محی الدین رقم طراز ہیں کہ،

عقیدہ : اللہ عرش پر ہے۔ مگر اس فوق اور استوار کی حقیقت اللہ کے

ل ہدیۃ المھدی کتاب قادری کتب خانہ سیالکوٹ سے ۸ روپے میں مل سکتی ہے۔

سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کیفیت اور تاویل سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔" (دستور المتقی فی احکام النبی ص۱۹، فقہ محمدیہ ص ج ۱)

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبدالجبار سلفی آف کراچی لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: خدا تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا منکر کافر ہے۔ (استواء علی العرش ص۳۵)

عقیدہ: صحیح بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل بذاتہ عرش عظیم پر مستوی ہے۔ ہر جگہ نہیں۔" (استواء علی العرش ص۳۷)

وہابیہ نجدیہ کے شہرۂ آفاق ہفت روزہ "الاعتصام" میں لکھا ہے کہ:

عقیدہ: اللہ تعالےٰ عرش بریں پر قائم ہے۔ اور وہ جہت علو میں ہے۔ (الاعتصام ص۸، ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

عقیدہ: خداوند قدوس کا صاحب عرش اور مستوی عرش عظیم ہونا بالکل حق اور صحیح ہے۔" (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۱۱ یکم جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ)

عقیدہ: جماعت اہلحدیث کا اعتقاد اور ایمان یہ ہے کہ خدائے عزوجل بذاتہ المنزہ تمام مخلوق سے بائن اور عرش عظیم پر مستوی ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۸ یکم جمادی الاول ۱۳۷۴ھ)

عقیدہ: اللہ تعالےٰ نے جو وصف اپنی ذات کے لیے فرمایا ہے (جیسے عرش عظیم پر مستوی ہونا) جس نے اس کا انکار کیا وہ بھی کافر ہوا۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۸۵ ج ۲)

مولوی عبدالستار دہلوی کا ایک اور فتوے فتاویٰ ستاریہ میں موجود ہے۔ وہ سوال وجواب دونوں درج کیے جاتے ہیں۔

عقیدہ: سوال:۔ زید نے بکر سے سوال کیا کہ اللہ پاک کہاں ہے؟ بکر نے جواب دیا کہ اللہ پاک عرش پر ہے۔ قرآن شریف میں فرمان الٰہی موجود ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ زید نے کہا یہ بات

بالکل غلط ہے۔ اللہ میاں تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس کا کوئی مکان نہیں اس کی دلیل قرآن میں ہے کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ الآیۃ بکر نے جواب دیا کہ بھائی یہ معنی آپ نے غلط سمجھا ہے۔ یہ تو خدا کا علم ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔

جواب:۔ زید کا قول بول اور سراسر غلط و باطل ہے۔

اللہ تعالے رب العزۃ کا عرش پر مستوی ہونا ثابت ہے۔ آیت قرآنی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وہ رحمان ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے۔ (فتاوی ستاریہ ص۲۳ ج ۲ مطبوعہ کراچی)

ناظرین کرام! اکابر وہابیہ نے اپنے مندرجہ بالا عقائد میں اللہ تعالیٰ کو کرسی اور عرش معلےٰ کے برابر قرار دے کر اس کو محدود بنا دیا۔ حالانکہ رب کریم جل جلالہٗ لا محدود ہے۔ نیز اللہ تعالے کی مثل قرار دے دیا۔ جب کہ رب کریم جل جلالہٗ کا اعلان ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

نیز جب اللہ تعالے عرش کے برابر ہے۔ اور اس پر بیٹھا ہے تو پھر اللہ تعالے عرش معلےٰ کا محتاج بھی ہوا۔ لیکن قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ بے شک اللہ تعالے تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے

یہاں پر استوار کا معنےٰ توجہ فرمانا ہے۔ قرار پکڑنا نہیں۔ توجہ فرمانے سے رب کریم کی شان خداوندی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

اللہ تعالے محتاج ہے

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اعظم ابن تیمیہ کے نزدیک تو

اللہ تعالےٰ محتاج ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے ابنِ تیمیہ کے عقائد میں لکھا ہے:

عقیدہ: اللہ تعالےٰ کی ذات ایسی ہی محتاج ہے جیسے کُل جُزء کا محتاج ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ضذا مطبوعہ مصر)

اکابر وہابیہ نے یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر بیٹھا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کو ملائکہ نے اُٹھائے رکھا ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (پ ۲۴ ع ۶)

وہ (ملائکہ) جو عرش اُٹھاتے ہیں۔ اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں۔

وہابیہ کے عقائد اور قرآنی آیت دونوں کو سامنے رکھا جائے تو پھر وہابیوں کے نزدیک ملائکہ نے اللہ تعالےٰ کے بوجھ کو مع عرش کے بوجھ کے اُٹھائے رکھا ہے۔ نیز اس سے خداوندِ کریم کا محیط ہونا بھی لازم آتا ہے۔ کیونکہ ربِّ کریم نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (پ ع)

اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرشتوں کو دیکھتے ہیں کہ عرش کے چوفیرے کو گھیرے ہوتے ہیں۔ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عرشِ معلےٰ کو ملائکہ محیط ہیں۔ جب عرشِ معلےٰ کو ملائکہ محیط ہیں تو وہابیوں کے نزدیک جو اُس کے اُوپر قرار پکڑے ہے اور چڑھا ہوا ہے تو اُس خداوندِ کریم کو بھی ملائکہ محیط ہیں نیز ایسے عقائد کی بناء پر ربِّ تعالےٰ کو مکین ماننا پڑے گا۔ یہ سب کچھ کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ مجسم ہے!

شیخ الاسلام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے مجدد الوہابیہ ابنِ تیمیہ کا عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: قوله بالجسمية والجهة وہ (ابنِ تیمیہ) اللہ تعالیٰ کا جسم اور جہت قرار دیتا تھا۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۰ مطبوعہ مصر)

عقیدہ: اللہ تعالیٰ مرکب ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۰)

وہابیوں کے مولوی عبد الجبار سلفی آف کراچی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: دستِ خداوندی کا حقیقی (مثل انسانوں کے) ہونا صحیح ہے!

(استواء علی العرش ص۳۵)

وہابیوں کے مفسر اور محدث مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ:

وله (تعالٰی) وجه وعين ويد وكف وقبضة واصابع وساعد وذراع وصدر وجنب وحقو وقدم ورجل وساق وكنف كما تليق بذاته المقدسة۔ (ہدیۃ المہدی ص۹)

اللہ تعالیٰ اپنی مثل پیدا کر سکتا ہے

وہابیہ نجدیہ کے غزنوی خاندان کے چشم و چراغ اور رُوحِ رواں امام عبد اللہ غزنوی کے شاگرد اور وہابیوں کے شہرہ آفاق مصنف قاضی عبد الاحد خانپوری نے اپنے فرقہ کے امام اور سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کا عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: رب تعالیٰ اپنی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (الفیصلۃ الحجازیہ ص۲۳)

قاضی عبد الاحد خانپوری نے مزید لکھا ہے کہ:

عقیدہ: مولوی ثناء اللہ امرتسری اللہ عزوجل کی ہزاروں مثلیں قرار دیتا ہے۔
(الفیصلۃ الحجازیہ ص۳)

اللہ تعالیٰ مخلوق سے بائن نہیں ہے

سردار الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے فرقہ کے محدث اور مجتہد مولوی محمد حسین بٹالوی کا عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: اللہ تعالیٰ مخلوق سے بائن نہیں ہے۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۴ ۲۸ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۵ء)

اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر سے انکار

امام الوہابیہ عبدالستار دہلوی کا فتوے ہے۔

عقیدہ: خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ و جہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔
(فتاویٰ ستاریہ ص۴۸ ج ۲)

عقیدہ: اللہ تعالیٰ ذوالعرش اپنی ذات سے عرش اعظم پر مستوی اور موجود ہے۔ وہ ہر مکان میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ عرش بریں پر تمام مخلوق سے الگ اور جدا ہے۔ (الاعتصام لاہور ص۳ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

وہابیوں کے امام مولوی عبدالستار دہلوی سے کسی نے سوال کیا کہ:

میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ خدا ہر جگہ موجود نہیں ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ کس کی بات صحیح ہے؟

دہلوی صاحب نے جو جواب دیا وہ یہ ہے:

عقیدہ : آپ کا قول بالکل صحیح اور قرآن وحدیث کے موافق ہے۔ خداوندِ تعالےٰ بذاتہٖ عرشِ معلےٰ ساتوں آسمانوں کے اُوپر متمکن ہے۔ اور اُس کا علم ہر جگہ ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۵ ۱۵ ذوالقعدہ ۷۶ھ)

اللہ تعالےٰ جہت اور مکان سے پاک نہیں ہے

اِمام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ :

عقیدہ : اللہ تعالےٰ کو جہت اور مکان سے پاک اور منزہ سمجھنا حقیقی بدعت ہے۔ (ایضاح الحق الصریح ص۳۵،۳۶ مطبوعہ فاروقی دہلی)

اللہ تعالےٰ کی صفات حادث ہیں !

وہابیوں کے مفسر اور محدث وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ :

عقیدہ : اہلحدیث اللہ تعالےٰ کی ان سب صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں۔ اپنے ظاہری معنےٰ پر محمول رکھتے ہیں۔ اُن میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے۔ جب غضب اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ہے۔ تو غیرت بھی اس کی صفات میں سے ہو گی۔ غضب زائد اور کم ہو سکتا ہے۔ اور تغیر اللہ کی ذات اور صفاتِ حقیقہ میں نہیں ہوتا۔ لیکن صفات افعال میں تو تغیر ضرور ہے۔ مثلاً گناہ کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ پھر توبہ کرنے سے راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے۔ اور کبھی کلام نہیں کرتا۔ کبھی اُترتا ہے۔ کبھی چڑھتا ہے۔ بغرض صفاتِ افعالیہ کا حدوث اور تغیر اہلحدیث کے نزدیک جائز ہے۔

(تیسیر الباری ص۴۷ ج۴ از وحید الزمان)

وہابیوں کے مجدد ابنِ تیمیہ کا عقیدہ بھی شیخ الاسلام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

عقیدہ: اللہ تعالیٰ محلِ حوادث ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱۶)

وہابیوں کے امام عبداللہ غزنوی کے شاگرد قاضی عبدالاحد خانپوری نے بھی اپنی کتاب اقامۃ البرہان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو حادث قرار دیا ہے۔

وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدرآبادی نے اپنی تصنیف ہدیۃ المہدی میں لکھا ہے۔

الصفات الفعلیہ حادثۃ عند الاکثر من اصحابنا۔

ہمارے اکثر (وہابی) بزرگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ حادث ہیں۔

(ہدیۃ المہدی ص۱۰ ج ۱)

اکابر وہابیہ کے یہ عقائد بھی شانِ خداوندی کے صریحاً خلاف ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ۔

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں اور آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔ (پ۳ ع ۲)

خداوندِ کریم کی صفات میں قائم و دائم رہنا بھی ہے۔ متغیر ہونے کا کوئی شائبہ ہی نہیں۔ کیونکہ جو متغیر ہے وہ حادث ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ اور اُس کی ذات و صفات کو حادث قرار دینا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ موجب بالذات ہے

ابنِ تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ،

عقیدہ: اللہ تعالیٰ موجب بالذات ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱۶)

آخرت میں دیدار الٰہی کا اِنکار

وہابیوں کے قاضی عبدالاحد خانپوری نے لکھا ہے کہ:
عقیدہ: آخرت میں دیدارِ باری تعالےٰ نہیں ہوگا۔ (الفیصلۃ الحجازیہ ص۲۷)

اللہ تعالےٰ کے علمِ غیب ذاتی کا اِنکار

امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی قتیل نے رب کریم جل جلالہ کے علم غیب ذاتی کا اِنکار ان الفاظ میں کیا ہے:

عقیدہ: سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۱ مطبوعہ دہلی)

دریافت کسی سے کیا جاتا ہے۔ جس کو ذاتی علم ہو وہ کسی سے دریافت نہیں کرتا۔ دریافت کرنا دلالت کرتا ہے کہ اُس کو ذاتی علم نہیں ہے۔ اللہ کریم کے متعلق غیب کا دریافت کرنا عقیدہ رکھنا صریحاً کفر ہے۔ اور قرآن و حدیث سے کھلم کھلا بغاوت کرنا ہے۔

دیوبندیوں کے مولوی غلام خاں کے اُستاد مولوی حسین علی واں بھچراں نے تو ویسے ہی علمِ غیب کا انکار ان الفاظ میں کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کو انسانوں کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں

عقیدہ: اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔
(بلغۃ الحیران ص۱۵۷ مصنفہ مولوی حسین علی اُستاذ مولوی غلام خان)

دیوبندیوں کے مولوی محمود الحسن نے بھی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے علم غیبی کا انکار کیا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝	کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں۔ اور ابھی تک معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔ (پ ۴ ع ۵)

دیوبندیوں کے مولوی فتح محمد جالندھری نے ترجمہ کیا ہے کہ:

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے۔ (حالانکہ) ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ میرے اعلیحضرت امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو ایمان افروز ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے۔

کیا اس گمان میں کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا فتوےٰ

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

مَنْ اعتقد ان الله لا يعلم الاشيئًا قبل وقوعها فهو كافرٌ وان عدقائله من اهل البدعة (شرح فقہ اکبر ص۲۰۱)	جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اللہ تعالےٰ بھولا دینے والا ہے

دیوبندیوں کے شیخ محمود الحسن نے اللہ تعالےٰ کو بھولا دینے والا اور اللہ تعالےٰ

سے بھول سرزد ہونا قرآنی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھ دیا ہے۔

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ سو اَب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا تھا۔ اُس اپنے دِن کو ملنے کو۔ ہم نے بھلا دیا تم کو۔ (پ ۲۱ ع ۱۵)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی اللہ تعالیٰ بھلا دینے والا لکھا ہے۔

"تو اب اس کا مزہ چکھو کر تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے۔ ہم نے تم کو بھلا دیا۔"

دیوبندیوں کے مولوی فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ:

"سو اَب آگ کے) مزے چکھو اس لیے کہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا۔ آج ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے۔"

میرے اعلیٰحضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ عظمتِ خداوندی کو آشکارا کرنے والا ہے۔

"اب چکھو بدلا اس کا کہ تم اپنے اس دِن کی حاضری بھولے تھے۔ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔"

دیوبندیوں کے محمود الحسن نے دوسرے مقام پر اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (پ ۱۰ ع ۱۵) بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔

مولوی فتح محمد جالندھری دیوبندی نے ترجمہ کیا ہے کہ۔

"انہوں نے خدا کو بھلا دیا۔ تو خدا نے ان کو بھلا دیا۔"

مجدد مائۃ حاضرہ، امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

لہ دیوبندیوں کے مولوی محمود الحسن اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کو سراپا فضل و کمال اور معدنِ حسنات خیرات کے القاب سے مخاطب کرتے تھے۔ (حیاتِ اشرف ص۹۵) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

اللہ تعالے دغا دینے والا ہے

دیوبندیوں کے مولوی محمود الحسن نے قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالے کو دغاباز قرار دیا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ (پ۵ ع ۱۷)

البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے۔ اور وہی ان کو دغا دے گا۔

اللہ تعالے دھوکہ میں رکھنے والا ہے

نام نہاد مبلغ اسلام مولوی مودودی نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالے کو دھوکہ میں ڈال رکھنے والا لکھا ہے۔ وہ ترجمہ یہ ہے۔ "یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے" (تفہیم القرآن پ۵ ع ۱۸)

دیوبندیوں کے مولوی فتح محمد جالندھری نے ترجمہ کیا ہے کہ:

"منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔"

اللہ تعالے مذاق کرتا ہے

مولوی مودودی نے اللہ تعالے کو مذاق کرنے والا بھی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ — اللہ اُن سے مذاق کر رہا ہے۔

(تفہیم القرآن) (پ ۱ ع ۲)

اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ القوی نے اس کا ترجمہ اس انداز سے کیا ہے جو شانِ الوہیت کا شایان ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بے شک منافق لوگ گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔

اللہ تعالیٰ داؤباز ہے

دیوبندیوں کے امام مولوی محمود الحسن نے اللہ تعالیٰ کو داؤباز بھی لکھ دیا ہے۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ (پ ۹ ع ۱۸) — اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا۔ اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

میرے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کا ترجمہ ایسا صحیح کیا ہے۔ وہ شانِ ربوبیت کو عیاں کرتا ہے۔"اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے۔ اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔"

اللہ تعالیٰ چالباز ہے!

جماعت اسلامی کے بانی مولوی مودودی نے اس آیۂ شریفہ کا ترجمہ کرتے ہوتے اللہ تعالیٰ کو چالباز قرار دیا ہے۔ وہ ترجمہ یہ ہے۔

"اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

(تفہیم القرآن پ ۹ ع ۱۸)

دیوبندیوں کے مولوی فتح محمد جالندھری نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ:

" (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اور

خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"

قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ؕ (پ۱۱ ع ۸)
ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (تفہیم القرآن پ۹ ع ۲)
کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں؟ حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

تفہیمات میں مودودی صاحب نے ترجمہ کیا ہے:

"اور کیا وہ اللہ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔" (تفہیمات ج ۱ ص ۱۶۵ سطر ۶ تا ۸)

اللہ تعالٰی مکار ہے

ابو الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں اللہ تعالٰی کو مکر کرنے والا (مکار) لکھدیا ہے۔ اور لوگوں کو اللہ کے مکر سے ڈرایا ہے۔ وہ جملہ یہ ہے۔

"سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے۔" (تقویۃ الایمان ص ۵۲)

بُرے وقت میں پہنچنا اللہ کی شان ہے

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے مزید لکھا ہے:

عقیدہ: بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

خدا تعالےٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے

وہابیوں کے مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے اللہ تعالےٰ کے متعلق لکھا ہے کہ:
وَالظُّهُوْرُ فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ شَاءَ
اللہ تعالےٰ جس صورت میں چاہے ظہور فرماتا ہے۔
(ہدیۃ المہدی ص ۳ مطبوعہ دہلی)

وہابیہ نجدیہ کے اس عقیدہ کی رُو سے خدا تعالےٰ گائے، بیل کی صورت میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ پھر وہابیوں کے نزدیک کفار کا گائے کو پوجنا عین توحید ہوئی۔

اللہ تعالےٰ فاعل مختار نہیں!

شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد ابن تیمیہ کا عقیدہ لکھا ہے کہ:
عقیدہ: اللہ تعالےٰ فاعل مختار نہیں۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۸۶)

خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے!

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مشترکہ امام اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل خدا تعالےٰ کے جھوٹ بول سکنے پر بڑے زور شور سے قائل ہیں۔ چنانچہ اُس نے لکھا ہے۔
عقیدہ: پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد الیٰ قولہ الا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد۔
پس ہم نہیں تسلیم کرتے کہ اللہ تعالےٰ کا جھوٹ محال بالذات ہو۔ ورنہ لازم

آسے گا کہ انسانی قدرت رب تعالیٰ کی قدرت سے زائد ہو جاتے گی۔
(رسالہ یکروزہ فارسی صہ مطبوعہ ملتان)

عقیدہ: عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند و اورا جلشانہ بآں مدح میکنند برخلاف اخرس و حجار کہ ایشاں را کسی بعدم کذب مدح نمی کند و نیز ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب می دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بہ منزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح میگرد بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ یا ہر گاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب مے نماید آواز او بند میگردد یا کسے دیگر دہن او را بندمی نماید ایں اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند۔

جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالےٰ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں۔ بخلاف گونگے اور پتھر کے ان کو کوئی عدم کذب کے ساتھ مدح نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی صفت کمال یہی ہے۔ کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے جھوٹ بات نہ بولے۔ وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے بخلاف اس کے جس کی زبان ماؤف ہوگئی ہو۔ یا جب کبھی جھوٹ بات بولنے کا ارادہ کرے۔ اس کی آواز بند ہو جاتے یا کوئی اس کا منہ بند کر دے۔ یہ لوگ عقلمندوں کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہیں۔
(یکروزہ صاؔ مطبوعہ ملتان)

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے کہنا عین ایمان ہے۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر صہ ۲۷ راگست ۱۹۱۵ء)

عقیدہ: امکان کذب باری کفر نہیں ہے۔ (شمع توحید صہ ۱۲)

دیوبندیوں کے بہت بڑے بزرگ رشید گنگوہی اپنا عقیدہ لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: امکان کذب بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔ مگر باختیار خود اُس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۹ ج ا مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! دیکھا وہابیوں کے امام اور قطب گنگوہی نے کس دلیری سے قدرتِ الٰہیہ کو کذب اور جھوٹ جیسے معیوب اور ناپاک الفاظ سے تعبیر کیا ہے کیا کسی مسلمان کی ایمانی غیرت یہ کہنے یا سُننے کی تاب رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا تو نہیں مگر بول سکتا ہے؟ ہاں دیوبندیوں کے قطب گنگوہی نے اپنا یہ عقیدہ واضح الفاظ میں لکھا ہے ؎

جھوٹ اور بے شرم دُنیا میں دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے۔ جیسا کہ مُلّا علی قاری محدث رحمۃ اللہ القوی نے بیان فرمایا ہے۔

اِنَّہٗ لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَۃِ وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ اَنَّہٗ یَقْدِرُ وَلَا یَفْعَلُ۔ (شرح فقہ اکبر ص)

اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں۔

آدمی جو بُرے افعال کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے

وہابیوں کے شیخ الہند اور رشید گنگوہی کے شاگرد اور مُرید مولوی محمود الحسن نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: افعالِ قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔ (الجہد المقل ص۸۳ جلد اول)

دیوبندیوں کے شیخ کے اس عقیدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ زنا، چوری، شراب خوری، قتل و غارت، غصب، حق تلفی اور بے انصافی وغیرہم جیسے افعالِ قبیحہ پر قادر ہے۔

عقیدہ: افعالِ قبیحہ کو مثل دیگر ممکناتِ ذاتیہ مقدورِ باری جملہ اہلِ حق تسلیم کرتے ہیں۔ (الجہد المقل ص۱۲۱ ج ۱)

دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی امکانِ کذب کے متعلق لکھتے ہیں۔

عقیدہ: امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہینِ قاطعہ ص۲ مطبوعہ دیوبند)

ناظرین! وہابیوں کے شیخ کی عیاری اور مکاری ملاحظہ فرمائیں کہ خود تو بد عقیدہ ہے ہی مگر اپنی بد عقیدگی میں اہلِ حق کو ملوث کر دیا ہے۔ حالانکہ اہلِ حق کا عقیدہ اس عقیدہ باطلہ کے صریحًا خلاف ہے۔

وہابیوں کے خدا میں نقص اور عیب ہو سکتا ہے

ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نقص اور عیب سے بالکل مبرّہ اور منزّہ ہے مگر وہابیوں کے اماموں کی تحریرات جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امکانِ کذب اور خلافِ وعید پر بہت زور دیا ہے سے اللہ تعالیٰ کا معیوب ہونا جانتے ہیں کیونکہ جھوٹ اور وعدہ خلافی عیب اور نقص ہے۔ جیسا کہ تفسیر قادری میں قرآنِ پاک کی آیت مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا کے تحت لکھا ہے کہ:

"اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے۔ اور حق تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے"

تفسیر بیضاوی میں بھی اس آیہ شریفہ کے تحت لکھا ہے۔

مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اِنْكَارًا اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ اَكْثَرَ صِدْقًا مِّنْهُ فَاِنَّهٗ لَا يَتَطَرَّقُ الْكِذْبُ اِلٰى خَبَرِهٖ بِوَجْهٍ

لِاَنَّهٗ نَقْصٌ وَهُوَ عَلَى اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ ۔

(یہ انکار استفہامی ہے) کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے سچ بولنے میں زیادہ ہے پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام ہرگز نہ لگایا جائے کہ اس کی خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ ذات باری میں نقص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

علامہ شربینی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر سراج المنیر میں فرمایا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْخُلْفَ فِيْ خَبَرِ اللّٰهِ مُحَالٌ ۔ اللہ تعالیٰ پر خلف وعید محال ہے۔

(تفسیر سراج المنیر صـ)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔

مِنْ صِفَاتِ كَلِمَةِ اللّٰهِ صِدْقًا وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَلْكِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَى اللّٰهِ مُحَالٌ ۔

سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے۔

(تفسیر کبیر صـ)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اللہ الباری نے تو واضح الفاظ میں فتوےٰ صادر فرمایا ہے۔

لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّظُنَّ بِاللّٰهِ الْكِذْبَ بَلْ يَخْرُجُ بِذَالِكَ عَنِ الْاِيْمَانِ ۔ (تفسیر کبیر صـ۱۹۷ ج ۵)

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ خدا پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے۔

لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَلَا يَجُوْزُ عَلَيْهِ الْكِذْبُ ۔ (تفسیر لباب التاویل صـ۴۲۲ ج ۱)

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اس کا کذب ممکن نہیں ہے۔

تفسیر ابو السعود میں ہے۔

وَالْکِذْبُ مُحَالٌ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ دُوْنَ غَیْرِہٖ۔ اور کذب اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پر محال ہے۔ (تفسیر ابو السعود ص۳۶۱ ج ۳)

علامہ معین الدین کاشفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا از خدائے تعالیٰ یعنی نیست از وے راست گوئے تر از جہت قولی و وعدہ یعنی کذب را در سخن و وعدہ حق راہ نیست زیرا کہ آں نقص ست و خدائے از نقص مبرا است۔ (تفسیر حسینی ص۱۲۷)

علامہ علی بن محمد الخازن علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لا یخلف المیعاد وَ لَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ۔ (تفسیر خازن ص۳۸۵ ج ۱)

علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنْہُ فِیْ اَخْبَارِہٖ وَ وَعْدِہٖ وَ وَعِیْدِہٖ لِاِسْتِحَالَۃِ الْکِذْبِ عَلَیْہِ لِقُبْحِہٖ۔ (تفسیر مدارک)

غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن بھوپالوی نے بھی کذب اور جھوٹ کو اوصافِ ذمیمہ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: کہ

"وعدہ کی سچائی صفاتِ حمیدہ میں سے ہے جیسے خلف وعد اوصاف ذمیمہ میں سے ہے۔ (ترجمان القرآن ص۳۵۹ پ۱۶ سورۃ مریم)

وہابیہ کے مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (تیسیر الباری ص۹۲ ج ۲)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا اسلاف اور اکابر وہابیہ کے حوالہ جات سے

اظہر من الشمس ہے کہ جھوٹ، غیبت، الآکش اور نقص اوصافِ ذمیمہ میں سے ہے۔ اور اللہ کریم پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ظالم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میں عیب، نقص اور اوصافِ ذمیمہ کا ہو سکنا تسلیم کرنا کسی مسلمان کو گوارا نہیں۔ کیونکہ اللہ کریم کی ذات ہر قسم کے عیب، نقص اور اوصافِ ذمیمہ سے پاک ہے۔

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن ۔۔۔ تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے اقرار وقوع ۔۔۔ اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

وہابیوں کے مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے بھی مولوی محمود الحسن کا عقیدہ لکھا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ سے چوری و شراب خوری ہوسکتی ہے

چوری و شراب خوری وجہل و ظلم سے معاوضہ کم فہمی سے ناشی ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں۔ حالانکہ یہ کلیہ مسلمہ اہلِ کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۵)

قارئینِ کرام! وہابیوں کے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے جیسے یہ لکھدیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر جھوٹ نہ بول سکے۔ تو انسان کی قدرت رب تعالیٰ کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح وہابیوں کے امام ابنِ حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں یہ کفریہ عقیدہ لکھدیا ہے کہ:

اِنَّہٗ تَعَالٰی قَادِرٌ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے لیے بیٹا بنانے پر قادر ہے

اِذْ لَوْ لَمْ یَقْدِرْ لَکَانَ عَاجِزًا ۔۔۔ اگر وہ قادر نہ ہو تو پھر عاجز ہوگا۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ نے اس کا رَد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ، وہی امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی مندرجہ بالا عبارات اور عقائدِ کفریہ کا بھی جواب ہے علامہ نابلسی فرماتے ہیں:

فَانْظُرْ اِخْتِلَالَ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ كَيْفَ غَفَلَ عَمَّا يَلْزَمُ عَلٰى هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الشَّنِيْعَةِ مِنَ اللَّوَازِمِ الَّتِيْ لَا تَدْخُلُ تَحْتَ وَهْمٍ وَكَيْفَ فَاِنَّهٗ اِنَّ الْعَجْزَ اِنَّمَا يَكُوْنُ لَوْ كَانَ الْمَقْصُوْدُ جَاءَ مِنْ نَاحِيَةِ الْقُدْرَةِ اَمَّا اِذَا كَانَ لِعَدَمِ قَبُوْلِ الْمُسْتَحِيْلِ تَعَلُّقُ الْقُدْرَةِ فَلَا يَتَوَهَّمُ عَاقِلٌ اَنَّ هٰذَا عَجْزٌ۔

اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھیے کیونکر غافل ہوا اس قولِ شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ سمائیں۔ اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہیں گزرے گا۔

بعدازاں علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بِالْجُمْلَةِ فَذَالِكَ التَّقْدِيْرُ الْفَاسِدُ يُؤَدِّيْ اِلَى تَخْلِيْطٍ عَظِيْمٍ لَا يَبْقٰى مَعَهٗ شَيْءٌ مِنَ الْاِيْمَانِ وَلَا مِنَ الْمَعْقُوْلَاتِ اَصْلًا۔

یہ تقدیرِ فاسد (کہ اللہ تعالےٰ محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکامِ عقلی کا نشان۔

اس کے بعد ایسے عقائد اور نظریات کی تعلیم دینے کا انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وَقَعَ هٰهُنَا لِابْنِ حَزْمٍ هَذَيَانٌ بَيِّنُ الْبُطْلَانِ لَيْسَ لَهٗ قُدْوَةٌ وَ رَئِيْسٌ اِلَّا شَيْخَ الضَّلَالَةِ اِبْلِيْسَ

مسئلہ قدرت میں ابنِ حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں اس کا پیشوا اور رئیس گمراہی کے سردار ابلیس کے سوا کوئی نہیں۔

ان عقائد میں اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ جیسے قبیح اور گندے عیب کی نسبت کرنے اور اس کا امکان ثابت کرنے پر ہی اکتفا نہیں۔ بلکہ تمام صفاتِ کمالیہ کے خلاف کا ممکن اور تحت قدرت ہونا وصفِ کمال ہونے کے لیے ضروری کر دیا۔ قرآنِ کریم میں

اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔
اَلْحَیُّ وہ زندہ ہے۔ تو اب اِن بدنصیبوں کے نزدیک حیاتِ الٰہی جب کمال ہوگی جبکہ معاذ اللہ اللہ تعالٰے کی موت ممکن ہو۔
اللہ تعالٰے علیم ہے۔ ان گمراہوں کے نزدیک اس کا عالم ہونا جب ہی صفتِ کمال ہوگا۔ جب کہ اس کا جاہل ہونا ممکن ہو۔
اللہ تعالٰے مالک ہے۔ مگر اِن وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالٰے کا مالک ہونا جب ہی کمال ہوگا جبکہ اس کا مالک نہ ہونا بھی ممکن ہو۔

اکابر وہابیہ نے یہ عقیدہ گمراہ فرقہ معتزلہ سے لیا ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیرِ بے نظیر میں معتزلہ کا عقیدہ لکھا ہے۔

قَالَتِ الْمُعْتَزِلَةُ اَلْاٰیَةُ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ قَادِرٌ عَلَی الظُّلْمِ لِاَنَّهٗ تَمَدَّحَ بِتَرْکِهٖ وَمَنْ تَمَدَّحَ بِتَرْکِ فِعْلٍ قَبِیْحٍ لَمْ یَصِحَّ مِنْهُ ذَالِكَ التَّمَدُّحُ اِلَّا اِذَا کَانَ هُوَ قَادِرٌ عَلَیْهِ اَلَا تَرٰی اَنَّ الزَّمِنَ لَا یَصِحُّ مِنْهُ اَنْ یَّتَمَدَّحَ بِاَنَّهٗ لَا یَذْهَبُ فِی اللَّیَالِیْ اِلَی السَّرِقَةِ۔	معتزلہ نے کہا آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے۔ اس لیے کہ ترکِ ظلم پر اس کی مدح کی جاتی ہے اور کسی قبیح کام کے ترک پر اس وقت تک مدح کرنا درست نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس پر قادر نہ ہو دیکھو اپاہج کی یہ مدح کرنا صحیح نہیں ہے کہ وہ راتوں میں چوری کے لیے نہیں جاتا۔

قارئینِ کرام! دیکھا وہابیوں کا عقیدہ معتزلہ کے عقیدہ کے عین مطابق ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بددین معتزلہ نے ظلم کو تحتِ قدرت بتایا ہے۔ اور وہابیہ نے کذب کو، دونوں اللہ تعالٰے کے لیے عیب اور نقص ثابت کر رہے ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے ان کے قولِ فاسد کا رد اس طرح فرمایا ہے۔

اَلْجَوَابُ اَنَّهٗ تَعَالٰی تَمَدَّحَ بِاَنَّهٗ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَّلَمْ	جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کی یہ مدح کی جاتی ہے کہ وہ اونگھ اور نیند سے پاک

يَلْزَمُ اَنْ يَصِحَّ ذَالِكَ عَلَيْهِ وَتَمَدَّحَ بِاَنَّهُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَلَمْ يَدُلَّ ذَالِكَ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ عَلٰى اَنَّهُ يَصِحُّ اَنْ تُدْرِكَهُ الْاَبْصَارُ۔

ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اونگھ اور نیند اس کے لیے ممکن ہو جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ بھی مدح کی جاتی ہے کہ ابصار اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ اور معتزلہ کے نزدیک بھی یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کے لیے ادراکِ ابصار ممکن ہے۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۶ ج ۳ مطبوعہ مصر)

ناظرین! وہابیوں کا عقیدہ اور معتزلہ کا عقیدہ میں موازنہ کیا جائے تو دونوں ہمخیال ثابت ہوتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بیدین معتزلہ نے ظلم کو تحتِ قدرت کہا ہے۔ اور وہابیوں نے کذب اور جھوٹ اور خلافِ وعدہ کہا۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے لیے عیب، نقص اور قباحت ثابت کر رہے ہیں۔

ناظرین! وہابیوں کے آئمہ کی عبارات اور نظریات سے یہ بھی لازم آیا کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ اپنی اولاد پیدا کرنے۔ زنا۔ چوری اور تمام بُرے افعال حتےٰ کہ شراب پینے، قمار بازی وغیرہ پر قادر ہے۔ کیونکہ جب انسان ان تمام افعالِ قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ کیونکہ بقول وہابیہ اگر قادر نہ سمجھا جائے تو ثابت ہوگا کہ انسان کی قدرت ربِ کریم کی قدرت سے زیادہ ہے۔

خُدا تعالےٰ کی قبر اور اُس پر شامیانے

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے مجدد اسماعیل دہلوی قتیل نے تو اللہ تعالےٰ کی قبر اور اس پر شامیانے بھی ثابت کر دیئے ہیں کیونکہ اُس نے لکھا ہے کہ:

"ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جلاتے اس پر شامیانہ کھڑا کرے ...... تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲)

ناظرین کرام! اسماعیل دہلوی قتیل نے اولیاء کی قبروں کو بوسہ دینا۔ مورچھل جھلنا،

اور شامیانہ کھڑا کرنے کو شرک قرار دیا ہے۔ اور شرک کی تعریف خود ہی اسی کتاب تقویۃ الایمان میں جو خود اس نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ:

"جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں۔ اور اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہراتی ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی" (تقویۃ الایمان ص۸)

کیا وہابیوں نے اپنے خدا کے لیے کوئی قبر تجویز کرلی ہے جس کو بوسہ دینا اور اس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہو۔ اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہو وہ خدا کو مجسم مانتے ہیں۔ جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا نشانِ بندگی ہے۔ اور یہ نشانِ بندگی وہابیہ نجدیہ کس تیرتھ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے وہابیوں کی نظر میں خدا کی عظمت و شان (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں

مودودی صاحب نے اپنی کتاب "تفہیمات" میں اللہ تعالیٰ اور انبیاءِ عظام کی شانِ اقدس میں گستاخی کی جسارت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کی۔ کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصبِ نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لیے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لیے بھی ان سے منفک ہو جاتے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے اسی طرح انبیاء سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں۔ تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں" (تفہیمات ص۵۶ ج۲)

دیوبندی وہابیوں کے مولوی مظہر حسین آف چکوال نے یہ عبارت لکھ کر جو تبصرہ کیا ہے

وہ من و عن درج کر دیا جاتا ہے۔

" یہاں مودودی صاحب نے حسبِ ذیل امور کی تصریح کر دی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے بعض وقت اپنی حفاظت (عصمت) اُٹھالی ہے

(۲) عام انسانوں کی طرح انبیاء سے غلطیاں ہوتی ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے سے کسی نہ کسی وقت ہر نبی سے اپنی حفاظت

اُٹھا کر ان سے غلطیاں کرائی ہیں۔

(۴) یہ غلطیاں انبیاء سے اس لیے کرائی گئی ہیں تاکہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھیں۔

مودودی صاحب نے ان باتوں کو انبیاء کی طرف منسوب کر کے ان کی بھی توہین کی ہے اور نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی بھی۔ کیونکہ انبیاء کرام سے اگر کوئی لغزش ہوتی ہے تو وہ محض مجہول چوک اور خطائے اجتہادی ہوا کرتی ہے۔ جو عصمت کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس وقت انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ انبیاء کی لغزش کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا کر مودودی صاحب نے خالقِ کائنات کو بھی نعوذ باللہ ہدفِ طعن بنا دیا۔" (مودودی مذہب ص۳۰، ۳۱)

یہ تھے وہابی اکابر کے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے متعلق نرالے عقائد۔ وہابی اکابر نے تو کلمۂ توحید کو بھی بدل ڈالا۔ اور اُس سے بھی زیادتی کر دی۔ چنانچہ اس حقیقت کا ثبوت پیشِ خدمت ہے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ میں زیادتی کرنا:

غیر مقلد وہابی مولوی محمد ابو القاسم بنارسی نے اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ

ل یہ بھی دیوبندی وہابیوں کا ہی عقیدہ ہے۔ اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں۔ (فقیر قادری)

"اہلحدیث کے دور کو مدت گذر گئی۔ اسی امتداد زمانہ کی وجہ سے ان کے آزاد خیالات میں انقلاب اور ہمت آ گئی آگئی۔ حتٰی کہ اپنے پرانے ورد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی بھولنے لگے اور اس کے ساتھ نہ معلوم کیا کیا ایزاد کیئے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۸ ۹ رجولائی ۱۹۱۵ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عبدالجبار امام اللّٰہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے مسلک کے امام عبدالجبار غزنوی اور انکے معتقدین کے متعلق لکھا ہے کہ:

"ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے۔ وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قومی کام میں مل کر کام کریں۔ بقول ڈپٹی محمد شریف صاحب امرتسری جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے کہ لا الٰہ الا اللہ عبدالجبار امام اللہ۔ اس سے ملنا جائز نہیں۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۱۱ کالم ۳، ۵ راپریل ۱۹۱۲ء)

قارئین! یہ ہے غیر مقلد وہابیوں کا حال۔ اب دیوبندی وہابیوں کا حال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ!

یہ تھا غیر مقلد وہابیوں کی تحریروں سے ثبوت، اب دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر سے نئے کلمہ اور نئے درود شریف کی تائید اور ترغیب پیش کی جاتی ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اشرف علی رسول اللہ

دیوبندیوں کا درود : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمولانا اشرف علی

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک مرید تھانوی صاحب کو اپنا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ :

" خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی تھانوی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے۔ لیکن اتنے میں میری حالت یہ ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا، بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی، زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور (اشرف علی) کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے

تدارک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں :

اللھم صل علےٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی

حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔"

مولوی اشرف علی تھانوی نے اسکا جواب جو اپنے مرید کو دیا وہ یہ ہے :

جواب : اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالےٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ

(رسالہ الامداد صفحہ ۳۵ بابت صفر ۱۳۳۶ھ)

قارئین کرام! دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد مجدد اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اپنے مرید کو توبہ کرنے کی نصیحت نہیں کی اور یہاں تک کہ یہ بھی نہیں لکھا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے بلکہ جواب میں اس کی حوصلہ افزائی اور تائید کر دی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے جواب کو پڑھ کر عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جو کام مرزا قادیانی سے نہیں ہو سکا۔ وہ دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے کر دیا ہے۔ نیز دیوبندیوں کے نزدیک الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ۔ یہ درود شریف پڑھنے والا مشرک اور کافر ہے مگر اللھم صل علےٰ سیدنا و مولٰنا اشرف علی پڑھنے والا مسلمان اور موحد ہے

قارئین کرام! وہابیہ نجدیہ (خذھم اللہ تعالیٰ) کی خود ساختہ توحید کے نمونے دیکھے۔ یہ ہر روز توحید توحید کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اور مسلمانوں کو کافر اور مشرک

بنانے والے نام نہاد توحید کے ٹھیکیداروں کی توحید کا حال۔ جو قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہے۔

اب آپ خود ہی قیاس فرمالیں کہ جن کے اکابر کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہو کہ سب سے بڑا بھی نہ ہو۔ جھوٹ بھی بول سکتا ہو۔ بے علم بھی ہو۔ مکار دغاباز۔ چال چلنے والا۔ بھول جانے والا۔

عیوب و نقائص کا امکان بھی ہو اور دیگر رذائل اور قبیح افعال کا سرزد ہونا جس سے ممکن ہو ایسے فرقہ کے لوگوں نے دینِ اسلام اور قرآن و سُنت کو کیا سمجھا اور اُس کی کیا تبلیغ و اشاعت ہو گی۔

نیز جن حضرات کے نزدیک خُدا تعالےٰ جل جلالہٗ کا یہ مقام ہے ان کے نزدیک سرورِ انبیاء حبیبِ خُدا، رازدارِ ربّ العلا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور دیگر مرسلین عظام اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کیا قدر و منزلت اور رفعت و عظمت ہو گی۔ درحقیقت خُداوندِ کریم عزّ اسمہٗ کے متعلق ان کے عقائدِ باطلہ اسی لیے ہیں کہ ان وہابیوں کے سینے میں عشقِ رسول سے خالی ہیں کیونکہ جن دِلوں میں عشقِ مصطفیٰ موجود ہے انہی دِلوں کو خدا تعالےٰ کی معرفت اور صحیح توحید عظمت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخانِ رسول میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہوا۔ اب آپ کے سامنے ان وہابیوں کے وہ نظریاتِ فاسد اور عقائدِ باطلہ پیش کیے جاتے ہیں جو انہوں نے سید المرسلین، خاتم النبیین، سید الشافعین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر اولیاء کرام علیہ الرحمہ کے متعلق اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں۔ عقائد کا مطالعہ کرتے کرتے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو پڑھتے جائیے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام علیہم الرحمۃ کے متعلق عقائد

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے نفع ونقصان کے مالک نہیں!

عقیدہ: امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ:

اِنَّ مُحَمَّدًا لَا یَمْلِكُ لِنَفْسِهٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا فَضْلًا عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ اَوْ غَیْرُهٗ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات تک کے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ عبد القادر وغیرہ (کشف الشبہات ص مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی سے قتیل بارگاہِ نبوت میں کس گستاخانہ انداز سے لکھتا ہے کہ:

عقیدہ: سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں۔ اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔ تو اس لیے انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف بیان کر دیں۔ تا سب لوگوں کا حال معلوم ہو جاوے۔ سو انہوں نے

بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے۔ کہ اپنی جان تک کے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں؛

(تقویۃ الایمان ص۲۴ سطر ۸ تا ۱۴ مطبوعہ دہلی)

عقیدہ: امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ:

"مَنْ اِعْتَقَدَ فِی الْاَوْلِیَاءِ اَلنَّفْعَ وَالضَّرَّ مَعَ تَوْحِیْدِ اللّٰہِ وَاِیْمَانٍ بِہٖ وَبِرَسُوْلِہٖ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ عَمَلٍ۔

"جو شخص اللہ تعالےٰ کی توحید پر اور اُس کے رسولِ مقبول پر اور آخرت کے دِن پر ایمان رکھنے کے باوجود اولیاء اللہ کے نفع اور ضرر پہنچانے کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے۔ پس اُس کا یہ عمل کفر ہے؛

(الدرالنضید[1] فی اخلاص کلمۃ التوحید ص۵۳)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ

عقیدہ: "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص۴۲)

انبیاء کو مشکل کشا، باذن اللہ ماننا شرک ہے!

عقیدہ: امام الوہابیہ دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ:

(مشکل میں دستگیری، فتح و نصرت اور کشائش رزق وغیرہ) ان کاموں

---

[1] مولوی ثناء اللہ امرتسری نے الدرالنضید کے متعلق لکھا ہے کہ مسئلہ توحید کو اس درجہ نکھار کر رکھ دیا ہے۔ کہ شرک کے ادنیٰ شائبہ کی بھی آمیزش نہیں رہتی۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱ ، ۶ راگست ۱۹۴۳ء)

کی طاقت ان (انبیاء و اولیاء) کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفہ ۱)

یارسول اللہ، یا علی کہنے والوں کو قتل کرنا جائز ہے!

عقیدہ: امام الوہابیہ اسماعیل[1] غزنوی سے لکھتے ہیں کہ:

"جو کوئی یارسول اللہ (صلعم) یا یا ابنِ عباس یا یا عبدالقادر جیلانی یا اور کسی بزرگ مخلوق کو پکارے یا اس کی دہائی دے۔ اس پکارنے سے اس کا مدعا، دفع شر یا طلب خیر ہو یعنی ایسے امور میں امداد حاصل کرنا ہو۔ جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں ہیں۔ مثلاً کسی بیمار کا تندرست کرنا یا دشمن پر فتح حاصل کرنا یا کسی دکھ سے محفوظ رہنا وغیرہ۔ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے امداد طلب کرنا شرک ہے۔ جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں۔ شرکِ اکبر کے مرتکب ہیں۔ اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعلِ حقیقی فقط رب العزت ہے۔ اور ان صالحین سے دعا کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ان کی سفارش سے مراد بر آئے گی۔ گویا یہ ایک واسطہ ہیں۔ یعنی ان کا فعل بہر حال شرک ہے۔ اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے۔ اور ان کے اموال کا لوٹ لینا مباح ہے"

(تحفہ وہابیہ صفہ ۵۹ مصنفہ اسماعیل غزنوی)

---

[1] یہی مولوی اسماعیل غزنوی یکم جون ۱۹۴۵ء کو بلیک مارکیٹ کے الزام میں گرفتار ہوئے تھے (اہلحدیث امرتسر صفہ ۱۲، ۸ جون ۱۹۴۵ء)

انبیاء اور اولیاء کو استغاثہ کرنا کفر ہے

امام الوہابیہ عبدالعزیز آلِ سعود کی شائع کردہ کتاب مجموعۃ التوحید میں لکھا ہے:

عقیدہ: فَمَنْ اِسْتَغَاثَ بِغَیْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو فریاد رس مانا پس اُس نے کفر کیا۔ (مجموعۃ التوحید ص۱۲ مصنفہ شیخ محمد شفیع اپنی کتاب توحید خالص (جس کی تقریظ حافظ عبدالقادر روپڑی نے بھی لکھی ہے) لکھتا ہے۔

عقیدہ: خدا کے سوا دوسروں کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارنا کُفر و شرک ہے۔ (خالص توحید ص۴۲)

عقیدہ: مشکلات کے وقت پیروں فقیروں اور اولیاء اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ (خالص توحید ص۴۳)

عقیدہ: اللہ کے سوا اولیاؤں بزرگوں کو پکارنے والے سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں۔ (خالص توحید ص۴۵)

نبی پاک مشکل کشا نہیں ہیں!

عقیدہ: اگر اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کشا ہوتے تو کیا کسی کافر کی طاقت ہوتی۔ کہ دندان مبارک شہید کر کے چلا جاتا۔ (خالص توحید ص۴۷)

مشکل کے وقت انبیاء کو پکارنا شرک ہے

مجدد الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: شرک کے معنٰی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں۔ اور اپنے بندوں کے ذمہ پر نشان بندگی کے ٹھہراتے ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنے جیسے سجدہ کرنا اور اُس کے نام کا جانور کرنا۔ اور اُس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ اور قدرت تصرف کی ثابت کرنا۔ سو اِن باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اُسی کا مخلوق اور اُسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء، انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت پری میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے۔ خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔

(تقویۃ الایمان ص۸)

عقیدہ: امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ:

اَنَّ مَنْ دَعَا نَبِیًّا اَوْ وَلِیًّا اَوْ غَیْرَہٗ وَسَاَلَ مِنْهُمْ قَضَاءَ الْحَاجَاتِ وَتَفْرِیْجَ الْکُرُبَاتِ اَنَّ هٰذَا مِنْ اَعْظَمِ الشِّرْکِ۔ جس نے نبی یا ولی یا ان کے علاوہ کسی کو پکارا اور قضاءِ حاجات، مصائب اور مشکلات کو دور کرنے کے لیے عرض کیا بیشک یہ شرکِ اعظم سے ہے۔

(الدرر النضید ص۱۷)

وہابیوں کے مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ:- انبیاء اور اولیاء کو پکارنا اور التجا کرنا شرک تک لے جاتا ہے۔

(کتاب الوسیلہ ص۹۳)

قارئین کرام! دیوبندی غیر مقلد وہابی مولویوں کی کمپنی کو بس نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ وآلہ وسلم کی عظمت کو کم کرنے کی اور توہین کرنے کی پڑی ہوئی ہے۔ اور اسی جنون میں ان کی عقل بھی جاتی رہی۔ بلکہ قرآن دانی کا دعوے بھی غلط ہو گیا ہے۔ وہابی مولویوں کی کمپنی نے نبیِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی مشکل کشائی، حاجت روائی اور اختیارات کی نفی کے لیے جو دلیل پیش کی ہے۔ وہ دندانِ مبارک کا شہید

ہو جاتا ہے۔ لیکن عقل کے اندھوں اور علم سے کوروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ ایسے اصول سے اللہ تعالیٰ کی مشکل کشائی، حاجت روائی اور قادرِ مطلق ہونے پر بھی اعتراض آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ یہودیوں نے انبیاء کرام کو ناحق شہید کیا۔ پ۱ ع

اگر کفار نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک شہید کریں تو امام الانبیاء علیہ السلام کو بے اختیار کہتے ہیں اور مشکل کشائی کی نفی کرتے ہیں۔ مگر جب یہود اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کر دیں تو خدا تعالیٰ کے متعلق کیا نظریہ قائم کریں گے۔

پس معلوم ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کو اگر عناد اور دشمنی ہے تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

وہابیوں کے ان عقائد کی بناء پر مرسلینِ عظام، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء عظام علیہم الرحمہ بھی معاذ اللہ شرک سے محفوظ نہ رہے۔ کیونکہ سیدنا عیسٰے علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے حواریوں سے نصرت و مدد طلب کی تھی۔ جو کہ قرآنِ پاک میں اس طرح بیان ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا۔

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔	کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔
(پ۳ ع ۱۳)	

سیدنا موسٰے کلیم اللہ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ۔	اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے۔ وہ کون میرا بھائی ہارون۔ اس سے میری کمر مضبوط کر۔ (پ ۱۶ ع ۱۱)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ میں تو تجھے کافی ہوں۔ میرے

سوا تو کسی دوسرے کو جو کہ میری مخلوق ہے۔ اپنا مددگار اور بوجھ اٹھانے والا مجھ سے مانگ رہا ہے۔ بلکہ فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی

(پ ۳ ع ۱)

روح القدس کون ہے۔ وہ جبریلِ امین ہے۔ جو کہ عظیم المرتبت فرشتہ ہے اور فرشتے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہیں۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اے غیب کی خبر دینے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے۔ اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

(پ ۱۰ ع ۴)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ (پ ۲۸ ع ۱۹) تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

امام الانبیاء شافع روزِ جزا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے۔

اِذَا اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ۔ جب تم کو مدد کی ضرورت ہو تو کہو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(حصن حصین ص ۱۶۲۔ تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۱ کتاب الاذکار للنووی ص ۲۰۱)

نیز وہابیہ نجدیہ کے مولوی وحید الزماں نے حیدر آبادی نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی"

میں اس حدیث شریف کو صحیح قرار دیا ہے۔

جلیل المرتبت صحابی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بھی اپنی پریشانی اور ہزیمت کے موقعہ پر یا محمداہ کہہ کر اپنے آقا مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پکارا تھا۔

امام المحدثین امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ الباری نے "ادب المفرد" کتاب میں اس روایت کو درج فرمایا ہے۔ امام نووی نے کتاب الاذکار میں بھی بیان فرمایا ہے۔

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے۔

فمن زعم ان النبی کاحاد الناس لا یملك شیئا اصلا ولا نفع بہ لا ظاهرا ولا باطنا فھو کافر خاسر الدنیا والاخرۃ۔	جو شخص یہ خیال کرے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان سے ظاہری اور باطنی طور پر نفع پہنچتا ہے۔ تو وہ شخص کافر ہے۔ اور دنیا و آخرت میں رسوا ہے۔

(تفسیر صاوی ص۱۶۷ ج ۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نافع سمجھتے تھے۔ اور بے ادبی اور گستاخی کرنے والا نقصان بھی اٹھاتا تھا جیسا کہ امام مسلم نے روایت بیان کی ہے۔ کہ:

"سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ تو سراقہ بن مالک آپ کے تعاقب میں پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ دشمن آپہنچا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا غم نہ کرو۔ ہمارا رب کریم ہمارے ساتھ ہے۔

فدعا علیہ رسول اللہ صلی	رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر

اللہ علیہ وسلم فارتطمت نرسہ الی بطنہا ا دنی۔ دُعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔

سراقہ نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپ کی دُعا کا نتیجہ ہے۔ اب میرے لیے دُعا فرمائیے۔ جو بھی تمہاری تلاش میں آئے گا۔ میں اُسے واپس بھیج دوں گا۔

فَدَعَا اللہِ فَنَجَا۔ پس آپ نے دُعا فرمائی تو اس کو نجات مل گئی۔

(صحیح مسلم شریف ص۴۱۹ ج ۲)

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنی کتاب "الداء والدواء" میں عظیم المرتبت صحابی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی ایک واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"شرح سے کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابنِ عباس کا سُن ہو گیا تھا کہا یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی الفور کھل گیا"

(کتاب الداء والدواء، ص۳۶)

پس غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے اماموں کے باطل عقائد کی بناء پر ان کے نزدیک انبیاء کرام مرسلین عظام علیہم السلام بلکہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فراد مُشرک ہوتے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ابوالکلام آزاد کے والد ماجد کے بقول:

وہابی بے حیا، جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کو سفارشی ماننا شرک ہے

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل بارگاہِ نبوت میں گستاخی کرتے ہوئے عطاء الٰہی سے کمالِ مصطفوی کا انکار کرتے ہیں۔

عقیدہ : انبیاء اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطاء سے تصرف فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ یہ سب کچھ شرک اور خرافات ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۶ مصنفہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی)

انبیاء اور اولیاء کو سفارشی ماننے والا ابوجہل جیسا مشرک ہے

عقیدہ : جو کوئی کسی (انبیاء و اولیاء) کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اور نذر و نیاز کرے گو اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۸ مطبوعہ دہلی)

عقیدہ : سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷)

عقیدہ : اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۳۴)

عقیدہ : اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (تقویۃ الایمان)

انبیاء اور اولیاء کو شفیع سمجھنا شرک ہے

عقیدہ : جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے۔ اور بڑا جاہل۔ (تقویۃ الایمان ص۳۱)

عقیدہ : سوائے خدا کے کسی کو خواہ نبی ہو یا ولی مشکل وقت میں پکارنا اور ان سے مدد یں چاہنا اور ان سے امید نفع اور ضرر کی رکھنا شرک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص۱۴۸ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

مجدد الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: ہر کہ اعتقاد کند در شجرے یا حجرے یا قبرے یا ملکے یا جنے یا انسانے یا زندہ یا مُردہ از ولی یا نبی یا استاد یا شیخ یا پیر کردے نافع یا ضار یا مقرب او بکردگار یا شفیع نزد پروردگار در حاجتے از حوائج دُنیا یا دیگر کار و بار است ولے بمجرد ایں توسل و تشفع و توصل بسوئے رب مُشرک است؛

(ہدایۃ السائل فارسی ص۱۳۲ مطبوعہ بھوپال)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ پتھر یا قبر یا فرشتے یا جنات یا انسان یا زندہ یا مردہ، ولی یا نبی یا اُستاد یا شیخ یا پیر اُن کو نفع یا نقصان دینے والا اور اُن کا قرب حاصل کرنے والا یا شفاعت کرنے کا عقیدہ رب العلمین کے نزدیک دُنیا میں مشکلات یا حاجت کو پُوری کرنے والا یا اور کوئی کاروبار کرنے والا ہے اسی قسم کا وسیلہ یا شفاعت یا ملانے والا رب کی طرف ہو تو وہ شخص مُشرک ہے۔

عقیدہ: امام الوہابیہ عبدالعزیز آلِ سعود نے جو مجموعۃ التوحید شائع کرائی ہے میں لکھا ہے۔

"مَنْ جَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ وَسَائِطَ يَدْعُوهُمْ وَيَسْأَلُهُمُ الشَّفَاعَةَ وَيَتَوَكَّلُ عَلَيْهِمْ كَفَرَ إِجْمَاعًا۔ جس نے اللہ تعالےٰ اور اپنے درمیان کسی کو وسیلہ بنایا۔ اور ان کو پکارتا اور ان سے سفارش طلب کرتا ہے۔ اور ان پر بھروسہ کرتا ہے۔ اُس نے اجماعاً کفر کیا ہے۔" (مجموعۃ التوحید ص۱۲۱)

نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ جائز نہیں

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا:

"مَنْ تَوَسَّلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَفَرَ" نبیؐ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(الدرر السنیہ ص ۵۰)

وہابیوں کے حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: وفات کے بعد نبی کا وسیلہ بھی جائز نہیں تو اور کا کس طرح جائز ہوگا۔

(وسیلہ بزرگاں ص۳۵)

عقیدہ: وفات کے بعد کسی بزرگ کا وسیلہ جائز نہیں جب رسول اللہ علیہ وسلم کا جائز نہیں تو دوسرے کا کیا جائز ہوگا۔

(وسیلہ بزرگاں ص۳ مصنفہ حافظ عبداللہ روپڑی)

فخر الوہابیہ مولوی اسماعیل غزنوی نے لکھا ہے:

عقیدہ: نہ کسی نبی یا ولی کا یہ مقام ہے کہ خیر و برکت کے حاصل کرنے یا آفات و مصائب سے نجات دلانے میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں ان کو وسیلہ اور واسطہ بنایا جاتے۔ (تحفہ وہابیہ ص۹ مصنفہ اسماعیل غزنوی مطبوعہ امرتسر)

نبی پاک سے انتقال کے بعد مانگنا فضول ہے

حافظ عبداللہ روپڑی کے رسالہ وسیلہ بزرگاں کے ص۱۱ کا مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ روپڑی صاحب کا عقیدہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہ ہے کہ ان سے ان کے انتقال کے بعد کچھ مانگنا فضول ہے۔

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے یہ بھی عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں۔ کہ کوئی رعیتی بمتیر اہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے۔ اس لیے رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے یا کرانہیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے۔ بلکہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اس کو یاد رکھتے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۴)

قارئین! وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں، میں کسی کا لفظ لکھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ اور شفاعت کا انکار کس پُر فریب انداز سے کیا گیا ہے۔ اور مکار نے کس مکاری سے مسلمانوں کا سید الشافعین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے منہ پھیرنے کے لیے کیسا انداز اختیار کیا ہے نیز خالقِ کائنات کے اس اعلان کا کس طرح اخبث نے انکار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ (پ ع) اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیے۔ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ ۵ ع ۶)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کا ان عقائد سے بھی قرآن و حدیث کی مخالفت واضح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ پاک میں مومنوں کو فرمان ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۶ ع ۱۰)

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کی تشریح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب القول الجمیل میں فرمایا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ نے یہود کا نبی آخر الزماں سیاحِ لامکاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وآلہٖ وسلّم کے وسیلہ جلیلہ سے دُعا مانگنا اور نبی کے وسیلہ سے دُعا مانگنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کا ان کی دُعا، کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے کفار پر ان کو فتح ونُصرت عطا فرمائی۔

قرآن پاک میں وہ آیت یہ ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ۔

(پ ۱ ع ۱۱)

اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے۔

اس آیۃ شریفیہ کی تفسیر مستند مفسرین اور محدثین کی مستند کتب کے حوالہ جات سے ملاحظہ فرمائیں جس میں نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سفارشی سمجھنا۔ اوران کے وسیلہ جلیلہ دُعا کرنا، بالکل جائز قرار دیا ہے۔

امام فخرالدین رازی جو کہ بالاتفاق امام المفسرین ہیں فرماتے ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

(تفسیر کبیر ص۴۲۸ ج ۱ مطبوعہ مصر)

اے اللہ تعالےٰ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے ہم کو فتح عطا فرما۔ اور ہماری مدد فرما۔

سید المفسرین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودی یوں دُعا مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلَيْهِمْ۔

(تفسیر دُرِّ منثور)

اے اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے نبیٔ اُمی کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہم کو ان مشرکوں پر فتح دے کر مدد فرما۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهٗ وَصِفَتَهٗ فِي التَّوْرَاةِ۔

اے اللہ ہماری مدد فرما اُسی نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے جو نبی آخرالزمان ہے جس کی نعت اور صفت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔

(تفسیر مدارک ص۱۲۸ ج ۱، تفسیر ابوالسعود ص۳۹۲ ج ۱ تفسیر نیشاپوری ص۳۲۷ ج ۱ تفسیر سراج المنیر ص۳۳ ، تفسیر جلالین ص۱۵، تفسیر جامع البیان ص۱۶)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ :

"ابونعیم، بیہقی اور حاکم نے اسنادِ صحیحہ اور طرق متعددہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے یہودی جب مشرکین عرب، بنی اسد اور بنی غطفان جہنیہ، عذرہ کے ساتھ مقابلہ کرتے اور جنگ میں شکست کھا جاتے تو وہ اپنے یہودی علماء کے پاس آتے تو ان یہودی علماء نے ان کو فتح و نصرت کے لیے یہ دُعا سکھائی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ اَحْمَدَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَہٗ لَنَا فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَبِکِتَابِکَ الَّذِیْ تُنَزِّلُ عَلَیْہِ اٰخِرَ مَا یُنَزَّلُ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰٓی اَعْدَآئِنَا۔

اے ہمارے رب ہم تجھ سے اس نبی اُمّی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جن کے بھیجنے کا تُو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کتاب کی برکت سے کہ جو تو ان پر نازل فرمائے گا سب کتابوں کے پیچھے۔ پس تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔

(تفسیر فتح العزیز ص۳۲۹ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا مفسرین کے حوالہ جات سے غیر مقلدین اور دیوبندی وہابی مولویوں کی جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہودی مولویوں جتنی بھی عقیدت نہ تھی۔ وہ یہودی مولوی تو اپنے ماننے والوں کو نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسیلہ جلیلہ اور واسطہ عظمیٰ سے دُعا کرنے کی تعلیم دیں۔ مگر غیر مقلد اور دیوبندی مولوی اس کو شرک اور کفر قرار دیں۔

لعنت اللہ علیکم اے دشمنانِ مصطفیٰ!

لہ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسماعیل دہلوی کا عقیدہ اپنے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز کے مطابق نہ تھا یعنی اس خاندان سے اسماعیل کی بدعقیدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بھی بارگاہِ رب العالمین سے حبیبِ کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے وسیلہ سے دُعا کی تھی جو کہ مستند محدثین اور مفسرین نے اپنی کتابوں میں درج فرمائی ہے۔

یَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ اے میرے پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے مجھے معاف فرما دے۔

(طبرانی شریف ص۸۲-۸۳ ج ۲، مستدرک ص۶۱۵ ج ۲، ابنِ عساکر ص۳۲۵ ج ۲، زرقانی شریف ص۶۲ ج ۱، مواہب اللدنیہ ص۱۲، کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ ص۳۳ ج ۱، بیان المیلاد والنبوی ص، خصائص کبریٰ ص۶ ج ۱، شواہد الحق للنبھانی ص۱۳۷، الانوار المحمدیہ ص۹، افضل الصلوات ص۱۱)

تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام تو افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دُعا کریں اور آج جو مولوی اس وسیلہ کو شرک قرار دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ ان بد طینت لوگوں کا اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق بھی عقیدہ درست نہیں۔ ؏ شرم نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں!

علامہ شیخ مصطفیٰ کریمی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

"حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے جب دُعا کی تو اس طرح کی:

اِلٰھِیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَنْصُرَنِیْ عَلَیْھِمْ بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(رسالۃ السنیین فی الرد علی المبتدعین الوہابیین ص۲۲ مطبوعہ مصر)

مقتدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی آپ کے انتقال کے بعد حبیبِ کبریا شافعِ روزِ جزا علیہ التحیۃ والثناء کی ذاتِ بابرکات کا وسیلہ لے کر دُعائیں کی ہیں جیسا کہ حدیث شریف کی معتبر کتاب طبرانی شریف میں خلیفہ سوم جامع قرآن امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ درج ہے۔ جو کہ سرکارِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ایک نابینا کو بارگاہِ الٰہی سے بوسیلہ مصطفیٰ مانگنے کا یہ طریقہ بتایا تھا۔ وہ طریقہ اور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ

يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتَقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۔ (طبرانی شریف ص۱۸۴)

نیز دوسری حدیث شریف میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ملک شام کے ابدالوں کی شان میں فرمایا وَبِهِمْ یُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ یستغیثون علی المراسم ان کی وجہ سے رزق دیا جاتا اور ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ اور ان کی وجہ سے ہی دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔

اُمتِ محمدیہ کی مقتدر شخصیت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ بھی بارگاہِ ایزدی میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آلِ پاک کے وسیلہ سے اس طرح عرض کرتے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ ۔۔۔ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول! ۔۔۔ من و دست و دامان آلِ رسول

(بوستان ص۵)

لہٰذا غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے ان عقائد باطلہ کے مطابق صحابہ کرام اور اولیاء عظام اصلی مشرک بلکہ ابوجہل سے بڑھ کر مشرک اور بے دین ٹھہرے۔

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

علامہ شرجبی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تیس مرتبہ۔ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص چالیس مرتبہ پڑھے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بِنُوْرِكَ وَجَلَالِكَ وَبِحَقِّ هٰذَا

لے علامہ شرجی علیہ الرحمۃ وہ مستند عالم ہیں۔ جن کا حوالہ مجدد الوہابیہ صدیق حسن خان بھوپالوی نے اپنی کتاب الدار والدوار کے صفحہ ۳۶ پر اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

الاسم الاعظم و بحق نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسئلک ان تقضی حاجتی و تبلغنی سؤلی تو دعا مستجاب ہو گی۔

(کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد ص۲۹ از علامہ شرجی علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ قدرت نہیں

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے امام اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل نے عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۲۴)

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے عذاب سے عام آدمیوں کی طرح ترساں و لرزاں ہیں

وہابیوں کے نام نہاد مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

"ملائکہ و انبیاء بھی ویسے ہی خدا کے بندے ہیں۔ جیسے کہ تم خود ہو۔ اور وہ بھی اس کی رحمت کے طالب اور اس کے عذاب سے اسی طرح لرزاں و ترساں ہیں جس طرح تم خود ہو" (کتاب الوسیلہ ص۴۲)

قدرت اور اختیارات پر بھی آیات طیبات اور احادیث شریفہ شاہد ہیں۔ چنانچہ

رب کریم جل جلالہ کا فرمان ہے۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ

لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ۵ ع ۶)

تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ ۵ ع ۶)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ۲۸ ع ۴)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

حدیث شریف میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُعْطِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری شریف ص، مشکوٰۃ المصابیح ص)

مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت کعب سے پوچھا کہ رسولِ معظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی تورات میں تعریف و توصیف کس طرح بیان کی گئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِيَ الْمُخْتَارِ۔

محمد رسول اللہ میرے بندے مختار ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۵، سنن دارمی ص۱، خصائص کبرٰے ص۲ ج ۱ السیوطی۔ کتاب الوفا ص۳۵ ج ۱ از ابن جوزی شواہد النبوۃ ص۹ از جامی)

قارئین کرام! قرآن مجید کی آیات طیبات اور احادیث سے اظہر من الشمس ہے ہمارے پیارے رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مالک و مختار۔ باذن الٰہی قدرت و کمال والے ہیں لہٰذا ایسے عقیدہ والے غیر مقلد دیوبندی وہابی حضرات واضح طور پر قرآنِ پاک اور احادیث نبوی سے بغاوت کرنے والے ہیں۔ عیسائی حضرات کی انجیل برنا باس میں ہے کہ اللہ تعالٰے

نے سرکار آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو فرمایا۔

FOR THE WHO SHALL COME, MY MESSENGER TO HIM WILL GIVE ALL THINGS.

کیونکہ وہ میرا رسول جو آئے گا تو اُسے میں سب چیزیں عطا کروں گا۔

(انجیل برناباس ۵۹ باب ۴۱)

کُتب احادیث شریف میں حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق حدیث شریف ہے کہ نبیٔ پاک نے اُس کو فرمایا کہ سَلْ یَا رَبِیعَۃ (ربیعہ مانگ) حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ (مشکوٰۃ صـــ) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔

اس کے جواب میں نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا تھا میں تو خود اللہ کے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہوں میں تجھے رفاقت کی ذمہ داری کیسے دوں۔ معلوم ہُوا وہابیوں کا عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ جو پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ جن کو سبھی عشرہ مبشرہ مانتے ہیں کو اس دُنیا میں جنت کی خوشخبری دے سکتے ہیں۔ اس رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور دیگر انبیاء کے متعلق جو کوئی مسلمان ایسے بیہودہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔

قارئین کرام! قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وہابیہ نجدیہ خذھم اللہ تعالےٰ کا عقیدہ فرمانِ خداوندی اور ارشادِ مصطفوی کے صریحاً خلاف ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اللہ تعالیٰ کے دربار میں مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی گنوار جیسی بیحواسی

دیوبندی اور غیر مقلد وہابی حضرات کے مجدد اور امام اسماعیل دہلوی اپنا عقیدہ لکھتے ہیں کہ
عقیدہ: اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار
میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے
دہشت کے بیحواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۶)

غیر مقلد وہابیوں کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں حضور اکرم کی طرف منسوب کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ: سب انساں ہیں واں جس طرح سرافگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۴ ۸ جنوری ۱۹۲۳ء)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

عقیدہ: سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے
سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص۵۸)

ناظرین! امام الوہابیہ والدیابنہ قتیل کس دریدہ دہنی سے سرورِ کائنات مفخر
موجودات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عظمت و
رفعت میں گستاخی کر کے کفر کا مرتکب ہوا۔ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
آلہ وسلم جو بارگاہِ ربوبیت میں مقام حاصل ہے۔ اللہ العالمین نے قرآنِ
کریم میں فرما دیا ہے:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ۱۵ ع۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(پ۳۰ ع ۱۹)

سیاحِ لامکاں، سیدِ مرسلاں صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کو ربِ کریم سے وہ قرب حاصل ہے جو کسی ایک کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ معراج شریف کے واقعہ سے یہ قرب بالکل عیاں ہے۔ اور جس انداز سے ربِ کریم نے اس سیر کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ بھی اس حقیقت پر شاہد ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی۔ کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

(پ۱۵ ع ۱)

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کا امام شافع روزِ جزا علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو بارگاہِ الٰہی میں بیچ اس قرار دینے کی جسارت کرتا ہے۔ مگر ربّ العالمین اپنے رسولِ کریم کے محبوبِ خدا ہونے کی شہادت شبِ معراج کے واقعہ سے قرآنِ پاک میں اس طرح فرما رہا ہے:

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۔ (پ۲۷ ع ۵)

اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دِل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا

۶۱

اُس رسول محتشم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق اس کا یہ عقیدہ باطلہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شانِ ارفع میں ربِ کریم کا فرمان ہے۔

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ (پ۳۰ ع ۳۳)
اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی (پ۳۰ ع ۱۸)
اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

جس رسولِ رحمت صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کے چاہنے کی وجہ سے اللہ تعالٰے نے بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا۔ اور فرمایا۔

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ (پ۲ ع ۱)
ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا۔ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے۔ اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالٰے جل جلالہٗ فرماتا ہے۔

یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ (پ۶ ع ۷)
جسے چاہے بخشتا ہے۔ اور جسے چاہے سزا دیتا ہے۔

اس میں اللہ کریم نے اپنی شان بے نیازی ظاہر فرمائی ہے۔ مگر دوسرے مقام پر شانِ محبوبی بیان کرتے ہوئے اپنے محبوب کے چاہنے سے دوزخی کو جنت مل سکتی ہے کا اظہار اس طرح فرمایا ہے:

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا (پ۵ ع ۶)
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

شانِ بے نیازی تو جس کو چاہے مغفرت کرے جس کو چاہے عذاب دے دے مگر جس کے متعلق نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت اور سفارش ہو اس کے متعلق فرمایا ہے۔ مسلمانو! ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

کلہ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کا مجدد اُس حبیبِ کردگار کے متعلق یہ بکواس کر رہا ہے جس نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا۔ حدیث شریف میں ہے۔ نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَامًا وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَا بَیْنَ مَاْزَمَیْھَا۔	بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ کو حرم کرکے حرام بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اُسے حرم بنا کر حرام کر دیا۔
(مشکوٰۃ ص ۲۳۶)	

رب کے محبوب نے حضرت خزیمہ صحابی کو فرمایا کہ تیری اکیلے کی گواہی دو مردوں کے مقابلہ میں کافی ہے۔

دیوبندیو، وہابیو! قیامت کے روز بھی نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے سے ہی نجات اور بخشش ہے۔ اور اپنی اُمت کی مغفرت کے لیے بارگاہِ الوہیت میں محبوب ربِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سجدہ فرمائیں گے۔ تو اللہ کریم ان کو فرمائے گا۔

سَلْ تُعْطَہٗ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ۔	مانگ جو تجھے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کرا تیری شفاعت قبول ہو گی۔

قرآن و حدیث کی روشنی سے معلوم ہوا کہ وہابیوں کے عقائد قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ اور ان کے عقائد میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اور ایسے عقائد ان لوگوں کے ہی ہوتے ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت سے

خالی ہوں۔

امام الانبیاء اللہ کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں!

غیر مقلد اور دیوبندی وہابیوں کا مجدد امام الانبیاء کی شانِ اقدس میں دریدہ دہنی سے گستاخی کرتا ہے:

عقیدہ: "یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" (تقویۃ الایمان ص۱۴)

ناظرین! مخلوق میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور جملہ اولیاء الرحمٰن علیہم الرضوان بھی شامل ہیں۔

انبیاء اور اولیاء ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں!

عقیدہ: "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں" (تقویۃ الایمان مصنفہ اسماعیل دہلوی قتیل)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل نے ان عقائد میں جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ نیز قرآن و حدیث کی صریحاً مخالفت کر کے قرآن و حدیث کا انکار کیا ہے۔ قرآنِ پاک میں تو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی شان بیان فرما رہا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ (پ۳ ع۱)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اللہ کی بارگاہ میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عظمت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ

ان کے بارے میں ہدایات ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ ع ۱۳)

اے ایمان والو۔ راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (پ۲۶ ع ۱۳)

اے ایمان والو۔ اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر نہ ہو۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (پ۲۸ ع ۱۳)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک، چہرۂ مبارک، بال مبارک، زمانۂ مبارک کی قسمیں اٹھائی ہیں۔ قسم کسی کمتر اور ذلیل چیز کی نہیں اٹھائی جاتی۔ اگر ہم قسم کسی ذلیل اور کمتر اور حقیر چیز کی نہیں اٹھاتے تو رب العالمین نے جس شخصیت کے چہرۂ مبارک، بال مبارک، زمانۂ مبارک کی قسمیں اٹھائیں۔ ان کو ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہنا صاف کفر ہے۔ جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کو بھی اپنی بارگاہ میں مقرب اور معزز ہونے کا راز یہ بتایا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (پ۲۶ ع ۱۴)

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ

پرہیزگار ہے۔

خداوندِ کریم نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ہے کہ پرہیزگار میری بارگاہ میں عزت والے ہیں۔ اپنے محبوب کے متعلق اللہ کریم نے ان کے متقی ہونے کی گواہی قرآنِ پاک میں اس طرح دی ہے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پ۲۴ ع۱)

اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی۔ یہی متقی ہیں۔

اس کے علاوہ کتب احادیث میں بھی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ۔

میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۳، ترمذی شریف، دارمی ص۲۰)

عام آدمی اپنے حبیب کو ذلیل اور پھر چمار سے بھی ذلیل تصور نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چمار سے بھی ذلیل کوئی سمجھے تو اس کے کفر میں کس کو شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں کفریہ عقاید کی ترویج و تشہیر کرنے کے لیے ہی کمر باندھی ہے ؎

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

انسان کمتر درجہ کی چیز کو محبوب نہیں بناتا۔ اُس کے نزدیک محبوب کا بہت مقام ہوتا ہے۔ تو اللہ کا محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نزدیک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہو سکتا ہے۔ العیاذ اللہ۔ یہ صریحاً کفر ہے۔

عام لوگ اُس چیز کی قسم اُٹھاتے ہیں جو قدر و منزلت والی ہو۔ تو رب کریم جل جلالہٗ نے جس محبوب کی عمر، زمانہ، چہرۂ اقدس، زلفِ معنبر وغیرہم کی قسمیں اُٹھائیں اور قسم

اُٹھا کر جس کی رسالت کی گواہی دی اُس محبوبِ ربِّ کریم کو بارگاہِ خداوندی میں ذرّہ ناچیز سے کمتر قرار دینا بُغضِ رسول نہیں تو اور کیا ہے؟

ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر تیرے دِل میں کِس سے بخار ہے

انبیاء اور اولیاء عاجز و بے اختیار ہیں

عقیدہ؛ انبیاء اور اولیاء کو اس بات میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرّف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں یا مشکل کھول دیویں یا مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی اور فقیر کر دیویں یا کسی کو بادشاہ کر دیویں یا کسی کو امیر و وزیر کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیویں۔ یا کسی کے دِل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں یا کسی سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار۔ (تقویۃ الایمان ص۲۵)

اسماعیل دہلوی قتیل کی اس عبارت میں بھی کتنی چیزیں قرآن اور حدیث کے صریحاً خلاف ہیں۔ بالاختصار ایک دو باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ قرآنِ پاک میں آتا ہے:

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پ۱۰ ع ۱۵)

حضرت سیدنا عیسٰے علٰے نبینا علیہ السلام کا معجزہ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ اور میں شفاعت دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو۔ اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (پ۳ ع ۱۳)

انبیاء اور اولیاء کی توہین میں اسماعیل دہلوی اتنے سرگرم ہیں کہ انہوں نے بعطاءِ الٰہی باذنِ الٰہی کا بھی انکار مندرجہ بالا عبارت میں کر دیا ہے۔

قوم بنی اسرائیل پر قحط بارش کا ہوا تو قوم مشکل کشائی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے پاس آئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ان کی مشکل کشائی کرائی کہ قحط دور ہوا اور پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔

جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔

(پ ۱ ع ۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ بلقیس کا تخت اپنی خدمت پیش کرنے کے لیے اپنے درباریوں سے کہا تو ایک ولی اللہ نے عرض کیا:

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ۔ (پ ۱۹ ع ۱۸)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ۔ (پ ۱۰ ع ۱۴)

اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (پ ۱۰ ع ۱۳)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر راضی رہتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا۔

کتب احادیث شریفہ میں آتا ہے:

رسول محترم احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۱)

اگر میں چاہوں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔

ایک دفعہ حضرت ربیعہ بن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَلْ مانگو تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي

میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت

الجنۃ۔ مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگ لو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۸۴ باب السجود وفضلہ)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی!

ناظرین حضرات! ابوالوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل کے عقیدہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس عقیدہ میں بھی بین طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ نیز عظمتِ مصطفیٰ کا انکار پایا جاتا ہے جو کسی ادنیٰ درجہ کے مسلمان کے لیے بھی ایسا عقیدہ رکھنا روا اور جائز نہیں ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام ناکارہ لوگ ہیں!

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کی ابتداء میں شرک کی اقسام اور ان کا اجمالی بیان لکھ کر اس اجمال کی تفصیل کے لیے پانچ فصلیں مقرر کیں۔ ان فصلوں میں جو کچھ ہے۔ وہ اس اجمال کی تشریح ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

عقیدہ: حاجتیں بر لانی اللہ ہی کی شان ہے۔ کسی انبیاء اولیاء کی یہ شان نہیں۔ جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: جو کوئی انبیاء اولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے مشکل کے وقت ان کو پکارے ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

اس باب میں اس نے پانچ فصلیں مقرر کیں غرضیکہ یہ اجمالی بیان ایک دعوے ہے۔ اور ساری کتاب اس دعوے کے بیان اور ثبوت میں ہے۔ دعوے کے ثبوت کی فصلوں میں امام الوہابیہ دہلوی قتیل نے یہ کفر بکا ہے کہ؛

عقیدہ: اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے۔ کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان صہ)

قارئین حضرات! ابو الوہابیہ نے محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کو کس بیباکی اور جرأت سے ناکارہ لکھا ہے۔ یہ کھلم کھلا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے مشترکہ مجدد اسماعیل دہلوی نے بڑی شد و مد سے اپنے اس عقیدہ کی ترغیب دی ہے کہ:

عقیدہ: جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کو مانیے اس کے سوا کسی کو نہ مانیے۔ (تقویۃ الایمان صہ۱)

عقیدہ: اللہ صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو۔ (تقویۃ الایمان صہ۱)

عقیدہ: اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان صہ۱)

عقیدہ: اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (تقویۃ الایمان صہ)

ناظرین حضرات! امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل نے یہاں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ملائکہ آسمانی کتب قیامت و جنت و نار وغیرہم تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا اور اس کا افترا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر رکھ دیا۔ مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ماننا ضروری ہے۔ اسی طرح ان سب کا

ماننا بھی جزوِ ایمان ہے۔ ان میں سے جسے نہ ماننے گا کافر ہو جائے گا۔ ہر اُردو زبان والا جانتا ہے۔ کہ ماننا تسلیم وقبول و اعتقاد کو کہتے ہیں۔ اسی لیے اہل زبان ایمان کا ترجمہ ماننا اور کفر کا ترجمہ نہ ماننا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لیے وہابیوں کے ممدوح شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے ترجمہ موضح القرآن سے چند ایک آیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ (پ ۱ ع ۱)
تو ڈرا دے یا نہ ڈرا دے وے نہ مانیں گے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ (پ ۲۲ ع ۱۸)
ثابت ہو چکی ہے بات اُن بہتوں پر سو وے نہ مانیں گے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ (پ ۱ ع ۱)
مانتے ہیں جو اُترا تجھ کو۔

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ (پ ۸ ع ۱۶)
اور بچھاڑی کاٹی اُن کی جو جھٹلاتے تھے۔ ہماری آیتیں۔ اور نہ تھے ماننے والے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (پ ۷ ع ۱۲)
اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں ماننے والے کو کہہ سلام ہے تم پر۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۔ (پ ۳ ع ۸)
مانا رسول نے جو کچھ اُترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔

قارئین عظام! اللہ تعالٰے جل جلالہٗ تو اس آیت شریفہ میں فرماتا ہے کہ

---

[1] وہابیہ کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے ترجمہ کی تعریف لکھی ہے۔

ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں۔ کتابوں اور رسولوں سب کو مانا ہے۔
مگر امام الوہابیہ دہلوی لکھتا ہے کہ اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔
قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا اِنَّا — کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا
بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ کٰفِرُوْنَ — سو ہم نہیں مانتے۔ (پ ۸ ع ۱۷)

حضرات! مندرجہ بالا آیات طیبات کا ترجمہ اہل زبان نے جو کیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ امام الوہابیہ کا ان لوگوں کو اپنے عقائد کی ترغیب دینا صریح کفر ہے۔ کیونکہ اس کے عقائد و اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء، مرسلین، ملائکہ وغیرہم کسی کو نہ مانے یعنی ان پر ایمان نہ لائے۔ سب کے ساتھ کفر کرے۔

ماننا یعنی ایمان خود اسی امام الوہابیہ کی کتاب تذکیر الاخوان میں بھی درج ہے۔ جو کہ اس عبارت سے اظہر من الشمس ہے۔

"اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔" (تذکیر الاخوان صـ)

قارئین! امام الوہابیہ کو شہنشاہ عرب و عجم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر مرسلین عظام اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کتنی دشمنی ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو نہ مانے اس کا ٹھکانہ دوزخ بتا رہا ہے۔ اور دوسری طرف یہ لکھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں

دیوبندیوں کے نام نہاد شیخ الاسلام، ہندوؤں اور سکھوں کے ایجنٹ حسین احمد کانگریسی نے بھی لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم

السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دُنیا میں رہتے۔
بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۴۵ مطبوعہ دیوبند)
حسین احمد مدنی نے ہی لکھا ہے کہ:
عقیدہ:۔ وہابیوں کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔

نبی کو زندہ سمجھنے والے کا ایمان بیکار ہے

وہابیوں کے مولوی رفیق خاں پسروری نے بھی لکھا ہے کہ:
عقیدہ:۔ جو اس حی لایموت (اللہ تعالٰی) کے سوا کسی کو زندہ رہنے والا خیال کرے وہ ناسمجھ ہے۔ اُس کا خیالِ خام اور ایمان بیکار ہے۔
(اصلاح عقائد ص۱۳۹، ۱۴۰)

ناظرینِ کرام! وہابیہ کے ان عقائد کو پیشِ نظر رکھتے ہوتے تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا ایمان بھی بیکار ہو جاتا ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث شریف کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ اور کھاتے ہیں" سے آپ کا بھی انبیاء کی حیات کا یہی عقیدہ ہے۔ وہابیوں کی جہالت اسی سے واضح ہو رہی ہے کہ جن کے عقائد کی کفر کی مشین سے تو انبیاء کرام بھی محفوظ نہیں رہتے۔ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اہلبیت اطہار علیہم الرضوان اور محدثین و مفسرین، محققین، مدققین اور اولیاءِ عظام علیہ الرحمۃ کا بھی ان کے نزدیک ایمان بھی بیکار ہے۔ کیونکہ سب کے سب حیات الانبیاء کے قائل ہیں۔

میرے اعلیحضرت، امام اہلِ سُنت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔

ایمان والوں نے اللہ اور اُس کے فرشتوں۔ کتابوں اور رسولوں سب کو مانا ہے۔
مگر امام الوہابیہ دہلوی لکھتا ہے کہ اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا اِنَّا کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا
بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ سو ہم نہیں مانتے۔ (پ ۸ ع ۱۷)

حضرات! مندرجہ بالا آیاتِ طیبات کا ترجمہ اہل زبان نے جو کیا ہے۔ اُس سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ امام الوہابیہ کا ان لوگوں کے عقائد کی ترغیب دینا صریح کفر ہے۔ کیونکہ اُس کے عقائد و اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا انبیاء، مرسلین، ملائکہ وغیرہم کسی کو نہ مانے یعنی ان پر ایمان نہ لائے۔ سب کے ساتھ کفر کرے۔

ماننا بمعنی ایمان خود اسی امام الوہابیہ کی کتاب تذکیر الاخوان میں بھی درج ہے۔
جو کہ اس عبارت سے اظہر من الشمس ہے۔

"اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے
جو ان کو نہ مانے اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (تذکیر الاخوان ص)

قارئین! امام الوہابیہ کو شہنشاہِ عرب و عجم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم اور دیگر مرسلین عظام اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کتنی دشمنی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو نہ مانے اُس کا ٹھکانہ دوزخ بتا رہا ہے۔ اور دوسری طرف یہ لکھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں

دیوبندیوں کے نام نہاد شیخ الاسلام، ہندوؤں اور سکھوں کے ایجنٹ حسین احمد کانگریسی نے بھی لکھا ہے کہ:

عقیدہ:- نجدی اور اُس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم

السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دنیا میں تھے۔
بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۴۹ مطبوعہ دیوبند)
حسین احمد مدنی نے ہی لکھا ہے کہ:
عقیدہ:۔ وہابیوں کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔

نبی کو زندہ سمجھنے والے کا ایمان بیکار ہے

وہابیوں کے مولوی رفیق خان پسروری نے بھی لکھا ہے کہ:
عقیدہ:۔ جو اس حی لا یموت (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو زندہ رہنے والا خیال کرے وہ ناسمجھ ہے۔ اُس کا خیالِ خام اور ایمان بیکار ہے۔
(اصلاحِ عقائد ص۱۳۹، ۱۴۰)

ناظرینِ کرام! وہابیہ کے ان عقائد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان بھی بیکار ہو جاتا ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث شریف کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ اور کھاتے ہیں، سے آپ کا بھی انبیاء کی حیات کا یہی عقیدہ ہے۔ وہابیوں کی جہالت اسی سے واضح ہو رہی ہے کہ جن کے عقائد کی کفر کی مشین سے تو انبیاء کرام بھی محفوظ نہیں رہتے۔ نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ خلفاءِ راشدین، صحابہ کرام، اہلبیت اطہار علیہم الرضوان اور محدثین و مفسرین، محققین، مدققین اور اولیاءِ عظام علیہ الرحمۃ کا بھی ان کے نزدیک ایمان بھی بیکار ہے۔ کیونکہ سب کے سب حیات الانبیاء کے قائل ہیں۔

میرے اعلیٰحضرت، امام اہلِ سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال گدھے کے خیال سے کئی درجے بدتر ہے

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اسماعیل قتیل نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے کینہ اور بغض کا ثبوت اپنے مندرجہ ذیل عقیدہ میں روزِ روشن کی طرح دیا ہے جو کہ درج ہے۔

عقیدہ: از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند۔
بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔

(نماز میں) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اُسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص۸۶ مطبوعہ دہلی)

ناظرینِ کرام! ابو الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کا مندرجہ بالا نظریہ اور عقیدہ کس قدر دلسوز اور عشاقِ رسول کے جذبات کو چھلنی کر دینے والا ہے۔ اسلاف کا عقیدہ تو یہ ہو کہ جب نماز میں تشہد پڑھتے وقت بارگاہِ رسالتمآب میں ہدیۂ سلام السلام علیک ایہا النبی پیش کرے تو اس وقت یہ سمجھتے ہوئے پڑھے کہ امام الانبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بالمشافہ سلام عرض کر رہا ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی نے لکھا ہے کہ:
میں نے اپنے سردار علی خواص علیہ الرحمۃ کو سنا کر فرماتے تھے کہ

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے۔

فیخاطبونه بالسلام مشافهة پس حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بالمشافہ سلام عرض کریں۔ (میزان الکبریٰ ص۱۶۷ ج ۱ مطبوعہ مصر)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ:

"جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں خواہ صلوات ہو یا طیبات یعنی اخلاق ظاہرہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لیے ہے۔ اور یہی معنیٰ التحیات کے ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہو۔

(احیاء العلوم باب چہارم جلد اول)

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔

بعض عارفین نے کہا ہے کہ التحیات میں یہ خطاب اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کی ہر فرد میں سرایت

کیے ہے۔ پس حضور پُر نور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیئے کہ اس معنے سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے رازوں سے کامیاب ہو جاوے۔ (اشعۃ اللمعات فارسی ص ۱۲۵ ج ۱)

اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ سرکار سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اُصَلِّیْ قَرِیْباً مِنْہُ فَاُسَارِقُہُ النَّظَرَ — میں نبیٔ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قریب نماز پڑھتا تھا۔ اور میں نماز میں نبیٔ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نظر چُرا کر دیکھتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف ص ۶۳۴)

حوالہ جات اور بزرگانِ دین کے عقائد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ذی ہوش اور عقلمند انسان اتنا ہی سوچے کہ جب وہ نماز پڑھنے کی تیاری کرے گا تو سب سے پہلے وضو کرے گا۔ وضو کی طرف اس کا دھیان اس لیے جائے گا کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ — وضو نماز کی چابی ہے۔

وضو کی ابتدا ہی سے نمازی کے ذہن میں خیالِ مصطفوی شروع ہو جائے گا۔ جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ توصف کو سیدھا رکھنے کا خیال رکھے گا۔ کیونکہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے صف کو سیدھا رکھو۔ پھر نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ سے کرے گا۔ رکوع میں رکوع والی تسبیح سبحان ربی العظیم سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ۔ یہ ترتیب قائم رکھے گا۔ ترتیب اس لیے قائم رکھے گا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اس طرح ادا فرمائی ہے اور پھر سب غلاموں کو تعلیم بھی دی۔

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ — نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے تم نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے کرے گا۔

اب آپ خود ذرا سوچئے کہ نمازی نے نماز کی تیاری کی تو اسی وقت سے اُس کے ذہن میں تصورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ نما ہو گیا۔ اور ساری نماز میں بھی خیالِ مصطفیٰ زائل نہیں ہو گا۔ اگر نماز میں کوئی سہو ہو گیا تو سجدہ سہو کرے گا کیونکہ رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ایسے کیا ہے۔

ان سب حقائق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ وہ نماز نماز ہی نہیں جس میں خیالِ مصطفیٰ نہ ہو۔

نماز میں جب اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ پڑھ کر صلوٰۃ عرض کرے گا۔ اور رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی لے کر عرض کرے گا تو یقیناً اس حالت میں تصورِ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذہن میں آئے گا۔

ان سب حقائق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ اسماعیل قتیل نے یہ جو ایمان کش عقیدہ لکھا ہے[1]۔ کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ اس سے رسولِ عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے اُس کا بغض اور عناد بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امامِ اہلسنت مجددِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے بھائی حضرت مولانا حسن میاں علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
ان کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی ترے مُنہ پہ عبادت تیری
(ذوقِ نعت ص ۱۱۳)

اس کے علاوہ جب امام نماز میں مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کرے گا۔

---

[1] یہ عقیدہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں لکھا ہے۔ نکتہ: مولوی اسماعیل دہلوی نالائق کے اعداد ۵۰۰ بنتے ہیں اور لفظ لعنت کے اعداد بھی ۵۰۰ بنتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ پ۲۶ ع۱۲

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ پ۱۱ ع۵

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا پ۲۲ ع۳

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ پ۱۷ ع۷

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ پ۶ ع۷

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ پ۶ ع۴

تو امام اور اس کے مقتدیوں کے ذہن میں فوری طور پر سرورِ عالمیاں، شفیع مجرماں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تصور اور خیال یقیناً آئے گا۔ اب وہابیوں سے سوال ہے کہ اس امام اور مقتدیوں کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ رمضان شریف میں تو قاری حضرات تراویحوں میں یہ سبھی آیات طیبات تلاوت کرتے ہیں۔

آخرکار یہی کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ دہلوی قتیل نے یہ عقیدہ ایسا لکھا ہے۔ جس کو کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا۔ اور ایسا نظریہ رکھنے والے کو کوئی مسلمان ولی اور بزرگ سمجھنا تو درکنار صرف مسلمان بھی نہیں سمجھے گا۔

وہابیوں کے مذہب کی بنیاد انہیں جعلی مفروضوں پر ہے۔ اسی لیے یہ عقائد کفریہ اور نظریات باطلہ کے حامی ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں

دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

عقیدہ: "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان ص۶۱)

دُنیا بھر کے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کو چیلنج

ہم اعلان کرتے ہیں کہ خاتم الانبیاء شافع روزِ جزا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث شریف ایسی پیش کریں جس میں نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ: "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" جب ایسا کسی حدیث میں نہیں تو پھر امام الوہابیہ کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ نبیٔ پاک کا فرمان ہے:

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

خداوندِ کریم جل جلالہٗ تو شہدا کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ۲ ع۳)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں۔

رسولِ مختار سرکار ابد قرار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔ (ابنِ ماجہ ص۱۱۹)

بے شک اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کی رُو سے یہ عقیدہ کفر ہے۔ لہٰذا اس عقیدہ پر مرنے والا اور ایسے عقیدہ والے کو شہیدِ حق۔ بزرگ ولی۔ مجدد وغیرہ سمجھنے والا بھی یقیناً کافر ہے۔

خاک مُنہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کا قائل مشرک ہے

عقیدہ: جو کوئی یہ دعوے کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب میں چاہوں اُس سے غیب کی بات معلوم کروں اور آئندہ باتوں کو معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے۔ سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعویٰ خدائی رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن و فرشتہ کو امام و امام زادے کو پیر و شہید کو یا نجومی و رمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اسٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اُس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مُشرک ہو جاتا ہے

(تقویۃ الایمان ص۲۱)

اسماعیل دہلوی قتیل نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

عقیدہ: کسی انبیاء و اولیاء یا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھیئے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی بھی جناب میں بھی ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۶)

امام الوہابیہ میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی اپنے روحانی باپ اسماعیل دہلوی کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے:

عقیدہ: علمِ غیب اور حضوری ہر جا کی مخصوص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوائے اس کے اور کسی میں خواہ نبی ہوں یا ولی یہ وصف حاصل نہیں اور جو اعتقاد ان چیزوں کا ساتھ غیرِ خدا تعالیٰ کے رکھے وہ مُشرک ہے:

(فتاویٰ نذیریہ ص۱۰۸ ج۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اس قسم کے عقائد سے اسلام

کی بڑی بدنامی ہوتی ہے۔" (شمعِ توحید ص۵)

عقیدہ: "صفت علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ واحد علام الغیوب ہی کے لیے ہے سوائے باری تعالیٰ عزشانہ کے کسی پر اس کا اطلاق کرنا درست نہیں۔ موہم شرک ہے اگرچہ بتاویل ہی ہو۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۱، ۱۰ر جولائی ۱۹۳۶ء)

غیب کی بات جاننے میں انبیاء، شیطان اور بھوت پری برابر ہیں!

عقیدہ: "اور اس بات میں (غیب کی جاننے میں) اولیاء، انبیاء، اور جن و شیطان اور بھوت پری میں کچھ فرق نہیں۔" (تقویۃ الایمان ص۸)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے قائل کی امامت اور اس سے میل ملاپ حرام ہے

دیوبندی وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: "جو شخص اللہ جل شانہٗ کے سوا علمِ غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت مودت سب حرام ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۶ ج ۲ مطبوعہ دہلی)

° "اثباتِ علمِ غیب غیرِ حق تعالیٰ کو شرکِ صریح ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص۸ ج ۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ہی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ :۔ علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاع کرنا شرک سے خالی نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ صـ ج ۳)

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب جو خاصہ حق تعالےٰ ہے ثابت کرے اس کے پیچھے نادرست۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱۴ ج ۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ غیب کو صبی مجنون اور بہائم سے تشبیہ

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ :۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان صـ۱۶)

شیطان اور ملک الموت کا علم ثابت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ثابت نہیں

دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ :۔ غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ

سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے۔" (براہینِ قاطعہ ص۵۱ مطبوعہ دیوبند)

عقیدہ:۔ "اعلیٰ علیین میں رُوحِ مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔" (براہینِ قاطعہ ص۵۲)

علمِ شیطان کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

دیوبندی وہابیوں کے قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بھی عقائد کے متعلق لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ "رسول اور اُمتِ رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علمِ غیب نہیں۔" (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۰)

عقیدہ:۔ "علمِ ماکان و مایکون خاصۂ خداوندی ہے۔ جس میں کوئی بھی غیر اللہ اس کا شریک نہیں ہو سکتا۔" (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۱)

عقیدہ:۔ حضرت سید الاولین و الآخرین کے لیے علمِ غیب کا دعوائے اور

لہ شیطان و ملک الموت کے محیطِ زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوتی۔ جو شخص نص کا دعوائے کرتا ہے۔ وہ قرآن و حدیث پر نہایت ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو نصوصِ قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افترا عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوتی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیطِ زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔

وہ بھی علمِ کُلی اور علمِ ماکان و مایکون کی قید کے ساتھ نہ صرف بے دلیل اور بے سند ہے۔ بلکہ مخالف دلیل۔ معارض قرآن اور اس توحیدی شریعت کے مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ التفات ہے۔" (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۰۳)

عقیدہ: کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا ذاتی علم، رسولوں کے علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں برابر ہے۔ گویا ایک حقیقی خدا۔ ایک مجازی خدا۔" (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۰۵)

عقیدہ: "یہ آیت تا قیامت یہی اعلان کرتی رہے گی کہ آپ کو علمِ غیب نہ تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ قیامت تک آپ کو علمِ غیب نہ ہوگا۔" (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۱۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا قائل یہود ونصاریٰ کی مثل ہے

وہابیوں کے مولوی احمد دین گکھڑوی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا بھی عالم الغیب ہے اور ساتھ ہی نبی بھی ماکان و مایکون کے علوم کو جانتا ہے۔ ایسا شخص بیشک اسلامی تعلیم کا منکر ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان میں اور اُن یہود ونصاریٰ میں جنہوں نے اپنے انبیاء کو رب بنالیا کوئی فرق نہیں ہے۔

(برہان الحق ص۱۰۳)

وہابیوں کے مولوی رفیق خاں پسروری نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: نبی ہو یا ولی ہو یا پری ہو یا فرشتہ ہو کسی کو واقفِ اسرارِ غیبی جاننا شرک ہو۔ (اصلاحِ عقائد ص۱۵۳)

دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے امام اسماعیل اور دیگر اکابر نے یہ عقائد قرآن

وحدیث کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ — اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ ۳۰ ع ۶)

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ ۲۹ ع ۱۲) — غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب کر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[1] (پ ۵ ع ۱۴) — اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

احادیث شریفہ میں محبوب رب العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

عَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ (مشکوٰۃ شریف، مث) — جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اُس کو جان گیا ہوں۔

قرآنِ کریم اور ارشاداتِ رسولِ کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے علمِ غیب سے نوازا ہے۔

لہٰذا وہابیہ نجدیہ کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اور بارگاہِ نبوت میں بہت بڑی توہین اور گستاخی کی جسارت ہے۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی سے بھی اللہ کریم نے یہ شعر لکھوا کر مسلک

---

[1] غیر مقلدین کے قاضی سلیمان منصور پوری نے اِس آیۃ شریفہ کا جس انداز سے ترجمہ کیا ہے اُس سے تو وہابیوں کو نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ شریفہ پر تو قطعاً شک وشبہ نہ ہونا چاہیئے۔ وہ ترجمہ یہ ہے:

حق اہلِ سُنّت و جماعت کی حقانیت واضح کردی اور وہابیت کا ستیاناس کردیا ہے
وہ شعر یہ ہے :

بندگانِ خاص علّام الغیوب
در جہانِ جان جواسیس القلوب
(تذکرۃ الرشید ص ۱۳۵ ج ۲)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبر و حشر کے حالات حتّٰی کہ اپنے حال کا بھی علم نہیں !

اِمام الوہابیۃ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ :

عقیدہ : جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دُنیا میں۔ خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو۔ نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے۔ سو وہ بات مجمل ہے۔ اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا۔ اور اُس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

دیوبندی اور غیر مقلد وہابی حضرات کے اِمام اسماعیل دہلوی نے کس جُرأت سے یہ کُفر لکھ دیا کہ نبی کو اپنے حال کا بھی علم نہیں ہے یہ عقائد بھی قرآنِ پاک اور حدیث کے خلاف ہیں۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ ۴ ع ۹)	اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چُن لیتا ہے۔ اپنے رسولوں سے جسے چاہے

دُوسرا فرمان ہے جس میں سبھی چیزوں کا عِلم آجاتا ہے ۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۔ (پ۵ ع ۱۴) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے ۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ۔

قبور کے حالات اور وہاں کے واقعات اور جو جو سوالات وہاں ہونے ہیں اور آخرت میں جو ہوگا وہ سب بیان آپ کو حدیثِ رسول سے ملیں گے ۔ اگر نبی کو علم نہیں تو ان کی خبر کیسے دے دی ۔

نبیِ پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کی مشہور حدیث شریف ہے اس سے بھی اِمامُ الوہابیہ کا یہ عقیدہ باطل ثابت ہوتا ہے ۔ آپ کا فرمان ہے ۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ۔ تم پر میری سُنّت اور خلفاء راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں کی سُنّت لازم ہے ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۳۰ دارمی شریف ص۲۱ ج ا مطبوعہ مصر، ترمذی شریف، ابنِ ماجہ شریف)

اس سے واضح ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کو خلفاء راشدین کی ساری حیات اور ان کے اِنتقال کا عِلم تھا کہ یہ تا اِنتقال شریعتِ مطہرہ پر ہی چلیں گے ۔

عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی خبر دینا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ نبیِ پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو عِلم ہے ۔ پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کے ساتھ گزر رہے تھے کہ دو قبروں پر کھڑے ہو کر صحابہ سے فرمایا کہ ان کو عذابِ قبر ہو رہا ہے ۔ اور اس حدیث میں عذاب کی وجہ بھی بتائی ہے کہ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا غیبت کرتا تھا ۔ (مشکوٰۃ شریف ص صحیح بخاری شریف ص)

کُتبِ صحاحِ ستہ میں حدیثِ رسول ہے کہ صحابہ عظام علیہم الرضوان کے ایک اجتماع میں آپ نے ارشاد فرمایا ۔

سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ ۔ (صحیح بخاری شریف ص) مُجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پُوچھ لو ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اِعلان فرمایا :

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْ شَيْئٍ فَلْيَسْئَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا۔

جس کا جی چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے اللہ کی قسم جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق پوچھو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا۔

(صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۰۸۳ ج ۲)

حضرت ابو زید رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا۔ تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظہ والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا۔

(صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۹۰ ج ۲)

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی اور احادیثِ محبوبِ باری تعالٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابیوں کے عقائد نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب شریف کے متعلق قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ اور وہابی مولوی نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب شریف کا انکار کر کے عظمتِ مصطفٰی اور فضیلتِ مرتضٰی کا انکار کرتے ہیں جو کہ کسی مسلمان کو زیبا نہیں۔ خداوندِ کریم ایسے عقائدِ باطلہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نبی معصوم نہیں

عقیدہ: مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ کہ

پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم کے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد صفحہ ۲۵ مطبوعہ دہلی)

یہی نانوتوی صاحب مزید لکھتے ہیں۔ کہ

عقیدہ:۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے۔ اورانبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں۔

(تصفیۃ العقائد ص۲۵ مطبوعہ دہلی)

وہابیوں کے مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ تمام پیغمبر ڈگاڈ اور بھول چوک سے نہیں بچے تھے۔

(رد التقلید بالکتاب المجید ص۱۰)

وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا۔

(فتاوی رشیدیہ ص۱۱ ج۲)

دیوبندیوں کے مولوی محمود الحسن نے لکھا کہ

عقیدہ:۔ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوچکے تیرے گناہ۔ اور جو پیچھے رہے

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

عقیدہ:۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔

مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے لکھا ہے۔

عقیدہ:۔ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

تفسیر ترجمان القرآن ص۲۹۰

مولوی حافظ محمد لکھوکے والے نے لکھا ہے۔

عقیدہ:۔ تا جو بخشے واسطے تیرے اللہ جو کجھ اگے ہویا گناہ تیری تھیں تے پچھے

(تفسیر محمدی ص۲۲ منزل ۶)

قبل از نبوت نبی پاک کو راہ ہدایت معلوم نہ تھی

وہابیوں کے مولوی محمد جوناگڈھی بھی بارگاہ نبوت میں گستاخی کہتے ہوئے قرآن پاک کی آیت کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عقیدہ:۔ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ ۔ یعنی قبل از نبوت آپ کو راہ ہدایت معلوم نہ تھی۔

(اخبار محمدی دہلی ص۲ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ناواقفِ راہ تھے

مودودی صاحب نے آیۃ کریمہ

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

کا ترجمہ کیا ہے۔

عقیدہ:۔ اور اللہ نے تم کو ناواقفِ راہ پایا پھر تمہیں رستہ بتایا۔

(رسائل و مسائل ص۲۷ ج ۱)

ہادیٔ کل شریعت سے بے خبر تھے

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی امام الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کو شریعت سے بے خبر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

عقیدہ:۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ اور اللہ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا

رسولِ ہدیٰ راہ بھٹکا ہوا تھا

دیوبندیوں وہابیوں کے مولوی محمود الحسن نے بھی راہ بھٹکا ہوا قرار دیا ہے کہ:۔

عقیدہ:۔ اور پایا تجھ کو راہ بھٹکا ہوا۔ پھر راہ سمجھائی۔

ناظرینِ کرام:۔ وہابی اکابر کی رسول دشمنی ان کی کتب کے حوالہ جات سے آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ ہر ذی شعور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ انبیا معصوم ہوتے ہیں۔ نیز کتب احادیث میں روایات سے بھی یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ انبیا قبل از نبوت

اور بعد از نبوت راہ ہدایت پر ہی تھے۔ جیسا کہ امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد نبوت سے پہلے کا واقعہ صحیح بخاری میں درج ہے۔ جس کو وہابیہ ہی کے قاضی سلیمان منصور پوری نے اس طرح درج کیا ہے۔ کہ

عہد نبوت سے پہلے کا ذکر ہے کہ زید بن عمر بن نفیل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ دسترخوان پر گوشت بھی آیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَا اٰکُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ	میں وہ گوشت نہیں کھاتا جو بتوں
عَلٰی اَنْصَابِکُمْ وَلَا اٰکُلُ اِلَّا	کا استھانوں کی قربانی کا ہو۔ میں
مَا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ	تو صرف وہی گوشت کھایا کرتا ہوں
(صحیح بخاری کتاب الصید و	جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام
الذبائح) رحمۃ للعالمین ص ۲۹۲	لیا گیا ہو۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی بے نظیر کتاب "الشفا" کے حوالے سے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے۔ کہ

ایام جاہلیت کی رسموں میں میں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا۔

(شفا شریف ص ۲۹ رحمۃ للعالمین ص ۲۹۱ ج ۱)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے کہ

انبیا علیہم السلام ضلالت معنوی ودینی سے فطرتاً معصوم ہوتے ہیں۔

(سیرۃ المصطفےٰ ص ۱۲۱)

ناظرین کرام! احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وہابی اکابرین جہالت کا پلندہ" ہیں۔ ان کا سینہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے کینے سے بھرپور ہے

ع میری تقریر طبع یار کو بے چین کرتی ہے
سبب کیا ہے؟ وہی کہتا ہوں جو دل پہ گزرتی ہے

اب وہابیہ نجدیہ کے نام نہاد مناظر اور محدث حافظ عبداللہ روپڑی کی بد طینتی اور بد عقیدگی کا اظہار اس کی عبارت سے ہی پیش کیا جارہا ہے۔ جس سے اس کی

رسول دشمنی کا اندازہ واضح طور پر ہو جاتا ہے۔ اور ایسی رسول دشمنی تو ابوجہل کو بھی نہ تھی جیسی روپڑی کو ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرام مال استعمال کرنا

حافظ عبداللہ روپڑی رقمطراز ہیں کہ

عقیدہ:۔ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں کا قرض اتارنے کے لئے حرام مال کو بھی استعمال میں لاتے رہے ہیں۔ (دیکھو ادیوی صہ ۳۱ مصنفہ عبداللہ روپڑی)

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سن کر داستاں اپنی

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مردار خور تھے

وہابیہ نجدیہ کے مولوی فقیر اللہ مدراسی لکھتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اصول کچھ اس قسم کے ہیں۔ کہ اگر ان کو تسلیم کیا جائے تو سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو مردار خور ماننا پڑتا ہے۔

مدراسی کی اصل عبارت یہ ہے کہ

عقیدہ:۔ مولوی ثناء اللہ نسخ کو امر شرعی نہیں مانتا۔ بلکہ فقط رائے مفسروں کی سمجھتا ہے۔ اسی واسطے تو اسی صفحہ میں نسخ کی قائلیت کو مردار خوری کہتا ہے۔ جس سے لازم آیا کہ سلف صالحین وائمہ دین بلکہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم مردار خور تھے۔ کیونکہ یہ سب نسخ کے قائل تھے۔

(تنفیر السلف صہ ۱۷ مصنفہ فقیر اللہ مدراسی)

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور یہ کہیں اپنوں کا ہی کام نہ ہو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا تصوّر اور انکے نام ختم دینا شرک ہے

دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے:

عقیدہ: جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے۔ اور دور و نزدیک سے پکارا کرے۔ اور بلا کے مقابلے میں اُس کی دُہائی دیوے۔ اور دُشمن پر اُس کا نام لے کر حملہ کرے۔ اور اُس کے نام کا ختم پڑھے۔ یا شغل کرے یا اُس کی صورت کا خیال باندھے۔ اور یُوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دِل سے یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اُس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اُس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں۔ جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی، مرنا و جینا۔ غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے مُنہ سے نکلتی ہے۔ وہ سب سُن لیتا ہے۔ اور جو خیال وہم میرے دِل میں گزرتا ہے۔ وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اِس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص۱۰)

ناظرین کرام! امام الوہابیہ نے دُور نزدیک سے پکارنا۔ اور بلا کے مقابلہ میں اُس کی دُہائی دینا۔ اُس کی صورت کا خیال باندھنے وغیرہ کو شرک قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس جاہل کو یہ معلوم نہیں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دور و نزدیک سے پکارتے تھے اور بلا کے مقابلہ میں حضرت کا نام لیتے اور

آپ کا تصور اپنے دِل و دماغ میں رکھتے تھے۔ جیسا کہ طبرانی شریف میں حدیث شریف ہے۔
اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ہاں رات ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ رات کو اُٹھے۔ نماز کے واسطے وضو فرماتے وقت اس مقام پر آپ نے سُنا۔ کہ آپ نے تین مرتبہ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ فرمایا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس وضو والی جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسا سُنا کہ آپ اپنے وضو کرنے والی جگہ پر بیٹھے فرمارہے تھے لبیک لبیک نُصِرْتَ نُصِرْتَ تین دفعہ آپ نے فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں۔

فَهَلْ كَانَ مَعَكَ اَحَدٌ فَقَالَ | کیا آپ کے پاس کوئی تھا۔ تو آپ نے
هٰذَا رَاجِزٌ يَسْتَصْرِخُنِيْ۔ | فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ صـ ج ۱، طبرانی صـ ۲)

راجز کی جب نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدد فرمائی تو راجز نے تمام مسلمانوں کو بارگاہِ نبوی سے امداد طلب کرنے کی توجہ اس شعر میں دلائی ہے:

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عَتَدًا
وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَاْتُوْا مَدَدًا

پس تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر صـ۴۴۶ ج ۲)

سرکار عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا پاؤں سُن ہوگیا تو ساتھیوں نے عرض کیا اس کو پکارو جس سے تم کو بہت زیادہ پیار ہے تو آپ نے کہا یا محمداہ (ادب المفرد صـ کتاب الاذکار صـ ۱۳۵، شرح شفاء از ملا علی قاری صـ ۱۲ ج ۲، نسیم الریاض از خفاجی صـ ۲۹۶ ج ۳، عمل الیوم واللیلہ صـ ۴۴)

غیر مقلدین وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی نے سرکار ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

"شرجی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابنِ عباس کا سُن ہو گیا تھا۔ کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الفور کھل گیا۔ (الداءُ والدواء ص ۳۶)

صحابۂ کرام کا ذاتِ مصطفیٰ کا تصور اور خیال باندھنے کا بھی تذکرہ کتبِ احادیث میں درج ہے۔

حضرت سیدنا ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ۔ (صحیح مسلم شریف ص ۱۲۱ ج ۲)

اور میں آپ کو لبوں میں مسواک لیے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

حضرت حریث بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرْخٰى طَرْفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔ (مسلم شریف ص ۴۴۰ ج ۱)

مجھے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور یوں پکا ہوا ہے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے عمامہ شریف کے دونوں پلے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی کی عقل بھی سلامت نہ تھی اور نہ ہی اُس کو اپنے بزرگوں کا پاس تھا۔ بزرگوں کے نام کا ختم پڑھنے کو بھی شرک کہہ رہا ہے۔ حالانکہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتب میں اُن سے خود بزرگوں کا ختم شریف پڑھنے

لہ علامہ شرجی علیہ الرحمۃ کی اصل تصنیف کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد کے ص ۳۳ مطبوعہ مصر میں یہ واقعہ درج ہے۔ الحمد للہ اصل کتاب فقیر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

کا ثبوت درج ہے۔ نیز خود بھی صراطِ مستقیم فارسی کی فصل دوم دربیان اشتغال طریقہ چشتیہ کی ہدایتِ اولیٰ کی ابتداء ہی اس طرح کرتا ہے کہ:

"اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابر

ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں

نماید: طالب کو چاہیئے کہ پہلے باوضو دوزانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ

کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کی فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں

ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص۱۱۱)

اِس لحاظ سے خود بھی اسماعیل دہلوی مُشرک قرار پایا کہ وہ خود لوگوں کو بزرگوں کے نام کا ختم اور ان کے وسیلہ سے دُعا مانگنے کی ہدایت دے رہا ہے۔

خُدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کردے

امام الوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے ایسا عقیدہ لکھا ہے کہ جس سے ختمِ نبوت کے اِنکار کا دروازہ کھلا ہے۔

عقیدہ: اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر ڈالے۔" (تقویۃ الایمان ص۳۱ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے امام کے اس عقیدہ سے ختمِ نبوت کا اِنکار واضح ہے نیز دہلوی کی علمی قابلیت اور قرآن دانی کا سارا راز بھی فاش ہو جاتا ہے۔ دراصل اس میں دہلوی نے یہ گستاخی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آیت کو صحیح نہ سمجھنے کی بنا پر کی ہے۔ حالانکہ اس بیچارے کو اتنا علم نہیں کہ مفسرینِ عظام علیہم الرحمۃ نے اس آیت

کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مَا یَشَاءُ قَدِیْرٌ ٭ — بے شک اللہ تعالٰے جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔

رب کریم کا یہ بھی اعلان ہے:

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ۲۲ ع ۲) — محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں میں پچھلے۔

جب اللہ کریم نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ پھر اسی کی وضاحت اعلانیہ طور پر تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے فرمادی۔

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ — میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن و حدیث کے ان واضح فرامین کے باوجود اسماعیل دہلوی یہ عقیدہ رکھے کر خدا کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر ڈالے۔

خدا اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ اگر محمد پیدا کرے گا تو نبوت بھی دے گا۔ اور اگر نبوت دے گا تو خاتم النبیین جو اللہ کا فرمان ہے وہ غلط ہو تا ہے جبکہ پروردگارِ عالم کا یہ بھی اعلان ہے

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا۔ — اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے

(پ۵ ع ۸)

لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ (پ۱۱ ع ۱۲) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

وہابیوں کے امام دہلوی نے ہی مرزا قادیانی کو یہ راستہ دکھایا۔ رہنمائی دہلوی نے کی اور دعوے قادیانی نے کیا کہ:

منم مسیحِ زماں منم کلیمِ خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب صٓ ۹۷)

بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے بھی تو اپنے بزرگ اور امام اسماعیل دہلوی کی اتباع کرتے ہوئے ختمِ نبوت کا انکار ان الفاظ میں کیا ہے۔
اس حقیقت کی تفصیل دیکھنے کے لیے فقیر کی کتاب "وہابیت و مرزائیت"[1] کا مطالعہ فرمائیں۔

قارئینِ عظام! ابوالوہابیہ اسماعیل کا عقیدہ تو یہ ہے کہ،
کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے

مگر صحابیٔ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ:

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(دیوانِ حسان بن ثابت)

حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ اشعار فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں پڑھے ان کو سن کر حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعائیہ کلمے اس طرح فرمائے، اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس عقیدہ کو دیکھ کر ابوالوہابیہ کے عقیدہ سے موازنہ کیا جائے تو یہ اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ ابوالوہابیہ کی یہ تحریر بغضِ مصطفٰی سے بھری پڑی ہے۔

نجدیا! سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

---

[1] وہابیت اور مرزائیت قیمت ۲ روپے تونسوی کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ سے خریدیں۔

ختمِ نبوت کا انکار

دیوبندی وہابی حضرات کے نام نہاد بزرگ مولوی قاسم نانوتوی نے ختمِ نبوت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمانہ میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے "

(تحذیر الناس صـ ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

ناظرین سے حضرات ! دیکھا کس انداز سے دیوبندیوں کے بانی نانوتوی صاحب نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے اور مرزا قادیانی کو دعوئے نبوت کرنے کی ترغیب دی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی مولوی قاسم نانوتوی کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں ۔ اگر بالفرض محال بعد زمانۂ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا ۔ جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحیدِ باری کو سمجھا نہ ختمِ نبوت پر ایمان لایا ۔ ؎

سخت گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی لینا عوام کا خیال ہے

دیوبند مدرسہ کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے قرآن پاک میں خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی مراد لینا عوام کا خیال قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :

" بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبیین کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو ۔ سو عوام

کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے
کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں
آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات
کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم
النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے "

(تحذیر الناس ص ۳ مطبوعہ دیوبند)

قارئین کرام! دیوبندی وہابیوں کے نام نہاد قاسم العلوم نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں قرآن کریم کے معنیٰ منقول متواتر کا انکار کیا ہے کیونکہ قرآن پاک میں جو لفظ خاتم النبیین آیا ہے اس کے معنیٰ منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں۔ جو شخص اس کو عوام کا خیال قرار دیتا ہے۔ دراصل وہ قرآن کریم کے معنیٰ منقول متواتر کا منکر ہے!

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا بھی فرمان حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَمْ یَبْقَ مِنَ النبوۃ اِلَّا الْمُبَشِّرَات قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ۔	"میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اسمیں کچھ باقی نہیں رہا مگر صرف مبشرات صحابہ کرام نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا: اچھے خواب!"

(صحیح بخاری شریف ص ۱۰۳۹ مطبوعہ مصر)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے سرکار سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ:

ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا دعوےٰ کیا، اور کہا
مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس سے

نشانی طلب کرے گا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ نشانی مانگنا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد لا نبی بعدی کی تکذیب ہے۔"

(الخیرات الحسان ص۱۲۹)

مرزا قادیانی کو دراصل نبوت کا دعوےٰ کرنے کا راستہ دکھانے والے دیوبندی وہابی حضرات کے اسماعیل دہلوی اور قاسم نانوتوی ہی ہیں۔ پھر دعویٰ نبوت کے بعد اس کی تائید بھی وہابی حضرات نے ہی کی ہے اس لئے زیادہ وہابی ہی مرزائی ہوتے ہیں۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عام انسانوں کو مشابہت

وہابیوں کے مولوی حسین احمد مدنی نے بھی وہابیہ کے اس عقیدہ کی تائید ان الفاظ سے کی ہے کہ:

"وہابیہ اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب ص۴۷)

وہابیوں کے محدث حافظ عبداللہ روپڑی سے بھی اپنے امام کی تقلید میں ہی لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: دیگر انسان بھولتے ہیں۔ تو نبی کا بھولنا بھی کوئی بعید نہیں۔ اگر اوروں کو بیماری اور دکھ لگتا ہے۔ تو نبی کو بھی لگتا ہے۔ اگر اور لوگ کسی معاملہ میں حیران ہو جاتے ہیں۔ اور معاملہ حسب منشا نہیں ہوتا تو نبی کا بھی یہی حال ہے۔ اسی طرح ولی کو سمجھ لینا چاہیئے۔ جو بات اللہ نے ان کے ہاتھوں پر خرق عادت ظاہر کر دی ہے وہ ان کی کرامت ہوگی۔ باقی باتوں میں وہ اور انسانوں کی طرح ہیں۔ (رسالہ سماع موتیٰ ص۱۲ مصنفہ عبداللہ روپڑی)

غیر مقلد مولوی رفیق خاں پسروری نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ :- اللہ کی ذاتِ پاک نور ہے - اور ہر عیب سے پاک و منزہ ہے مگر انسان چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی خاکی اور لوازمات زندگی سے ملوث ہے۔ (اصلاحِ عقائد ص۱۵)

رو پڑی اور سپہروری نے تو سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و عام انسانوں سے مشابہت دی ہے۔ مگر بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے تو دجال کی حیات کو سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی حیاتِ مبارکہ کی مثل قرار دیا ہے۔ اصل عبارت درج کی جاتی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بالذات کی طرح ہی دجال بھی حیات بالذات ہے

عقیدہ :- جیسے رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں۔ متصف بحیات بالذات ہوتے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ متصف بحیات بالذات ہو گا۔ (آبِ حیات ص۱۶۹ مصنفہ قاسم نانوتوی مطبوعہ دہلی)

رو پڑی نے کتنی جسارت سے کام لے کر نبی اور غیر نبی کو برابر ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث سے کس طرح روگردانی کی ہے۔

نبی کی شان میں خداوند کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ (پ۲۶ ع۹)

بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ۶ ع۱۴)

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ (پ ۳۰ ع ۱۰)	سو لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے ۔
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (پ ۵ ع ۸)	جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (پ ۱۱ ع ۲)	(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے حق میں دعائے خیر فرماؤ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے ۔

مندرجہ بالا آیات طیبات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا کوئی وہابی مولوی یہ دعوے کر سکتا ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے جن کو مخاطب فرمایا ہے ۔ اور جن کی یہ عظمت و رفعت بیان کی ہے ۔ ان سے مراد ہم وہابی حضرات ہی ہیں ۔ اگر ایسا نہیں تو پھر روپڑی صاحب نے یہ جسارت کیونکر کی ایسی جسارت تو وہی کر سکتا ہے ۔ جس کو قرآن و حدیث سے بالکل جاہل ہو اور جس نے غیر مسلموں کے گھر میں جنم لیا ہو ۔

باقی رہا روپڑی کا نبی پاک کے بھولنے کو اپنے بھولنے پر قیاس کرنا یہ بھی قرآن و حدیث سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے ۔ بھولنے کے متعلق جو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ وہ محدثین عظام علیہم الرحمۃ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے چنانچہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا؛

لَسْتُ اَنْسٰى وَلٰكِنْ اُنَسّٰى (شفا شریف ص ۲۴۹ ج ۲)	میں نہیں بھولا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں ۔

امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ ؛

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاُنْسٰى لِاَسُنَّ ۔ (موطا امام مالک ص ۳۳)	رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں تاکہ میں سنت مقرر کروں ۔

روپڑی کا عقیدہ باطلہ پڑھ کر یہ یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ وہابیوں کے مولوی محمد دہلوی نے روپڑی کے بالکل درست یہ شائع کیا تھا کہ :

"دُنیا میں اگر کسی کو اعلیٰ احمق کی ضرورت ہو تو اس چھوٹی کھوپری والی انسان نما ہستی (عبداللہ روپڑی) کو دیکھ لے"

(اخبار محمدی دہلی ص۱۰ ۵ ار ستمبر ۱۹۲۹ء)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کی مثل ہیں

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے :

عقیدہ : "پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب وشرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا — البتہ نفسِ بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔"

(براہین قاطعہ ص۳ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندی وہابی مولوی تو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جملہ بنی آدم کی مثل قرار دے رہا ہے جبکہ خداوند کریم جل جلالہٗ اپنے حبیب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بے مثل قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے :

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ ۲۲ ع ۲) "اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو"

خداوند کریم جل جلالہٗ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا :

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (پ ۲۱ ع ۱۷) "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں"

امام الانبیاء شہنشاہِ ہر دو سرا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا :

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ " میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں"

(صحیح بخاری شریف ص۲۶۴ ج۱ مطبوعہ مصر)

اِنِّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ " میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں"

(صحیح بخاری شریف ص۲۶۴ ج۱ مطبوعہ مصر)

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ " میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں"

(صحیح بخاری ص۲۴۷ ج۱)

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ " تم میں میری مثل کون ہے"

(صحیح بخاری ص۲۴۶ ج۱)

قارئین کرام ! تعجب اور افسوس قوم وہابیہ اور ان کے اکابر پر کہ رحمت کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشادات فرما رہے ہیں اور یہ رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل قرار دے رہے ہیں۔ صرف اس پر ہی بس نہیں بلکہ جملہ بنی آدم کے مماثل قرار دے رہے ہیں۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ :

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ لَمْ یَظْھَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَہٗ

(مواہب لدنیہ شریف ص۲۴۳ ج۱)

خوب جان لے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے پیدا کیا سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی صورت پر کہ ان کی مثل نہ کوئی پہلے پیدا ہوا اور نہ ان کے بعد پیدا ہوگا :

نواب صدیق بھوپالوی کے قلم سے بھی یہ تحریر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے منہ پر جوتی مارنے کے لئے لکھا دی اور وہ یہ ہے :

" حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وصال نہ کرو۔ کہا : آپ تو کرتے ہیں۔ فرمایا : میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات بسر کرتا ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔"

(ترجمان القرآن صـ۲۴۲، صـ۲۴۳ ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

مَا شَمِمْتُ عَنبَرًا قَطُّ وَ لَا مِسكًا وَ لَا شَيْئًا اَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَ سلم	" میں نے نہ کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی "۔

(نشر الطیب صـ۱۳۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (نشر الطیب صـ۱۳۴ مطبوعہ دیوبند)	" آپ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا "

عالم ربانی۔ عارفِ حقانی مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

قرآن و حدیث اور کتب اسلاف کی روشنی میں دیابنہ کا عقیدہ باطل ثابت ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے۔

بڑے بھائی کے برابر تعظیم !

دیوبندی اور غیر مقلدین کا سردار اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ :

عقیدہ: انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اُس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ (تقویۃ الایمان ص۶۰)

اس عبارت سے مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے وہابیوں کو یہ سبق دیا ہے کہ

انبیاء کرام علیہم السلام بھی تمہارے بھائی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ بڑے بزرگ ہیں۔ اس پر انہوں نے ایک کلیہ بیان کیا ہے۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اس سے یہ تبلیغ وہابیوں کو کی ہے کہ انبیاء جن میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شمار ہیں کی تعظیم بڑے بھائی کی کیجیے۔

یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا آیہ شریفہ کا شانِ نزول ہی صرف دیوبندی غیر مقلد وہابیوں کو ہوش کی دوا پینے کا حکم دیتا ہے۔ اور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ	تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہوگا۔
اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ	جب تک کہ اپنے والدین اولاد اور
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔	تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت
(صحیح بخاری شریف ص۷ ج ۱)	نہ رکھے۔

اس سے بھی ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا کفر واضح ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بڑے بھائی سے باپ کی تعظیم زیادہ کی جاتی ہے۔ مگر نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔ لیکن وہابیوں کے امام اسماعیل قتیل اپنی ذریت کو درس دے رہے ہیں کہ بڑے بھائی جیسی تعظیم کیجیے

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید!
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

انبیاء کرام بڑے بھائی ہیں!

عقیدہ: اولیاء انبیاء امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہیں ہوتے۔ (تقویۃ الایمان ص۴۲)

بڑے بھائی کو گالی دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ مگر نبی کو گالی دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے پھر وہ بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ (پ۲۶ ع۱۳)	اے ایمان والو۔ اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ادب کے عالم کا تذکرہ پروردگارِ عالم نے قرآنِ حمید میں اس شان سے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (پ۲۶ ع۱۳)	بیشک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

مقامِ عبرت ہے کہ صحابہ عظام علیہم الرضوان تو اپنی آوازوں کو پست رکھیں مگر وہابیوں کا امام دہلوی قتیل بڑا بھائی لکھنے کی جسارت کرے۔

نماز میں بڑے بھائی کو سلام کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر محبوبِ خدا کا مقام یہ ہے کہ جب تک نمازی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

وَ بَرَکَاتُہٗ نہ پڑھے تب تک نماز ہی نہیں ہوتی۔ غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے بزرگ اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل کا یہ عقیدہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں بہت بڑی بے ادبی ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اینجا

نبی ایسے سردار ہے جیسے گاؤں کا چودھری

عقیدہ: سردار کے لفظ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خود مالکِ مختار ہو۔ اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے۔ جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے۔ ان معنوں میں اس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیت ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو۔ کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آوے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۴۴)

مولوی اسماعیل دہلوی نے انبیاء کی سرداری کو قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کے برابر اور مثل قرار دیا ہے۔ جو کہ انبیاء کرام کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے۔ ہر پیغمبر کے الفاظ میں حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات بھی شامل ہے لیکن ہمارے آقا تو صرف امت کے سردار ہی نہیں بلکہ سید المرسلین یعنی مرسلین کے بھی سردار ہیں۔ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرداری کو قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کے برابر قرار دینا کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ جو کہ صریحاً کفر ہے۔

قارئین! گاؤں کے چودھری کی کوئی تعظیم نہ کرے اور توہین کردے تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ مگر حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنے

والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ گاؤں کے چودھری کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ہدایات قرآن پاک میں ارشاد نہیں فرمائیں مگر محبوب کے متعلق ہدایات ارشاد فرمائیں مثلاً

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا (پ ع ۱۲) — راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (پ۲۶ ع ۱۳) — اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے،

گاؤں کے چودھری کے انکار سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ مگر رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

لَا یمکن الثناء کما کان حقہ!

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(تفسیر عزیزی فارسی ص۲۴)

ثابت ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے امام مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ عقیدہ صریحاً کفر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اشرف علی جیسے تھے

دیوبندیوں کی معتبر کتاب اصدق الرؤیا میں مولوی اشرف علی تھانوی کو سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال مشابہت دیتے ہوئے لکھا ہے

"آپ کا قد مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن مبارک حضرت مولانا اشرف علی جیسا تھا" (اصدق الرویا ص۵)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا اشرف علی تھانوی کی شکل

میں ہیں" (اصدق الرؤیا صفحہ ۲۵)

"شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی"

(اصدق الرؤیا صفحہ ۳۷)

ناظرین کرام! صمیم قلب سے ان دیوبندی وہابی مولویوں کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مرزا قادیانی کے اصل رہنما یہ وہابی ہی ہیں۔

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تو فرمائیں:

مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا:

مگر دیوبندی یہ لکھیں کہ:

"شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی"۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں"

بعض صفات میں دیوبندی مولوی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں

دیوبندی وہابی مسلک کے نام نہاد مجدد تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی یعقوب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ:

"مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں" (افاضات الیومیہ صفحہ ۱۴۴ ج ۷)

قارئین کرام! یہ عبارات پڑھ کر اس حقیقت کو تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے کہ:

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یار د!
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مار د!

رشید گنگوہی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہے

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اپنے استاذ رشید احمد گنگوہی کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دینے کی جسارت ان الفاظ میں کی ہے:

زباں پر اہلِ ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی ہے! (مرثیہ ص۶)

شاید اسی لئے دیوبندی وہابیوں کے رشید احمد گنگوہی نے امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ہی صرف رحمت کائنات ہونے کا انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو قرآن پاک کی نص قطعی کا منکر ظاہر کیا ہے۔ اصل عبارت استفتاء اور جواب دونوں درج ذیل ہیں:

صرف نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہی رحمۃ للعالمین نہیں

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۹۲ ج۲ مطبوعہ دہلی)

اللہ کریم تو صرف نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

وہابیوں کا نام نہاد قطب گنگوہی اس کا صریحاً انکار کرتے ہوئے کفر تک

بک گیا۔

غیر مقلدین کے نام نہاد شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین صرف خاصہ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ کل انبیاء علیہم السلام رحمۃ للعالمین ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"ہم نے تو حضرات انبیاء ہی کو رحمۃ للعالمین کہا تھا"

(اہلحدیث امرتسر ص۹ کالم ۱، فروری ۱۹۳۰ء)

ناظرین کرام! وہابیوں کے سردار امرتسری کی جہالت کا اندازہ اس جملہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ اول تو سابقہ انبیاء میں سے کوئی بھی عالمین کے لئے نبی یا رسول بنکر نہیں آیا۔ ہمہ گیر رسالت اور نبوت اگر کسی کو اللہ کریم نے عطا فرمایا تو وہ صرف ایک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ دوسرا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے وما ارسلنک میں ک مخاطب کا فرما کر اس صفت کا مالک آمنہ کے لال، دو عالم کے تاجدار اور مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ اس نص قطعی کے ہوتے ہوئے سب انبیاء کو رحمۃ للعالمین قرار دینا جہالت ہی جہالت ہے۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

حاجی امداد اللہ رحمۃ للعالمین ہیں!

مولوی اشرف علی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ:

"حضرت گنگوہی ۔۔۔۔ حضرت (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے"

(افاضات الیومیہ ص۱۰۸ ج۱)

۱۱۳

مدینہ منوّرہ اور تھانہ بھون کی مناسبت

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے فرمایا کہ:

"جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں (تھانہ بھون) پر بھی نہیں رہ سکتا"

(افاضات الیومیہ ص۲۹۵ ج ۲)

مولوی اشرف علی تھانوی ہی افاضات الیومیہ میں بھی تھانہ بھون کے متعلق گلفشانی کرتے ہیں۔

"یہاں سب بے حیا ہی رہتے ہیں" (افاضات الیومیہ ص۲۹۵ ج۲)

ناظرین! تھانوی صاحب کے جملہ کا یہ لفظ کہ "یہاں سب" قابلِ غور ہے جس سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی بھی بے حیا ہیں۔ اگر تھانوی صاحب کی عبارات کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے۔ ابوالکلام آزاد کے والد ماجد کی مومنانہ فراست نے یہ جان کر ہی کہا تھا ؎

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو!

ایسے نظریات والے وہابی اکابر کی عقل وخرد کہاں کھو گئی اور ایسے نامعقول دشمنانِ دین کو اپنا اکابر تسلیم کرنے والوں کی غیرت و حمیّت کا تو جنازہ ہی نکل گیا ہے۔ کہیں تھانہ بھون کو مدینہ منورہ سے مناسبت دے رہے ہیں اور کہیں رشید احمد گنگوہی کے گاؤں کو کعبہ سے بھی افضل قرار دینے کی ترغیب ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

کعبہ سے گنگوہ افضل ہے!

ان وہابی دیوبندیوں کی عقل کی کچھ سمجھ نہیں آتی لیکن تھانہ بھون کو مدینہ منورہ

جیسا قرار دیتے ہیں اور کہیں گنگوہ کو کعبۃ اللہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔
جیساکہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مرثیہ میں کہا ہے کہ

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق و شوق عرفانی
(مرثیہ ص۱۳)

سرد آہیں گرم آنسو۔ آنسوؤں میں خونِ دل
کہہ رہے ہیں اس طرح افسانہ در افسانہ ہم

دیوبندی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُستاد ہیں!

دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ:

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی"۔
(براہینِ قاطعہ ص۲۶ مطبوعہ دیوبند)

قارئین عظام! مندرجہ بالا بیان میں امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر توہین اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ کہ دیوبندی مولویوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُستاد قرار دیا ہے۔

حالانکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنا اصول بیان فرمایا ہے کہ:
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ (پ۱۳ ع۱۳) اور ہم نے ہر رسول اُس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اِک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں!

اس آیۂ شریفہ سے اظہر من الشمس ہے کہ رسولِ کل، ہادئ سُبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے لیے رسولِ رحمت بن کر تشریف لاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ ربی میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (پ ۱۷، ع ۷) | اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

مندرجہ بالا آیاتِ طیبات سے واضح ہوا کہ دیوبندیوں نے یہ عبارت لکھ کر نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی جسارت کی ہے۔ جو کہ کفر ہے۔

کہیں۔ دیوبندی خطیب الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُستاد بنتے ہیں۔ کہیں ہادئ کل صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو گرنے سے بچاتے ہیں۔ ان کی ذہنی خباثتوں کا اندازہ انہیں ہزلکات سے عیاں ہوتا ہے کہ جو کُل کائنات کی فریاد رس کے وہابی اس شخصیت کو اپنا محتاج قرار دے رہے ہیں۔ دیوبندی وہابیوں کے دورِ حاضرہ کے نام نہاد شیخ القرآن مولوی غلام خان صاحب کے اُستاذ مولوی حسین علی صاحب آف واں بھچراں ضلع میانوالی کے درج کردہ خواب سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے وہ خواب درج کیا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کے مولوی حسین علی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پل صراط سے گرنے سے بچا لیا!

دیوبندیوں کے مولوی غلام خان آف راولپنڈی کے اُستاد مولوی حسین علی آف واں بھچراں نے لکھا ہے کہ

رَاَيْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَانَقَنِيْ وَذَهَبَ | میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معانقہ

بِی مُعَانَقَۃً عَلَی الصِّرَاطِ اَیْ پُلْ صِرَاطِ رَاَیْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ لِیْ..... خَتَمَ عَلَیْہِ بِیَدِہِ الْمُبَارَکَۃِ وَ کَانَ مَعَہُ اَکْثَرُ الْاَکَابِرِ دَعَوْتُ عِنْدَ بَیْتِ اللّٰہِ الْحَرَامِ ثُمَّ جِئْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَعَانَقَنِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَّمَنِیَ اللَّطَائِفَ وَالْاَذْکَارَ وَرَاَیْتُ اَنَّہٗ یَسْقُطُ فَاَمْسَکْتُہٗ وَاَعْصَمْتُہٗ عَنِ السُّقُوْطِ

(مبشرات ملحقہ بلغۃ الحیران)

پُل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے مُہر لگا کر ایک تحریر دی ہے۔ اور آپ کے ساتھ بہت سے اکابر بھی تھے۔ میں نے بیت اللہ شریف کے پاس دعاء مانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور میں نے الصلوٰۃ و والسلام علیک یا رسول اللہ عرض کیا تو آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور اذکار سکھائے اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پل سے گر رہے ہیں۔ تو میں نے آپ کو گرنے سے بچا لیا۔

قارئین حضرات! اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ ایک مسلمان اپنی اُمتی ہونے کی حیثیت سے ایسی بات کبھی بیان نہیں کر سکتا۔ جو رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شافع محشر ہوں۔ جو خود گرتوں کو سنبھالنے والے ہوں۔ جو قیامت کے روز پل صراط پر کھڑے ہو کر رب کریم کی بارگاہ میں رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کی دعائیں کریں۔ ان کے بارے میں دیوبندی وہابی مولویوں کے امام اور سردار مولوی حسین علی خان آف واں بھچراں یہ کہیں میں نے ان کو گرنے سے بچا لیا۔ کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ ہے دیوبندی اکابر کا ایمان مگر میرے اعلیٰحضرت۔ مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کا ایمان اور عقیدہ یہ ہے۔ ؎

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے ہے ربّ سلّم صدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

استخارہ کا عمل سکھانیوالا (پاک نبی) دغاباز اور جھوٹا ہے

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل نے اپنا عقیدہ لکھا ہے۔

عقیدہ:۔ یہ سب جو غیب دانی کا دعوے کرتے ہیں۔ کوئی کشف دعوے رکھتا ہے۔ کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے۔ کوئی تقویم اور پتر نکالتا ہے۔ کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے۔ کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے۔ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیئے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۳ مطبوعہ دہلی)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کی اس غیر محتاط عبارت سے سرور عالمیان حضرت محمد مصطفٰی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بھی جھوٹے اور دغاباز ہوتے ہیں۔ کیونکہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی تو اپنی امت کو استخارہ کا عمل سکھایا ہے۔ بلکہ جلیل المرتبت صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مشکوٰۃ شریف ص۱۱۶)	(ترجمہ)	رسول پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہم کو اس طرح استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت سکھلاتے۔

قارئین کرام! اب خود اس ناعاقبت اندیش۔ ناقص العلم والعقل دہلوی قتیل (جس کو وہابی حضرات اپنا مجدد نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں)۔ کی اس نام نہاد تقویۃ الایمان کی عبارت پڑھ کر اور اس حدیث کا مطالعہ فرما کر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ دراصل اس کا ایسی عبارات لکھ دینا اور اس کو ہی اسلام قرار دینا اس کی جہالت کی بناء پر ہے۔ اس کی ساری کتاب کا اوّل سے لیکر آخر تک مطالعہ کیا جائے تو آپ پر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگی کہ آیت کچھ لکھی ہے اور اس کا مفہوم جو بیان کیا ہے اس کا اس آیت سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ ایسی آیات آپ کو بکثرت ملیں گی جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مگر یہ نادان اور خارجی ان آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتا ہے۔

الٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے!
موت دے دے مگر یہ بد ادا نہ دے

خداوند کریم نے اُس دہلوی کو اس دُنیا میں ہی اس کی سزا دے دی۔ اور ہر ذی عقل اور اہلِ علم اِس کی کتاب صراطِ مستقیم کا مطالعہ کر کے اس سزا کو تسلیم کرے گا اس عبارت میں اُس نے کشف کا دعوےٰ رکھنے والے کو بھی جھوٹا اور دغا باز قرار دیا ہے کہ حالانکہ خود اپنی کتاب صراط مستقیم میں کشف کی تعلیم دے رہا ہے برائے کشف ارواح ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع برلوح محفوظ شغل دورہ کند۔ ارواح ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان و جنت و دوزخ اور تمام امکنہ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے دورہ کا شغل کرے۔ (صراط مستقیم ص ۱۲۸)

پس صراطِ مستقیم کی اس عبارت سے وہابیوں کا نام نہاد مجدد اور شہید اسماعیل دہلوی سے قتیل جھوٹا اور دغا باز ہے۔

مل گئی تجھ کو کفرانِ نعمت کی سزا

وہابیوں کو تقویۃ الایمان کی مندرجہ بالا عبارت اور صراط مستقیم کی عبارت دونوں پڑھ کر اس کی تقویۃ الایمان کی عبارت کے آخری جملہ۔ "اِن کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا"؟ کو غور سے بلکہ بار بار پڑھ کر اور گریبان میں مُنہ ڈال کر عاقبت اور آخرت کو پیشِ نظر رکھ کر وہابیت سے تائب ہو کر اس کے جال سے نکل جانا چاہیئے۔ مولوی ابوالکلام آزاد کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے خوب تجزیہ کر کے ہی فرمایا ہے۔

وہابی بے حیا ر جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو!!!

نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بغیر عدت کے نکاح پڑھا

دیوبندیوں وہابیوں کے مولوی غلام اللہ خان آف راولپنڈی کے اُستاد مولوی

حسین علی واں بھچراں ضلع میانوالی نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر الزام تراشی کرتے ہوئے سنگین گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔ وہ الزام تراشی یہ ہے کہ نبی اکرم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرکار ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عدت کے بغیر نکاح کیا تھا۔ اصل عبارت یہ ہے۔

عقیدہ: اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی۔ جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بلا عدت نکاح کر لیا۔ (بلغۃ الحیران ص ۲۶۷ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ صریحاً الزام ہے! اور حدیثِ نبوی کا انکار ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدٍ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ۔ (صحیح مسلم شریف ص ۴۶۱ ج ۱)

جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔

حدیث شریف کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی تو امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی الزام تراشی سے باز نہیں آتے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سرکار سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یقینی

غیر مقلدین کے امام مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب شریف کے اعتراض اور سرکار سیدہ طیبہ طاہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طہارت پاکیزگی اور عفت دامنی پر شک کا عقیدہ رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: جب منافقین نے بہتان حضرت عائشہ پر باندھا ایک مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اہتمام تحقیق برأت صدیقہ رضی اللہ عنہا میں رہا۔

اور قلب مبارک سے شک ذنب کا ان سے قبل از نزول آیات برآت کے بارگاہِ قدوس سے رفع نہ ہوا۔ جب آیات برآت نازل ہوئیں تب یقین ہوا۔"

(فتاویٰ نذیریہ ص۲۴ ج ۱)

دیوبندی وہابیوں کے مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب نے بھی اسی قسم کی گستاخی کی عبارت ان الفاظ میں کی ہے:

عقیدہ: آپ عالم الغیب نہ تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو تہمت لگائی گئی تھی تو کتنے دن تک حضور مضطرب رہے۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی نے حضرت صدیقہ کی پاکبازی کا اعلان کردیا اس تہمت کا قلع قمع کردیا۔ اور وحی کے بعد حضور کے قلبِ مبارک کو چین آیا۔ حضور عالم الغیب ہوتے تو اس افواہ سے مضطرب ہونے کی کیا ضرورت تھی؟"

(فاران توحید نمبر کراچی ص۱۲)

وہابیوں کے نام نہاد محدث میاں نذیر حسین دہلوی نے کتنی بیباکی سے امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام لگایا کہ:

"قلبِ مبارک سے شکِ ذنب کا ان سے قبل از نزول آیات برآت کے بارگاہِ قدوس سے رفع نہ ہوا۔ جب آیاتِ برآت نازل ہوئیں تب یقین ہوا۔"

حالانکہ سرورِ عالم شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلفاً پہلے علم ہونے کا بیان ان الفاظ میں فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا ۔ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی کی پاکدامنی جانتا تھا۔

(صحیح بخاری شریف ص۲۵ ج ۳ مطبوعہ مصر)

وہابیوں کے مجتہد میاں نذیر حسین دہلوی کا یہ لکھنا قرآنی آیت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ ربِ کریم نے فرمایا ہے:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○ (پ ۱۸ ع ۸)

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے۔ اور بدگمانی ممنوع ہے بعضے گمراہ بیباک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اس معاملہ میں بدگمانی ہو گئی تھی۔ وہ مفتری کذاب ہیں۔ اور شانِ رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں۔ جو مومنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ مومنین سے فرماتا ہے کہ تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا۔ تو کیسے ممکن تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدگمانی کرتے۔ اور حضور کی نسبت بدگمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مبارک میں شک ذنب تھا لکھا ہے۔ حالانکہ سرکار سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بالکل کوئی شک نہ تھا۔ اسی لیے انہوں نے اعلانیہ فرمایا۔ کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں ام المومنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا۔ کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ کو نعلین اُتار دینے کا حکم دیا جو پروردگار آپ کی نعل شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سے صحابیات نے قسمیں کھائیں۔ آیت نازل ہونے سے قبل ہی حضرت اُم المومنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے۔ آیت کے نزول نے ان کا عز و شرف اور زیادہ کر دیا تو بدلوگوں کی بدگوئی اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کبار کے

نزدیک باطل ہے۔ اور بدگوئی کرنے والوں کے لیے سخت ترین مصیبت ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کی عقل و دانش ملاحظہ فرمائی آج اگر کسی دیوبندی یا غیر مقلد وہابی مولوی کی ماں کے متعلق اس قسم کی بات کہی جاتے اور اس کی تشہیر کی جاتے تو دیکھنا کس انداز سے طوفانِ بدتمیزی کھڑا کیا جاتا ہے اور وہابی مولویوں کو کس قدر ناگوار گزرے گا۔ لیکن اِن وہابی اکابر کو امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور تمام مومنین کی ماں کے متعلق ایسے خیالات اور اس قسم کے رذیل الفاظ لکھتے ہوئے شرم وحیاء نہیں آتی۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

انبیاء لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ ہے کہ

عقیدہ:۔ انبیاء بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔

(کتاب التوحید مترجم ص۲۹)

قارئین عظام:۔ آپ خود اندازہ کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جس توحید کا پرچار کرنے کے لئے حق تعالٰی نے انبیاء عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ وہ اور ہر نبی کے حکم کا پہلا جزو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی ہے۔ مگر وہابیوں کا نام نہاد شیخ الاسلام اور مجدد اعظم ان کے ہی متعلق ہی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اپنے کلمہ کی پہلی جزو کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں یہ عقیدہ دشمنانِ انبیاء کا ہی ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔

خاتم الانبیاء شہنشاہ دوسرا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم بھی انبیاء میں آجاتے ہیں۔ میرے سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ ابن ماجہ ترمذی شریف ص۔ مشکوٰۃ شریف ص۲۰۱

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہی ارشاد فرمایا۔

مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵ صحیح مسلم شریف) جو فوت ہوگیا اور وہ جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینا جنت کی کنجیاں ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ وہابیوں کے نام نہاد مجدد اعظم نجدی کا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث شریفہ پر بھی ایمان نہیں۔ کیونکہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت بتا رہے ہیں۔ یقیناً وہ فضیلت جانتے بھی ہیں۔ امام اہلِ سُنّت۔ مجدد برحق مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ کیا خوب ہے۔ الحمدللہ

وہی رب ہے جس نے تجھکو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا!!

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آگے پیچھے ایک جیسا نہیں دیکھتے تھے

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ

عقیدہ: نماز کی حالت میں حضور کو پچھلے لوگوں کی حرکات سکنات معلوم ہوتی تھیں ہمیشہ نہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۱، ۳ مئی ۱۹۱۲ء)

اس عقیدہ میں بھی سرورِ کائنات صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی احادیث شریفہ کی مخالفت کی گئی ہے نبی غیب دان صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق قرآن پاک میں بھی اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ - (پ ۲۶ ع ۱۳) — اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔

وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا - (پ ۲ ع ۱) — اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں۔

وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَ رَسُوْلُہٗ - (پ ۱۱ ع ۲) — اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا۔ اللہ اور اس کے رسول۔

آیاتِ قرآنِ پاک کے بعد اب احادیثِ شریفہ پیش کی جاتی ہیں جس سے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے تمام دُنیا اور تمام علوم کا عیاں ہونا واضح ہے۔ چنانچہ نبیٔ غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ — جو کچھ میں دیکھتا ہوں۔ تم نہیں دیکھتے۔

سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ — جو کچھ تم چاہو مجھے پوچھ لو۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ مصر) (ترمذی۔ خصائص ص ۱۶۴ ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بداں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالٰے۔ — تو جان لے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھکو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں۔

(مدارج النبوۃ فارسی ج ۲ ص ۲۸۸)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے خود ہی اہل سُنّت وجماعت کے مسلک کی تائید اور وہابیوں کے مسلک کی تردید ان الفاظ سے کردی ہے۔

وَکَانَ یَرٰی فِی الظُّلْمَۃِ — آپ ظلمت میں بھی اس طرح

كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ كَمَا رَوَتْ	دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں
عَائِشَةُ وَكَانَ يَرٰى مِنْ	دیکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ
بَعِيْدٍ كَمَا يَرٰى مِنْ	صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے
قَرِيْبٍ وَكَانَ يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ	روایت کیا ہے اور آپ دور سے
كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ۔	ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے
(نشر الطیب ص۲۳۶، ص۲۳۷)	دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے
(مطبوعہ دیوبند)	تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔

محدثین عظام علیہم الرحمۃ نے امام الانبیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء شریفہ میں۔ الخبیر۔ السمیع البصیر العلیم اسماء بھی تحریر فرمائے ہیں۔ دیکھئے مدارج النبوۃ قاری ص۳۱۵ ج۱ مواہب الدنیہ شریف ص۱۸۲ ج۱ زرقانی شریف ص۱۲۴ تا ۱۳۸ ج۳ خصائص الکبریٰ للسیوطی ص سیرۃ حلبیہ ص

قرآن و حدیث اور مستند کتب محدثین سے یا حقیقت واضح ہوگئی کہ سرور عالم۔ نور مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں اور نماز کے بعد بھی لوگوں کی حرکات و سکنات اور حالات سے باخبر۔ اور واقف ہیں۔ ؎

اور کیا غیب نہاں ہو آپ سے بھلا
نہ جب خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود!

دیوبندی وہابیوں کے ماہنامہ "رشاد" نے بھی ایک حدیث لکھی ہے کہ:

"سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کائنات کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔" (ماہنامہ رشاد سیالکوٹ ص۱۹)

اس کے بعد سلطان العارفین سید الطائفہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کا قول بھی لکھا ہے کہ:

"حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس ذرے میں مشاہدہ کائنات کر رہا ہوں۔" (ماہنامہ رشاد سیالکوٹ ص۱۹) جولائی ۱۹۷۳ء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنے والا کافر ہے

دیو بندی وہابیوں کے مولوی غلام خان صاحب آف راولپنڈی اپنا عقیدہ لکھتے ہیں کہ
عقیدہ :۔ نبی کو جو حاضر ناظر کہے بلا شک شرع اُسکو کافر کہے۔ (جواہر القرآن ص۱۰)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا ہندوؤں کا عقیدہ ہے

غیر مقلد وہابیوں کے مولوی رفیق خان پسروری نے لکھا ہے کہ
عقیدہ :۔ انبیاء علیہم السلام جہاں چاہتے ہیں۔ آتے جاتے ہیں یہ عقیدہ جینی۔ سائن وغیرہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ (اصلاح عقائد ص۱۲)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنے والا یہود و نصاریٰ کے برابر ہے!

وہابیوں کے مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے لکھا ہے کہ:
عقیدہ :۔ جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور نبی بھی ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ ایسا شخص بے شک اسلامی تعلیم کا منکر ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان میں اور اُن یہود و نصاریٰ میں جنہوں نے اپنے انبیاء کو رب بنا لیا کوئی فرق نہیں ہے۔ (برہان الحق ص۱۱)
حاضر غائب کی ضد ہے۔ (صراح) غائب کا معنیٰ امام اصفہانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اُسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (پ۲۲ ع ۳)	اے غیب کی خبریں بتانیوالے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

اس آیۂ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو شاھد کی صفت سے متصف فرمایا ہے۔ اور شاھد کے معنے حاضر و ناظر کے ہیں۔ امام اصفہانی نے مفردات میں فرمایا ہے کہ

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَةِ (مفردات راغب صفحہ ۲۶۹)	نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہیں۔

علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ نے مجمع بحار الانوار میں جو کہ حدیث کی لغت ہے میں لکھا ہے۔

اَنَا شَهِیْدٌ اَیْ اَشْهَدُ عَلَیْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فَكَاَنِّیْ بَاقٍ مَّعَكُمْ اَنَا شَهِیْدٌ عَلٰى هٰؤُلَآءِ اَیْ اَشْفَعُ وَاَشْهَدُ بِاَنَّهُمْ بَذَلُوْا اَرْوَاحَهُمْ لِلّٰهِ۔ (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۶۲)	اور میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دوں گا۔ پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں۔ اور طبرانی میں انا شہید علیٰ ھؤلاء وارد ہوا ہے یعنی میں شفاعت کرونگا اور گواہی دونگا اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کیا ہے

شاہد غائب کی ضد ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا ہے۔ حدیث سے بھی شاہد کا معنے حاضر ہے اور یہ غائب کی ضد ہے۔ جیسا کہ نماز جنازہ میں سبھی پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا	اے اللہ ہمارے زندوں کو اور مردوں کو ہمارے حاضروں کو اور غائبوں کو ہمارے چھوٹوں کو

وَكَبِيرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنثَانَا ه — اور بڑوں کو ہمارے مردوں کو اور عورتوں کو بخش دے

زندہ کی ضد مردہ ہے چھوٹے کی ضد بڑا ہے۔ مرد کی ضد عورت ہے۔ اسی طرح غائب کی ضد حاضر ہے۔ پس حدیث شریف سے بھی شاہد کا معنےٰ حاضر ثابت ہے۔

اب جو کوئی نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے حاضر و ناظر کا منکر ہے گویا کہ وہ قرآن پاک کی آیت کا منکر ہے۔ اگر قادیانی مرزائی خاتم النبیین کا انکار کرنے سے بالاتفاق کافر ہیں۔ تو جو کوئی امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شاہد حاضر و ناظر کا منکر ہے وہ کیسے مسلمان رہ سکتا ہے۔

اِسی لئے شیخ المحدثین بالاتفاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے اپنے مکتوبات شریف (جو کہ دیوبندیوں نے ہی اخبار الاخیار شریف کے حاشیہ پر شائع کئے ہیں) میں فرمایا ہے کہ

وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است کہ یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم وتاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر وناظر و مرطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔	اور باوجود اسقدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء اُمت میں ہیں۔ ایک کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں۔ اور اعمال اُمت پر حاضر و ناظر ہیں۔ اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونیوالوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

(مکتوبات شریف برحاشیہ اخبار الاخیار شریف ص ۱۵۵)

سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث شریف بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ — جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے

فِی الْیَقْظَۃِ ۔ صحیح بخاری شریف ج ۔ بیداری میں بھی دیکھے گا۔
صحیح مسلم شریف ص ۲۴۲ ۔ ابوداؤد شریف ص ۳۲۹ ۔ عمدۃ القاری ۔ بہجۃ النفوس ۔ ارشاد
فتح الباری شریف تفسیر روح المعانی ۔ تنویر الملک السارى ۔ مشکوٰۃ شریف ۔

نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھنے سے انکار اور ممانعت

س : التحیات کے الفاظ ایہا النبی نماز کے اندر شرک ہے اور پڑھنے والے مشرک ہیں؟

ج : شرک نہیں اور پڑھنے والا بھی مشرک نہیں ۔ آنحضرت کو حاضر ناظر جانے تو شرک ہے ۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۲ ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء)

سردار الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار میں لکھا ہے کہ :

"اکثر اہل حدیث بحکم روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مندرجہ صحیح بخاری : اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللہِ پڑھتے ہیں عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ نہیں پڑھتے" (اہلحدیث امرتسر ص ۳ ، ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ہم محض نقل کے طور پر اسکو کہتے ہیں" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۳ ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء)

وہابیوں کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کی جگہ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ پڑھتا تھا ۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۲ ، ۱۰ دسمبر ۱۹۴۳ء)

ناظرین کرام ! وہابیوں کی پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیازمندی اور عقیدت آپ نے ملاحظہ فرمالی کہ السلام علیك ایہا النبی پڑھنے سے بھی انکار کر رہے ہیں اور امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر پڑھنے

کو شرک قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (پ۲۱ ع۱۷) "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔"

دیوبندیوں کے روح رواں مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے

"النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بعد لحاظ صلہ : مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہوا، اور اگر بمعنی احب یا اَولیٰ بالتصرف ہو۔ جب بھی یہی بات لازم آئے گی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔" (تحذیر الناس صنا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں السلام علیك ایھا النبی کہتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کہا۔ ابو عوانہ کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت میں جو اس کے مقابل اصح ہے یہ الفاظ نہیں۔ بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ: فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا سَلَامٌ یَعْنِیْ عَلَی النَّبِیِّ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو ہم نے سلام کہا (یعنی نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر) بخاری کی اس روایت نے بیان کر دیا کہ یہ قول ہے۔ اس نے اپنی فہم کے مطابق اپنے لفظوں میں بیان کر دیا کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود کا نہیں یعنی راوی کا قول ہے اس نے اپنی فہم کے مطابق اپنے لفظوں میں بیان کر دیا، اور اس قول میں بھی دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ جس طرح حضور پر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں ہم السلام علیك ایھا النبی کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی کہتے تھے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ہم نے خطاب چھوڑ دیا۔ جب الفاظ میں احتمال پیدا ہو گیا کہ ہم نے قطعیہ باقی نہ رہی۔ (مرقات شرح مشکوۃ ج ۱ صفحہ ۵۵)

عرف الشذی میں ہے کہ جمہور صحابہ کرام علیہم الرضوان حیات اور بعد از انتقال دونوں حالتوں میں السلام علیك ایها النبی پڑھتے تھے۔ (عرف شذی صفحہ ۱۳۹)

وہابیوں کے نواب صدیق حسن بھوپالوی کو بھی یہ لکھنا پڑا ہے کہ:

"آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی است و بعضے عرفاً گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتے ہیں۔ تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے یعنی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔ بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے نمازیوں میں موجود اور حاضر رہتے ہیں۔ پس نمازیوں کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے غافل نہ ہوں تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرارِ معرفت سے منور اور فائز ہو" (مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۴۴)

قارئین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں وہابی مذہب کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ ان کے دل میں صاحبِ لولاک احمد مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی کتنی محبت ہے۔

نیز ان کے فتووں سے صحابہ اور اولیاء بھی محفوظ نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ بُرے عقائد سے محفوظ رکھے جو کہ اسلام کے صریحاً خلاف ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

رسولِ پاک کو مالک و مختار ماننا عیسائیوں کا عقیدہ ہے

وہابیوں کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:

عقیدہ: کفار مشرکین سے بچ کر غار ثور میں چھپنے والے اور بھوک کی تکلیف کے باعث پیٹ پر پتھر باندھنے والے، جنگ میں دانت مبارک شہید کرانے والے، سر مبارک پر زخم کھانے والے، اپنے بچاؤ کے لیئے جنگوں میں خود اور زرہ پہن کر جانیوالے رفیع الشان رسول کے حق میں ایسا خیال ظاہر کرنا (کہ وہ مالک و مختار ہیں) عقل و نقل کے خلاف اور مسیحی عقیدہ سے ماخوذ ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۴ ۵ مارچ ۱۹۴۲ء)

اخبار اہلحدیث کی اس گستاخانہ عبارت اور عقیدہ کا جواب وہابیوں کے مولوی قاضی سلیمان منصور پوری سے ہی خدا نے لکھوا کر وہابیوں کے منہ پر عبرتناک تھپڑ رسید کیا ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری کی تحریر یہ ہے۔

زہد کی یہ تمام صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔ اور اس زہد سے مقصود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ نہ تھا کہ کسی حلال شے کے

استعمال یا انتفاع میں کوئی روک پیدا کریں۔

(رحمۃ للعالمین ص ۲۹۳ ج ۱ مطبوعہ کاشی رام پریس لاہور)

علامہ قسطلانی شارح بخاری نے تحریر فرمایا ہے کہ

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْرًا مِنَ الْمَالِ قَطُّ وَلَا حَالُہٗ حَالُ فَقِیْرٍ بَلْ کَانَ اَغْنَی النَّاسِ بِاللّٰہِ قَدْ کَفٰی اَمْرَ دُنْیَاہُ فِیْ نَفْسِہٖ وَعِیَالِہٖ

(مواہب اللدنیہ ص ۳۱۲ ج ۱)

وہابیوں کو نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا پیٹ پر پتھر باندھنا تو نظر آگیا مگر کتب احادیث میں چند افراد کا کھانا سینکڑوں ہزاروں افراد میں پورا کرنا نظر نہ آیا۔ بھوک تو یاد آگئی۔ مگر دست مبارک کی برکت سے بھوک دور کرنا نظر نہ آیا۔ زرہ اور خود پہن کر جانے پر تو نظر پڑگئی مگر کفار کے گھیرے سے بالکل امن وامان سے نکلنا اور کافروں کو مصطفے کا دکھائی نہ دینا یہ ذہن نشین نہ رہا۔ وہابیہ کی یہ عبارت رسول معظم صلے اللہ علیہ وسلم سے بغض اور دشمنی کا عیاں ثبوت ہے۔

راہ حق پر ہر طرف سے رہزنوں کا زور ہے
نقد ایماں کو بہ ہر صورت بچانا چاہیئے

مولوی محمود الحسن دیوبندی سے بھی میرے پیارے مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنا مالک ومختار ہونا تسلیم کرا لیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں۔ یا غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے۔ اور فہیم ہوں گے۔ تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کردیں۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ عدل ومہر آپ کے ذمہ واجب نہ تھا۔

(ادلہ کاملہ ص ۱۲۴ مطبوعہ کانپور)

وہابیہ نجدیہ کی رسول دشمنی کا ایک اور ثبوت ملاحظہ فرمائیں

رسولِ کریم کو خدائی کاموں میں کوئی دخل نہیں

وہابیوں کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ :

عقیدہ: آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغ رسالت کے علاوہ خدائی کاموں میں کوئی دخل نہ تھا۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۸ جنوری ۱۹۴۳ء)

وہابیہ نجدیہ کا یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کی سراسر مخالفت کر رہا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (پ۵ ع۶)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰ ع۱۶)

اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پ۲ ع۱)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ۳۰ ع۱۸)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اسی طرح کتب احادیث شریفہ سے بھی خدا کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی مختاری

اور نائب الٰہی ہونے اور تصرفات کے واقعات ہیں۔

ایام ماہواری میں عورتوں کو نمازیں معاف کس نے کیں۔ وہ صحابی جس سے رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ ٹوٹا اور اس کا کفارہ کس نے معاف کیا۔ اکیلے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابیٔ رسول کی گواہی دو کے قائم مقام کس نے قرار دی۔ سرکار سیدۃ النساء کی حیات مبارکہ میں سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دوسری شادی کی ممانعت کا حکم کس نے ارشاد فرمایا۔ کس کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پھر طلوع ہوا۔

میرے اعلیٰ حضرت اس صدی کے مجدد برحق علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے صحیح فرمایا ہے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں

دیوبندیوں وہابیوں کے رشید احمد گنگوہی کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ

"شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱ مطبوعہ کانپور)

قارئین کرام: یہ شیخ محقق شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی پر وہابیوں کا بہتان ہے۔ حالانکہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ

جوابش آنست کہ ایں سخن اصلی ندارد و روایتی بداں صحیح نشدہ"

(مدارج النبوت فارسی ص ۹ ج ۱)

جو دیوبندی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشی کرنے سے باز نہیں آئے ان سے شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ القوی پر الزام لگانا کوئی بعید اور عجیب نہیں بانی رہا دیوار کے پیچھے کا علم ہونا سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے۔

عَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (مشکوٰۃ۔ ترمذی)
زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ میں اس کو جان گیا ہوں۔

دیوار اور اس کا عقب کیا زمین و آسمان میں داخل ہے یا کہ نہیں؟ اگر داخل ہے، تو اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر مسلمان کا ایمان یقینی ہے۔

دوسری دلیل صحاح ستہ میں یہ روایت موجود ہے۔ کہ نبی پاک صلے اللہ تعالے علیہ وسلم گذر رہے تھے۔ کہ دو قبروں کے پاس آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ کہ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے اور دوسرا غیبت سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ دیوار کی موٹائی زیادہ ہے۔ یا قبر کی گہرائی۔ اگر نبی غیب دان صلے اللہ علیہ وسلم سے قبر کے اندر کی بات پوشیدہ نہیں۔ تو دیوار کے پیچھے کی چیز کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے ؎

تو دانائے ماکان و مایکون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحرائے عرب کے ان پڑھ بادیہ نشین اور بدوی ہیں

میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ؎

عقیدہ ۔ صحرائے عرب کا یہ ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا۔ دراصل دورِ جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے۔

(تفہیمات ص۲۴۹ ج ۱)

عقیدہ :۔ ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکایک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت اتنے کمالات اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہو جانے کا کون سا ذریعہ تھا۔

(تفہیمات ص۲۵۴ ج ۱)

مودودی صاحب نے اپنی دوسری کتاب میں ان پڑھ صحرا نشین الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ کہ

عقیدہ :اُس نے اس ان پڑھ صحرا نشین انسان نے حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں کہ نہ اس سے پہلے کسی انسان نے کی تھیں۔ نہ اس کے بعد آج تک کوئی کہہ سکا۔ نہ چالیس برس کی عمر سے پہلے خود اس کی زبان سے وہ کبھی سنی گئی تھیں۔ (رسالہ دینیات ص۴۲ مطبوعہ پٹھانکوٹ) تفہیمات ص۲۴۷ ج ۱)

مودودی صاحب نے سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان پڑھ بدوی کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ دیکھو تفہیمات ص۲۴۱ ج ۱)

خداوند کریم اپنے جس محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور اور زلفوں کی قسم اٹھاتے ہوئے وَالضُّحٰى ۱ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۱ فرمائے

جس مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک کی قسم اٹھاتے ہوئے وَالْعَصْرِ فرمائے

؎ قرآن پاک میں جو آپ کو اُمّی کی صفت سے ذکر کیا گیا ہے وہ نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے پڑھے نہیں۔ اور کتاب وہ لائے جس میں اولین اور آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (تفسیر خازن)

جس حبیب لبیب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ کی قسم وقیلہ سے اٹھائے۔

اس ذیشان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بادیہ نشین اور گلہ بانی کرنے اور سوداگری کرنے والے نامہذب اور بیہودہ الفاظ لکھے اور کہے اس سے بڑھ کر رسول دشمنی کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جس رسول معظم صلے اللہ علیہ وسلم کے شرح صدر کا ذکر اللہ تعالے اس طرح فرمائے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پ۳۰ ع ۱۹)

جس پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی شان میں رب کریم

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر افضل ہے۔ (پ۵ ع۱۴)

فرماتا ہے کہ "اس شان والے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پڑھ لکھنے والا بشقی القلب بدبخت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر بانیٔ جماعت اسلامی مودودی صاحب کے متعلق کوئی مسلمان ان پڑھ بادیہ نشین، گلہ بانی کرنے والے اور سوداگری کرنے والا کہے تو کتنے بیخ پا ہوتے ہیں۔ لیکن ان مودودی وہابیوں کی حد درجہ شقاوت قلبی اور رسول دشمنی کا بین ثبوت ہے کہ رسولوں کے امام رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسے بیہودہ الفاظ لکھنے والا ان کے نزدیک منکر اسلام اور نہ جانے کیا کیا ہے۔

ہمارے دوست پروفیسر محمد حسین صاحب آسی ایم اے نے خوب فرمایا ہے ؎

چھوڑ دو اس کو جو گستاخ نبی ہو کوئی ہو
بلکہ گر تھوڑی سی بھی بکواس کی ہو کوئی ہو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی وجہ سے تھی!

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گذرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصہ نے محسوس کر لیئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی موادمل گیا۔ جس کے اندر کیر یکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔

(تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص۱۷)

ناظرین کرام: مودودی صاحب نے اس عقیدہ میں کمالاتِ مصطفوی کا انکار کرتے ہوئے توہین مصطفوی کی انتہا کر دی ہے۔ مودودی صاحب کے عقیدہ کے مطابق سرورِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی و کامرانی کو عرب کے عوام کا مرہونِ منت ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ عرب کے رہنے والوں کی حالت کی تاریخ شاہد ہے۔ کہ جانوروں کو پانی پینے پلانے پر جھگڑا کرتے تھے۔ بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ اور قرآن پاک میں انکی ضلالت کا تذکرہ خداوند تعالےٰ نے اس طرح فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ	بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا
اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ	مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے
اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ	ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی
وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ	آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک
وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ	کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت
قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ	سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس

سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (پ۲۴ع۸)

مودودی صاحب عجیب ذہنیت کے مالک ہیں۔ کہ خدا کے محبوب کی کامیابی کا ذریعہ ان عرب کے عوام کو قرار دے رہے ہیں۔

دراصل یہ سب عناد نبوی کی وجہ سے ہی مودودی نے لکھا ہے۔

میرے اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدائشی موحد نہ تھے

مودودی صاحب سورۃ ہود کی آیت اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

عقیدہ:۔ اس ارشاد سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نزول قرآن سے پہلے ایمان بالغیب کی منزل سے گذر چکے تھے۔ جس طرح سورۃ انعام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بتایا گیا ہے۔ کہ نبی ہونے سے قبل آثار کائنات کے مشاہدے سے وہ توحید کی معرفت حاصل کر چکے تھے اس طرح یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی غور وفکر سے اس حقیقت کو پالیا تھا۔ اور اس کے بعد قرآن نے آکر اس کی نہ صرف تصدیق وتوثیق کی۔ بلکہ آپ کو حقیقت کا براہ راست علم بھی عطا کر دیا تھا۔

(تفہیم القرآن صـ۳۲۱ ج ۲)

دیوبندی وہابی مولوی قاضی مظہر حسین نے بھی اس عقیدہ کو باطل اور لغو قرار

دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

یہاں مودودی صاحب نے تصریح کردی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی غور و فکر سے توحید کو سمجھا۔ لیکن یہ عقیدہ بھی بالکل لغو اور باطل ہے۔ کیونکہ جس طرح نبوت وہبی نعمت ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو توحید پر یقین بھی وہبی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ اس میں وہ غور و فکر کے محتاج نہیں ہوتے۔ انبیاء کرام پیدائشی طور پر ہی مومن و موحد ہوتے ہیں۔

(مودودی مذہب ص۴۴، ص۴۵)

نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے جو آوازیں آئیں وہ شیطان کی چالیں تھیں!

وہابیوں کے امام اور مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ: قبر کو بت بنانا شرک کی ابتدا ہے۔ اس لئے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ کوئی عجیب و غریب تصرف نظر آتا ہے جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں، مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہو گئی۔ مردہ باہر نکل آیا۔ باتیں کیں، معانقہ کیا۔ اس طرح کی چیزیں نبیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آسکتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں۔ جو آدمی کے بھیس میں ظاہر ہو کر مکر و فریب کا کرشمہ دکھاتا ہوا کہتا ہے۔ کہ میں فلاں نبی یا فلاں شیخ ہوں۔

(کتاب الوسیلہ ص۵۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانی شکل میں مدد کرنا شیطان کا مدد کرنا ہے!

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔ کہ:

عقیدہ: فرشتے شرک میں کسی کی امداد نہیں کرتے۔ نہ حیات میں۔ نہ موت میں۔ اور نہ اسے پسند کرتے ہیں۔ البتہ شیاطین کبھی کبھی ان کی مدد کرتے اور انسانی شکل میں ان کے سامنے نمودار ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ پھر کبھی کوئی شیطان ان سے کہتا ہے میں ابراہیم ہوں، مسیح ہوں، محمد ہوں، خضر ہوں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی یا فلاں شیخ طریقت ہوں۔

(کتاب الوسیلہ ص ۱۴)

قارئین کرام: مندرجہ بالا وہابیوں کا عقیدہ طبرانی شریف کی حدیث شریف کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا نصرت نصرت فرمانا یہ شیطان کی آواز یا شیطانی مدد قرار دی جائیگی۔ جو کہ کفر ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف سے آواز آنے کے کئی واقعات ہیں مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے اذان کی آواز سننے کی روایت درج ہے۔

تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار خلیفۂ رسول، خلیفۂ اول، خلیفہ برحق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو قبر نبوی کے پاس لے جانا اور قبر سے یہ آواز آنا کہ ایک دوست کو دوست کے ہاں داخل کر دو۔ درج فرمائی ہے جس کو وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی جمال الاولیاء ص ۲۶ میں درج کیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پاک سے سلام کا جواب آنا جمال الاولیاء کے ص۳۹ پر نقل کیا ہے۔ نیز تھانوی صاحب نے ہی جمال الاولیاء کے ص۶۵ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبروں والوں سے سلام کا جواب سننا درج کیا ہے۔

خواجہ خواجگان خواجہ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ نے امام الائمہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا روضہ نبوی پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُرْسَلِیْنَ عرض کرنا اور سلام کا جواب نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ کے الفاظ سے دینا۔ جو کہ خود حضرت امام نے سنا درج کیا ہے

دہابیوں نجدیوں کے مجدد ابن تیمیہ اور محدث عبداللہ روپڑی کے نزدیک حضرت سعید ابن مسیب، حضرت علی المرتضیٰ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے جو آوازیں حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پُرانوار سے سُنیں۔ شیطان کی آوازیں تھیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بھا سکتا نہیں خدا کو دشمن شانِ نبی
بات یہ دو ٹوک ہے روپڑی ہو کوئی ہو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خُدا کے نُور سے ماننا کفر ہے

دہابیوں کے پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی میں وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

عقیدہ ۱: نام نہاد مسلمانوں نے کہا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے پیدا ہوئے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۸ ۲ نومبر ۱۹۵۴ء)

قارئین کرام! اس عقیدہ کو پڑھنے کے بعد "نام نہاد مسلمانوں نے کہا" کے جملہ پر غور کیا جائے۔ تو ان بے ادبوں، گستاخوں کے نزدیک رحمت کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس بھی محفوظ نہیں رہی۔ اس کے بعد صحابہ عظام علیہم الرضوان اور مفسرین امت کی مسلمانی بھی مشکوک ہے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے عظیم المرتبت صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ	اے جابر اللہ تعالےٰ نے بیشک
قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ	سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا
مِنْ نُّوْرِہٖ	نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس روایت اور حدیث کو جلیل المرتبت محدث امام بخاری رحمۃ اللہ الباری کے دادا استاذ محدث عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں درج فرمایا ہے۔ ان کے علاوہ علامہ قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ شریف ص۹ ج۱ علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے سیرت حلبیہ ص۳۷ ج۱ علامہ ابن حجر مکی نے فتاوٰے حدیثیہ ص۵۱ علامہ فاسی نے مطالع المسرات ص۲۱ علامہ زرقانی نے زرقانی شریف ص۴۶ ج۱ علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علے العالمین ص۲۸ اور انوار المحمدیہ ص۹ اور علامہ خرپوتی نے عصیدۃ الشہدہ ص۱۰ میں درج فرمایا ہے۔ اور یہ جملہ اکابر غیر مقلد اور دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بھی مسلمہ اہل علم ہیں۔

پس وہابیہ کے اس عقیدہ کے مطابق یہ مسلمہ اکابر بھی مسلمان نہ رہے۔ دیوبندیوں کو اللہ تعالےٰ نے یہ سزا دی ہے کہ اس عقیدہ کے مطابق ان کے اپنے ہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی بھی مسلمانی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ تھانوی

سلہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر زبردست تحقیق فقیر کی کتاب الانوار المحمدیہ فی السیرۃ المصطفویہ جلد اوّل کا مطالعہ فرمائیں۔ (مصنف)

صاحب نے بھی تفصیلاً یہ روایت اپنی کتاب نشر الطیب ص۵، ۶ میں درج کی ہے
مدرسہ دیوبند کے بانی اور نام نہاد قاسم العلوم نانوتوی بھی اس فتویٰ کی
زد میں خوب آتے ہیں۔ کیونکہ قصائد قاسمی میں ہے کہ

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

مولوی انور شاہ کشمیری بھی نام نہاد مسلمانوں کی فہرست میں سر فہرست آتے
ہیں۔ کیونکہ عقیدۃ الاسلام ص۲۱۹ مطبوعہ دیوبند میں ان کا یہ شعر موجود ہے کہ

کاندر آنجا نور حق بود و بند دیگر حجاب
دید و بشنید آنچہ جز وے کس بنشنید و ندید

وہابیوں کو بد عقیدگی سزا ہے کیونکہ ان کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے ترک اسلام ص۱۳ مطبوعہ
امرتسر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور رب العالمین تسلیم کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ

سلام اس نور رب العالمیں پر
سب اس کی آل اور اصحاب دیں پر

امرتسری نے فتاوٰی ثنائیہ ص۲۳۷ جلد ۲ کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ
"ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے
پیدا کئے ہوئے نور ہیں"

قاضی سلیمان منصور پوری پر بھی یہ فتوٰی چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا بھی یہ عقیدہ
سید البشر ص۴ میں درج ہے کہ

شان محمدی سے اندھے ہیں اہل ظلمت
وہ نور حق ہے جس سے دار السلام چمکا

غیر مقلدین کے مولوی یوسف کلکتوی اور ان کا پورا ادارہ بھی اس کفر کے فتوٰی

کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے رسالہ الارشاد کراچی ص۲۲ یکم مئی ۱۹۸۰ء میں اسی عقیدہ کی تائید کرنے والے شعر کی اشاعت کی ہے کہ ؎

اے نورِ خدا صلّی علیٰ صاحب قرآن
دی عبدِ صنم کیش کو معبود کی پہچان

منہ رعبہ [illegible] دیوبندی، غیر مقلد وہابی اکابر کی تحریروں سے ان کے عقیدہ کے مطابق تو ان کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا ؎

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

نورِ محمدی کی پیدائش والی روایات صحیح طور پر نہیں آئیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ نورِ محمدی کی پیدائش والی روایات صحیح طور پر نہیں آئیں۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

امام الوہابیہ امرتسری نے یہ عقیدہ لکھ کر اکابر محدثین اور مفسرین کو غلط روایات درج کرنے والا قرار دیا ہے۔ نیز صحابہ کرام کو بھی کذب بیانی جیسی بری عادت میں ملوث گردانا ہے۔

حالانکہ نورِ محمدی کی پیدائش والی روایات ایسی روایات ہیں جن کو امام سیوطی امام ابن جوزی، امام حلبی، علامہ سہیلی، امام یوسف نبہانی، علامہ خرپوتی، محدث قاضی عیاض علامہ ملا علی قاری، علامہ شہاب الدین خفاجی وغیرہم علیہم الرحمۃ جو کہ غیر مقلد اور دیوبندیوں کے اکابر کے بھی مسلمہ اکابر ہیں۔ نے بھی اپنی مستند کتب کو درج فرما کر مسلک حق اہل سنت وجماعت کی تائید فرما دی ہے۔ بلکہ غیر مقلد اور دیوبندی حضرات کے قاضی سلیمان منصورپوری، مولوی ابراہیم میر اور اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتب میں اس روایت کا اندراج فرما کر دیا ہوں کہ اس عقیدہ کو باطل قرار دے دیا ہے۔

میلادِ رسول کے واقعات کذبِ محض اور دجال کے گھڑے ہوئے ہیں

وہابیوں کے حافظ محمد جونا گڑھی وہابیہ کے "اخبار محمدی" دہلی کے اڈیٹر

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے واقعات کو من گھڑت، محض کذب اور

دجال کی گھڑی ہوئی باتیں قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

عقیدہ:۔ جتنے واقعات اس سوال میں میلاد محمدی کے مذکور ہیں۔ سب گھڑنت

ہیں۔ کسی میں اصلیت نہیں۔ انہی موضوع روایتوں کے ڈھیر کا نام آجکل میلاد رکھا گیا ہے۔ اور

یہی ایک بڑی وجہ مروج مولود کی مخالفت کی ہے قصر کسریٰ کا واقعہ محض بے اصل ہے۔

آتش کدۂ فارس کا واقعہ محض خوش گپی ہے۔ بند دریا کا جاری ہونا بھی گپ ہے۔ بتوں کا منہ کے بل

ہو جانا گھریلو گھڑنت ہے۔ سبز رنگ کا علم تو خوب دیکھ لیا۔ رسوم خوشی کا خیال کر کے آسمان

کی خوشی کو بھی اسی رنگ میں رنگ لیا۔ وحشی جانوروں کی بولیاں خوب سن لیں۔ اور سمجھ بھی لیں

یہ بھی وحشیانہ جھوٹ ہے۔ روشنی کا دیکھنا، بوند کا ٹپکنا، سفید ابر کا اترنا سب کذب محض ہے

کسی دجال کی گھڑی ہوئی ہے۔

(اخبار محمدی دہلی ص۳ ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء)

ناظرین حضرات!۔ وہابیوں کے مولوی محمد دہلوی نے جن میلاد کے واقعات

کو من گھڑنت، محض کذب اور دجال کی گھڑی ہوئی باتیں قرار دے کر بارگاہ نبوت میں

گستاخی کی جسارت کی ہے۔ ان واقعات کا درست اور صحیح ہونا وہابیوں کے امام العصر

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی ہی کتاب سے پیش کیا جا رہا ہے۔

میر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

آپ کی ولادت کے نزدیک اور اس کے بعد آپ کی نبوت کے علامات میں سے جو

کچھ ظاہر ہوا۔ اس میں ایک وہ ہے۔ جسے طبرانی نے عثمان بن ابی العاص ثقفی سے اور انہوں نے

اپنی والدہ سے روایت کیا ہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ

خاتون کے پاس تھی۔ جب آپ کو درد زہ شروع ہوا۔ تو میں نے ستاروں کو دیکھا کہ وہ نیچے جھک رہے ہیں۔ حتی کہ میں نے گمان کیا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ جب آپ وضع سے فارغ ہوئیں۔ تو آپ سے ایک نور نکلا۔ جس سے وہ گھر اور وہ محلہ روشن ہو گیا۔

اور اس حدیث کی شاہد عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث ہے۔ جو

کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور میں خدا کے علم میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا۔ جب کہ حضرت آدم گیلی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور ابھی تم کو اس کی حقیقت بتاتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ جو انہوں نے میری بابت کی تھی۔

حالی فرماتے ہیں ؎

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا   دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

اور اپنی والدہ ماجدہ کی رویئت ہوں۔ جو انہوں نے دیکھی تھی۔ اور انبیا علیہم السلام کی مائیں اس طرح دیکھتی آئی ہیں۔ اور بیشک رسول اللہ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپکی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ اور روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے اور صحیح کہا۔ اس کو ابنِ حبان نے اور امام حاکم نے۔ اور حضرت ابوامامہ کی حدیث میں بھی اس طرح ہے کہ جو امام احمد نے روایت کی۔ اور امام ابن اسحاق نے ثور بن یزید سے اور اس نے خالد بن معدان سے اور وہ آنحضرت کے صحابہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ اور کہا کہ علاقہ شام کا شہر بصریٰ روشن ہو گیا۔ اور امام ابن حبان نے اور حاکم نے اپنی شیر خوارگی کے قصے میں ابن اسحاق کے طریق سے باسناد دایہ حلیمہ سعدیہ ایک لمبی حدیث بیان کی۔ اس میں علاماتِ نبوت میں سے یہ بھی ہیں کہ اس کی چھاتیوں میں دودھ کا زیادہ ہو جانا۔ اور اس کی اونٹنی کا دودھ دینا۔ حالانکہ وہ زیادہ لاغر ہو گئی تھی اور آپ کی سواری کے گدھے کا تیز رو ہو جانا۔ اور اس کے بعد دایہ حلیمہ کی بکریوں کا دودھ زیادہ ہو جانا اور اس کے علاقہ کی زمین میں پیداوار کی فراوانی اور اس کی کاشت کا بہت جمنا

اور اگنا۔ اور دو فرشتوں کا آپ کا سینہ مبارک شق کرنا
(سیرۃ المصطفےٰ صفحہ ۱۴۶/صفحہ ۱۴۱ ج ۱۔ از ابراہیم میر سیالکوٹی)

اور مخزوم بن ہانی مخزومی کی حدیث میں ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا (اور اس وقت اس کی عمر ایک سو پچاس برس ہو چکی تھی۔) کہ جس رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے کسرائے ایران کا محل ٹوٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اور آتش پرست فارسیوں کی (عبادت کی) آگ بجھ گئی۔ اور وہ اس سے پہلے ایک ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ اور بحیرہ ساوہ کا پانی نیچے چلا گیا۔ اور موبدان ایرانی نے دیکھا کہ سخت اور قوی اونٹ اچھے اچھے گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں۔ اور دریائے دجلہ کا پانی ٹوٹ گیا ہے۔ اور اس کے گرد کے شہروں میں منتشر ہو گیا ہے۔ جب کسریٰ صبح کو اٹھا۔ تو اسے اس واقعہ سے گھبراہٹ ہوئی اور اس نے اپنے اہل مملکت سے دریافت کیا تو انہوں نے سطیح (کاہن) کی طرف پیغام بھیجا۔ پھر سارا قصہ بطوالت مذکور ہے روایت کیا۔ اس کو ابن سکن وغیرہ نے معرفۃ الصحابہ میں (ترجمۃ فتح الباری مطبوعہ دہلی جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۵)

وہابیوں کے ہی مولوی حافظ محمد لکھوکے والے نے اپنی تفسیر محمدی میں لکھا ہے کہ

معالم وچہ حدیث نبی تھیں با اسناد لیایا
میں ختم نبیاں پاس خدا دے آدم خاک ملایا
ہیں دعوت ابراہیم دی ہور بشارت عیسیٰ والی
تے خواب مائیدا جنن ویلے اس ڈٹھا ظہور جو عالی
جو اس تھیں نور ظہور ہویا تس شام قصور دسیائے
دعوت ابراہیم دی آیت ایہہ بغوی فرمائی
(تفسیر محمدی صفحہ ۱۰۶ منزل اول)

قارئین کرام! مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اور حافظ محمد

لکھوکے کی عبارات سے میلادِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات کا ثبوت پڑھ لینے کے بعد یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ وہابیہ کے مولوی محمد دہلوی کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے عناد اور حسد ہے۔ جن واقعات کو مسلمہ محدثین اور مفسرین نے اپنی کتب میں درج فرمایا ہے۔ ان واقعات کو یہ دشمنِ رسول کذب محض اور دجالی واقعات قرار دے رہا ہے۔

رندانِ مے پرست سیاہ مست ہی سہی
اے شیخ گفتگو تو شریفانہ چاہیئے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تکبیر کہتے ہوئے آنا اور سجدہ کرنا سب لغو اور لچر ہے!

وہابیوں کے مولوی محمد جوناگڈھی لکھتے ہیں کہ

"نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ پیدائش کے وقت تکبیر کہتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے، امتی، امتی کہتے ہوئے ہی دنیا میں آئے۔ یہ سب مولودیوں کی دنت کتھا ہے۔ اور محض لغو و لچر اور بے ثبوت ہے۔ ان میں سے ایک بات بھی قابلِ عقیدہ اور واجب التسلیم نہیں۔

اخبار محمدی دہلی صـ۲ ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء)

قارئین کرام! وہابی مولوی کا اس عبارت اور عقیدہ سے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے بغض اور عناد ٹپک رہا ہے۔

ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کے حوالہ سے امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے کہ

"نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا ہے۔ وہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ہے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۲۴ ج ۱ مطبوعہ سعودیہ)

علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب۔ "انسان العیون" المشہور بہ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ

جب سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے۔ اور پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۲۴)

مستند اکابر کی کتب میں درج شدہ روایات سے ثابت اور اظہر من الشمس ہے کہ ایسی روایات لغو اور لچر نہیں۔ بلکہ ایسی روایات کو لغو اور لچر کہنے والے خود ہی لغو اور لچر اور بیہودہ ہیں۔ جس کو کوئی عاشق رسول عالم دین کہنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
وہابی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

میلاد شریف منانا گناہ بلکہ بدعت و شرک ہے

۱۲ ربیع الاول کو دوکانیں بند کرنا اور مجلس مولود کرنا گناہ ہے۔

(اہلحدیث امرتسر ص ۶۔ ۲۰ مئی ۱۹۳۸ء)

(اہلحدیث امرتسر ص ۹۔ ۲۶ اپریل ۱۹۴۰ء)

"ربیع الاول کے ماہ میں نبی نمبر نکالنا غلط ہے۔

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص ۹۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء)

وہابیوں کے مولوی ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری (جو کہ میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد ہیں) نے لکھا ہے کہ:

"مجلس میلاد شریف، قیام وغیرہ بدعت و شرک ہے۔"

(الارشاد الیٰ سبیل الرشاد ص۴۵)

ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ

"مجلسِ میلاد مقرر کرنا بدعت ہے۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۵ رجنوری ۱۹۱۲ء)

وہابیہ نجدیہ کے امام نذیر حسین دہلوی نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ص۵۴ ج ا مطبوعہ دہلی)

وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"ہیئت مروجہ کے ساتھ مجلسِ میلاد کا انعقاد از روئے کتاب و سنت قطعاً حرام اور بدعت بلکہ داخل فی الشرک ہے۔" (فتاویٰ ستاریہ ص۵۵ ج ا)

"جس مسجد میں محفلِ میلاد و قیام وغیرہ ہوں۔ اور امام ان چیزوں کا قائل ہو تو ایسی مسجد میں نماز نہ پڑھنا جائز چھوڑ بلکہ واجب ہے۔" (فتاویٰ ستاریہ ص۵۵ ج ا)

میلاد شریف ہنود کے سانگ اور کنھیا کی مثل ہے

دیوبندی وہابیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے تو میلاد شریف کو ہنود کے کرشن کے سانگ اور کنھیا کی مثل ان الفاظ میں قرار دیا ہے۔

"پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔"

(براہینِ قاطعہ ص۱۴۸ مطبوعہ دیوبند)

مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے

دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ

"انعقاد مجلسِ میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟"

گنگوہی صاحب اس کا جواب دیتے ہیں۔

"انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۳ ج ا مطبوعہ دہلی)

گنگوہی صاحب سے ایک اور سوال مولود شریف اور عرس مبارک کے متعلق کیا گیا تھا۔ وہ سوال اور جواب دونوں درج ذیل ہیں۔

سوال:۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے، آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب:۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ وعلی ہذا عرس کا جو جواب ہے۔ بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں۔ پھر کسی وقت میں منع ہو گئی۔ مجلسِ عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۶ ج ا مطبوعہ دہلی)

میلاد شریف کی دیوالی اور دسہرہ سے تشبیہہ

مودودی صاحب نے میلاد شریف کو دیوالی اور دسہرہ سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

"یہ تہوار جسے ہادیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس دن

لہ جس گنگوہی صاحب کے نزدیک غیر مشروع امور سے پاک محفلِ میلاد شریف ممنوع ہے۔ ان کے نزدیک سالگرہ منانا جائز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا اور بعد چند سال کے کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلانا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۳ ج ا مطبوعہ دہلی)

کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے ؛

(ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

ناظرین کرام ! اکابر وہابیہ کا پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ، میلاد شریف منانے پر بغض وعناد ان کے فتووں سے اظہر من الشمس ہے۔ وہابی اپنے بچوں کی سالگرہ منائیں۔ سالانہ کانفرنسیں اور سالانہ جلسے کریں۔ اپنے مدارس کی تقسیم اسناد کے اجلاس منعقد کریں تو کوئی بدعت اور حرام نہیں۔ مگر امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف منایا جائے تو بدعت کے فتووں کی بوچھاڑ کر دیں۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول !
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف اور آمد کا ذکر خیر خود رب العالمین نے قرآن کریم میں جا بجا فرمایا ہے :

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ۱۱ ع ۵)	بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پ۶ ع ۷)	بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (پ۴ ع ۸)	بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (پ۱۷ ع ۷)	اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت، سارے جہان کے لیے۔

ان سب آیات طیبات میں اللہ تبارک وتعالٰے نے اپنے پیارے حبیب لبیب

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کا تذکرہ فرمایا ہے۔ میلاد شریف میں بھی حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔ آپ کے معجزات اور صفات کا بیان ہوتا ہے۔

اب صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے میلاد شریف منانے کا ثبوت درج کیا جاتا ہے۔ جس کو امام المحدثین، مقدام الفضلا حضرت علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ جو کہ مفتی حرم شریف بھی رہ چکے ہیں کی کتاب مستطاب النعمۃ الکبرٰی علی العالم میں درج فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔ (النعمۃ الکبرٰی ص مطبوعہ ترکی)	جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْيَا الْاِسْلَامَ۔ (النعمۃ الکبرٰی ص مطبوعہ ترکی)	جس نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اُس نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا۔

اب اولیاء عظام علیہم الرحمۃ سے میلاد شریف کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ ابنِ حجر مکی مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث ص۳۹۲)

دیوبندیوں کے مولوی عبداللہ گنگوہی ابنِ حجر کے متعلق رقمطراز ہیں کہ شیخ شہاب الدین ابنِ حجر مکی عرب کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ (مقدمہ اکمال الشیم ص۶۳)

لَوْكَانَ لِيْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقْتُهُ عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اُسے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کردوں۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَهٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِيْمَانِ۔	جو حضور پُرنور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم ص۸)

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کے موضوع پر "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" نامی کتاب کے علاوہ ایک اور کتاب تحفۃ الاخیار فی مولد المختار لکھی ہے۔

محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ نے بھی میلاد شریف کے موضوع پر بیان المیلاد النبوی رسالہ لکھا ہے۔ جس میں عرب و عجم میں میلاد شریف منانے کا انہوں نے تذکرہ فرما کر محفلِ میلاد شریف منعقد کرنے کی برکات کا بھی اندراج فرمایا ہے۔

امامِ ربانی غوثِ صمدانی سید مجدد الفِ ثانی قدس سرہ النورانی نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں محفلِ میلاد شریف کا جواز تحریر فرمایا ہے کہ:

دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفسِ قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ (مکتوبات شریف ۷۲ مکتوب ۲۲)	آپ کے خط میں مولود خوانی کے متعلق درج تھا۔ اچھی آواز سے تلاوت قرآنِ پاک اور نبیِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کی شانِ اقدس میں قصائد نعت اور منقبت پڑھ لیا جائے تو کیا حرج ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی حرمین شریفین میں محفلِ میلاد شریف منعقد ہونے کا ذکر اور اس محفل پر انوار و تجلیات کی بارش کا تذکرہ بھی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

فَرَاَيْتُ اَنْوَارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَّاحِدَةً لَا اَقُوْلُ اِنِّيْ اَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ وَلَا اَقُوْلُ اَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الرُّوْحِ فَقَطْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ الْاَمْرُ بَيْنَ هٰذَا وَذَالِكَ فَتَاَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُوَكَّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَشَاهِدِ وَبِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَاَيْتُ يُخَالِطُهٗ اَنْوَارُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَاَنْوَارُ الرَّحْمَةِ

پس میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نوران ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل ومقرر ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے جلتے ہیں۔

(فیوض الحرمین صفحہ ۲۷ مطبوعہ دیوبند)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ دلانے کا واقعہ اپنی کتب در الثمین اور انفاس العارفین میں درج فرمایا ہے۔ جس کو دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب دعوات عبدیت میں ان الفاظ میں رقم کیا ہے:۔

"شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی ربیع الاول میں کچھ کھانا پکا کر تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو کچھ میسر نہ ہوا تو آپ نے پیسے دو پیسے کے چنے بھنوا کر تقسیم کر دیئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چنوں کو تناول فرما رہے ہیں۔" (دعوات عبدیت صفحہ ۹ حصہ چہارم)

مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ واقعہ لکھ کر جو بعد میں واعظانہ جملہ لکھا ہے، قابل غور ہے وہ یہ ہے:۔

"دیکھیے محبت اللہ والوں ہی میں ہوتی ہے۔ ان سے سیکھو۔ اور ان کے طرز عمل پر چلو۔" (دعوات عبدیت صفحہ ۹)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے کہ:

"ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر ایسا تشدد کرتے ہیں۔ ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔" (امداد المشتاق ص۵۵)

دیوبندی، غیر مقلد اور مودودی وہابیوں کے سردار اور امام سید احمد بریلوی کے مرید خاص نواب محمد علی خاں کے حکم سے جو کتاب مخزن احمدی لکھی گئی اس میں وہابیوں کے سردار سید احمد بریلوی کا محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور اس مجلس میں قصائد مولودیہ پڑھنا اور شیرینی تقسیم کرنے کا تذکرہ ان الفاظ میں درج ہے۔

"تا آنکہ شب بپایاں رسید وصبح صادق بدمید وجہاز از مکان خوف وہولناک بخیریت تمام بدرآمد وبرگاہیکہ روز روشن شد ناخدا چند طبق حلوائے از حجرہ خویش بیروں آوردہ مجلس مولود شریف منعقد کردہ بعد از اختتام قصائد مولودیہ شیرینی تقسیم نمود۔"

(مخزن احمدی فارسی ص۸۸ مطبوعہ آگرہ)

نورانی محفل میلاد شریف میں شیرینی تقسیم کرنا

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں "مذہب حق اہل سنت والجماعت کا ایک اور معجزہ" کی سرخی اور "وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" آیت کا حصہ لکھ کر ایک شیعہ کا تائب ہونا اور مسلک حق اہل سنت وجماعت اختیار کرنے کا واقعہ کی تفصیل درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"سید صاحب نے اپنا اطمینان کافی کرنے کے بعد نہایت خشوع وخضوع سے مذہب اہل سنت والجماعت کو قبول فرمایا اور اپنی معاصی ماضیہ سے تائب ہو کر اپنے کاشانہ نورانی پر مجلس میلاد شریف منعقد کر کے خود ہی پڑھا۔

"۔۔۔ نہایت مسرت وانبساط کے لہجہ میں اصحاب کرام کی تعریف وتوصیف

بیان کر کے خود مسرور ہوتے۔ اور شیخ صاحب موصوف کو محظوظ کیا۔ اور سامعین کو داخل حسنات کیا اور شیرینی بطور تبرک از قسم تباشہ فیض فرقہ سُنّت والجماعت کے ہاتھ سے تقسیم کرائی۔ اللھم زد فزد۔ خدا انجام بخیر کرے؛ (راقم خریدار اہلحدیث) (اخبار اہلحدیث امرتسر صلا ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء)

قارئین کرام! وہابیوں کی رسول دشمنی کے طریقے آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ جس رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مولود ہر حال ناجائز ہے۔ اور میلاد شریف ہنود کی سانگ اور کنھیا کی مثل ہے۔ اُس گنگوہی کے نزدیک سالگرہ منانا جائز ہے۔

سالگرہ منانا جائز ہے

"سالگرہ بچوں کی اور اُس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اور کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلانا بھی درست ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ صلا ج ۱)

مجلسِ میلاد منعقد کرنے اور وظائف کرنیوالوں کو سزا

مولوی اسماعیل غزنوی نجدی حکومت جن کاموں پر سزا دیتی ہے درج کرتے ہیں کہ:
"مجلس میلاد منعقد کرنا، اس کو تقرب بارگاہِ الٰہی کا ذریعہ سمجھنا بھی بدعت ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔
اسی طرح مشائخ کے مقررہ وظیفے یا ابتدا سورتوں کا وظیفہ اور مہمات میں ان سے امداد حاصل کرنا یہ سب بدعات ہیں۔ بلکہ کبھی یہ شرکِ اکبر تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ یہ طریقہ بدعت ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم ان کو سزا دیتا ہے۔ تاکہ باز آجائیں اور منع

ہو جائیں۔" (تحفہ وہابیہ ص۸)

مصطفٰی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے عناد اور بغض کا ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں۔

دُعا سے پہلے درُود شریف پڑھنے کی ممانعت

وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے سوال کیا کہ:

سوال ۱۰۲: بعد نماز فریضہ کامل درود شریف پڑھ کے اللّٰھم انت السلام پڑھیں یا درود شریف ترک کر کے فقط اللّٰھم انت السلام سے شروع کریں۔ درود شریف قبل پڑھنے کی ممانعت میں کوئی حدیث صحیح ہو تو بیان کریں؟

ج ۱۰۲:۔ امرتسری نے جواب یہ دیا کہ

اوراد مسنونہ کے لیے یہ طریق ہے کہ جو ورد کسی مقام پر ثابت ہے۔ وہی مسنون ہے۔ دوسرا نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص نے چھینک مار کر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا تو ابن عمر نے کہا اس موقع کے لیے ہم کو درود نہیں سکھایا گیا بلکہ الحمد للہ سکھایا گیا ہے۔ اس روایت کے مطابق بعد نماز متصل وہی دُعا پڑھنی چاہیے جس کا ثبوت ملتا ہے یعنی اللّٰھم انت السلام درود کی فضیلت بجائے خود ہے۔ مگر وقت مناسب وہی ہے جو بتلایا گیا ہے:

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ کالم ۱، ۲ ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء)

قارئین کرام! وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری نے کس عیاری اور مکاری سے درود شریف پڑھنے سے منع کیا ہے۔ حالانکہ سائل نے تو پوچھا ہے کہ دُعا سے قبل درود شریف پڑھنے کی ممانعت میں کوئی حدیث صحیح ہو تو بیان کریں۔ امرتسری تو جواب دیتے ہوئے کوئی حدیث دُعا سے قبل درود شریف پڑھنے کی ممانعت میں پیش

نہیں کر سکا۔ یوں ہی ممانعت کر دی۔

؎ اے تجھ کو کھاتے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

طبرانی شریف میں روایت ہے جس کو قاضی سلیمان منصور پوری اور ابن قیم نے بھی درج کیا ہے کہ،

فَاجْعَلُوْنِیْ فِیْ وَسْطِ الدُّعَاءِ وَفِیْ اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ۔ یعنی دعا کے اول و آخر اور وسط میں درود پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونا چاہیئے۔

(جلاء الافہام ص۲۲۶ الصلوٰۃ والسلام ص۲۲۴)

قاضی سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے کہ:

"مقامات درود میں سے ایک جگہ دعا کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پڑھنا ہے۔" (الصلوٰۃ والسلام ص۲۲۸)

"ہر ایک دعا کے بعد اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہوتا ہے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاوے۔ جب درود پڑھا گیا پردہ اٹھ جاتا ہے۔ اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ اور جب درود نہ پڑھا جاوے۔ تو دعا نہیں قبول کی جاتی۔" (الصلوٰۃ والسلام ص۲۲۵)

ابن قیم نے بھی لکھا ہے کہ،

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّسْاَلَ اللّٰہَ حَاجَتَہٗ فَلْیَبْدَاْ بِالصَّلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْبُوْلَۃٌ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرنا چاہے اُسے چاہیئے کہ پہلے درود پڑھے۔ پھر حاجت کا سوال کرے اور پھر درود پر ختم کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تو مقبول ہی ہے۔

(جلاء الافہام ص۲۲۴ مطبوعہ الصلاۃ والسلام ص۲۲۹)

وہابیوں کے قاضی سلیمان منصور پوری نے بھی لکھا ہے کہ،

"غرض درود بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لیے ایسا ہے جیسے نماز

کے لیے سورۃ فاتحہ اور یہ جملہ مقامات جن کا شمار ہو ان سے دُعا درود کی مشروعیت نکلتی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ مفتاحِ دُعا درود شریف ہے۔ جیسا کہ مفتاحِ نماز وضو ہے۔ (الصلاۃ والسلام صـ۲۲۹)

ترمذی شریف اور مشکوٰۃ المصابیح میں حدیث شریف سرکار عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَایَصْعَدُ مِنْھَا شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔

بے شک زمین اور آسمان کے درمیان دُعا موقوف رہتی ہے۔ اُس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک تم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ (مشکوٰۃ صـ۸۷ مطبوعہ دہلی ترمذی شریف صـ۶۴)

مندرجہ احادیث شریفہ اور روایات سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ درود شریف دُعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ مگر وہابیوں کے سردار امرتسری کے فتوے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے۔ اِس کے دِل میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے کتنا عناد اور بغض ہے۔

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ اور ذکر جائز نہیں!

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اِس مسئلہ میں کہ وظیفہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

وہابیوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے اِس کا جواب دیتے ہیں کہ:

الجواب:۔ وظیفہ مجموعہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

وہابیوں کے مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری نے اِس استفتاء کے جواب میں لکھا ہے کہ:

"بیشک ذکر اور وظیفہ کے لیے صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ کا انضمام کسی روایت سے ثابت نہیں۔
(فتاوٰی نذیریہ ص۲۴۹ ج ا مطبوعہ دہلی)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا وہابی اکابر کے جوابات سے ان کی پیارے مصطفٰے صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت عیاں ہے۔ جو فرقہ کے اکابر اور نام نہاد محدث اسم رسولِ مقبول صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کو ذکر اور وظیفہ نہیں سمجھتے اس فرقہ کے باطل ہونے میں کیا شک وشبہ ہے اور ان سے بڑھ کر بدقسمت اور کون ہو سکتا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللّٰہ تعالٰے فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (پ۲۶ ع ۱۲) — محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اللّٰہ تعالٰے کے رسول ہیں۔

لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ (پ۲۹ ع ۴) — (کافر) جب (ذکر) قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں۔

قرآنِ پاک کو اللّٰہ تعالٰے نے ذکر فرمایا ہے:

پھر اللّٰہ تعالٰے جل جلالہٗ نے اپنا وظیفہ ذکرِ مصطفٰے خود قرآنِ پاک میں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲ ع ۴) — بیشک اللّٰہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حدیثِ قدسی ہے۔ اللّٰہ تعالٰے اپنے پیارے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتا ہے۔

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ۔ — جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں میرے ساتھ آپ کا ذکر ہو گا۔ (ترجمان القرآن ص۳۸ پ۲۲)

اس حدیثِ قدسی سے بھی عیاں ہے کہ جہاں ذکر خدا ہو گا وہاں ذکرِ مصطفٰے بھی ہو

گا۔ لہذا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اگر ذکر وظیفہ ہے تو محمد رسول اللہ بھی ذکر و وظیفہ ہے۔

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفٰے کا

اکابر وہابیہ نے اپنا یہ عقیدہ لکھ کر بغض مصطفٰی کا اظہار کیا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

وہابیوں کے امام ابن قیم اور قاضی سلیمان منصور پوری نے نقل کیا ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے) کی حدیث ہے۔ جسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیَذْکُرْنِیْ وَلْیُصَلِّ عَلَیَّ۔ جب کسی کا کان شاں شاں کرنے لگے تو اُسے لازم ہے کہ میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود پڑھے۔

(الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۴۳، جلاء الافہام صفحہ ۴۲، القول البدیع۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، ترجمان القرآن صفحہ ۲۰۲ پ ۲۲)

نبی پاک کی تعریف بشر جیسی بلکہ اس سے بھی اختصار کرو

عقیدہ:۔ کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اُس میں بھی اختصار ہی کرو۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۳ مطبوعہ دہلی)

سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سبھی بزرگ کے لفظ میں آجاتے ہیں۔

اب خود اندازہ کریں کہ اسماعیل دہلوی کہہ رہا ہے۔ کہ جو بشر کی سی تعریف ہو۔ سو ہی کرو۔ صحابہ فرماتے ہیں۔

لَمْ اَرَا قَبْلَہٗ وَ لَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ — آپ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔

سب بشر سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح سب بشر سو جائیں تو ان کی آنکھیں اور دل سو جاتا ہے۔ مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیار کرام علیہم السلام کے متعلق ارشاد فرمایا

تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ (صحیح بخاری شریف) — ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل ان کا بیدار رہتا ہے۔

عورت کا خاوند مر جائے تو بعد از عدت وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ مگر نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ ہر بشر کی بیوی ہر مسلمان کی ماں نہیں ہے۔ مگر نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔

امام الوہابیہ لکھتا ہے کہ بشر کی سی تعریف کرو۔ نیز یہ بھی حکم دیتا ہے کہ اس سے بھی اختصار کرو۔ جب کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پ ۳۰ ع ۱۹) — اور ہم نے تمہارے لیئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پ ۳۰ ع ۱۸) — اور بے شک پچھلی تمہارے لیئے پہلی سے بہتر ہے۔

ان دلائل اور اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کو بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو امام الوہابیہ قرآن وحدیث کی نافرمانی کرنے کی تعلیم دے رہا ہے

راہ پر ان کو تو لے آئیں ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

انبیاء کے نفس شریر

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ

عقیدہ: اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی سرزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ (تفہیمات ص۱۹۵ ج ۱)

اس عبارت کو انبیاء کرام علیہم السلام کی انتہائی گستاخی قرار دیتے ہوئے دیوبندی مولوی قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں کہ۔

انبیائے کرام کے پاک نفسوں کو شریر سمجھنا انتہائی درجے کی گستاخی ہے پیغمبر معصوم ہوتے ہیں۔ ان کے نفوس شر و خباثت سے پاک ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کے نفسوں کو بھی پاک کرنے آتے ہیں۔ وَ یُزَکِّیْھِمْ (مودودی مذہب ص۲۲)

انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی سزائیں

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بارگاہ ہونے کے باوجود اور اس کے طرف سے بڑی بڑی حیرت انگیز طاقتیں پانے کے باوجود تھے تو بندے اور بشر ہی۔ الوہیت ان میں کسی کو حاصل نہ تھی۔ رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔ بیمار بھی رہتے تھے۔ آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے۔ اور انہیں سزا تک دی جاتی تھی (ترجمان القرآن ص۱۵۸ مئی ۱۹۵۵ء بحوالہ مودودی مذہب ص۳۱)

مودودی صاحب کے اس عقیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی مولوی قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں کہ

"مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ اللہ تعالٰی کی طرف سے انبیاء کو سزا تک دی جاتی تھی۔ بہت بڑی گستاخی ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ جرم کی بنا پر نہیں۔ بلکہ ان کی عظمتِ شان کے پیشِ نظر ان کے درجات اور زیادہ بلند کرنے کے لیئے ہیں۔ انبیاء کرام کی معصوم شخصیتیں مجرم اور قابلِ سزا نہیں ہوتیں۔ وہ تو لوگوں کے جرائم کا ازالہ کرنے کے لیئے آتے ہیں۔

(مودودی مذہب صـ ۳۲)

انبیاء اپنی کوشش سے خُدا کو پہچانتے ہیں

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ

عقیدہ ۱۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وحی کے ذریعے سے حقیقت کا براہِ راست علم پانے سے پہلے انبیاء علیہم السلام مشاہدے اور غور و فکر کی فطری قابلیتوں کو صحیح طریقے پر استعمال کر کے (جیسے اوپر کی آیات میں بینۃ من الرب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچ جاتے تھے۔ اور ان کی یہ رسائی وہبی نہیں بلکہ کسبی ہوتی تھی۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالٰی انہیں علم وحی عطا کرتا تھا۔ اور یہ چیز کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی تھی۔

(رسائل و مسائل صـ ۲۹)

دیوبندی وہابیوں کے مولوی مظہر حسین صاحب آف چکوال مودودی صاحب کی اس عبارت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

یہاں مودودی صاحب نے منصب نبوت کے خلاف بہت غلط عقیدہ لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام کو جس طرح نبوت محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وہبی نعمت ملتی ہے۔ اسمیں ان کو اپنی کوشش اور محنت کی حاجت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ فطرتاً اپنی توحید پر یقین و اذعان عطا فرما دیتا ہے۔ وہ پیدائشا اور فطرتاً موحد و مومن ہوتے ہیں۔ (مودودی مذہب صٓ۲۱)

انبیاء کی بعثت کا مقصد حصولِ اقتدار ہے

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب انبیاء کی بعثت کا مقصد صرف حصولِ اقتدار قرار دیتے سیاسی انقلاب برپا کرنا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وہ اہلِ جاہلیت کو یہ حق تو دینے کو تیار تھے۔ اگر چاہیں تو اپنے جاہل اعتقادات پر قائم رہیں۔ اور جس خدا کے اندر ان کے عمل کا اثر انہی کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ اس میں اپنے جاہلی طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کے تیار نہ تھے۔ اور نہ فطرۃً دے سکتے تھے۔ کہ اقتدار کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں رہیں۔ اور وہ انسانی زندگی کے معاملات کو طاقت کے زور سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں۔ اس وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ (تجدید و احیائے دین صٓ۳۴)

قارئین کرام:۔ جماعت اسلامی کے بانی اور نام نہاد مفکر اسلام نے عام انسانوں پر ہی نہیں۔ بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی بہتان تراشی سے احتراز نہیں کیا۔ اور یہ بہتان عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ انبیاء عظام علیہم السلام لوگوں کو جاہل اعتقادات پر قائم رہنے کا حق تو دینے کو تیار تھے مگر اقتدار کی کنجیاں دینے کو تیار نہ تھے۔ اس عقیدہ سے

عیاں ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری اور بعثت کا مقصد توحید کی اشاعت اور پرچار نہ تھا۔ بلکہ اپنا اقتدار تھا۔ اور سیاسی انقلاب برپا کرنا تھا۔ جو کہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (پ ۱ ع ۳)	اے لوگو! اپنے رب کو پوجو۔ جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا۔ یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ ع ۲)	اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔
یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پ ۲۲ ع ۳)	اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا۔ اور چمکا دینے والا آفتاب

اس آیت میں اللہ تعالے نے نبی پاک کو اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا قرار دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔

وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ ۲۰ ع ۱۴)	اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے۔ اگر تم جانتے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ (پ ۲۸ ع ۷)

بے شک تمہارے لیئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے۔ اور ہم میں تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گی ہمیشہ کے لیئے۔ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (پ ۲۰ ع ۱۶)

اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔ تو اس نے فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اور پچھلے دن کی امید رکھو۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

ان آیات طیبات سے اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد لوگوں کو جاہل معتقدات سے ہٹا کر صحیح عقائد کی طرف لانا ہے۔

مگر مودودی صاحب کا نظریہ قرآنی آیات کے نظریہ کے بالکل خلاف ہے۔

وسیلہ لے کر دعا مانگنے کی ممانعت

س :- بوقتِ دعا بحرمت یا بوسیلہ یا بطفیل کے لفظ پکار کر اور اشارہ کسی اولیاء کرام یا صحابہ کرام وغیرہ کی طرف رکھ کر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ج :- بطفیل یا بحرمتہ کہنے میں علما کا اختلاف ہے۔ مگر راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہیں چاہیئے۔ کیونکہ کسی آیت یا حدیث میں ایسا نہیں آیا کہ خدا یا رسول نے ایسا کہنے کی تلقین فرمائی ہو۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۰ ۲۷ مارچ ۱۹۰۸ء)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا یہ جواب قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۶ ع ۱۰)	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

طبرانی شریف اور دیگر کتب احادیث میں روایت درج ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی۔ تو انہوں نے نبی پاک کے وسیلہ سے دعا کی

يَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِيْ	اے میرے پروردگار! محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے مجھے معاف فرمادے۔

طبرانی شریف صفحہ ۸۲ سے ۸۳ ج ۲ خصائص کبرے صفحہ ۶ ج ۱ کتاب الوفا باحوال المصطفےٰ صفحہ ۳۳ ج ۱ بیان المیلاد النبوی۔ مستدرک صفحہ ۶۱۵ ج ۲۔ ابن عساکر صفحہ ۳۲۵ ج ۲ شواہد الحق للنبہانی صفحہ ۱۳۷ انوار المحمدیہ صفحہ ۹ سے ۱۰ زرقانی شریف صفحہ ۶۲ ج ۱ مواہب اللدنیہ صفحہ ۱۲ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۸۳ افضل الصلوات صفحہ ۱۱۱

تفسیر در منثور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کفار پر یہودی فتح حاصل کرنے کے لیئے دعایوں کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلَیْھِمْ (تفسیر در منثور)

اے اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے نبی امی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ بارگاہ الوہیت میں دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

(بوستان فارسی ۵)

قارئین کرام: قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وہابیہ کا عقیدہ بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ع

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید!

نبی کا منصب

مودودی صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نبی کا منصب بیان کرتے ہوئے گستاخانہ انداز میں لکھتے ہیں کہ:

"اس منصب پر انسان کو مقرر کرتے وقت خداوند عالم نے اچھی طرح اس کے کان کھول کر یہ بات اس کے ذہن نشین کر دی تھی۔ کہ تمہارا اور تمام جہان کا مالک معبود اور حاکم میں ہوں۔ میری اس سلطنت میں نہ تم خود مختار ہو۔ نہ کسی دوسرے کے بندے ہو۔ اور نہ میرے سوا کوئی تمہاری اطاعت بندگی اور پرستش کا مستحق ہے۔ دنیا کی یہ زندگی جس میں تمہیں اختیارات دیکر

بھیجا جا رہا ہے۔ دراصل تمہارے لیے ایک امتحان کی مدت ہے۔ جس کے بعد تمہیں میرے پاس واپس آنا ہوگا۔ اور میں تمہارے کام کی جانچ کر کے فیصلہ کروں گا کہ تم میں سے کون امتحان میں کامیاب رہا ہے۔ اور کون ناکام۔ تمہارے لیے صحیح رویّہ یہ ہے کہ مجھے اپنا واحد معبود۔ اور حاکم تسلیم کرو۔ جو ہدایات میں بھیجوں اس کے مطابق دُنیا میں کام کرو اور دُنیا دار الامتحان سمجھتے ہوئے اس شعور کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ کہ تمہارا اصل مقصد میرے آخری فیصلے میں کامیاب ہونا ہے۔ اس کے برعکس تمہارے لیے ہر وہ رویّہ غلط ہے۔ جو اس سے مختلف ہو۔ اگر پہلا رویّہ اختیار کرو گے (جسے اختیار کرنے کے لیے تم آزاد ہو) تو تمہیں دُنیا میں امن و اطمینان حاصل ہوگا اور جب میرے پاس پلٹ کر آؤ گے تو میں تمہیں ابدی راحت و مسرت کا وہ گھر دوں گا۔ جس کا نام جنّت ہے اور اگر دوسرے کسی رویّہ پر چلو گے (جس پر چلنے کے لیے بھی تم کو آزادی ہے) تو دُنیا میں تم کو فساد اور بے چینی کا مزا چکھنا ہوگا۔ اور دُنیا سے گزر کر عالمِ آخرت میں جب آؤ گے تو ابدی رنج و مصیبت کے اس گڑھے میں پھینک دیئے جاؤ گے جس کا نام دوزخ ہے" (مقدمہ تفہیم القرآن ص۱۰)

نبی پاک اور دیگر انبیاء اور اولیاء کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی نے رسوائے زمانہ کتاب میں لکھا ہے کہ عقیدہ ۷:۔ شاہان شاہ کا لقب دینا حرام ہے۔ (کتاب التوحید ص۱۱۹)

قارئین! وہابیوں کے اکابر جو انگریزوں کو شہنشاہ اور بڑے بڑے القابوں سے نوازتے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی شاہانِ شاہ کہنے کی حرمت ہے۔ حالانکہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے

أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایک اور ارشاد ہے۔

انا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ۔ — میں سرکار آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں۔

(مشکوٰۃ)

تمام بادشاہ اولاد آدم میں سے ہی ہیں۔ تو پھر سرور عالم کو شہنشاہ یا شاہان شاہ کہنا کیوں حرام ہوگا۔

میرے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت نے مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے بارگاہ نبوی میں کیا خوب عرض کیا ہے۔

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے!
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غریبی اور کس مپرسی

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

عقیدہ: جس انداز سے پیغمبر خدا نے شروع سے زہد اور توحید وغیرہ کی تعلیم شروع کی۔ اخیر عمر تک اسی انداز پر رہی۔ حالانکہ تئیس سال کی عمر ایک ربع صدی ہے جس میں انسان کے کئی طرح سے خیالات بدلتے ہیں۔ خود آنحضرت ایک غریبی و کس مپرسی کی تکلیف سے شہنشاہی ریاست حکومت تک پہنچے تھے۔ مگر تعلیم جیسی ابتداء سے تھی ویسی ہی رہی۔ (ترک اسلام صـ۲۰۱)

قارئین کرام! پہلے تو مندرجہ بالا عبارت میں امام الوہابیہ امرتسری کا لب

ہی اتنا گستاخ ہے کہ خدا کی پناہ۔ بعد ازاں اُس امرتسری کی جہالت کا بھی بیّن ثبوت اِس سے عیاں ہوتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کیا لکھتا ہے!

خود آنحضرت ایک غریبی کس مپرسی کی تکلیف سے شہنشاہی ریاست حکومت تک پہنچے تھے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے پوچھئے اُس کے گھر میں کہ نبی مکرم۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ و آلہٖ وسلم کی آمد اور جلوہ گری کے بعد کس طرح برکتوں کا نزول ہُوا مفلوک الحالی جاتی رہی۔ بلکہ جس سال سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ و آلہٖ وسلم جلوہ افروز ہوئے اُس سال کو محدثین مفسرین اور مورخین غیرو برکت کا سال لکھتے ہیں۔ ہر طرف برکت ہی برکت تھی۔ مگر یہ گستاخ رسول امرتسری ایسا بدطینت ہے کہ اُس ہستی کے بارے میں لکھتا ہے کہ خود آنحضرت ایک غریب کس مپرسی کی تکلیف سے شہنشاہی ریاست حکومت تک پہنچے تھے۔ امرتسری کو کیا معلوم میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت کا تو اس وقت ہر ذی شعور کو علم ہو گیا تھا جب بُت تھرتھرا گئے۔ کعبہ سرنگوں ہو گیا۔ ستارے جھوم گئے۔ پھر میرے آقا کی نبوت کی شان تو یہ ہے۔ فرمایا۔

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَ اٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ ٥	میں پیدائش کے لحاظ سے سب انبیاء کرام سے اوّل پیدا ہُوا ہوں اور مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں۔

(تفسیر ابن جریر ص۲ ج ۲۱ معالم التنزیل ص۱۹۲ ج ۵ درمنثور ص۱۸۴ ج ۵ خصائص کبرےٰ ص۹ ج ۱ دلائل النبوۃ ص۶ ج ۱۔ مواہب الدنیہ ص۶ ج ۱ جواہر البحار ص۷۶۱ انوار محمدیہ ص۷ المقاصد الحسنہ ص۳۲۷۔ تفسیر ترجمان القرآن ص۲۵۴)

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ ٥	میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم میں تھے۔

(عرائس البیان ص۲۳۵ ج ۱ المقاصد الحسنہ ص۳۲۷ مدارج النبوۃ ص۳ ج ۲)

اِنَّمَا بُعِثْتُ فَاتِحًا وَ	یقیناً مجھے ہی (نبوت) کھولنے والا اور

خاتِمًا۔ (المقاصد الحسنہ صفحہ ۱۳۳) بند کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اس صدی کے مجدد برحق فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے سچ فرمایا ہے ؎

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام !

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاحَادِ النَّاسِ لَا یَمْلِکُ شَیْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِہٖ ظَاھِرًا وَلَا بَاطِنًا فَھُوَ کَافِرٌ۔ (التفسیر صاوی)

جس کا یہ گمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی مثل ہیں۔ بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان سے ظاہری و باطنی کوئی نفع اور فائدہ ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے دل میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی مقام نہیں۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت سے پہلے غلبہ نہ تھا

وہابیوں کے محدث میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ

عقیدہ ۱۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مبعوث ہوئے اسی وقت سے آپ کو نبوت اور حکومت و سلطنت عطا ہوئی۔ مگر زمانہ ہجرت تک آپ کو غلبہ نہیں تھا اور اسلام میں اس وقت اور اس کے بعد کچھ اور دنوں تک ہر طرح کی غربت تھی۔

(فتاوی نذیریہ صفحہ ۳۵۹ ج ۱ مطبوعہ دہلی صفحہ ۵۹۳ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! ابوالوہابیہ کی علمی قابلیت کا آپ نے اندازہ لگایا۔ کہ لکھتے ہیں۔ زمانہ ہجرت تک آپ کو غلبہ نہیں تھا اور اسلام میں اس وقت اور اس کے بعد کچھ دیر اور دنوں تک ہر طرح کی غربت تھی۔ حالانکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد آمد پر ہی کسریٰ کے محلوں میں زلزلہ آگیا۔ نارِ فارس بجھ گئی۔ شجر و حجر نے زمین و آسمان نے خوشی کا اظہار کیا۔ خانۂ

کعبہ سرنگوں ہو گیا۔ بُت لرز گئے اور اوندھے پڑ گئے۔ بلکہ بتوں کی زبانوں پر جاری ہو گیا۔ کہ صادق و امین آ گیا۔ راہبوں نے آپ کی عظمت اور غلبے کے تذکرے کیے۔

ایک غیر مسلم اس وقت کا سماں پیش کرتا ہُوا کہتا ہے۔ ؎

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا!

لیکن وہابیوں کے محدث اور اکثر اکابر کے اُستاذ کہتے ہیں کہ غلبہ نہ تھا۔ اسلام میں غربت کا تذکرہ بھی کیا ہے جب سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔ — اسلام غالب ہے۔ اُس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔

(المقاصد الحسنہ للسخاوی ص۵۸ دارقطنی دلائل النبوۃ۔ بیہقی)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُمّت کے مُحتاج ہیں

وہابیہ نجدیہ کے نزدیک سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم اور دیگر مومنین میں اور ان کی موت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کی کتب کے حوالہ جات واضح ہو گیا ہے اس لئے وہابیوں کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم اپنی اُمت کے محتاج ہیں۔ کیونکہ ان کے مجتہد قاضی شوکانی نے ایک اصول بیان کیا ہے کہ

اَلْمَیِّتُ مُحْتَاجٌ اِلٰی مَنْ یَدْعُوْلَہٗ — مردہ محتاج ہے کہ کوئی اس کے لئے دُعا کرے۔

(الدار النضید ص۷۰)

لہٰذا اس اُصول کے مُطابق وہابیہ نجدیہ خذلہم اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب رب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اپنی اُمت کے محتاج ہوئے۔ ؎

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بُلا کے سامنے
کیا جواب جُرم دو گے تم خُدا کے سامنے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انسانوں کی وفات برابر ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا ہے کہ

عقیدہ :- ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انسانوں کی طرح وفات پا گئے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۳ ۲۵ر اپریل ۱۹۱۴ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہی لکھا ہے کہ

عقیدہ :- لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ہ اس آیت سے عام اولیاء اللہ یا انبیاء کا ذکر نہیں۔ بلکہ خاص شہیدوں کا ذکر ہے۔ شہیدوں کی زندگی ایسی نہیں جیسی ہم لوگوں کی ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۱۳ر اپریل ۱۹۱۲ء)

شہداء کو مردہ اعزازی طور پر نہ کہیے

عقیدہ :- شہداء کو اعزازی طور پر مردہ کہنے سے منع کیا ہے۔

(اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۸ر اکتوبر ۱۹۳۷ء)

اللہ کریم نے وہابیوں کے عقائد کو باطلہ کا بطلان خود ان کے ہی مولوی قاضی شوکانی سے ثابت کرا دیا تاکہ وہابی قیامت تک اپنے مسلک کو سچا نہ گردان سکیں۔

قاضی شوکانی کی عبارت یہ ہے۔

مَا ثَبَتَ اَنَّ الشُّهَدَاءَ اَحْيَاءٌ يُرْزَقُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ وَ — پس شہداء کا اپنی قبور میں زندہ ہونا اور انہیں رزق دیا جانا ثابت ہوا۔ تو حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ

اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وسلّم بھی انہی زندوں میں ہیں۔
مِنْہُمْ۔ (نیل الاوطار صلا ج۵)

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اُمتی عمل میں نبی کے برابر حتّٰے کہ بڑھ بھی جاتا ہے

دیوبندی وہابیوں کے امام اور نام نہاد قاسم العلوم مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ :۔

عقیدہ :۔ انبیاء اپنی اُمّت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بہت وقتوں میں بظاہر اُمتی مساوی و برابر ہو جاتے ہیں بلکہ اُمتی نبیوں سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ ۵ مطبوعہ دیوبند)
بانیٔ مدرسہ دیوبند کا یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کی واضح طور پہ مخالفت کر رہا ہے۔
قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ (پ ۳۰ ع) اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ جو کسی کو نیک عمل سکھائے یا بتائے اور جو اس نیک عمل پر گامزن ہو تو جتنا ثواب نیک عمل کرنے والے کو ہو گا اتنا ہی اجر اس نیک عمل بتانے والے کو بھی ملے گا اس مسئلہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قیامت تک اُمت محمدیہ جو بھی نیک عمل کرے گی، جتنا ثواب کل اُمت کے نیک کام کرنے والوں کو ملے گا اتنا ہی اجر ہمارے آقا و مولا اور ہادی و راہنما حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم کے نامِ اعمال میں جمع ہو گا۔ کیونکہ سب نیکیاں بتانے والے محبوب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔

رہِ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیرِ کارواں بھی ہیں اُنہیں گم کردہ راہوں میں!

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لاٹھی زیادہ نافع ہے

وہابیوں کے ممدوح مولوی حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں وہابیوں کا عقیدہ لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں۔ اور ذاتِ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(بحوالہ الشہاب الثاقب ص۴۷ سطر ۱۱ تا ۱۳)

نبی پاک کا کوئی احسان اور فائدہ نہیں

عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر اب کوئی حق نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات کے۔ (بحوالہ الشہاب الثاقب ص۴۷ سطر ۹، ۱۰)

قارئینِ کرام:۔ مندرجہ بالا وہابیوں کے عقیدے پڑھتے ہوئے مسلمان لرز جاتے ہیں۔ اتنی بیباکی اور گستاخی اُس ہستی سے جس کا مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں۔ خداوند کریم تو اُس پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد آمد پر مسلمانوں پر احسان جتلائے اور فرمائے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ پ۴ ع ۸

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ۔

بیشک تمہارے پاس تشریف لے آئے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے اور تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ (پ ع)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت۔ اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ع)۔

قرآن کریم کی آیات طیبات کے بعد چند ایک احادیث شریفہ پیش کی جاتی ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ تاقیامت رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت پر احسان ہے۔ اوران کی ذات والاصفات سے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا مَرَّاتٍ۔

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا فرمان یہ ہے۔ کہ

صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (الصلوٰۃ والسلام ص۳)

مجھ پر درود بھیجا کرو۔ یہ تمہارے لئے کفارہ ہے۔ جو مجھ پہ درود بھیجتا ہے خدا اس پر رحمت بھیجتا ہے۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ۔

جو کوئی ہزار دفعہ روزانہ درود پڑھ لیتا ہو۔ وہ نہ مرے گا جب تک اپنا مقام جنت نہ دیکھ لے گا۔

(الصلوٰۃ والسلام ص۲۹)

قاضی سلیمان منصور پوری اور ابن قیم نے لکھا ہے کہ

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنار کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اُس کی ثنار فرمائیگا۔
اور تشریف و تکریم میں اُس کو بڑھانے گا۔ (الصلوٰۃ و السلام صفحہ ۸)

آج اگر کوئی کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالےٰ اُس کے سابقہ عمر کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے

میرے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے انہیں کو مخاطب کرتے ہوئے راہِ ہدایت کی طرف ایک اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اور تو میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو۔ کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

سرکار سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومۂ دارین والیٔ جنت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ... میں صحابہ کرام کا حاضر ہونا اور بارش کے قحط کا عرض کرنا اور ان کا صحابہ کرام کو روضۂ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر بھیجنا اور پھر بارش کا برسنا روایات میں درج ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور میں بارش کے قحط کے موقعہ پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا روضۂ رسول پر جانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ کل بارش ہوگی۔

فاقہ کش کا روضۂ رسول پر جانا اور عرض کرنا اَنَا ضَیۡفُکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ پھر اُس کو نبی محترم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم کا روٹی عطا کرنا مستند کتب میں درج ہے۔ مگر وہابیہ کہتے ہیں کہ نبی سے چھڑی بہتر اور فائدہ مند ہے۔ لعنت اللّٰہ علی الکٰذِبِیۡنَ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہوگیا تھا

مودودی صاحب سرکار سیدنا موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی شان اقدس میں سنگین قسم کی گستاخی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ
نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا

کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسٰے علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انہوں نے بھرے دربار میں اس بات کا اقرار کیا کہ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ (الشعراء ع ۲) یعنی یہ فعل مجھ سے اس وقت سرزد ہُوا۔ جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی۔ (رسائل و مسائل ص ۲، ص ۲۸)

دیوبندیوں کے قاضی مظہر حسین صاحب ہی تبصرہ درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ دیوبندی وہابیوں کو بھی ان کے بڑوں کی کی ہُوئی گستاخیوں کی بھی کچھ خبر ہو۔ اور ان کو اپنے اکابر تسلیم کرنے سے انکار کریں اور میرے اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کی تحقیق حق گوئی اور صیح دین اسلام کو سمجھنے کی داد دے کر صیح اہل سنت وجماعت مسلک اپنانے کی توفیق ہو۔ قاضی صاحب مودودی صاحب کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

حضرت موسٰے علیہ السلام پر یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ کہ ان سے بہت بڑا گناہ ہُوا تھا۔ اگر بہت بڑا گناہ انبیاء سے ہو جائے تو وہ معصوم کیسے مانے جا سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ مظلوم نے حضرت موسٰے علیہ السلام سے فریاد کی۔ آپ نے اس فرعونی کو صرف ایک مکّہ مارا۔ اور اس کی وہیں جان نکل گئی۔ ظاہر ہے کہ آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا۔ آپ نے تو چھڑانے کے لئے صرف ایک مکّہ مارا تھا۔ اور کسی مظلوم کی حمایت میں ایک ظالم کافر کو مکّہ مارنا کسی قانون میں سرے سے گناہ ہی نہیں۔ اس کام کو بہت بڑا گناہ کہنا حضرت موسٰے کلیم اللہ کی عصمت پر بہت بڑا حملہ ہے۔ آیت میں وَ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ کے الفاظ سے بڑا گناہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ جب کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی ضال کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہُوا ہے۔ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى تو کیا مودودی صاحب امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اس لفظ کی وجہ سے نعوذ باللہ بڑا گناہ گار کہہ دیں گے۔

(مودودی مذہب ص ۲۲ - ص ۲۳)

حضرت موسٰے علیہ السلام ایک جلد باز اور غیر مدبر فاتح تھے

مودودی صاحب نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ آیت عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى کے تحت لکھا ہے کہ ان کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے۔ جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہُوا چلا جائے۔ اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے۔ (تفہیم القرآن صـ ج ۲)

دیو بندیوں کے ہی قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی لکھتے ہیں کہ

یہاں حضرت موسٰے علیہ السلام کو ایک جلد باز اور غیر مدبر فاتح ظاہر کرکے ایک اولوالعزم پیغمبر کی سخت توہین کی گئی ہے۔ نیز یہ ثابت ہُوا کہ مودودی صاحب انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے۔ (العیاذ باللہ)

(مودودی مذہب صـ۲۳ ۔ صـ۲۴)

حضرت نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا

مودودی صاحب۔ سورۃ ہود کی آیت اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ کے تحت خود ساختہ تفسیر کرتے ہُوئے حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کی جسارت ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ

بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر بھی نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ حضرت نوح کی اخلاقی رفعت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ابھی جان جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے غرق ہُوا ہے۔ اور اس نظارہ

لہ اُولوالعزم پیغمبر کی سخت توہین کفر ہے۔ اب مودودی او ساس کو اپنا رہنما تسلیم کرنیوالوں کے متعلق شریعت میں کیا فتوٰے ہے؟

سے کلیجہ منہ کو آرہا ہے لیکن جب اللہ تعالٰے اُنہیں متنبہ فرماتا ہے۔ کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا۔ اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے۔ تو وہ فوراً اپنے دل کے زخم سے بے پروا ہو کر اس طرز فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضی ہے۔ (تفسیر تفہیم القرآن ص ج ۲)

قاضی مظہر حسین صاحب دیوبندی نے اس پر تبصرہ کیا ہے کہ

مودودی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو گئے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جاہلیت کے جذبہ کے تحت اپنے بیٹے کے لئے دُعا کی تھی۔ حالانکہ نوح علیہ السلام نہ بشری کمزوریوں سے مغلوب ہوئے اور نہ ہی آپ کی دُعا جاہلیت کے جذبہ پر مبنی تھی۔ مودودی صاحب بلا دلیل حضرت نوح علیہ السلام کی عصمت کو مجروح کر رہے ہیں۔ (مودودی مذہب ص۲۷)

مودودی صاحب کا اپنا مقام

نام نہاد مفکر حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق تو یہ لکھیں کہ اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔

مگر اپنے متعلق یہ لکھتے ہیں۔ کہ

خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا۔ ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ تول تول کر کہا اور یہ سمجھتے ہوئے کہا ہے۔ کہ اس کا حساب مجھے خدا کو دینا ہے۔ نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں۔ کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا۔ (رسائل و مسائل ص)

معلوم ہوا کہ مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر اپنا مقام ہے۔ ؎

مودودیا! سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری — تکفیر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

حضرت داؤد علیہ السلام اسرائیلی سوسائٹی سے متاثر ہوئے تھے

مودودی صاحب۔ سرکار داؤد علیہ السلام (جو کہ خلیفہ اللہ ہیں۔ اور صاحب شریعت رسول ہیں) کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مگر اس کی اصلیت صرف اس قدر تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہو کر اوریا سے طلاق کی درخواست کی تھی۔

(تفہیمات ص۴۲ ج۲)

قاضی مظہر حسین دیوبندی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اس میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی تنقیص پائی جاتی ہے۔ کیونکہ پیغمبر کسی غلط سوسائٹی سے متاثر نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ تو دوسروں پر اثر انداز ہونے اور سوسائٹیاں بدلنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور انبیاء کرام کا ہر عمل نیک نیتی پر مبنی ہوتا ہے۔

(مودودی مذہب ص۲۲)

حضرت داؤد کے فعل میں خواہشِ نفس کا دخل تھا

مودودی صاحب نے سرکارِ داؤد علیہ السلام کی شان اقدس میں اپنی تفسیر میں آیت یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے تحت لکھا ہے کہ

یہ وہ تنبیہہ ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے اور بلندی درجات کی بشارت دینے کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمائی۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو فعل ان سے صادر ہوا تھا۔ اس کے اندر خواہشِ نفس کا کچھ دخل تھا۔ اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ کوئی ایسا

فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانبردار کو زیب نہ دیتا تھا۔

(تفہیم القرآن جلد ۴ سورۃ ص ص)

قاضی مظہر حسین صاحب دیوبندی نے اس پر تبصرہ یہ کیا ہے کہ

یہاں تنقید کے جوش میں مودودی صاحب نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ایسے الفاظ لکھ دیئے گویا کہ وہ پاکستان کے کسی ڈکٹیٹر پر تنقید کر رہے ہیں۔ اور یہ بالکل ملحوظ نہیں رکھا کہ وہ ایک پیغمبر معصوم علیہ السلام کے بارے میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ آخر ابوالاعلیٰ صاحب کے پاس اس الزام کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وہ فعل خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔ ان کو نیت کا حال کیسے معلوم ہوا۔ اگر وہ لاتتبع الھویٰ کے الفاظ قرآنی سے یہ استنباط کر رہے ہیں۔ تو یہ ان کی جہالت ہے۔ قرآن مجید میں نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے۔ لَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی خداوندی میں کوئی شک لاحق ہو گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نفوس پاک و مقدس ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے فیضان سے دوسروں کے نفوس بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ وَیُزَکِّیْھِمْ انبیاء کرام کا ہر فعل رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔ (مودودی صاحب مذہب ص۲۵، ص۲۶)

حضرت یونس علیہ السلام نے فریضہ رسالت میں کوتاہیاں کیں تھیں

مودودی صاحب۔ سرکار یونس علیہ السلام پر بھی تنقید کرتے ہیں کہ

تاہم قرآن کے اشارات اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا

اس لئے جب آثارِ عذاب دیکھ کر آشوریوں نے توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالٰے نے انہیں معاف کر دیا۔

پس جب نبی ادائے رسالت میں کوتاہی کر گیا اور اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے بطور خود اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اللہ تعالٰے کے انصاف نے اس قوم کو عذاب دینا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ اس پر اتمام حجت کی قانونی شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔

(تفہیم القرآن ص ج ۲ سورۃ یونس)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنے والے اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں

وہابیوں کے مناظر مولوی احمد دین گکھڑوی نے لکھا ہے کہ

عقیدہ ۱: جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا بھی نور ہے اور نبی بھی نور ہے۔ ایسا شخص بے شک اسلامی تعلیم کا منکر ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان میں اور ان یہود و نصاریٰ میں جنھوں نے اپنے انبیاء کو رب بنا لیا کوئی فرق نہیں ہے۔

(برہان الحق ص۱۲ مصنفہ مولوی احمد دین)

وہابیہ کے اس عقیدہ سے اہل بیت اطہار۔ صحابہ کرام۔ مفسرین۔ محدثین۔ محققین اور اولیاء کاملین یہودی ہو گئے (نعوذ باللہ من ذالک) کیونکہ صحابہ کرام اہل بیت اطہار۔ مفسرین۔ محدثین اور اولیاء کاملین سب نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم کو نور سمجھتے تھے۔ بلکہ خود سید العالمین خاتم المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم بھی محفوظ نہ رہے۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

اللہ تعالٰے نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

ایسے نظریات رکھنے والے مولویوں سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے اور ان کو راہِ ہدایت نصیب ہو۔ اور ایسے حضرات کو اپنا مناظر اور اپنا امام تسلیم کرنے والوں کو عقل و خرد سے کام لینا چاہیئے۔ ؎

یہ ٹھہرے ہیں رہنما دین کے اب
لقب ان کا ہے وارثِ انبیاء اب!

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں

جماعت اسلامی کے بانی مولوی مودودی صاحب رسول کا مقام اور عظمت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

عقیدہ:۔ رسول ایک انسان ہے۔ اور خدائی (DIVINITY) میں اس کا ذرا برابر بھی کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ نہ فوق البشر ہے۔ نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے۔ نہ خدا کے خزانوں کا مالک ہے۔ نہ عالم الغیب ہے۔ کہ اس کو خدا کی طرح سب کچھ معلوم ہے وہ دوسروں کے لئے نافع وضاد ہونا تو درکنار خود اپنے لئے بھی کسی نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء)

مودودی کا مندرجہ بالا عقیدہ پڑھکر مودودی کو مبلغ اسلام یا مفکر اسلام کہنا تو صریحاً غلطی ہے۔ ہاں دشمنِ اسلام کہنا بالکل درست ہے۔ غور کیجئے وہ لکھ رہا ہے۔ کہ رسول بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ کریم نے اپنے پیارے رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دنیا بھر کے لئے ایک نمونہ بنایا اور اس کے اسوۂ بہترین اسوۂ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (پ ۲۱ ع ۱۹)	بیشک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میرے فرمانبردار

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ (پ ۳ ع ۱۲)

ہو جاؤ ۔ اللہ تمھیں دوست رکھے گا ۔ اور تمھارے گناہ بخش لے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

دوسری طرف رسول پاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان ہے ۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ ہ

تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں کہ سنت لازم ہے ۔

(مشکوٰۃ صـ صحیح بخاری شریف صـ)

حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ ناجی فرقہ وہ ہے ۔

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ ہ

جو میرے اور میرے صحابہ کے عقیدہ پر ہو ۔

مودودی صاحب کا رسول کو بشری کمزوریوں سے بالاتر نہ ماننا قرآن و حدیث کا انکار ہے ۔ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو وہ بے مثل شخصیت ہیں جس جسم اقدس پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی ۔ آپ کے کپڑوں میں کبھی جوئیں نہ پڑی تھیں ۔ آپ کے بول وبراز طیب وطاہر ہیں ۔

آپ کے جسم مقدس کا سایہ نہ تھا ۔ ہر عیب سے پاک ہیں ۔

سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی موجودگی میں ہی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰے عنہ نے عرض کیا ۔ ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ ہ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ !

اللہ تعالٰے نے آپ کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک پیدا فرمایا ہے گویا کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق بنایا ہے ۔

مودودی صاحب کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف اور شان رسالت میں سنگین قسم کی گستاخی ہے ۔

ؔ جماعت اسلامی کا اسلام کا نعرہ لگانا سراسر فریب اور دھوکہ ہے ۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں ۔

انبیاء اولیاء شہداء صالحین مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں

مودودی صاحب خود ساختہ مفسر نے مِنْ دُوْنِ اللہ میں انبیاء، اولیاء شہداء اور صالحین کو بھی شمار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ سے مراد انبیاء اولیاء۔ شہداء، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو غالی معتقدین داتا۔ مشکل کشا۔ فریاد رس۔ غریب نواز۔ گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد ۲ صد ۵۳۲ ۔ صد ۵۳۳)

قارئین عظام! مودودی کی دیدہ دلیری اور تفسیر بالرائے کو دیکھئے کہ من دون اللہ میں سرور عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو شمار کیا ہے حالانکہ من دون اللہ کا معنٰی ہے۔ اللہ تعالٰے سے ہٹے ہوئے اور مفسرین نے اس سے مراد بُت لئے ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم تو مخلوق کو اللہ تعالٰی سے ملانے والے اور اللہ کریم کی دعوت دینے والے ہیں۔ دَاعِیًا اِلَی اللہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت ہے۔ دیگر انبیاء عظام علیہم السلام بھی مخلوق کو اللہ تعالٰے سے ملانے اور اُس کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اور اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالٰے کے مقرب مقبول اور دوست ہوتے ہیں۔ مگر مودودی صاحب کی عقل پر ایسا پردہ پڑا کہ من دون اللہ میں انبیاء اور اولیاء کو شمار کر دیا۔ ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں جن کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا!!

نیز مودودی صاحب نے اپنی بدطینتی کا جو اظہار غالی معتقدین کے الفاظ سے کیا ہے۔ اُن کے اس وار سے اولیاء کاملین بھی نہ بچ سکے۔ خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز سلطان الہند معین الملک والملۃ والدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ ہی تو وہ ہستی ہیں جنہوں نے داتا

گنج بخش علی ہجویری کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔ ؎

گنج بخشِ فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما!

مودودی کے نزدیک علاّمہ اقبال غالی معتقد ہیں

پھر مشکل کشا کہنے والوں کو بھی غالی معتقدین کہہ کر مصورِ پاکستان شاعرِ مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ پر بھی وار کر دیا کیونکہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے سرکار علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہا ہے۔ ؎

بازوئے آں تاجدارِ ہل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

پس مودودی کے نزدیک مصورِ پاکستان علامہ اقبال غالی معتقد ہوئے۔ ؎

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی!!

نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نبوّت کے منکر میں عذاب کی تخفیف ہوگی

مودودی صاحب قرآن و حدیث کے سراسر خلاف عقیدہ لکھتے ہیں کہ

عقیدہ: جو لوگ جہالت و نابینائی کے باعث رسولِ عربی کی صداقت کے قائل نہیں ہیں مگر انبیائے سابقین پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور صلاح و تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کو اللہ کی رحمت کا اتنا حصہ ملے گا۔ کہ ان کی سزا میں تخفیف ہو جائیگی۔

(تفہیمات صد ۱۸۳ ج ۱)

۱۹۱۴

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ

پر چلنے کی مخالفت

جماعت اسلامی کے بانی اور نام نہاد مفکر اسلام مودودی نصِ قطعی کا انکار کس ڈرامائی انداز سے کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

عقیدہ ۵:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو نمونہ قرار دینے اور آپ کے اتباع کا حکم دینے سے یہ مراد نہیں ہے کہ تمام معاملاتِ زندگی میں آپ نے جو کچھ کیا ہے اور جس طرح کہا ہے۔ سب انسان بعینہٖ وہی فعل اسی طرح کریں اور اپنی زندگی میں آپ کی حیاتِ طیبہ کی ایسی نقل آتاریں۔ کہ اصل اور نقل میں کوئی فرق نہ رہے۔ یہ مقصد نہ قرآن کا ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ (تفہیمات ص ۳۱۲ ج ۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کو واعظ غیر محقق یا محلہ کی کسی بڑھیا کا مقولہ کہا ہے۔

وہابیوں کے نام نہاد مناظر عبدالقادر صاحب روپڑی کے چچا جان حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا بارگاہ نبوی میں گستاخی کرنے کا ثبوت درج کرتے ہوئے امرتسری کی ترکِ اسلام کی عبارت لکھتی ہے کہ

اصل میں آپ بھی معذور رہیں۔ قرآن شریف کو قرآن کی اصل زبان میں تو پڑھا نہیں معمولی انگریزی یا اردو میں ترجمہ دیکھا اور کسی غیر محقق واعظ یا محلہ کی

کسی بڑھیا سے سُن لیا کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی۔ لہ

اس عبارت پر روپڑی صاحب ہی تبصرہ کرتے ہیں کہ

ناظرین خیال فرمائیں کس قدر دلیری کے کلمے ہیں۔ گویا نبی علیہ السلام کے ارشادِ مبارک کو کسی واعظ غیر محقق کا یا محلّہ کی کسی بڑھیا کا مقولہ بتاتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

(تعریفات اہلسنت پر فیصلہ ص۲۰۶)

حضرت ذکریا اور ابراہیم علیہما السّلام نامرد تھے

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :- حضرت ذکریا اور حضرت ابراہیم علیہما السلام نامرد تھے۔

(عیون زمزم ص۱۶)

حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا چال چلن ٹھیک نہ تھا اور یوسف علیہ السّلام کا ان سے نکاح نہیں ہوا تھا

ابو الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے متعلق سوال کیا کہ

کیا حضرت یوسف (علیہ السلام) کا نکاح زلیخا سے ہوا ہے یا نہیں؟

امرتسری صاحب نے جواب دیا ہے کہ

عقیدہ :- حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح زلیخا سے نہیں ہوا۔ کیونکہ ایک تو عمر میں بہت بڑی تھیں۔ دوسرے اس کا چال چلن بھی حضرت یوسف کو معلوم تھا۔ اس لئے یہ نکاح نہیں ہوا۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲۹ جنوری ۱۹۴۳ء)

دیو بندی وہابیوں کے مولوی غلام خان کے مدرسہ کے مفتی عبدالرشید لکھتے ہیں کہ :-

عقیدہ :- (حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا سے نکاح) کی شرعی دلیل کوئی معلوم نہیں ہے۔ قصوں والے اقوال نقل کرتے ہیں۔

مودودی صاحب نے زلیخا کو خبیثہ قرار دیا ہے۔ (بحوالہ نظر حذیم ص۴۸)

نام نہاد مفکر اسلام اور مفسر قرآن مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :- یہ جو ہمارے یہاں شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے حضرت یوسف کا نکاح ہوا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک نبی کے رتبہ سے یہ بات بہت فروتر ہے۔ کہ وہ کسی عورت سے نکاح کرے جس کی بدچلنی کا اس کو ذاتی تجربہ ہو چکا ہو۔

(تفہیم القرآن ص۳۹۱ ج ۲)

وہابیوں کے اکابر کے اس عقیدہ کی تردید وہابیوں کے ہی مولوی حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب اثری وزیر آبادی سے پیش کی جاتی ہے۔

(حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے طبقات ابن سعد ص۲۷۳ جلد ۳ میں صاحبہ یوسف مروی ہے کہ وہ عزیز مصر کی وفات کے بعد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ٹھہری۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے عرائس میں مروی ہے کہ عزیز سے بیوہ ہوتی۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئی اور اس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

امام ابن قتیبہ نے المعارف میں فرمایا ہے کہ

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زلیخا کا نکاح ہوا اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (علیہ الرحمۃ) نے اپنی تفسیر اور تاریخ ص۱۷۸ جلد ۱ دونوں

میں صاحب مغازی سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح اور ان سے دو بچے پیدا ہونے بھی ذکر فرمایا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں قاضی بیضاوی نے امام محی السنۃ بغوی علیہ الرحمۃ نے معالم میں بیان فرمایا ہے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ کا زلیخا سے نکاح ہوا تھا۔ اور دو بچے بھی اُس سے پیدا ہوئے تھے۔ (انظر حذیم ص۸۲ تا ۸۳)

اسرائیلی چرواہا

مودودی صاحب نے سرکار سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی شانِ اقدس میں کس گستاخانہ انداز سے لکھا ہے کہ

اِس اسرائیلی چرواہے کو بھی دیکھئے جس سے وادیٔ مقدس طویٰ میں بلا کر باتیں کی گئیں۔ (تفہیمات ص۲۹۴ ج۱)

معراج کی شب کو جبریل کا نبی پاک کے در دولت پر آنے کا انکار

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ صحیح بخاری ص۲۲۸ پارہ ۲ اور صحیح مسلم ص۹۲ جلد ۲ و نیز دیگر کتب حدیث میں ہے کہ فرج سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبرائیل علیہ السلام ففرج صدری۔ میرے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل علیہ السلام اترے تھے اور میرا سینہ چاک کیا تھا۔ اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام کا چھت پھاڑ کر آنا خواب میں ہے۔ بیداری میں نہیں کہ اس کی آمد ایسی نہیں۔

(العطر البلیغ ص۱۲۳)

شرح صدر کا انکار

مولوی عنایت اللہ اثری لکھتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ سینہ چاک کرنا بھی خواب میں ہے بیداری میں نہیں۔
(العطر البلیغ ص۱۲۴)

معراج جسمانی کا انکار

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی لکھتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ براق کے قدم اس کے قد وقامت کے مناسب ہوں تو بیداری میں اس کے قدم کا فاصلہ اس کے مناسب ہوتا ہے۔ مگر یہاں غیر مناسب ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواب ہے یا بیداری نہیں۔ (العطر البلیغ ص۱۲۴)

چیونٹیوں سے مراد انسان ہیں

وہابی مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے قرآن پاک کی آیت جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے چیونٹیوں کا واقعہ ہے۔ کا انکار کرتے ہوئے چیونٹیوں سے مراد انسانوں کی ایک قوم لکھا ہے۔

عقیدہ :۔ یا ایّھا النّمل ادخلوا مساکنکم آیت کریمہ میں انسانوں کی ایک قوم ہی مراد ہے۔ چیونٹیاں نہیں۔ (العطر البلیغ ص۵)

ہُدہُد انسان تھا

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے لکھا ہے کہ

بُدبُد انسان تھا۔ (العطرالبلیغ صـ۱۹ - البیان المنار)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو بے پدر ماننا عیسائیت کو تقویّت دینا ہے

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی لکھتے ہیں کہ
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بے پدر ماننا عیسائیت کو تقویّت دینا ہے۔
(عیون زمزم صـ۲۴)

حضرت عیسےٰ کا باپ یوسف تھا

حضرت عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا نہیں ہوئے ان کا باپ یوسف تھا۔
(عیون زمزم صـ۲۲)

حضرت مریم کو غیر شادی شدہ ماننا اُن سے ظلم ہے

حضرت مریم علیہا السلام کو شادی شدہ نہ ماننا مریم کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے
(عیون زمزم صـ۱۹)

پنگوڑہ میں حضرت عیسےٰ نے کلام نہیں فرمایا

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے تکلم فی المھد نہیں فرمایا۔ (عیون زمزم صـ۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے پدر ماننا ان کی خفّت ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے پدر مانیں تو عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی بہت بڑی خفت ہے۔ (عیون زمزم صا۵)

حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی عفت کے لئے شادی کی تھی۔ (عیون زمزم ص۱۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آدھے اسرائیلی تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آدھے اسرائیلی تھے (رسالہ عقائد فاسدہ ص۳)

حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے ماننا خلافِ شریعت ہے

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ

مولودِ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نجیب الطرفین ہوا کرتا ہے۔ صرف عورت سے ولادت خطرناک اور خلافِ شریعت اور خلافِ نظام قدرت ہے۔

(نظر حذیم ص۸۶ از عنایت اللہ اثری)

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی اپنی جماعت کے مولوی اسماعیل سلفی کانگریس آف گوجرانوالہ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

ان کے دل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعزاز و اکرام رخصت ہو چکا ہے۔

(نظر حذیم ص۹۶)

حضرت عیسیٰ کو بے پدر ماننا نبوّت کی توہین ہے

مولوی اثری صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت عیسٰی کی بے پدری پیدائش کا خیال بھی (وہابیوں میں) آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا۔ کہ اس میں نبوت کی توہین مضمر ہے۔ (انظر حذیم صہ ۹۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کے قائل کے پیچھے نماز جائز ہے

نام نہاد مفکر اسلام مودودی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ
اگر حضرت مسیح کی پیدائش باپ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو یہ فعل بالکل غلط ہے۔ مگر یہ تاویل کی غلطی ہے۔ اس کی وجہ سے نماز ان کے پیچھے ناجائز نہیں ہو جاتی۔
(العطر البلیغ صہ ۱۸۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی سے انکار

مودودی صاحب نے سرکار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا انکار بھی دبے دبے الفاظ میں کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جزم اور صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھا لینے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے۔ کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا۔ اور نہ ہی صاف کہا جاتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے۔ اور نہ اثبات۔"

(تفہیم القرآن صہ ۴۲۰ ج ۱)

دیوبندیوں کے قاضی مظہر حسین صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مودودی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی سے انکاری گردانتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ بالکل غلط ہے کیونکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو جسم سمیت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اور اپنی طرف سے مراد آسمان کی طرف ہی اُٹھا لینا ہے۔"

(مودودی مذہب ص۴۲)

حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ نہیں ہیں

مولوی رفیق خاں پسروری نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :- حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نہیں ہیں۔

(اصلاح عقائد ص)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مُردہ پرندوں کو زندہ کرنے والے معجزہ کا انکار

وہابیوں کے مولوی عبدالحق غزنوی اپنے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کی عربی تفسیر ثنائی میں اس کا معجزات سے انکار کرنے کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ

ص۷۲ میں آیت فصرھن کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

املھن اى اجعلها مائلة اليك بحيث اذا تركتها تميل اليك ثمّ بعد ميلانها اليك وتعودها اجعل على كل جبل منهن جزءً اى واحدًا واحدًا یعنی جانوروں کو اپنے ساتھ ہلالو۔

پھر ایک ایک کو جُدا جُدا پہاڑ پر بٹھا دو۔ پھر بلا اُن کو تیرے پاس دوڑ کرآدیں گے

(اربعین ص۶)

وہابیوں کے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنے فرقہ کے سردار امرتسری کی اس تفسیر پر لکھتے ہیں کہ

الکلام المبین کے ص۲۳ میں لکھتے ہیں جانوروں کا مرکر یا مقطوع ہو کر زندہ ہونا چونکہ نہ تو قرآن مجید کی نص سے نہ حدیث سے اس کا ثبوت ہے۔ اس لئے میں نے یہ معنے کئے ہیں۔

الکلام المبین اور تفسیر کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہُوئے روپڑی صاحب رقمطراز ہیں۔ غرض پرندوں کے ذبح ہونے سے مولوی ثناء اللہ کو صاف انکار ہے حالانکہ ابومسلم معتزلی سے پہلے کسی نے پرندوں کے ذبح ہونے سے انکار نہیں کیا۔

(تعریفات اہلسنت پر فیصلہ ص۲۳)

وہابیوں کے مولوی ابو تراب محمد عبدالحق نے الحق الیقین میں امرتسری کو مخاطب کرتے ہُوئے لکھا ہے کہ

آپ کی اس تقریر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ اور کیفیت احیاء موتیٰ اور اطمینان قلبی حضرت ابراہیم کا ثابت نہیں ہوتا۔ اس تفسیر میں نیچری وغیرہ گمراہ فرقہ ایسی پیش قدمی اور سبقت لے گئے ہیں۔ آپ نے صرف اُن کی کاسہ لیسی کی ہے اور بس اس صورت پر صریح نص کی مخالفت لازم آتی ہے۔ (الحق الیقین ص۲۸)

بعد ازیں لکھتے ہیں کہ تفسیر عربی میں تو آپ نے جو دست اندازی اور تحریف کی تھی۔ سو وہ بجز عربی دانوں کے اور کسی کو معلوم نہ تھی لیکن رسالہ ترک اسلام پر ترکِ اسلام اُردو میں جو کچھ آپ (امرتسری) نے زہر اگلا ہے۔ اُس کا زہر اردو خواں پر بھی پڑیگا۔ یا نہ بتلاؤ کہ خدا کو کیا جواب دوگے؟ (الحق الیقین ص۳۰)

حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی جگہ جنّتی دُنبہ آجانے والے

واقعہ کا انکار

مولوی عبدالحق غزنوی اپنے امرتسری کی تفسیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ

ص۳۷۶ میں اس آیت وفدیناہ بذبح عظیم کی تفسیر میں لکھا ہے ای امرنا بذبح الکبش یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السّلام کو ایک دُنبہ ذبح کرنے کا حکم دیا۔

(اربعین ص)

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کی اس تفسیر سے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ یعنی حضرت اسماعیل السّلام کو لٹانے اور ان کے حلق پر چھری چلانے انکار کیا ہے۔

مولوی عبدالحق وہابی خود ہی امرتسری عقیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہ بھی جملہ تفاسیر اہل اسلام سے خلاف ہے۔ کیونکہ تفاسیر معتبرہ اہل اسلام میں ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کرنے لگے۔ اسوقت اللہ عزوجل نے آپ کیلئے غیب سے ایک بڑا دُنبہ بھیجا۔ اور اُسے ذبح کیا۔ لیکن ایسی باتوں کے واسطے ایمان بالغیب چاہیئے جن کے دلوں میں فلسفیت اور اعتزال کی بیماری ہے وہ کب اسکو مانتے ہیں۔ اخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما فی قولہٖ وَفدیناہ بذبح عظیم قال کبش قد رعی فی الجنّۃ اربعین خریفاً یعنی وہ دُنبہ چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا تھا۔

(اربعین ص۲۳)

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اپنی کتاب "ترک اسلام" میں بھی فدیناہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم نے اُسے ایک بڑا ذبیحہ بدلے میں دیا

یعنی ہم نے کہا کہ تم ایک دُنبہ ذبح کردو۔ (ترکِ اسلام ص۱۱۵)

وہابیوں کے ہی مولوی قاضی عبدالاحد خانپوری اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہ بھی جملہ تفاسیر اہل اسلام سے خلاف ہے۔کیونکہ تفاسیر معتبرہ اہل اسلام میں ہے۔کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لگے۔اس وقت اللہ عزوجل نے آپ کے لئے غیب سے ایک بڑا دُنبہ بھیجا۔اور اُسے ذبح کیا۔لیکن ایسی باتوں کے لئے ایمان بالغیب چاہیئے۔جن کے دلوں میں فلسفیت اور اعتزال کی بیماری ہے وہ کب اس کو ماننے ہیں۔ (القول الفاصل ص۵۱، ص۵۲)

وہابیوں کے مولوی عبدالحق امرتسری اپنے فرقہ کے ثناءاللہ کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

آپ کی اس تفسیر اور ترکِ اسلام کی عبارت ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہشتی دُنبہ کا فوراً آجانا۔اور حضرت اسمٰعیل کے بجائے ذبح ہوجانے سے منکر ہیں۔ (الحق الیقین ص۶۱)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں پھینکنے والے معجزہ سے انکار

وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا۔اور آگ کا اُن پر ٹھنڈا ہوجانے سے انکار کرتے ہیں۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ

تمھید: اصل مضمون قرآن شریف میں صرف اتنا ہے کہ کافروں نے نہیں آپ لوگوں کے بھائیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال وجواب میں مغلوب

ہو کر ایک تجویز نکالی کہ اس کو آگ میں جلایا جائے۔ کیونکہ ہمارے معبودوں (بتوں) کی نندیا کرتا ہے۔ اس پر خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے آگ سے کہہ دیا کہ اے اگنی (آگ) تو ابراہیم کے حق میں سلامتی والی سرد ہو جائیو۔ (ترکِ اسلام ص۱۱۱)

قارئین کرام! مولوی ثناء اللہ امرتسری کی مندرجہ بالا عبارت سے نمرودیوں کا آگ سلگانے کا بالکل انکار موجود ہے۔ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ خدائی حکم تب ہی ہوگا جب آگ سلگی ہوگی۔ صاف لکڑیوں کو تو حکم نہیں فرمایا تھا۔ نار آگ کو کہتے ہیں۔ لکڑیوں کو نہیں کہتے۔

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ تو تب ہی ہوگا۔ کمال بھی تب ہی ہوگا جب آگ کے انگارے ہوں اور سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس میں بیٹھے ہوں۔ اور آگ اپنا اثر ٹھنڈا کر دے اور نہ جلائے۔

حالانکہ نواب صدیق حسن بھوپالوی نے ہی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ (نمرودیوں) نے بہت ایندھن اکٹھا کیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عورت ان میں سے بیمار ہوتی تو وہ نذر کرتی کہ اگر مجھے عافیت دی گئی تو میں ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے لئے ایندھن اٹھا کر لاؤں گی۔ پھر انہوں نے اس ایندھن کو ایک گڑھے میں زمین کے ڈالا اور اسکو جلایا۔ اور اس کے شرر عظیم تھے۔ اور بڑی بلند لاٹیں اور اتنی آگ جلائی کہ ویسے کبھی نہ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو انہوں نے منجنیق کے پلہ میں ڈال کر پھینکنے کا ارادہ کیا۔ فارس کے گنواروں میں ایک گنوار نے اشارہ کیا۔ شعیب جبائی نے کہا اس کا نام ہیزن تھا۔ اس کو اللہ تعالےٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ تو وہ قیامت تک اس میں چلا جاوے گا۔ جب انہوں نے آپ کو اس میں ڈال کر پھینکا۔ تو آپ نے فرمایا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جیسے بخاری نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الوکیل اس کلمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب ان کو آگ میں پھینکا گیا۔

شعیب جبائی کہتے ہیں خلیل جلیل علیہ السلام کی عمر اس وقت سولہ ۱۶ برس کی تھی

اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا انہوں نے بہت لکڑیوں کو جمع کرکے ایک خطیرہ (یعنی باڑ) بنائی اور ہر طرف سے اس میں آگ لگائی اور اس چیز کو آگ لگی اس کو اللہ تعالٰی نے بجھا دیا۔ منہال بن عمر کہتے ہیں۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے اور اس میں پچاس یا چالیس دن رہے فرمایا میں نے کوئی دن اور نہ کوئی رات ایسی عمدہ بسر کی ان پچاس یا چالیس راتوں سے میں چاہتا ہوں کہ میں ساری عمر ویسے ہی بسر کروں۔ (ترجمان القرآن ست الاخبار ص ۵۹۶ تا ص ۵۹۸)

سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمے پھل آنے سے انکار

مولوی عبدالحق غزنوی اپنے گروہ کے سردار امرتسری کے کرامات سے انکار کے ثبوت میں اس کی تفسیر ثنائی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ ص ۵۲ یٰمَریمُ انّٰی لکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ کی تفسیر میں فاضل صاحب (امرتسری) درافشانی کرتے ہیں کہ کانت علیہا السلام تنسب ما کان عندھا الی اللہ فلیس فیہ دلیل علی ان مریم الصدیقۃ کان یاتیھا فاکھۃ الصیف فی الشتاء و فاکھۃ الشتاء فی الصیف یعنی مریم علیہا السلام کا ماحضر کو اللہ کی طرف نسبت کرنے سے اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ مریم علیہا السلام کے پاس موسم گرمی کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے میوے گرمی میں آتے تھے۔ (اربعین ص ۱۰۹)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنے فرقہ کے سردار امرتسری کی اس عبارت سے اس کا عقیدہ لکھتے ہیں کہ

گویا مریم علیہا السلام کی کرامت ثابت نہیں ہوتی۔

(تعریفات اہلسنت پر فیصلہ ص ۲۰۲)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے معجزہ بادل کا سایہ کرنیکا انکار

وہابیہ کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کو وہابیہ کے اکابر نے بھی معجزات اور کرامات کا منکر قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہابیوں کے غزنوی خاندان کے مولوی عبدالحق غزنوی ہی لکھتے ہیں کہ

عقیدہ ۶۵۔ مولوی ثناء اللہ اپنی تفسیر ثنائی عربی ص۱۲ میں اس آیت وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ فی وادالتیہ ای اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا لان بنی اسرائیل اقاموا فی التیہ اربعین سنۃ فکیف یکون المراد الظل المعروف فافہم لقولہ تعالیٰ فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یعنی بنی اسرائیل پر ہم نے آسمان سے بادل مینہ برسانے والا بھیجا۔ اِس لئے کہ بنی اسرائیل جنگل میں چالیس برس رہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ نہ تھا۔ بلکہ ان پر بارش ہوتی رہی۔ (اربعین ص۶ تفسیر ثنائی ص)

وہابیوں کے مولوی فقیر اللہ مدراسی نے بھی اپنے فرقہ کے امرتسری کے متعلق لکھا ہے کہ باتفاق سلف صالحین وتمام مفسرین جنگل تیہ میں بنی اسرائیل پر ابر کا سایہ رہنا واسطے بچاؤ دھوپ کے ایک بڑا معجزہ تھا۔ معجزات میں سے اور وہ صاف ثابت ہے قرآن سے بلکہ احادیث سے بھی تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اس تفسیر و معجزہ کا صاف انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو جرم و گناہ قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر السلف ص۳۲)

قاضی عبدالاحد خانپوری وہابی لکھتے ہیں کہ

چونکہ تفاسیر اہل اسلام کے مطابق تفسیر کرنے سے معجزہ ثابت ہوتا تھا اس واسطے وہ تفسیر کی جس سے معجزہ ثابت نہ ہو۔ (القول الفاصل ص۳۷)

البتہ ہم اور تمام مفسرین اہل سنت نفس تظلیل غمام یعنی بادلوں کے سایہ کا معجزہ جو نص قرآنی سے ثابت ہے۔ معترف اور معتقد ہیں۔ آپ نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے۔ کہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ ثابت نہیں ہوتا۔ آپ اس معجزہ کے منکر ہیں۔

(الحق الیقین ص۱۷)

من وسلویٰ اترنے والے معجزہ کا انکار

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سرکار سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے معجزہ یعنی قوم بنی اسرائیل کے لئے آسمان سے من و سلویٰ اترنے کا بھی انکار کیا ہے۔ چنانچہ وہابیوں کے ہی مولوی فقیر اللہ مدراسی لکھتے ہیں۔

عقیدہ :۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس جواب میں من وسلویٰ کے آسمان سے اترنے کا بھی انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی ایک معجزہ تھا معجزات میں سے اور وہ ظاہر قرآن مجید اور آثار سلف سے جو حکماً مرفوع ہیں ثابت ہے

(تفسیر السلف ص۳۳)

وہابیوں کے مولوی ابوتراب محمد عبد الحق نے بھی امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ معجزہ من وسلویٰ کے نزول کے بھی منکر ہیں۔

(الحق الیقین ص۱۷)

سرکار موسیٰ علیہ السلام کے مچھلی والے معجزہ کا انکار

وہابیوں کے حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں کہ

واتخذ سبیله فی البحر سربا کی تفسیر میں (امرتسری) لکھتے ہیں شقاً کما یسبح الحوت سبحا طبیعیا یعنی مچھلی جیسے طبعی طور پر تیرتی ہے جیسے

تیری (یعنی) اس کے تیرنے سے پانی میں سرنگ نہیں بنی) اسی واسطے واتخذ سبیله فی البحر عجبا کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

تعجب یوشع من سرعته (یعنی یوشع نے مچھلی کی تیز رفتاری سے تعجب کیا) حالانکہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ سرنگ کی وجہ سے تعجب ہوا تھا۔ نیز مسلم کی حدیث میں ہے کہ وہ مچھلی نمک لگی ہوئی۔ یعنی بھنی ہوئی تھی۔ اور ٹوکرے میں رکھ کر ساتھ لے گئے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ مردہ تھی۔ خضر علیہ السلام کی جگہ پہنچے تو زندہ ہو کر پانی میں داخل ہو گئی مولوی ثناء اللہ اس سے صاف انکاری ہیں۔

(تعریفات اہل سنت پر فیصلہ ص۲۰۶)

سرکار لوط علیہ السلام کے انکار سے ان کی قوم پر عذاب آنے والے معجزہ کا انکار

مولوی عبدالحق غزنوی وہابی لکھتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ اس آیت فجعلنا عالیھا سافلھا کی تفسیر میں لکھا ہے ۔ ای اسقطنا سقف بیوتھم علیھم یعنی ہم نے ان کے مکانات کی چھتیں ان پر گرائیں۔ (اربعین ص۱۸)

غزنوی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

یہ تفسیر بھی تمام تفاسیر اہل اسلام کے خلاف ہے۔ سب مفسرین اہل اسلام اس پر متفق ہیں، بلکہ آئیہ قرآنی والموتفکۃ اھوی اسی پر ناطق ہے کہ جبریل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو اکھیڑ کر قریب آسمان لے جا کر پھر پلٹا کے زمین پر دے مارا۔ مگر چونکہ یہ بات اس (ثناء اللہ) کے نیچر کے خلاف تھی۔ لہٰذا سب مفسرین اسلام اور سبیل المومنین کو چھوڑ دیا (اربعین ص۱۸)

قاضی عبدالاحد خانپوری نقل کرتے ہیں کہ اس آیت میں بھی معجزہ اور کرامت ثابت ہوتی ہے۔ جو اس (ثناء اللہ) کی سمجھ میں قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اس واسطے آیت کی تفسیر کچھ اور کی اور ہی کر دی۔ (القول الفاصل ص۴)

وہابیوں کے مولوی ابو تراب محمد عبدالحق نے لکھا ہے کہ

(امرتسری عقیدہ) صریح حدیث اور آیات اور اقوال مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہے۔ (الحق الیقین ص۵۱)

چھوٹے بچے کا حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے واقعہ کا انکار

مولوی عبدالحق غزنوی صاحب ہی اپنے امرتسری صاحب کے متعلق عظمت رسول کے انکار کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

ص۲۱۸ میں اس آیت وشھد شاھد من اھلھا کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ای اظھر رایہ یعنی اس کے گھر میں سے کسی ذی رائے نے رائے دی۔ (اربعین ص۱۸)

غزنوی صاحب خود ہی اس تفسیر کو عظمت رسول کے انکار پر مبنی سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ حدیث صریح کے خلاف ہے کیونکہ احمد۔ اور ابن جریر اور بیہقی میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تکلم اربعۃ وھم صغار ابن ماشطۃ فرعون و شاھد یوسف وصاحب جریج وعیسٰے ابن مریم یعنی ابن عباس

رضی اللہ تعالےٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ چار لڑکوں نے کلام کی۔ دریا نخال کر وہ چھوٹے تھے۔ فرعون کی تشطہ کے بیٹے نے اور شاہد یوسف اور صاحب جریج اور عیسٰے بن مریم نے اور احمد اور بزار اور ابن حبان اور حاکم مرفوعاً لائے ہیں۔ کہ لم یتکلم فی المھد الاربعۃ و ذکر شاھد یوسف یعنی چار شخصوں نے گود میں بات کی ہے۔ جن میں سے ایک شاہد یوسف بھی ہیں۔ چونکہ مصنف تفسیر ثنائی کے نیچر کے خلاف ہے لہٰذا صریح حدیث سے خلاف کیا۔

(اربعین صہ۱۸، صہ۱۹)

وہابیوں کے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ:

(امرتسری عقیدہ) یہ بھی تحریف ہے اور جمہور اُمت بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف ہے۔

(الحق الصریح صہ۵۶)

پہاڑ اور پرندوں کا حضرت داؤد علیہ السّلام کے ساتھ مِلکر تسبیح پڑھنے والے معجزہ کا انکار

مولوی عبدالحق غزنوی صاحب اپنے سردار امرتسری صاحب کی رسول دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ صہ۲۹ میں اس آیت وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر لکھا ہے تذکرہ حین غفلۃ ولنعم ما قیل سہ

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ؛ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

(اربعین صہ۲۱)

مولوی عبدالحق غزنوی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مصنف تفسیر ثنائی کا مطلب یہ ہے۔ کہ پہاڑوں اور جانوروں کو دیکھ کر ... یاد آتا تھا۔ نہ یہ کہ پہاڑ اور جانور آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ افسوس ... تو سوا الحدیث کا اور تفسیر ہو مطابق مذہب معتزلہ کے۔ اہل سنت کی

تمام تفاسیر معتبرہ اسی پر ہیں کہ پہاڑ اور جانور داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ تفاسیر معتبرہ اہل اسلام کو نظر انداز کر کے مذہب اعتزال کا حامی بنا اہلحدیث تو درکنار کسی ادنیٰ سے مسلمان کا کام ہی ہرگز نہیں۔

(اربعین صہ ۲۲)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنے امرتسری کی اس تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں امرتسری کا عقیدہ لکھتے ہیں کہ

یعنی پہاڑوں اور پرندوں کا داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھنا یہی تھا کہ اُن کو دیکھکر خدا یاد آجاتا تھا تو گویا داؤد علیہ السلام کا کوئی معجزہ ثابت نہیں ہوتا۔

(تعریفات اہل سنت پر فیصلہ صہ ۲۰۵)

سرکار داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا کا نرم ہو جانے والے معجزہ سے انکار

وہابیوں کے مولوی عبدالحق غزنوی اپنے امرتسری سردار کی رسول دشمنی کی ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ

صہ ۳۶۰ میں اس آیت والنالہ الحدید کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ای علمناہ الانۃ الحدید یعنی ہم نے داؤد علیہ السلام کو لوہا نرم کرنے کا طریق سکھا دیا۔

(اربعین صہ ۲۳)

غزنوی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہ تفسیر بھی تمام تفاسیر اہل اسلام سے خلاف ہے۔ تفاسیر اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ یہ داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ اگر مصنف تفسیر ثنائی کی تفسیر کی جاوے تو اس میں داؤد علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے اللہ عزوجل نے ہر لوہار اور سنار کو لوہا نرم کرنے کا

طریق سکھلا دیا ہے۔ لوہے کو پانی بتلاتے ہیں۔ (اربعین ص۲۳)

قاضی عبدالاحد خانپوری نے بھی نقل کیا ہے کہ

داؤد علیہ السلام کے معجزہ سے انکار کیا ہے۔ (القول الفاصل ص۴۶)

انبیاء علیہم السّلام عیب دار ہوتے ہیں

مولوی رفیق خان پسروری کی کتاب میں ہے کہ:

عقیدہ:۔ انبیاء علیہم السلام عیب دار ہوتے ہیں۔ (اصلاح عقائد ص۱۵۴)

تصرفاتِ اولیا بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی ہے

جماعت اسلامی کے نام نہاد مفکر اسلام مودودی صاحب نے اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت وفات ظہور وغیب، کرامات وخوارق، اختیارات وتصرفات اور اولیاء اللہ تعالٰی کے یہاں ان کے تقربات سے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی۔ جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔

(تجدید واحیائے دین ص۱۵)

تصرّف اولیاء اللہ کو اسلام میں کوئی درجہ نہیں

وہابیوں کے مولوی حکیم صادق سیالکوٹی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ یاد رہے کہ تصرف اولیاء اللہ کو اسلام کے اندر کوئی درجہ اور مقام حاصل نہیں ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث ص۱۱، ۹ نومبر ۱۹۵۳ء)

وہابیوں کا یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ	گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار

(پ ۲۵ ع ۱۲)

ملکہ بلقیس کا تخت جو کہ دور دراز علاقہ میں تھا۔ اور ساتویں کوٹھڑی میں کے اندر محفوظ تھا۔ ہر کوٹھڑی کے باہر پہرہ بھی تھا۔ اور کوٹھڑی مقفل تھی۔ اور تخت ۸۰ گز لمبا اور ۴۰ گز چوڑا تھا۔ اس تخت کو سرکار سلیمان علیہ السلام نے اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے کا درباریوں کو حکم فرمایا۔ تو سرکار سلیمان علیہ السلام کے امتی ولی اللہ کے تصرف کا واقعہ خداوند کریم نے خود بیان فرمایا ہے کہ

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ	اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا۔ ایک پل مارنے سے پہلے۔

(پ ۱۹ ع ۱۸)

حضرت جبریل علیہ السلام جو کہ مخلوق الٰہی ہیں۔ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس آ کر کہتے ہیں۔

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ؕ	کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں

(پ ۱۶ ع ۵)

خداوند کریم جل جلالہ اپنے حبیب لبیب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ	اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور

الْمُؤْمِنِيْنَ ہ (پ ۴) جتنے مسلمان تمہارے سپرد ہوئے
حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میں بندے کو اپنا محبوب اور مقبول بنا لیتا ہوں
فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (صحیح بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

قارئین کرام! قرآن و حدیث تو اولیائے کرام کے تصرفات اور کمالات بیان کریں۔ اور وہابی مولوی کہیں کہ تصرف اولیاء اللہ کو اسلام کے اندر کوئی درجہ اور مقام حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ایسے عقائد والے قرآن و حدیث کے مخالف ہیں۔ اور ایسے حضرات مبلغ اسلام نہیں۔ بلکہ منکر اسلام ہیں بلکہ وہابیوں کو اللہ کریم نے دنیا ہی میں ان کے اکابر سے تصرفات اولیاء الرحمٰن کا اقرار لکھوا کر ان وہابیوں کو یہ سزا دے دی کہ تمہارے عقیدے کے مطابق تمہارے بڑے بھی مشرکانہ میتھالوجی کے اقراری اور دین اسلام کو سمجھنے سے بے بہرہ ہیں۔

وہابی اکابر کی تحریر درج ذیل ہے۔

وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مولوی کرسوی صاحب نے گنگوہی کے ارشادات میں تصرفات اولیاء اللہ کے متعلق لکھ کر وہابیوں کے منہ پر جوت مارا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"تصرفات و کرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند، بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود حدیثے کہ ابن عبدالبر نقل کردہ شاہد است۔"
اولیاء اللہ کی کرامات اور تصرفات ان کے انتقال کے بعد بھی اسی طرح بحال رہتی ہیں۔ بلکہ ولایت میں بعد از انتقال ترقی ہو جاتی ہے۔
(تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۰۲ ج ۲)

وہابیوں کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی جو کہ حکیم صادق سیالکوٹی کے

استاذ بھی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:۔

منقول است از حضرت خواجہ محمد یحیٰی پسر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہما کہ ارباب تصرف بر انواع اند بعضے اند بعضے ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ وتعالے و باختیار خود ہر گاہ کہ خواہند تصرف کنند

یعنی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ اہل تصرف کی کئی اقسام ہیں۔ بعضے ماذون و مختار ہیں۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ (ارشادات رحیمیہ فارسی صہ۴۴، سراجًا منیرا صہ۴۲)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھا ہے کہ

"بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات وخوارق سرزد ہوتے ہیں۔ یہ امر معنیً حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔

(النخب صہ۱۷)

ع دوست ہی دشمن جاں ہو گیا
نوش دارو نے کیا کیا اثر سم پیدا

یارسول اللہ کہنے والا کافر ہے اور اس کا خون مباح

وہابیہ نجدیہ کی مستند کتاب تحفہ وہابیہ میں لکھا ہے کہ:

تنبیہ: اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو کہ جو کوئی یوں کہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہوگا اور اس کا خون مباح ہوگا۔ ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔"

(تحفہ وہابیہ صہ۶۸)

امام المحدثین امام بخاری، شارح مسلم امام نووی - محدث ابن سنی - قاضی عیاض - محدث ابن جزری اور دیگر محدثین علیہم الرحمۃ نے اپنی کتب میں روایت نقل فرمائی ہے جو سرکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے۔

خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمد

(الادب المفرد ص۱۴۲) مطبوعہ مصر

کتاب الاذکار - شفا شریف ص

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ اس شخصیت کو یاد کریں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو انہوں نے یا محمد کہا۔"

عمل الیوم واللیلہ ص۲ - طبقات ابن سعد ص۱۵۴ ج۴ - مدارج النبوت - بدیر المھدی ص۲۴ نور الایمان فی زیارۃ آثار حبیب الرحمٰن ص۸۔

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مجتہد اور نامور مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ :

"شیخ کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سن ہو گیا تھا۔ کہا "یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی الفور کھل گیا۔"

(کتاب الدار والدوار ص۳۶)

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد :

محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف حصن حصین میں درج فرمایا ہے کہ :

لہ علامہ شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف شرجی عینی علیہ الرحمۃ نے روایت اپنی تصنیف لطیف کتاب الفوائد فی الصلوٰت والعوائد ص۳۳ مطبوعہ مصر میں نقل فرمائی ہے۔ الحمد للہ فقیر کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ قادری غفرلہ)

لہ محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے حصن حصین کی ابتدا میں تحریر فرمایا ہے :

آخرجتہ من الاحادیث الصحیحۃ : میں نے اس کتاب میں احادیث صحیحہ کو درج کیا ہے۔

اِذَا اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا	"جب مدد طلب کرنے کا ارادہ ہو
عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ	تو کہہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو
اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ـ يَا عِبَادَ اللّٰهِ	اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ـ اے
اَعِيْنُوْنِيْ (حصن حصین ص۱۶۳)	اللہ کے بندو میری مدد کرو"

ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان الصحابۃ بعد موت رسول	"رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کے انتقال کے بعد جنگوں میں صحابہ
کان شعارھم فی الحروب	کرام علیہم الرضوان کا شعار تھا کہ وہ
یَا مُحَمَّدُ	یا محمد کہتے تھے"

اسی طرح غزوۂ یرموک میں جب دھاوا ہوا تو ہزارہا صحابہ کرام علیہم الرضوان یا محمد امت امت پکارتے اور نعرے مارتے تھے۔

فتوح الشام میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنسرین سے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر جنگ کیلئے روانہ فرمایا اور کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ غرضیکہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھہر گیا۔ مسلمان جانبازیاں کر رہے تھے اور کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرُ اللّٰہِ اَنْزِلْ پکارتے تھے، اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے یا معاشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعۃ وانتم الاعلون، اے مسلمانوں کے گروہ! ثابت قدمی دکھاؤ بس جان لو یہی گھڑی ہے اور تم غالب ہونے والے ہو۔"

قارئین عظام! آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء امت علیہم الرحمۃ کا بعد از انتقال حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا یا محمد اور یا رسول اللہ سے نداکرنا اور ان سے مدد طلب کرنے کا ثبوت ملاحظہ فرمالیجئے۔ اب وہابی اکابر کے فتاویٰ کی روشنی میں صحابہ کرام اور اولیاء امت علیہم الرحمۃ بھی کفر و شرک کے

ترتیب نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کریم نے ان کے حق میں فرمایا۔ ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔

دوسری طرف رحمت کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا بھی فرمان ہے کہ

مَنْ اَحَبَّھُمْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ "جس نے صحابہ سے محبت کی، پس
مَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ اس نے مجھ سے محبت کی جس نے
صحابہ کو تکلیف پہنچائی پس اس نے
مجھ کو تکلیف پہنچائی۔

وہابی اکابر کے فتاویٰ کی روشنی میں صحابہ کرام مشرک ہوئے اور کسی مسلمان کو مشرک کہہ دیا جائے تو یقیناً اس کو تکلیف ہوگی چہ جائیکہ صحابہ کبار علیہم الرضوان پر یہ فتوے چسپاں کر دیا جائے۔ اس سے تو صحابہ کرام در کنار عامۃ المسلمین کے قلوب بھی مجروح ہوتے ہیں۔ حدیث شریف کی روشنی میں فرقہ وہابیہ نجدی کے اکابر سے امام الانبیاء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت اور تکلیف پہنچی ہے:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی وبا سے

انبیاء اور صلحاء کو ان کے انتقال کے بعد مقابر کے ذریعہ بھی پکارنا شرکِ عظیم ہے۔

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ

عقیدہ: ملائکہ، انبیاء اور صلحاء سے ان کی وفات کے بعد اس طرح کا زندانہ خطاب خواہ ان کے مقابر کے ذریعہ سے ہو یا ان کی عدم موجودگی میں ہو یا ان کے مجسموں اور تصویروں کے روبرو ہو مشرکین اہل کتاب اور اہل اسلام کے بدعتیوں کا ایک شرکِ عظیم ہے۔

(کتاب الوسیلہ صہ۲۳)

وہابیوں کے نام نہاد مجدد اعظم ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ

عقیدہ : فوت شدہ انبیاء و اولیاء کو پکارنا اور ان سے دعا و شفاعت کی التجا کرنا بھی درست نہیں۔ وصال کے بعد انہیں پکارنا اور التجا کرنا شرک تک لے جاتا ہے۔

(کتاب الوسیلہ ص۱۲۳ از ابن تیمیہ)

وہابیوں کے مولوی حسین علی واں بھچراں والے نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :- جن ہو یا ملائکہ یا ولی یا صنم ہو قضائے حاجت کے واسطے پکارنا کفر ہے اور شرک ہے۔

(بلغۃ الحیران ص۸)

وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی نے اپنے عقائد لکھے ہیں کہ

عقیدہ :- غیر اللہ کے ساتھ استغاثہ کرنا۔ یا پکارنا شرک ہے۔

(تفسیر ستاری ص۲۷۹ ج ۱)

عقیدہ :- اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

(تفسیر ستاری ص۲۳ ج ۱)

عقیدہ :- کسی پیر فقیر نبی۔ ولی بزرگ۔ ابدال۔ اقطاب۔ جن۔ بھوت پری وغیرہ کی پناہ پکڑنا۔ دعائی چاہنا۔ مصیبت و شدت کے وقت ان کو پکارنا حاجت روا مشکل کشا و سمجھنا قطعاً حرام اور عین شرک ہے۔ (تفسیر ستاری ص۲۶)

مرنے کے بعد اگر خطاب شرک ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مردہ پرندوں کو پکارنے کا حکم فرمایا۔

لہ وہابیوں میں اگر حق گوئی اور جرأت ہے تو علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کو کسی جلسہ عام میں یا اپنے اخبار میں مذہبی ہو کر مشرک کہیں کیونکہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مانتے ہیں۔ جیسا کہ ان کا شعر ہے ؎ بازوئے آن تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ المشکل کشا و شیر خدا

وہابیوں [illegible] اگر غیرت کا مادہ ہے اور ان کا مذہب [illegible] اگر سچا ہے تو ذرا [illegible]

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ۔ (پ ۳ ع ۳) پھر انہیں پکار۔ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام جلیل المرتبت انبیاکرام علیہم السلام سے ہیں قرآن حکیم میں ان دونوں کی قوموں کا واقعہ درج ہے۔ کہ جب قوم پر عذاب آیا اور وہ مرگئی تو انہوں نے ان مردوں کو ندا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۔ (پ ۹ ع ۱) اور کہا میری قوم۔ بیں تمیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی۔ تو کیونکر غم کروں کافروں کا۔

انبیا بھی شرک عظیم کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ بلکہ خود بھی اس شرک میں مبتلا رہے ہیں جو کہ کسی ادنی سے ادنی مسلمان کا عقیدہ تو کیا اس کے ذہن میں لمحہ بھر بھی یہ خیال نہیں آ سکتا۔ ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی وبا سے!

یا صدیق۔ یا عمر۔ یا عثمان یا علی کہنے والا کافر ہے

غیر مقلدین کے مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانی نے لکھا ہے۔ کہ

عقیدہ :- اِنَّ مَنْ دَعٰى مَيِّتًا وَاِنْ كَانَ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَهُوَ كَافِرٌ وَاِنَّ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ ۔

بے شک جو کسی میت کو پکارے اگرچہ خلفاء راشدین ہی کیوں نہ ہوں پس وہ پکارنے والا کافر ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

قاضی محمد بن علی شوکانی نے ہی یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ

(الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید ص ۱۶ مصنفہ قاضی شوکانی)

عقیدہ: طَلَبُ الْحَوَائِجِ مِنَ الْمَوْتٰی وَالْاِسْتِغَاثَۃُ وَالتَّوَجُّہُ اِلَیْھِمْ وَھٰذَا اَصْلُ شِرْكِ الْعَالَمِ۔

مُردوں سے حاجات طلب کرنا۔ ان سے مدد حاصل کرنا اور ان کی طرف متوجہ ہونا یہ دنیا میں اصل شرک ہے۔ (الدر النضید صفحہ)

خیر التابعین سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرکار سیدنا امیر المؤمنین خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارنا وہابیوں کے ہی مولوی وحید الزمان حیدرآبادی مؤلف تفسیر وحیدی اور مترجم صحاح ستہ نے اپنی کتاب مشتمل عقائد الحدیث ہدیۃ المہدی میں یوں لکھا ہے۔

قال اویس القرنی بعد وفات عمر یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۳ مطبوعہ دہلی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ کہا ہے۔

لہٰذا وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی صاحب نیل الاوطار کے نزدیک سرکار اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر ہوئے اور ان کو کافر نہ سمجھنے والے بھی کافر ہوئے۔

راہِ حق پر ہر طرف سے رہزنوں کا زور ہے
نقدِ ایمان کو بہر صورت بچانا چاہیئے

اسی طرح امام الانبیاء شہنشاہ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اپنے امتیوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ

اِذَا اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ۔ (حصن حصین صفحہ ۱۶۳)

جب مدد کا ارادہ ہو تو کہو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وہابی ظالموں کے عقیدہ سے انبیاء کرام علیہم السلام بھی شرک سے محفوظ نہیں ہیں۔ میرے اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت

سُنّت علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے!

وہابیہ نجدیہ کے عقیدہ کے مطابق صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی مشرک اور کافر تھے۔ اور وہابیہ کی خود ساختہ شریعت میں ان کا خون مباح تھا۔ نیز ان کے نزدیک خلفاء راشدین علیہم الرضوان کو شریعتِ مصطفوی کا صحیح علم نہ تھا کیونکہ صحابۂ کرام ان کے دور میں ہی تو یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہ کہتے اور پکارتے تھے۔

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
شرک کیا کفر کا فضلہ ہے نجاست تیری

قبر پر میّت کو ندا کرنا جائز نہیں ہے

(۷) الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار میں لکھا ہے کہ

قبر پہ میت کو ندا کرنا جائز نہیں ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء)

وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی صریحاً قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کا ارشاد ہے جب قبرستان جاؤ تو کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔

یہ بھی قبر والوں کو ندا کا حکم نہیں تو کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہابیہ کا مذہب ہے کہ مولوی عوام کو قرآن و حدیث کے خلاف عمل کرنے کی تلقین اور تبلیغ کرتے ہیں۔

غوثِ اعظم شرکیہ لفظ ہے

... اخبار اہل حدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ

"غوثِ اعظم شرکیہ لفظ ہے۔" (اخبار اہلِ حدیث امرتسر صفحہ ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء)

قارئین کرام: وہابیہ کی اس عبارت سے اسماعیل دہلوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، میاں نذیر حسین دہلوی بھی شرک سے محفوظ نہ رہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتابوں میں غوثِ اعظم کا لفظ سرکار شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے متعلق لکھا ہے۔ تشفی کے لیے، صراطِ مستقیم فارسی صفحہ ۱۳۲،۵۶، ۱۴۱۰، فتاوی اشرفیہ صفحہ ۹ ج ۱، دعوات عبدیت صفحہ ۱۰ ج ۵، فتاوی نذیریہ صفحہ ۲۳ ج ا وغیرہم کا مطالعہ کریں۔

سر اُڑاتے وہ تلواروں سے
کوئی کہتا نہیں سرکار یہ کیا ہے؟

بُت پرست منکرینِ خدا اور کفار بھی عبادتِ الٰہی میں مصروف ہیں

مودودی صاحب نام نہاد منکر اسلام ہیں اس لئے انہوں نے اپنے نام نہاد اسلام میں قرآن وحدیث کے مخالف عقیدہ عبادتِ الٰہی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی۔ جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے۔ اور اس کے قانون کے تحت ہی زندہ ہے۔ تو لامحالا وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار، طوعاً و کرھاً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے۔ اسی کی عبادت میں لگا ہوا ہے۔ (تفہیمات صفحہ ۹۶ ج ۱)

قارئین کرام:۔ مودودی صاحب نے اس عقیدہ میں ایک ہی جنبش قلم میں توحید و ایمان کی بساط اُلٹ کر رکھ دی ہے اور روشنائی صرف ایک قطرہ سے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی پوری تاریخ مسخ کر ڈالی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود اور دیگر بُت پرستوں سے مقابلہ اور وعظ و تبلیغ جو کہ قرآن کریم میں موجود ہے اور سرکار ابراہیم علیہ السلام کا ان کو باطل پر قرار دینا بھی پھر مودودی صاحب کے نزدیک غلط ہُوا۔ (نعوذ باللہ) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا کفار کو مخاطب کر کے فرمانا۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝ (پ ۳۰ ع ۳۴)

تم فرماؤ اے کافرو۔ نہ میں پُوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں۔ اور نہ میں پُوجوں گا جو تم نے پُوجا۔ اور نہ تم پُوجو گے جو میں پوجتا ہُوں۔ تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

مودودی صاحب کے نزدیک اسلام میں کچھ معنے نہیں رکھتا۔

پس معلوم ہُوا کہ مودودی صاحب اس اسلام کے مبلغ نہیں جو آمنہ کے لال خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا۔ ان کا کوئی خود ساختہ ہی اسلام ہے۔ مندرجہ بالا عقیدہ میں تو مودودی صاحب نے عبارت و توحید کے مفہوم میں اتنی وُسعت پیدا کر دی ہے۔ کہ شرک کو عبادت۔ بُت پرستی کو خدا پرستی اور مشرک کو بندۂ پرستار ملتے ہوئے بھی نہ ان کا عقیدۂ توحید مجروح ہُوا ہے۔ اور نہ عبادت کے مفہوم پر کوئی حرف آیا ہے۔ لیکن یہی مودودی صاحب انبیاء اور اولیاء کے ان عقیدتمندوں کو جو مسلمان۔ موحد۔ عابد اور کلمہ گو ہیں۔ ان کو واضح الفاظ میں مشرک گردانتے ہیں۔ مودودی صاحب کی عبارت یہ ہے۔

انبیاء اور اولیاء سے عقیدت انکو خدا ماننا ہے

عقیدہ:۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے۔ وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو

گئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی۔ جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا۔

(تجدید و احیائے دین ص۱۵)

فاتحہ۔ زیارت۔ عرس مشرکانہ پوجا پاٹ ہے

جماعت اسلامی کے بانی اور نام نہاد مفکر اسلام مودودی صاحب نے فاتحہ، عرس وغیرہ کی مشرکانہ پوجا پاٹ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

عقیدہ:- ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ۔ زیارات۔ نیاز۔ نذر عرس۔ صندل۔ چڑھاوے۔ نشان۔ علم۔ تعزیئے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ (تجدید و احیائے دین ص۱۸)

مودودی کے مسلمہ مجدد اسماعیل دہلوی قتیل نے عرس۔ فاتحہ اور نذر و نیاز کو مستحسن قرار دے کر مودودی کی ناک کاٹ دی ہے۔ دہلوی کی اصل عبارت یہ ہے۔

پس در خوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ فاتحہائے و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم فارسی ص۵۵)

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

لہٰذا وہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کی مندرجہ بالا عبارت اور مودودی کی کفریہ مشین سے نکلا ہوا عقیدہ کو بنظر خود دیکھا جائے تو مودودی کے نزدیک ان کے اپنے ہی پیارے دادا جان دہلوی صاحب مشرکانہ پوجا پاٹ کی نئی شریعت کو مستحسن قرار دے رہے ہیں۔ ؎

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال
اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی!

نعرہ رسالت وغیرہ شرک اور حرام ہے

وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی سے کسی نے نعرہ لگانے کے متعلق ... پوچھا تو اُس نے واضح طور پر فتویٰ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نعرہ ... اور حرام ہے۔ سوال وجواب یہ ہیں۔

س:۔ نعرۂ رسالت کیا ہے؟

ج:۔ خداوند تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نعرہ لگانا شرک اور حرام ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی صد ۲۳ ۱۵ ارمحرم الحرام ۱۳۷۴ھ)

ناظرین! وہابیوں کے مفسر، محدث اور امام کے نزدیک پاکستان زندہ باد، اسلام زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، جمعیت اہلحدیث زندہ باد، روپڑی صاحب زندہ باد، مناظر اسلام زندہ باد وغیرہ کے نعرے لگانے والے تمام وہابی مشرک ہوں گے۔ کیونکہ ایسے نعرے تو وہابیوں کے جلسوں میں لگائے جاتے ہیں۔ اگر نعرے نہیں لگتے تو صرف نعرۂ رسالت یا رسول اللہ۔ نعرۂ حیدری یا علی، نعرۂ غوثیہ یا غوث اعظم کے نہیں لگتے۔ مگر وہابیوں کے امام دہلوی کا فتویٰ تو یہ ہے۔ کہ:

"خداوند تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نعرہ لگانا شرک ہے اور حرام ہے۔"

س:۔ یا اللہ کے ساتھ یا محمد کہنا ٹھیک ہے؟

ج:۔ شرک ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی صد ۲۳ ۱۵ ارمحرم الحرام ۱۳۷۴ھ، صحیفہ اہلحدیث کراچی صد ۲۲ ۱۵ ار جمادی الاول ۱۳۷۴ھ)

س:۔ یا رسول اللہ یا شیخ عبدالقادر یا علی مدد کے نعرے لگانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ یا رسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ و یا علی مشکل کشا وغیرہ نعرے لگانا شرک ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ صد ۹ ج ۳ مطبوعہ کراچی)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے سوال کیا کہ:

س ۱۲۹ :۔ مسجدوں اور گھروں میں ختمات شیئاً للہ جائز ہے؟

امرتسری اس کا جواب دیتے ہیں۔

ج ۱۲۹ :۔ جائز نہیں کیونکہ شیئاً للہ کے معنے شرکیہ ہیں۔ اس میں غیر اللہ کو ندا ہے (اہلحدیث امرتسری ص۲ کالم ۱ ۹ راگست ۱۹۳۶ء)

س :۔ رسمی مسلمان یارسول اللہ کا نعرہ لگانے والے قصاب کا ذبیحہ موحد مسلمان کے لیے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج :۔ بچنا چاہیئے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۳ یکم صفر المظفر ۱۳۷۴ھ)

قارئین عظام! وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی نے یارسول اللہ کہنے والے قصاب کے ذبیحہ کھانے سے بچنے کی وہابیوں کو تعلیم دی ہے۔ مگر انہیں کے بزرگ نواب وحید الزمان نے کافر کے ذبیحہ کو واضح الفاظ میں حلال قرار دیا ہے۔

کافر کا ذبیحہ حلال ہے

وَكَذَالِكَ ذَبِيحَةُ الْكَافِرِ اَيْضًا حَلَالٌ۔ اور اسی طرح کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔ (نزل الابرار ص۴ ج ۳ مطبوعہ بنارس)

ان دونوں فتووں کو پڑھ کر نتیجہ یہی نکلے گا۔ کہ وہابیوں کے نزدیک یارسول اللہ کہنے والے مسلمانوں سے ہندو سکھ اور دیگر کفار اچھے ہیں۔ وہابیوں نے مسلمانوں کو جس تعصب کی تعلیم دی ہے۔ اس کے چند نمونے ان کے اکابر کے فتووں سے ملاحظہ فرمائیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا برا ہے

وہابیوں کے محدث عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ:

"جو لوگ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ وغیرہ سلام درود پڑھتے ہیں وہ برا کرتے ہیں۔ اگر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر پڑھتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ بُرا جانتے ہیں اور اگر حاضر ناظر جان کر نہیں پڑھتے بلکہ اس نیت سے پڑھتے ہیں کہ فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو بھی بُرا ہے۔ (رسالہ سماع موتیٰ ۵۲ از عبداللہ روپڑی)

دیوبندیوں کے قطب رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"یا رسول اللہ کہنا کہ وہ دُور سے سُنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳ مطبوعہ دہلی)

قارئین! جس عقیدہ کو وہابیوں کے عبداللہ روپڑی اور رشید احمد گنگوہی نے کفر اور بُرا قرار دیا ہے۔ اُسی عقیدہ کو وہابیوں کے مجدد مولوی ابن قیم اور مولوی قاضی سلیمان منصور پوری نے ایک واقعہ اپنی کتابوں میں درج کر کے مستحسن اور مبارک قرار دیا ہے وہ واقعہ یہ ہے۔ کہ:

"ابوبکر محمد عمر کہتے ہیں کہ ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا شبلی علیہ الرحمۃ آئے۔ حضرت ابوبکر علیہ الرحمۃ کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ کہا میں نے اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی سامنے آتے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اُس کی اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ شبلی علیہ الرحمۃ کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر تک پڑھا کرتا ہے اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی۔ لیکن اس کے آخر میں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ

مِنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورہ تک پڑھا اور تین دفعہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھا۔ ابو بکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ پھر میں شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کیا کرتے ہو۔ تو انہوں نے ایسا ہی بیان کیا۔

(جلاء الافہام صفحہ ۲۵۵ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۲۵، ۲۵۹)

کھیت اور باغ کے حصہ سے نذر و نیاز دینا شرک ہے

امام الوہابیۃ الدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے اپنا عقیدہ لکھا ہے:

عقیدہ: کھیت اور باغ (انبیاء و اولیاء) کا حصہ لگاتے۔ جو کھیتی باڑی میں لے آوے پہلے ان کی نیاز کریں۔ ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲)

کتب احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا طریقہ درج ہے۔ چنانچہ امام مسلم اور امام ابن ماجہ علیہما الرحمۃ نے سرکار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت نقل کی ہے:

كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهٗ فَيُعْطِيْهِ

لوگ (صحابہ) جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے تو فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے صاع میں برکت فرما۔ ہمارے مُد میں برکت فرما۔ پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان میں تقسیم فرما دیتے۔

(صحیح مسلم شریف صفحہ ۴۴۲ ج ۱، ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۴۶)

سرکار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے بھی امام طبرانی نے روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت سے مروی ہے :

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اُتِیَ بِالْبَاکُوْرَۃِ مِنَ الثَّمَرَۃِ قَبَّلَہَا وَجَعَلَہَا عَلٰی عَیْنَیْہِ ثُمَّ اَعْطَاہَا اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہٗ مِنَ الْوِلْدَانِ۔ (طبرانی شریف صد مطبوعہ مصر)

بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

قارئین حضرات ! دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد دہلوی قتیل کی حدیث دانی اور تبلیغ اسلام کا اندازہ آپ نے لگا یا کہ کس طرح بے چارے نے مسلمانوں کو شرک کے فتووں کی بوچھاڑ سے مشرک بنانے پر کمر باندھی ہوئی ہے۔ اس بے چارے کو حدیث کا اتنا بھی علم نہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہِ رسالت پناہ میں پہلا پھل پیش کیا کرتے تھے۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم اس پر دعا فرما کر تقسیم کر دیتے تھے۔ امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کبار علیہم الرضوان بھی تو مشرک ہوئے۔ لہٰذا ان کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے ع

اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے !

ناظرین حضرات : سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کے متعلق کے وہابیہ کے عقائد پڑھنے کے بعد اب سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے متعلق وہابیہ کے عقائد درج کیے جاتے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بُت ہے

سعودیہ نے ایک کتاب شرح الصدور شائع کی ہے۔ جس کے حاشیہ پر اُنہوں نے لکھا ہے کہ

فَالْقَبْرُ الْمُعَظَّمُ الْمُقَدَّسُ وَثَنٌ وَصَنَمٌ بِكُلِّ مَعَانِيِّ الْوَثْنِيَّةِ لَوْ كَانُوْا يَعْقِلُوْنَ ٥

پس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بُت ہے کاش کہ لوگ اِس بات کو سمجھیں۔

(حاشیہ شرح الصدور ص۲۵ مطبوعہ سعودیہ)

وہابیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کی رسوائے زمانہ تصنیف کتاب التوحید کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

فَكُلُّ مَا تَقَرَّبَ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ نَادٍ اَوْ كَوْكَبٍ اَوْ قَبْرٍ صَالِحٍ اَوْ غَيْرُ صَالِحٍ وَغَيْرِ ذَالِكَ فَهُوَ صَنَمٌ ٥

ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ آگ ہو یا ستارہ یا کسی بزرگ کی قبر ہو۔ یا بزرگ نہ بھی ہو لیں اور اُس کے علاوہ تو وہ بُت ہے۔

(کتاب التوحید ص۱۰)

وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ

نحر آں ونحر بر قبر او توسل بوے وطلب حاجات از وبے بعینہٖ ہماں است کہ اہل جاہلیت آنرا میکروند غائیت آنکہ اہل جاہلیت آنرا صنم و وثن مے نامیدند و ایشاں آنرا ولی وقبر ومزار وروضہ ومشہد ومقبرہ مے نامند۔

(ہدایۃ السائل فارسی ص۳۰۹ مطبوعہ بھوپال)

صالحین میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم

الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ وہابیوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مطہرہ کا گنبد اور قبہ ایک بت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ شرک و الحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے

وہابیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن نجدی نے اپنے دادا کی کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں لکھا ہے کہ

فَاِنَّ هٰذِهِ الْقِبَابَ وَالْمَشَاهِدَ الَّتِيْ صَارَتْ اَعْظَمُ ذَرِيْعَةٍ اِلَى الشِّرْكِ وَالْاِلْحَادِ وَاَكْبَرُ وَسِيْلَةٌ اِلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ وَخَرَابِ بُنْيَانِهٖ غَالِبٌ ۔	بیشک یہ تمام قبے، مشاہد اور زیارت گاہیں جو شرک اور الحاد کا بہت بڑا ذریعہ بن چکی ہیں۔ اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کا بہت بڑا وسیلہ ہیں۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۰۹ مطبوعہ مصر)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر قبہ بہت بڑی جہالت ہے

وہابیوں کے بہت بڑے امام محمد بن اسماعیل[1] نے لکھا ہے کہ

(فَاِنْ قُلْتَ) هٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عُمِّرَتْ عَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ	اگر تو سوال کرے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جو ایک بہت بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر بہت مال

---

[1] وہابیوں کے مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔
(الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان)

الْغِفَقَتْ فِيْهِمَا الْاَمْوَالُ (قُلْتُ) هٰذَا جَهْلٌ عَظِيْمٌ بِحَقِيْقَتِهِ الْحَالِ ○

خرچ کیا گیا ہے (یہ شرعًا کیسا ہے ؟) میں (محمد بن اسماعیل) جوابًا کہتا ہوں کہ یہ حقیقتًا بہت بڑی جہالت ہے۔

(تطہیر الاعتقاد ص۲۶)

وہابیوں کے امام ابن قیم نے بھی یہی لکھا ہے کہ

قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ست بروے قبۂ عظیم بنا ساختۂ و تعمیر کردہ اند واموال کثیرہ برآں انفاق نمودہ زیراکہ ایں جہل عظیم است

(ہدایۃ السائل ص۳۱۹)

قبروں پر قبّے بنانا حرام ہے

وہابیوں کے حافظ عبداللہ روپڑی صاحب نے لکھا ہے کہ

قبروں پر قبّے بنانا حرام ہے۔ (رد بدعات ص۸۶)

قبروں پر قبّے بنانا شرع میں ایک منکر امر (بُرے کام) ہیں

(رد بدعات ص۹۵)

نجدیوں کے احمد عبدالغفور عطار رقمطراز ہیں۔

بلاشبہ قبے اور قبر[1] میں بُت پرستی اور خرافات و بدعات کا منبع ہیں

(کتاب محمد بن عبدالوہاب ص۲۴۵)

---

[1] اس لئے وہابیوں کو قبریں نہیں بنانی چاہیئے۔ بلکہ مرلیاں بنائیں اور وہابی اپنے بڑوں کی قبروں کو کھود ڈالیں۔ کیونکہ قبریں اِن کے نزدیک بُت پرستی اور خرافات کا منبع ہیں۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

روضہ اطہر کو گرانا واجب ہے

وہابیوں کے نواب صدیق حسن خان کے بیٹے نور الحسن بھوپالوی نے لکھا ہے کہ

از بنا مر بر قبر نہی آمدہ پس بر ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہً گراست آید از منکرات شریعت باشد و انکار بر آں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکہ گو پیغمبر باشد یا غیر۔

لغت کے لحاظ سے ہر اس چیز پر جو اٹھی ہوئی ہو قبر کا لفظ صادق آتا ہے اور وہ شریعت کے منکرات سے ہے۔ اس سے منع کرنا اور اسکو مٹی کے برابر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بغیر کسی امتیاز کے۔ گو پیغمبر کی قبر ہو یا کسی اور کی ہو۔ (عرف الجادی ص۶۱)

ابن قیم کے نزدیک قبروں پر جو قبے بنے ہوئے ہیں۔ ان کو گرا دینا واجب ہے۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۰)

ناظرین کرام! آپ نے وہابیہ نجدیہ کے اکابر کے عقائد جو انہوں نے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر شریف۔ روضہ مبارکہ گنبد خضریٰ اور دیگر اولیاء کرام کی قبور پر بنے ہوئے قبوں اور گنبدوں کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ کئے ہیں۔

ان وہابی مولویوں کے اپنے مکانات کو دیکھئے تو عمدہ بلڈنگیں ہیں۔ دو منزلی بلکہ سہ منزلی ہیں جس نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اولیاء اللہ کی قبور کو روضہ فرمایا ہے۔ مگر وہابی ہیں کہ اُن کو بت۔ شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں۔ اور ان کو گرانا واجب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پہ پاؤں رکھنے کی بہت سخت وعید فرمائی ہے۔ مگر یہ ایسے باغی رسول ہیں۔ ان کو گرانا واجب قرار دے رہے ہیں۔

سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی قبے بنے ہوئے تھے۔

اگر قبول کو گرانا واجب ہوتا تو امام المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ضرور اُس کو گرا دیتے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَھْرَہٗ اِلٰی قُبَّۃِ اٰدَمَ فَقَالَ اَلَا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَۃٌ۔ (مسلم شریف ص۱۱۱ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کے قبے سے ٹیک لگا کر ہم کو خطاب فرمایا نیز فرمایا کہ جنت میں سوائے مسلمان آدمی کے کوئی شخص داخل نہ ہو گا۔

اصحاب کہف کے مزارات پر گنبد

نہایت ہی مستند تفسیر مدارک میں فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْھِمْ بُنْیَانًا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

فَقَالُوْا حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ (ابْنُوْا عَلَیْھِمْ بُنْیَانًا) اَیْ عَلٰی بَابِ کَھْفِھِمْ لِئَلَّا یَتَطَرَّقَ اِلَیْھِمُ النَّاسُ ضِنًّا بِتُرْبَتِھِمْ وَمُحَافَظَۃً عَلَیْھَا کَمَا حُفِظَتْ تُرْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَظِیْرَۃِ۔

جب اصحاب کہف علیہم الرضوان کو اللہ تعالےٰ نے وفات دی تو لوگوں نے کہا ان پر یعنی ان کے دروازے کے باہر ان کی غار پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ بدعقیدگی سے ان کی قبروں پر پاؤں نہ رکھیں اور اس عمارت سے ان کی آرام گاہ کی حفاظت ہو جائے گی۔ جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی حفاظت گنبد شریف سے کی گئی ہے۔

(تفسیر مدارک ص۱۳ ج ۳ مطبوعہ مصر)

تفسیر و حدیث کے حوالہ سے معلوم ہُوا کہ وہابیہ نجدیہ کا مزارات اور قبہ جات اور

گنبدوں کا گرانا صرف عناد اور بغض کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ وہابیہ نجدیہ کے قاضی شوکانی نے خود اپنی مشہور کتاب نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ تَحْرِیْمُ رَفْعِ الْقُبُوْرِ ظَنِّیٌّ قبور کو اونچا کرنے کی حرمت ظنی ہے۔ یعنی یقینی نہیں ہے۔ (نیل الاطار ص۹ ج)

نبی پاک اور دیگر انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا شرک ہے۔

وہابیوں کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن نے قبور کے لئے سفر کرنا ابن تیمیہ کے نزدیک شرک کے اسباب سے لکھا ہے، کہ

عقیدہ:۔ وَهٰذِهٖ هِيَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِيْ اَفْتٰى فِيْهَا شَيْخُ الْاِسْلَامِ...... اَعْنِيْ مَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ زِيَارَةِ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

اور اس مسئلہ پر ابن تیمیہ نے فتوےٰ دیا ہے جس شخص نے محض انبیاء کرام اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کیا۔ (وہ مشرک ہے)

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۲۱۵)

ابن تیمیہ کی معنوی اولاد میں سے اسماعیل دہلوی قتیل نے بھی لکھا ہے کہ

عقیدہ:۔ ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کرکے جاوے۔ یا وہاں روشنی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر چڑھاوے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرکے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے اسپر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دلیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ مراد مانگے۔ مجاور بن کر بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے۔ اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو شرک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۱۲)

نبی پاک کے روضہ پر سلام کرنا منع ہے

عقیدہ :۔ قصداً اور ارادۃً قبر نبوی پر سلام کے لئے جانا ممنوع ہے۔ شریعت نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔ (ہدایۃ المستفید ص۱۸۱ ج۱)

عقیدہ :۔ قبر نبوی کے پاس آکر صلوٰۃ والسلام کہنے یا وہاں نماز پڑھنے یا دُعا وغیرہ کرنے کی شریعت اسلامیہ میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ بلکہ اس سے روکا گیا ہے۔

(ہدایۃ المستفید ص۱۸۱ ج۱)

سوال :۔ یہ حدیث کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی صحیح ہے یا نہیں؟

عقیدہ : جواب :۔ قبر یا روضہ کی نیت سے جانا صراحۃً ممنوع ہے۔

(صحیفہ اہلحدیث کراچی ص۲۳ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ)

حافظ عبداللہ روپڑی رقمطراز ہیں کہ

عقیدہ :۔ طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں صرف کسی جگہ کیطرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے۔ ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی یہاں سے مسجد نبوی کی نیت پر سفر کرے اور وہاں پہنچکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ (مسئلہ زیارت قبر نبوی ص۱۸)

روپڑی صاحب دوسری کتاب میں کہتے ہیں کہ

عقیدہ :۔ وہاں سفر کرنا زیارت کے لئے جائز نہیں۔ بلکہ مسجد نبوی کی نیت سے

ے سائل حدیث کے متعلق دریافت کر رہا ہے۔ مگر وہابی مجیب صراحۃً اُس سے کانہ کتراتے ہُوئے کچھ اور ہی جواب دے رہا ہے۔ یہ ہے وہابی اکابر کا علم در اصل دشمنانِ مصطفےٰ کے سینوں میں علم دین کیسے جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

سفر کرنا چاہیئے۔ جب مسجد نبوی میں نماز سے فارغ ہو جائے تو قبر کی بھی زیارت کرے۔

(سماع موتی صفحہ ۹۱)

وہابیوں کے سردار مولوی ثنار اللہ امرتسری سے کسی سوال کیا۔

عقیدہ :۔ کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہونا حرام ہے۔

امرتسری نے اس کا جواب دیا ہے۔

حرام کا فتویٰ تو ہم نے دیا نہیں[۱]۔ البتہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اسی ضمن میں دوسرا کام بھی ہو جائے۔ تو جائز ہے۔

(فتاوی ثنائیہ صفحہ ۳۵ ج ۱ مطبوعہ بمبئی)

عقیدہ :۔ مرزا قادیانی کے ممد و معاون مولوی ثنار اللہ امرتسری نے مزید لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر سفر کر کے جانا۔ میرے ناقص علم میں ثابت نہیں بلکہ بظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۱۲ ۱۶ اگست ۱۹۱۲ء)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ

عقیدہ :۔ اولیاء اللہ کے قبروں کی زیارت کے واسطے آنا انہی بدعات میں سے ہے اور ان سفروں میں اگرچہ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور یہ سفر ان کو شرک کے ظلمات اور اللہ تعالیٰ کی غضب کی وادی میں پہنچاتے ہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۹)

---

[۱] وہابیوں کے سردار کس طرح صریحاً کذب بیانی سے کام لیا ہے جس فرقہ کے سردار کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی اس فرقہ کے دوسرے مولویوں اور ان کے مقتدیوں کو جھوٹ بولتے کیسے شرم و حیاء آئیگی۔ فقیر عدالتوں میں وہابی مولویوں کو دیدہ دانستہ جھوٹ بولتے دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ مگر جب سے امرتسری کا یہ بیان پڑھا ہے وہ سب حیرانگی دور ہو گئی اور یقین آگیا کہ ان کو اپنے بڑوں کا ہی یہ سبق ہے کہ خوب دل کھول کر جھوٹ بولو۔ فقیر عدالتوں میں وہابی مولویوں کے جھوٹ عنقریب شائع کر رہا ہے۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہٗ)

قارئین کرام! وہابیہ نجدیہ کے مندرجہ بالا عقائد آپ نے پڑھے۔ پڑھتے ہی مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔ مگر ان ناعاقبت اندیش حضرات کو قطعاً کچھ خیال نہ آیا کہ ہم رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ اور قبرِ انور کے متعلق کیا لکھ رہے ہیں۔ اب احادیث شریفہ کی روشنی میں زیارت قبر نبوی کی شان ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کا یہ ارشاد ہے کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ — جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت ضروری ہو گئی۔

دار قطنی۔ شرح المناسک لابن حجر۔ صحیح ابن خزیمہ۔ شفاء السقام ص۱۱ شرح شفاء ملا علی قاری۔ مشکوٰۃ شریف۔ اشعۃ اللمعات فارسی ص۔ مرقاۃ۔ مظاہر حق ص۔ جذب القلوب۔ مدارج النبوۃ۔ فضائل حج ص۱۸۲ وفاء الوفا للسمہودی۔ کتاب الوفا لابن جوزی ص۔)

مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یُهِمُّهٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا۔ (طبرانی۔ فضائل حج ص۱۸۳ شفاء السقام ص۱۳) — جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ اس کی سفارش کروں۔

سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات تو فرمائیں کہ میری قبر کی زیارت کی نیت اور ارادہ کر کے آنے والے کیلئے میری شفاعت اور سفارش لازمی ہے۔ مگر وہابیوں کے اکابر یہ کہیں کہ وہ حرام کار اور مشرک ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ — جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۔ فضائل حج۔ شفاء السقام ص۲۴ جذب القلوب فارسی۔)

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ — جس شخص نے حج کیا۔ اور میری زیارت

فَقَدْ جَفَانِیْ۔ نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(شفاء السقام ص۱۲، شرح شفا لعلی قاری۔ جذب القلوب فارسی ص۔ فضائل حج ص۱۸۱)

دیو بندیوں کے مولوی ذکریا سہارن پوری نے اپنی کتاب فضائل حج میں لکھا۔

علامہ سبکی (علیہ الرحمۃ) نے لکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سفر شام سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت ہے۔ جو متعدد روایات میں مذکور ہے۔ (فضائل حج ص۱۹۶)

مولوی ذکریا سہارن پوری لکھتے ہیں کہ

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ عنہ) مستقل طور پر شام سے اُونٹ پر سوار قاصد بھیجا کرتے تھے۔ تاکہ قبر اطہر پر ان کا سلام پہنچائیں۔

(فضائل حج ص۱۹۶)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے نزدیک دُعا مانگنا بدعت ہے

وہابیوں کے مجتہد نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ:۔ **عقیدہ**:۔ دُعا کردن نزد قبر مبارک برائے خود بدعت است۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے نزدیک اپنے لئے دعا مانگنا بدعت ہے۔ (نہج المقبول فارسی ص۴۳ مطبوعہ بھوپال)

دیو بندی وہابیوں کے مولوی حبیب اللہ ندوی نے لکھا ہے

عقیدہ:۔ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں بڑے بڑے حادثات آئے قحط پڑے وبائیں پھوٹیں۔ مگر ایک صحابی نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب جاکر نہ دُعا مانگی اور نہ آپ کو واسطہ بنایا[1]۔ (فاران توحید نمبر کراچی ص۱۸۲)

---

[1] افسوس ندوی صاحب میں کچھ علم ہوتا اور کتب معتبرہ کا مُطالعہ کر لیتے تو کبھی بھی صحابہ کرام

ندوی صاحب نے مزید گل فشانی کرتے ہوئے اکابر اولیاء اللہ اور مسلمانوں کو اپنے فتوے کی تیز دھار سے مشرک بنا دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ قبروں پر جاکر اہل قبر سے کچھ مانگنا تو کھلا شرک ہے لیکن قبروں پر جاکر براہ راست اللہ سے مانگنے کی فضیلت وخصوصیت بھی قرآن وسنت سے کہیں نہیں ملتی۔ (فاران توحید نمبر کراچی صنت ۲۴)

قارئین کرام :- وہابیوں کی اس کذب بیانی اور رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے دشمنی کی تردید وہابیوں کے ہی مولوی ذکریا سہارن پوری کی تحریر سے ہی پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء عباسیہ میں سے منظور عباس نے حضرت امام مالک سے دریافت کیا۔ کہ دعا کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف؟ تو حضرت امام مالک (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جب کہ آپ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم (علیہ السلام) کا بھی وسیلہ ہیں حضور کی طرف منہ کرکے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت چاہو۔ اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے۔ (علامہ زرقانی (علیہ الرحمۃ) کہتے ہیں)

اس قصے کو قاضی عیاض (علیہ الرحمۃ) نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے۔ اس کا انکار کرنا ناشائستہ جرأت ہے۔ (شرح مواہب)

علامہ قسطلانی شافعی (علیہ الرحمۃ) نے مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہیئے بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پکڑیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت چاہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ اقدس ایسی ہی ہے۔ کہ جب ان کے ذریعے سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالےٰ شانہ قبول فرمائیں۔

(فضائل حج صـ)

اور تابعین کے عقیدہ پر یہ الزام تراش نہ کرتے صحابہ کرام کا اور تابعین قبر اطہر پر آنا اور دعا کرنا روایات سے ثابت ہے تبلیغی جماعت والے اپنے دیوبندی بزرگ کا یہ صریح جھوٹ فضائل حج کتاب کا مطالعہ کرکے پکڑ سکتے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پہ پہنچ کر گر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ کو پہنچا تھا اور آپ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا۔ اس کو ہم نے محفوظ کیا۔ اس چیز میں جو آپ پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کی (یعنی قرآن پاک) یہ وارد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝	اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا۔ آپ کے پاس آجائے اور آکر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہٗ کو توبہ قبول کرنیوالا رحم کرنے والا پاتے۔

اس کے بعد اس بدو نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہو گئی[1]۔ (حاوی) (فضائل ج ص ۲۵۳، ص ۲۵۴)

وہابیوں کے مولوی ذکریا سہارنپوری ہی علامہ سمہودی کی کتاب وفا الوفاء کے حوالہ سے سرکار امیر المومنین خلیفہ دوم خلیفہ برحق سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے وہابیہ کے عقائد کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے۔ انہوں نے خواب میں حضور

---

[1] تفسیر مدارک۔ جذب القلوب فارسی میں بھی یہ روایت موجود ہے (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ۔ ارشاد فرمایا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے میرا اسلام کہہ دو اور یہ کہدو کہ بارش ہوگی ۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ عَلَیْکَ الْکَیْسَ الْکَیْسَ (ہوشمندی اور ہوشیاری کو مضبوط پکڑی) وہ شخص حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیام پہنچایا ۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سُن کر رونے لگے اور عرض کیا یا اللہ میں اپنی قدرت کے بقدر تو کوتاہی نہیں کرتا ۔ (وفاء الوفاء) (فضائل حج ص۲۵۵)

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضۂ اطہر پر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حاضری دیتے تھے ۔ جیسا کہ جلیل المرتبت محدثین نے نقل فرمایا ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے کے بارے میں منقول ہے کہ

اتی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوقف فرفع یدیہ حتّٰی ظننتُ انّہٗ افتتح الصلاۃ فسلّم علی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم ثمّ انصرف ۔

نبی اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے ۔ پھر وہاں کھڑے ہوکر سلام کرنے کے لئے اس حد تک ہاتھ اُٹھائے کہ میں سمجھا نماز پڑھنے کے لئے ہاتھ بلند کررہے ہیں ۔ اس شان ادب کے ساتھ ۔

اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا ۔ پھر چلے گئے ۔

(اشفاء السقام ص)

حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ محدث نے حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالٰے عنہما کے متعلق روایت نقل فرمائی ہے کہ

ان عبد اللہ بن عمر کان اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر اَلسّلامُ عَلَیْکَ یا اَبَتَاہُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری دیتے اور السلام علیک یا رسول اللہ ۔ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ عرض کرتے

(اشفاء السقام ص)

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابیہ نجدیہ کے دل میں سُلطانِ کونین وسیلتنا فی الدارین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان کی کس قدر عزت وعظمت ہے۔ اور قرآنِ پاک جو کہ تمام آسمانی کتابوں کی سردار ہے اُس کی کتنی توقیر و منزلت ہے۔ خُداوندِ کریم ایسے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ سے ہمیشہ ہمیشہ بچائے۔ آمین!

اعلحضرت عظیم البرکت اِمام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا ہے ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمّتِ رسول اللہ کی

وہابیہ دیوبندیہ کے ممدوح رشید احمد گنگوہی کا بھی وہابیوں کے بارے میں ارشاد پڑھیئے۔" جو علماء دین کی توہین اور ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ قبر کے اندر ان کا مُنہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ غیر مقلدین چونکہ آئمہ دین کو بُرا کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمایا ہے۔

(تذکرۃ الرشید ص۲۸۲ جلد ۲ سطر ۲۱ تا ۲۲ مطبوعہ دہلی)

اب ابوالکلام آزاد کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے وہابیوں کے متعلق نظریات اور خیالات ملاحظہ فرمائیے یہ سب واقعات وہابیہ کے ممدوح ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب آزاد کی کہانی میں تحریر کیے ہیں۔

کفر پر وثوق

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے بزرگ مولوی ابوالکلام آزاد اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"جہاں تک مجھے خیال ہے۔ وہ وہابیوں کے کفر پر وثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے۔ اُنہوں نے بارہا فتوے دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔" (آزاد کی کہانی صفحہ ۱۷۳)

وہابیوں کا کفر یہود ونصاریٰ سے بھی اشد ہے

مولوی ابوالکلام آزاد دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

"جب ہم ذرا اور بڑے ہوتے تو والدِ مرحوم کے واعظ اور گھر کی باتوں کو بھی خوب سمجھنے لگے۔ ہمیشہ وہابیوں کے عقائد کا رد رہتا تھا۔ کوئی بات کہی جاتے وہ فوراً یاد آجاتے تھے گریز یوں ہوتا تھا کہ مگر وہابی یوں کہتے ہیں۔ پھر ان کا رد کیا جاتا تھا۔ رد ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا جس کے صاف معنے ان پر لعن اور ان کی تکفیر کے تھے۔ ہم نے سینکڑوں مرتبہ والدِ مرحوم سے سُنا کہ اِن (وہابیوں) کا کفر یہود ونصاریٰ کے کفر سے بھی اشد ہے۔ یہود ونصاریٰ بھی اپنے پیشواؤں کے منکر نہیں ہیں۔ یہ خبیث تو خود اپنے پیغمبر کے منکر ہیں۔"

(آزاد کی کہانی صفحہ ۳۵۱)

علامہ قطب الدین دہلوی مظاہر حق کے مصنف ان غیر مقلد وہابیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ؛

"جو کوئی اِن چار مذہبوں کے حق نہ جانے یا ان کی پیروی کو بدعت کہے وہ خود گمراہی اور دوسروں کا گمراہ کرنے والا اور ایسوں نے گمراہ کیا بہتوں کو۔ اور خود بہک گئے سیدھے راہ سے۔"

ایک مذہب کا اختیار کرنا تعیین کر کے واجب ہے۔ اور التقاط کرنا یعنی کوئی عمل ایک مذہب کے موافق اور کوئی دوسرے کے موافق اپنے نفس کے خواہش کے مطابق کرنا اور اس خلط ملط کو محمدیت کہنا محض گمراہ ہونا اور گمراہ کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ ضالین اور مضلین میں بیشک داخل ہیں۔ اگر کافر ہو کر مریں تو تعجب نہیں۔"

(حاشیہ توفیر الحق صفحہ ۶۵-۶۶)

دنیائے علم کی ممتاز شخصیت حضرت علامہ حافظ محمد نذیر صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ کریما کی شرح ذرِ یکتا[1] میں فرماتے ہیں کہ؛

"فرقہ گمراہ وہابیہ کہ مصداق کان من الکافرین اند در علم خدا ازل شقی و بدبخت پیدا شدہ اند بر قول و فعل شان اہلِ ایمان کہ عمل کنند و کجا پسند اہلِ اسلام ازیں گمراہاں و از صحبت ناپاک شان دور میباشند خدا ز دشمنانِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مارا ز اعدائے خلفائے اربعہ و دشمنانِ اہلِ بیت و اولاد و آل و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع مسلمانان سنت و جماعت را بر کنار داشتہ بجنت خود و

---

[1] ذرِ یکتا شرح کریما آج سے ایک سو سات سال پہلے سنہ ۱۲۹۰ھ میں مطبع نامی منشی نولکشور میں چھپی تھی۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

محبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و حب آل و اصحاب و اولاد امجاد و اہلِ بیت اطہار و اتباع احیاء اخیار و اخلاء ابرار الیٰ یوم یوم القرار برقرار داشتہ بمراتب اعلےٰ رساند و حسن خاتمہ نصیب فرمائد اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْوَھابیۃ والروافض والخوارج وجمیع اھل الکفر والشرك والنفاق ۔"

(دُرِ یکتا شرح کریما ص۱۲ مطبوعہ نولکشور)

علامہ عبدالرحمن سلہٹی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب سیف الابرار[1] علی المسلول الفجار میں لکھا ہے کہ :

یعنی وہابیانِ متکبر ! — زکراماتِ اولیاء منکر !
قومِ لامذہبانِ کور سواد ! — مفسد و حیلہ ساز و بدبنیاد
از رہِ اعتقاد فاسد خویش — بہ تغیر اصول مذہب و کیش
برخلاف عقائد جمہور ! — در رہ شرع افگند فتور
لیک در شانِ فرقہ مردود — انچہ گفتم ز غیرت دین بود

(سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۳۰۴ مطبوعہ کانپور و ترکی)

مولانا سید دلدار علی صاحب مذاق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

دشمنِ مصطفےٰ ہیں وھابی — دوست سے کب ایسی بے ادبی
بخدا کچھ عجب خبیث ہیں یہ — منکر آیت و حدیث ہیں یہ
رافضی خارجی کے ہیں یہ چچا ! — کیونکہ ہیں دشمنِ رسولِ خدا
چڑ گئی ہے انہیں جیرِ توحید — ہیں یہ مشرک نجس خبیث و پلید
حق سے خالی ہے سب کلام ان کا — کفر سے شرک و چرک سے ہے بھرا

---

[1] علامہ عبدالرحمن سلہٹی علیہ الرحمۃ کی یہ تصنیف لطیف آج سے ۹۸ سال قبل ۱۳۰۱ھ میں مطبع نظامی کانپور میں شائع ہوئی ہے۔ بعد ازیں ترکی والوں نے اس کو شائع کیا ہے

اے مذاق ان پہ ہے خدا کی مار — اور نبی و علی کی ہے پھٹکار

(دُرِ یکتا شرح کریما ص۱۵ مطبوعہ نولکشور)

حضرت علامہ محمد عبد الرحمٰن صاحب سلہٹی علیہ الرحمۃ نے مزید لکھا ہے کہ:

وائے کہ این فرقۂ وہابیاں! — بستہ با فسادِ شریعت میاں
این چہ گروہے ست رد افض خصال — بدگہر و بد عمل و بد مآل!
باعث فساد و جہول و ظلوم — مفسدِ دین منکرِ اہلِ علوم
مدعی دین و مفتن ہمہ — مفتری و فاسق و ملعن ہمہ
سینہ نشان یا دل پر مکر و غیض — گندہ تر از لیفۂ و مجرائے حیض
رسم بد این ہمہ ناپاک خوئے — فتنہ بدین کردہ بپا چار سوئے
این چہ گروہے ست شیاطین نژاد — بد دل و بد مذہب و بد اعتقاد
خامہ ازین فرقۂ لا مذہباں! — چند زند حرف بنوکِ زباں

(سیف الابرار علی المسلول الفجار ص۱۰)

ان اشعار کے بعد علامہ عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"درحقیقت این فرقہ غیر مقلدین بدتر از خارجی و رافضی ہستند"

(سیف الابرار ص۱۱)

مندرجہ بالا ابوالکلام آزاد کی تحریر کردہ عبارات سے اظہر من الشمس ہے کہ ان کے والدِ ماجد کو وہابیوں کے کفر پر وثوق تھا اور ان کو دل سے کتنا برا سمجھتے تھے۔ اب ان کے والدِ ماجد علیہ الرحمۃ کے انتقال کے واقعات جو کہ ابوالکلام آزاد کے خود بیان کردہ ہیں پیش کیے جاتے ہیں۔

آزاد کے والد ماجد کا انتقال

مرض الموت تقریباً دو ہفتے رہا۔ اس سے پہلے وہ بالکل تندرست تھے۔

اس موقعہ پر میں پونا میں تھا۔ خبر ملتے ہی کلکتے آیا۔ اور پہنچنے کے چند گھنٹوں بعد انتقال ہوا۔ آخروقت ہوش و حواس بالکل قائم تھے۔ شناخت وغیرہ میں بالکل فرق نہ آیا تھا۔ عین وفات کے وقت سے آدھ گھنٹہ پہلے تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ اور ضروری وصایا فرماتے رہے۔ اس کے بعد کہا کہ میرے پیچھے سے تکیہ ہٹا دو۔ ضعف اس درجہ تھا کہ خود حرکت نہ کر سکتے تھے جب وہ لیٹ گئے تو حافظ ولی اللہ مرحوم سورۂ یٰسین پڑھنا شروع کی۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جس کا بظاہر مطلب یہ تھا کہ روک دو۔ اس پر تعجب ہوا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے لب ہل رہے تھے۔ ایک لمحے بعد کسی قدر بلند آواز سے خود پڑھنا شروع کیا۔ اور معلوم ہوا کہ وہ خود ہی سورۂ یٰسین پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کی برابر آواز سنتے رہے اور جب اس آیت پر پہنچے یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ہ تو آنکھیں بند کر لیں۔ اور خود دونوں گھٹنے دراز کر دیئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد جسم کو ایک سخت لرزا ہوا۔ اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کوئی خاص حالت احتضار کی ان کی وفات میں نظر نہ آئی۔"

(آزاد کی کہانی ص۱۵۵)

ناظرین کرام! ایسی ہی موت کے لیے میرے اعلٰحضرت عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا ہے۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر مرگیا

مولانا عبدالحق حقانی علیہ الرحمۃ جو کہ تفسیر حقانی کے مصنف ہیں۔ ان کا بیان خود سر اردو ہا بیاں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی تفسیر ثنائی اردو میں درج کیا ہے کہ: "آج کل ایک فرقہ نیا پیدا ہوا ہے۔ جو اپنے آپ کو غیر مقلد

اہلحدیث سے ملقب کرتا ہے۔" (تفسیر ثنائی ص۱۹ ج ۲ مطبوعہ امرتسر)

وہابیت کا علاج

ممدوح وہابیاں ابوالکلام آزاد نے اپنے والد ماجد کے نزدیک وہابیت کا جو علاج تھا وہ بھی لکھا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں کہ:

"وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ وہابیوں کا علاج تمہیں معلوم نہیں۔ تم لوگ بحث کرنے لگتے تھے۔ ان کا علاج جوتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے گو بدبخت حریف سامنے موجود نہ ہو لیکن وہ اپنے جوتے کی طرف ہاتھ اس طرح لے جاتے تھے گویا اُتار کر ایک اسلحۂ جہاد کی طرح استعمال میں لانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔ انہوں نے یہ اسلحہ بارہا استعمال بھی کیا تھا۔ ایک مثنوی بھی کبھی کبھی شوق میں آکر پڑھتے تھے جو بڑی فصیح و بلیغ تھی ایک شعر اس کا مجھے اب تک یاد ہے۔

وہابی بے حیا، جھوٹے ہیں یارو!
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو

تڑا تڑ کے لفظ پر بہت زور دیتے تھے۔ گویا اس شعر میں جس عمل کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کی ساری سپرٹ اس لفظ میں مضمر ہے۔" آزاد کی کہانی ص۳۶۰، ص۳۶۱

ابوالکلام آزاد کا وہابیوں کے متعلق تخیل!

ابوالکلام آزاد رقمطراز ہیں کہ:

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں میرا تخیل یہ تھا کہ وہابی کوئی خاص طرح کی بڑی مکروہ اور قابلِ نفرت مخلوق ہے۔ میں اپنے ذہن میں اس کا تصور یوں کرتا تھا کہ ایک قبیح صورت انسان جس کا آدھا چہرہ کالا ہے۔ اور پیشانی پر بہت بڑا گھٹا ہے۔ یہ اس لیے کہ حافظ صاحب کی زبانی سنتے تھے کہ دل کے کفر اور بغض رسول کی وجہ سے وہابیوں کا آدھا منہ کالا ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پیشانی پر ایک بہت بڑا گھٹا بنا لیتے ہیں۔ ہمارے دیوان خانے میں اس بارے میں خاص مصطلحات اور اسمار تھے۔ دنیا کی ہر مکروہ اور خبیث چیز اسی لقب (وہابی) سے پکاری جاتی تھی۔ حافظ جی کہتے تھے۔ شب کو اس قدر وہابی تھے کہ نیند نہ آئی۔ یعنی مچھر بہت تھے۔ دیوان خانے میں کتابوں کے صندوق پڑے تھے۔ ان کے نیچے وہابی چلے جاتے تھے۔ اور پیندے میں سوراخ کر دیتے تھے۔ یعنی چوہے۔ چنانچہ بڑی جدوجہد کے ساتھ وہابیوں کو پکڑا جاتا تھا اور ہم لوگ یوں حساب کرتے تھے۔ آج دو وہابی مارے گئے۔ ایک بہت بڑا وہابی بھاگ گیا۔

ایک بڑا ہی بدصورت آدمی تھا۔ ایک آنکھ سے کانا دوسری میں بھی جالا۔ چہرے پر شاید فالج گرا تھا۔ ایک طرف سے لب بھی ٹیڑھے تھے رنگ بالکل سیاہ۔ رستے میں ہم کبھی کبھی حافظ صاحب کے ساتھ کھڑے سڑک پر جاتے۔ تو اس غریب کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتے دیکھو وہ خبیث وہابی کھڑا ہے۔ مجھ پر اس کی خوفناک صورت کا واقعی بڑا ہی دہشت انگیز اثر پڑتا۔ مجھے یاد ہے کئی مرتبہ میں نے نیند میں ایسے خوفناک

وہابی کو دیکھا اور ڈر کے مارے رونے لگا۔"

(آزاد کی کہانی صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

جنازہ پر اجتماع

ممدوح الوہابیہ ابوالکلام آزاد اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ (جو کٹر سُنی تھے) کے جنازہ پر اجتماع اور اُس کا پُرکیف آنکھوں دیکھا منظر بیان کرتے ہیں کہ:

"کلکتے میں شاید ہی اتنا مجمع کسی واقع پر ہوا ہو جتنا اُن کے جنازہ پر ہوا۔ چند گھنٹوں کے اندر ہی نہ صرف شہر بلکہ اطراف تک خبر پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ جنازہ اُٹھنے کے ساتھ ہی تمام سڑکیں اور ناکے بند ہو گئے گاڑیوں کی نقل و حرکت رُک گئی اور حالت یہ ہو گئی کہ جنازہ گھنٹوں تک صرف لوگوں کے ہاتھوں پر ہی جاتا رہا۔ کاندھے پر رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ لوگوں کی کثرت کا یہ حال تھا کہ رات کے بارہ بجتے بجتے پانچ مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ ایک مرتبہ جامع مسجد میں اور چار مرتبہ قبرستان کے میدان

لے محدثِ اعظم پاکستان، نائبِ اعلیٰحضرت مخدوم اہلسنت حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ بانی جامعہ رضویہ لائل پور شریف کے انتقال کا پُرکیف منظر بھی اسی قسم کا تھا۔ ان کا جنازہ مبارکہ کا منظر بھی اپنوں اور بیگانوں نے دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی عاشقِ رسولِ کریم کا جنازہ جا رہا ہے۔ جنازہ پر انوار و تجلیات کا نزول خود لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنی عمر میں کسی گستاخِ رسول بے دین سے ہاتھ نہیں ملایا۔ خواہ کوئی افسر ہو یا کوئی اور رہو۔ اور گستاخانِ رسول کے کفر پر آپ کر بھی وثوق تھا۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

ہیں لیکن چھیٹی جماعت کے لیے پھر ہزاروں سنئے آدمی آگئے بالآخر
بڑی سخت کوشش سے مزید التوا رکو روکا ۔ اور دفن کیے گئے
(آزاد کی کہانی ص۱۵۷، ۱۵۸)

ناظرین کرام! گستاخانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر پر وثوق رکھنے اور تشدد سے ان کا رد کرنے والے اور قطع تعلق کرنے والے عاشقِ صادق کے انتقال کا منظر جو کہ ممدوح الوہابیہ آزاد کا اپنا ہی بیان کردہ ہے آپ نے پڑھا ہے ۔ ہم اہلسنت وجماعت حضرات کو بھی انہیں کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے ۔ اگر یہ طریقہ درست نہ ہوتا تو ابوالکلام آزاد کے والد ماجد علیہ الرحمہ کو ایسی سعادت کبھی نصیب نہ ہوتی ۔ یہ سعادت نصیب ہونا بیّن دلیل ہے کہ بدمذہبوں اور گستاخانِ رسول کے ساتھ ایسا سلوک کرنا بالکل درست ہے ۔ خداوند کریم بجاہ النبی الکریم العلیم القسیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ثابت قدم رکھے ۔ اور حق بات کہنے کی توفیق بخشے ۔ آمین ثم آمین ۔

نعمت کبریٰ شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے ۔ جس میں خلفاء راشدین علیہم الرضوان سے میلاد شریف منانے کا ثبوت درج ہے ۔ نہایت ہی مفید کتاب ہے ۔ ادارہ نے عربی اردو یکجا شائع کی ہیں ۔
قیمت: ۹ روپے

القول البدیع علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی درود شریف کے موضوع پر بینظیر عربی تصنیف ہے ۔ عرصہ سے نایاب تھی ۔ ادارہ نے شائع کی ہے ۔
قیمت: ۱۸ روپے

ہدیۃ المہدی مولوی وحید الزماں حیدرآبادی غیر مقلد کی تصنیف ہے ۔ جس میں اس نے اسماعیل دہلوی قتیل کے عقائد اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا رد کیا ہے ۔ ہر اہلسنت وجماعت کے عالم اور مبلغ کے پاس اس کا ہونا از حد مفید ہے ۔
قیمت: ۸ روپے

مولانا محمد ضیاء اللہ قادری کی دیگر تصانیف

الانوار المحمدیہ اس کتاب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کے بارے قرآن و حدیث اور تفاسیر سے ثبوت دیا گیا ہے نیز دیوبندی اور وہابی اکابرین کی کتب سے نورِ حسّی ہونا ثابت کیا ہے۔ توارت، زبور، انجیل کی کتب سے نبی آخر الزمان کی بشارات کا تذکرہ ہے اس کتاب میں ۴۰۰ مستند کتب کے حوالہ جات درج ہیں۔ مجلد ساڑھے سولہ روپے صرف (دوسرا ایڈیشن)

عقائد وہابیہ اس کتاب میں غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے اکابر کے عقائد ان کی ہی کتابوں سے پیش کر کے ان کا رد قرآن و حدیث سے کر کے حقانیت اہلسنت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے نیز غیر مقلدین حضرات کے فقہی عقائد بھی تفصیلاً درج کیے ہیں۔ قیمت ۱۸ روپے

قصرِ وہابیت پر بم وہابیوں کی عیاریاں اور مکاریاں روزِ روشن کی طرح عیاں کی گئی ہیں۔ تحریف، یہودیانہ کتر وبیونت، کذب جھوٹ بولنا اکابرین وہابیہ کا شیوہ ہے کا ثبوت ان کی کتابوں سے بیان کیا گیا ہے نیز مناظروں میں وہابیوں کی شکست کا بھی بیان ہے قیمت: دس روپے صرف

فرقہ ناجیہ اس کتاب میں ۸۰ مستند کتب سے ثابت کیا ہے کہ ناجی اور جنتی فرقہ صرف اور صرف اہلسنت وجماعت ہے نیز نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے اہلسنت وجماعت کا ناجی ہونا ثابت ہے۔ قیمت ۲ روپے

وہابیت اور مرزائیت اس کتاب میں وہابی مولویوں کے نزدیک مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کے فتوے درج کیے گئے ہیں۔ قیمت: ۳ روپے

سیرتِ غوث الثقلین سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن سے لے کر آخر تک حالات اور کرامات کا تذکرہ ۱۱۱ مستند کتب سے درج کیا ہے۔ حضرت کی کرامات پر بدعقیدہ جو اعتراضات کرتے ہیں ان کا جواب ان کے بڑوں کی کتابوں سے دیا ہے قیمت: سات روپے

ملنے کا پتہ: (۱) لاثانی کتب خانہ نزد جامع مسجد دو دروازہ سیالکوٹ
(۲) قادری کتب خانہ جامع مسجد تحصیل بازار سیالکوٹ